

الاصالة
في
تميز الصحابة
أردو

تأليف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی جلالہ علیہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہنشاہ علوی

مکتبہ رحمانیہ



معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مَجْلِسُ التَّحْقِیْقِ الْإِسْلَامِیِّ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الاصطلاح
فی
المتین
(اردو)
(صحابہ کرامؓ کا انسائیکلو پیڈیا)

الاصطلاح فی متین الصحاح (اردو)

(صحابہ کرامؓ، فضول شہ، علیم جمیعین کا انسائیکلو پیڈیا)

جلد ۵

تالیف www.KitaboSunnat.com مترجم

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ احسانیت

اقرأ سنٹر عرفی سٹریٹ، اردو بازار لاہور





مکتبہ احسانیت

اقرا سنٹر، عرفی سٹریٹ، اڈو بازار، لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الاصطلاح فی تفسیر الصحیح (اردو) جلد ۱
تالیف	حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
مترجم	مولانا محمد عامر شہباز علوی
ناشر	مکتبہ احسانیت
مطبع	اقرا سنٹر، عرفی سٹریٹ، اڈو بازار، لاہور
	خضر حبیب پرنٹرز

www.KitaboSunnat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

قسم الرابع

باب فہین کے بعدراء

۶۹۳۸ غرقة بن مالك الازدى ۴۹

۶۹۳۹ غرقة (هيب کے والد) //

باب فہین کے بعدزاء

۶۹۴۰ غزیه بن الحارث ۵۰

۶۹۴۱ (ز) غزیه بن سواد //

باب فہین کے بعدشہین

۶۹۴۲ غشمیر بن خرشہ القارئ //

باب فہین کے بعدضاد

۶۹۴۳ غضیف بن حارث الکندی //

باب فہین کے بعدطاء

۶۹۴۴ غطیف بن ابی سفیان //

قسم الثانی از حرف غین

باب فہین کے بعدنون

۶۹۴۵ (ز) غنیم بن قیس المازنی ۵۲

باب فہین جس کے بعدنون

۶۹۴۵ (ز) غنیم بن کلب جُمَحَتی ۵۳

باب فہین کے بعدمیم

۶۹۴۶ عمر الجمحی //

۶۹۴۷ (ز) غنمہ بن عدی ۵۴

باب فہین کے بعدیاء

۶۹۴۸ (ز) غیلان بن جامع //

حرف الفاء

قسم اولی از حرف الفاء

باب فاء کے بعدالف

۶۹۴۹ فاتک بن عمرو خطمی ۵۵

۶۹۵۰ فاتک //

۶۹۵۱ الفاکہ بن بشر //

۶۹۵۲ الفاکہ بن سعد ۵۶

۶۹۵۳ الفاکہ بن المسکن //

۶۹۵۴ الفاکہ بن عمرو الداری //

۶۹۵۵ الفاکہ بن النعمان الداری ۵۷

۶۹۵۶ (ز) فائد بن عمارہ بن ولید بن مغیرہ //

۶۹۵۷ (ز) فائد (عبداللہ بن سلام کے آزاد کردہ غلام) ... //

باب فاء کے بعدتاء

۶۹۵۸ (ز) فتح (تیم داری کے غلام) //

باب فاء کے بعدجیم

۶۹۵۹ الفُجَیح //

باب فاء کے بعدواو

۶۹۶۰ فُذُذ بن خنابہ البکری ۵۸

۶۹۶۱ (ز) فُذیک ۵۹

۶۹۶۲ فُذیک بن عمرو السلامانی //

۶۹۶۳ فُذیک الزبیدی ۶۰

باب فاء کے بعدراء

۶۹۶۴ فوات بن ثعلبہ البهرانی //

۶۹۶۵ فوات بن حیّان //

۶۹۶۶ فراس بن حابس التمیمی ۶۱

۶۹۶۷ فراس //

۶۹۶۸ فراس بن عمرو الکنانی //

۶۹۶۹ فراس بن نصر ۶۲

۶۹۷۰ فراس الخزاعی //

۶۹۷۱ (ز) فداس //

۶۹۷۲ (ز) فراس ۶۳

- ۷۳ الفضل بن العباس (۷۰۰۳)
 ۷۴ فضیل (تغیر کے ساتھ) (۷۰۰۵)
 ۷۵ فضیل بن النعمان الانصاری السلمی (۷۰۰۶) //

باب قاء کے بعد لام

- ۷۶ الفلتان (۷۰۰۷)
 ۷۷ فلیت (ز) (۷۰۰۸)

باب القاء بعد حا الواو

- ۷۸ فویک (۷۰۰۹) //

باب قاء کے بعد یاء

- ۷۹ فیروز الثقفی (ز) (۷۰۱۰)
 ۸۰ فیروز الدیلمی (۷۰۱۱)
 ۸۱ الفیل (ز) (۷۰۱۲)

قسم الثانی از حرف فاء

قسم الثالث از حرف فاء

باب قاء کے بعد الف

- ۸۲ فاتک بن زید بن واہب العبسی (۷۰۱۳) //

باب قاء کے بعد راء

- ۸۳ فرات بن زید اللیثی (۷۰۱۴)
 ۸۴ فرات بن ثعلبہ البهرانی (۷۰۱۵)
 ۸۵ (ز) فرعان بن الاعراف (۷۰۱۶) //
 ۸۶ (ز) فرقد (۷۰۱۷)
 ۸۷ الفرزدق (۷۰۱۸) //
 ۸۸ (ز) فروخ (۷۰۱۹) //
 ۸۹ (ز) الفزع الرحمی (۷۰۲۰) //
 ۹۰ فروہ بہن عامر الجذامی (۷۰۲۱) //
 ۹۱ فروہ بن قیس الکندی (۷۰۲۲)
 ۹۲ فروہ بن نفاثہ (۷۰۲۳) //

- ۹۳ الفرافصہ الحنفی (۷۰۲۴) //
 ۹۴ فرقد العجلی (۷۰۲۵)
 ۹۵ فرقد (۷۰۲۶) //
 ۹۶ فروہ بن خراش الازدی (۷۰۲۷)
 ۹۷ فروہ بن عامر (۷۰۲۸) //
 ۹۸ فروہ بن عمرو (۷۰۲۹) //
 ۹۹ فروہ بن قیس (۷۰۳۰)
 ۱۰۰ فروہ بن قیس (۷۰۳۱) //
 ۱۰۱ فروہ بن مالک الاشجعی (۷۰۳۲)
 ۱۰۲ فروہ بن مسیک (تغیر کے ساتھ) (۷۰۳۳)
 ۱۰۳ (ز) فروہ بن معقل (۷۰۳۴)
 ۱۰۴ (ز) فروہ بن نباتہ (۷۰۳۵)

باب قاء کے بعد ضاد

- ۱۰۵ فضالہ بن حارثہ (۷۰۳۶) //
 ۱۰۶ فضالہ بن سعد العبدی (۷۰۳۷) //
 ۱۰۷ فضالہ بن عبد اللہ (۷۰۳۸) //
 ۱۰۸ فضالہ بن عبید (۷۰۳۹) //
 ۱۰۹ فضالہ بن عدی الانصاری الظفری (۷۰۴۰)
 ۱۱۰ فضالہ بن عمیر (۷۰۴۱) //
 ۱۱۱ فضالہ بن النعمان (۷۰۴۲)
 ۱۱۲ فضالہ بن ہلال المزنی (۷۰۴۳) //
 ۱۱۳ فضالہ بن ہند الاسلمی (۷۰۴۴) //
 ۱۱۴ (ز) فضالہ بن وہب (۷۰۴۵)
 ۱۱۵ فضالہ (۷۰۴۶) //
 ۱۱۶ فضالہ اللیثی (۷۰۴۷) //
 ۱۱۷ (ز) فضالہ الزهرانی (۷۰۴۸)
 ۱۱۸ الفضل بن ظالم (۷۰۴۹) //

باب فاء کے بعد زاء

۸۲۲ (ز) الفرز بن مهزم

باب فاء کے بعد ضاد

۸۲۵ (ز) فضاله بن اميه

۸۲۶ فضاله بن دينار الخزاعي

۸۲۷ (ز) فضاله بن زيد العدواني

۸۲۸ فضاله بن شريك

باب فاء کے بعد نون

۸۲۹ فتح

باب فاء کے بعد حاء

۸۳۰ (ز) فهد الحميري

باب فاء کے بعد ياء

۸۳۱ فيروز الوارعي

قسم اول از حرف فاء

باب فاء کے بعد الف

۸۳۲ فاتك الاسدي

باب فاء کے بعد تاء

۸۳۳ (ز) فتح

باب فاء کے بعد راء

۸۳۴ (ز) فرات بن ثعلبه النجرائي

۸۳۵ الفراسي

۸۳۶ الفرزدق

۸۳۷ فروه بن مجاهد

۸۳۸ (ز) فروه بن مسيكه

۸۳۹ (ز) فروه بن نفييل

۸۴۰ فروه بن نوفل الاشجعي

۹۰ فروة الجهني

۸۳۲ فروه

۸۳۳ (ز) فروه

باب فاء کے بعد ضاد

۸۳۴ الفضل بن عبدالرحمن الهاشمي

۹۱ الفضل بن يحيى بن قيوم الازدي

۸۳۶ فضيل بن فضاله

باب فاء کے بعد لام

۸۳۷ (ز) فلاح

باب فاء کے بعد حاء

۹۲ لهم بن عمرو

حرف القاف

قسم اول از حرف زاء

باب قاف کے بعد الف

۹۳ قارب بن الاسود

۹۵ (ز) قارظ بن عتبة

۸۵۱ (ز) القاسم بن اميه

۹۶ القاسم بن الربيع

۸۵۳ القاسم بن مخزومة

۸۵۴ القاسم

۸۵۵ (ز) قاطع بن ظالم

۸۵۶ القائف بن عيسى الصباحي

باب قاف کے بعد ياء

۹۷ قبات

۹۸ قبيصة بن الاسود

۸۵۹ (ز) قبيصة بن البراء

۸۶۰ قبيصة بن برمه

- ۶۰۸۵ قدامہ بن عبد اللہ //
- ۶۰۸۶ قدامہ بن عبد اللہ //
- ۶۰۸۷ (ز) قدامہ بن عبد اللہ البکری ۱۰۹
- ۶۰۸۸ قدامہ بن مالک //
- ۶۰۸۹ قدامہ بن مظعون //
- ۶۰۹۰ قدامہ بن ملحان ۱۱۲
- ۶۰۹۱ قدامہ الثقفی //
- ۶۰۹۲ قدر //
- ۶۰۹۳ (ز) قدیم ۱۱۳

باب قاف کے بعدراء

- ۶۰۹۴ قرده بن نفاثہ ۱۱۴
- ۶۰۹۵ (ز) قرده بن معاویہ ۱۱۵
- ۶۰۹۶ قرط بن جریر //
- ۶۰۹۷ قرط بن ربیعہ الذہاری //
- ۶۰۹۸ قرظہ بن عبد عمرو ۱۱۶
- ۶۰۹۹ قرظہ //
- ۶۱۰۰ (ز) قرہ بن اشقر الجذامی ۱۱۷
- ۶۱۰۱ (ز) قرہ بن الاغر //
- ۶۱۰۲ قرہ بن ایاس //
- ۶۱۰۳ قرہ بن حصین ۱۱۸
- ۶۱۰۴ قرہ بن دعموص //
- ۶۱۰۵ قرہ بن عقبہ ۱۱۹
- ۶۱۰۶ قرہ بن ابی قرہ //
- ۶۱۰۷ قرہ بن ہبیرہ ۱۲۰

باب قاف کے بعدزاء

- ۶۱۰۸ قرعہ ۱۲۲
- ۶۱۰۹ قزمان بن حارث //

- ۶۰۹۱ قبیصہ بن الدمون الحضرمی ۹۹
- ۶۰۹۲ قبیصہ بن المخارق //
- ۶۰۹۳ (ز) قبیصہ بن والی التغلبی ۱۰۰
- ۶۰۹۴ قبیصہ بن وقاص السلمی //
- ۶۰۹۵ قبیصہ المخزومی ۱۰۱
- ۶۰۹۶ (ز) قبیصہ السلمی //

باب قاف کے بعدتاء

- ۶۰۹۷ قتادہ بن الاعور ۱۰۲
- ۶۰۹۸ قتادہ بن ابی اوفی //
- ۶۰۹۹ (ز) قتادہ بن ربیع //
- ۶۱۰۰ قتادہ بن عباس //
- ۶۱۰۱ (ز) قتادہ بن عوف //
- ۶۱۰۲ قتادہ بن القائف الاسدی //
- ۶۱۰۳ (ز) قتادہ بن قطبہ ۱۰۳
- ۶۱۰۴ قتادہ بن قیس بن حبشی الصدفی //
- ۶۱۰۵ قتادہ بن ملحان القیس //
- ۶۱۰۶ قتادہ بن موسیٰ الجمحی //
- ۶۱۰۷ قتادہ بن النعمان ۱۰۴
- ۶۱۰۸ قتادہ الراوی ۱۰۵
- ۶۱۰۹ قتادہ اسدی ۱۰۶
- ۶۱۱۰ (ز) قتادہ اخو عرفطہ //
- ۶۱۱۱ قتادہ والد یزید //

باب قاف کے بعدثاء

- ۶۱۱۲ قثم بن عباس ۱۰۷

باب قاف کے بعددال

- ۶۱۱۳ قدار بن الحدرجان ۱۰۸
- ۶۱۱۴ (ز) قدامہ بن حاطب //

باب قاف کے بعد سین

۶۱۱۰ قسامہ بن حنظلہ طائی..... ۱۳۳

باب قاف کے بعد شین

۶۱۱۱ قشیر..... //

۶۱۱۲ (ز) قشیر (بے نسبت)..... //

باب قاف کے بعد صاد

۶۱۱۳ فصیل بن ظالم..... //

۶۱۱۴ قصیہ..... ۱۳۳

۶۱۱۵ قصی بن عمرو..... //

۶۱۱۶ قضاعی بن عامر..... //

۶۱۱۷ قضاعی بن عمرو..... //

باب قاف کے بعد طاء

۶۱۱۸ قطبہ بن حریر..... ۱۳۵

۶۱۱۹ قطبہ بن عامر..... //

۶۱۲۰ قطبہ بن عبد بن عمرو..... //

۶۱۲۱ قطبہ بن قتادہ..... ۱۳۶

۶۱۲۲ قطبہ بن قتادہ عذری..... //

۶۱۲۳ قطبہ بن مالک ثعلبی..... ۱۳۷

۶۱۲۴ قطن بن حارثہ علیمی..... //

۶۱۲۵ قطن بن حارث..... ۱۳۸

۶۱۲۶ قطن بن عبدالعزیٰ خزاعی..... //

باب قاف کے بعد عین

۶۱۲۷ قعقاع بن ابی حدرہ اسلمی..... //

۶۱۲۸ قعقاع بن عمرو تمیمی..... ۱۳۹

۶۱۲۹ قعقاع بن معبد..... ۱۴۰

۶۱۳۰ قعین بن خالد طریفی..... //

باب قاف کے بعد فاء

۶۱۳۱ قفیز..... ۱۴۱

باب قاف کے بعد لام

۶۱۳۲ قلب (بے نسبت)..... //

باب قاف کے بعد میم

۶۱۳۳ قمداء (بے نسبت)..... //

باب قاف کے بعد نون

۶۱۳۴ قنان بن دارم..... ۱۳۳

۶۱۳۵ قنان بن سفیان..... //

۶۱۳۶ (ز) قنان اسلمی..... //

۶۱۳۷ قنفذ بن عمیر..... //

باب قاف اس کے بعدحاء

۶۱۳۸ (ز) قهطم تمیمی..... //

۶۱۳۹ قهید بن مطرف..... ۱۳۳

باب قاف کے بعد واؤ

۶۱۴۰ (ز) قوال..... //

باب قاف کے بعد یاء

۶۱۴۱ قیاثہ..... ۱۳۳

قیس نامی لوگوں کا ذکر

۶۱۴۲ قیس بن اسلح..... //

۶۱۴۳ (ز) قیس بن اسماء بن حارثہ..... //

۶۱۴۴ قیس بن بجاد..... //

۶۱۴۵ قیس بن بکیر..... ۱۳۵

۶۱۴۶ قیس بن جابر اسدی..... //

۶۱۴۷ قیس بن جعدلہ..... //

۶۱۴۸ قیس بن جروہ..... //

۶۱۴۹ قیس بن حارث..... //

۶۱۵۰ قیس بن حارث غُدانی..... //

۶۱۵۱ قیس بن حارث بن عدی..... ۱۳۶

- ۱۳۵ قیس بن سعد بن عدس (ز) ۶۱۷۹
- // قیس بن سعد بن ارقم (ز) ۶۱۸۰
- ۱۳۶ قیس بن سفیان (ز) ۶۱۸۱
- // قیس بن سکن ۶۱۸۲
- ۱۳۷ قیس بن سلع ۶۱۸۳
- // قیس بن سلمہ بن شراحیل ۶۱۸۴
- ۱۳۸ قیس بن سلمہ بن یزید (ز) ۶۱۸۵
- // قیس بن صرمہ ۶۱۸۶
- // قیس بن صعصعہ ۶۱۸۷
- // قیس بن ابی صعصعہ ۶۱۸۸
- ۱۳۹ قیس بن ابی صلت غفاری ۶۱۸۹
- // قیس بن صفی ۶۱۹۰
- ۱۵۰ قیس بن ضحاک ۶۱۹۱
- // قیس بن طخفہ ۶۱۹۲
- // قیس بن طریف ۶۱۹۳
- // قیس بن عاصم ۶۱۹۴
- ۱۵۱ قیس بن عاصم ۶۱۹۵
- ۱۵۳ قیس بن ابی العاص ۶۱۹۶
- // قیس بن عامر جذامی (ز) ۶۱۹۷
- // قیس بن عباده ۶۱۹۸
- ۱۵۴ قیس بن عائذ احمسی ۶۱۹۹
- // قیس بن عباہ (ز) ۶۲۰۰
- // قیس بن عبداللہ بن عدس ۶۲۰۱
- // قیس بن عبداللہ ۶۲۰۲
- // قیس بن عبداللہ أسدی ۶۲۰۳
- // قیس بن عبداللہ ہمدانی (ز) ۶۲۰۴
- ۱۵۵ قیس بن عبدالعزیٰ ۶۲۰۵

- // قیس بن حارث بن یزید ۶۱۸۲
- // قیس بن حارث ۶۱۸۳
- // قیس بن ابی حازم ۶۱۸۴
- ۱۳۷ قیس بن حازم منقری ۶۱۸۵
- // قیس بن حدادہ ۶۱۸۶
- // قیس بن جریر ۶۱۸۷
- // قیس بن حلیم (ز) ۶۱۸۸
- // قیس بن حسحاس ۶۱۸۹
- ۱۳۸ قیس بن حصین ۶۱۹۰
- // قیس بن حصین ۶۱۹۱
- // قیس بن خارجه ۶۱۹۲
- ۱۳۹ قیس بن خالد رازی ۶۱۹۳
- // قیس بن خرشہ قیس ۶۱۹۴
- ۱۴۰ قیس بن خشخاش ۶۱۹۵
- // قیس بن خلیفہ طرائفی ۶۱۹۶
- // قیس بن دینار ۶۱۹۷
- // قیس بن ربیع انصاری (ز) ۶۱۹۸
- // قیس بن ربیع ۶۱۹۹
- ۱۴۱ قیس بن رفاعہ واقفی ۶۲۰۰
- // قیس بن رفاعہ ۶۲۰۱
- ۱۴۲ قیس بن رفاعہ واقفی ۶۲۰۲
- // قیس بن زید بن عامر (ز) ۶۲۰۳
- // قیس بن زید بن جبار ۶۲۰۴
- ۱۴۳ قیس بن زید ۶۲۰۵
- // قیس بن زید ۶۲۰۶
- // قیس بن سائب ۶۲۰۷
- ۱۴۴ قیس بن سعد بن عباده ۶۲۰۸

- ۶۲۳۳ (ز) قیس بن محرث أنصاری //
- ۶۲۳۴ (ز) قیس بن محسر //
- ۶۲۳۵ قیس بن محصن //
- ۶۲۳۶ قیس بن مخرمہ //
- ۶۲۳۷ قیس بن مخلد ۱۶۳ //
- ۶۲۳۸ قیس بن المستخر //
- ۶۲۳۹ قیس بن معبد //
- ۶۲۴۰ قیس بن المكشوح المراری //
- ۶۲۴۱ (ز) قیس بن ملیکہ الجعفی ۱۶۳ //
- ۶۲۴۲ قیس بن المنتفق //
- ۶۲۴۳ قیس بن نشبہ //
- ۶۲۴۴ قیس بن نعمان السکونی ۱۶۶ //
- ۶۲۴۵ قیس بن نعمان العبدی //
- ۶۲۴۶ (ز) قیس بن نمط ۱۶۷ //
- ۶۲۴۷ قیس بن ہنام //
- ۶۲۴۸ قیس بن الہیثم السلیمی //
- ۶۲۴۹ قیس بن ابی ودیعہ ۱۶۸ //
- ۶۲۵۰ (ز) قیس بن وہب //
- ۶۲۵۱ قیس بن وهرز الفارسی //
- ۶۲۵۲ قیس بن یزید الجہنی //
- ۶۲۵۳ قیس بن زید ۱۶۹ //
- ۶۲۵۴ قیس الانصاری //
- ۶۲۵۵ قیس التیمی //
- ۶۲۵۶ قیس الجذامی //
- ۶۲۵۷ (ز) قیس الجعدی ۱۷۰ //
- ۶۲۵۸ (ز) قیس الخزاعی //
- ۶۲۵۹ (ز) قیس الفقاری //

- ۶۲۰۶ قیس بن عبدالمنذر انصاری //
- ۶۲۰۷ (ز) قیس بن عنید //
- ۶۲۰۸ قیس بن عید انصاری //
- ۶۲۰۹ (ز) قیس بن عدی سہمی //
- ۶۲۱۰ (ز) قیس بن ہذیل ۱۵۶ //
- ۶۲۱۱ (ز) قیس بن عمرو بن زید //
- ۶۲۱۲ (ز) قیس بن عمرو بن سهل //
- ۶۲۱۳ (ز) قیس بن عمرو بن قیس ۱۵۷ //
- ۶۲۱۴ قیس بن عمرو بن لید //
- ۶۲۱۵ (ز) قیس بن عمرو بن مالک //
- ۶۲۱۶ قیس بن عمیر //
- ۶۲۱۷ قیس بن غربہ //
- ۶۲۱۸ قیس بن ابی عزرہ ۱۵۸ //
- ۶۲۱۹ (ز) قیس ابن أم عراك //
- ۶۲۲۰ (ز) قیس بن غنام أنصاری //
- ۶۲۲۱ قیس بن غنیم //
- ۶۲۲۲ قیس بن قارب ضبی ۱۵۹ //
- ۶۲۲۳ قیس بن قیصہ //
- ۶۲۲۴ قیس بن قہد //
- ۶۲۲۵ قیس بن قیس انصاری ۱۶۰ //
- ۶۲۲۶ قیس بن ابی قیس //
- ۶۲۲۷ قیس بن کعب بن خعی //
- ۶۲۲۸ (ز) قیس بن ابی کعب //
- ۶۲۲۹ قیس بن کلاب کلابی //
- ۶۲۳۰ قیس بن مالک بن سعد ۱۶۱ //
- ۶۲۳۱ قیس بن مالک بن محسر //
- ۶۲۳۲ قیس بن مالک بن انس ۱۶۲ //

۴۲۷۸ (ز) قیسہ بن مسعود ۱۷۸

باب قاف کے بعد تاء

۴۲۷۹ (ز) قتادہ المذلجی //

باب قاف کے بعد حاء

۴۲۸۰ (ز) قحیف بن السلیک الہالکی ۱۷۹

باب قاف کے بعد واء

۴۲۸۱ قدامہ بن عبد اللہ بن منجاب //

باب قاف کے بعد راء

۴۲۸۱ قُرْشَع الضبی //

۴۲۸۳ (ز) قرقرہ بن زاهر النیمی ۱۸۰

۴۲۸۴ قرہ بن نصر العدوی //

۴۲۸۵ قریب بن ظفر //

باب قاف کے بعد سین

۴۲۸۶ قامہ بن أسامہ الکسانی //

۴۲۸۷ قسامہ بن زہیر المازنی //

۴۲۸۸ قسامہ بن زید اللیثی ۱۸۱

باب قاف کے بعد طاء

۴۲۸۹ قطن بن عبد عوف الہاللی //

باب قاف کے بعد یاء

۴۲۹۰ القلاخ العبری ۱۸۱

باب قاف کے بعد یاء

۴۲۹۱ قیسان بن سفیان ۱۸۲

۴۲۹۲ قیس بن بجرہ //

۴۲۹۳ (ز) قیس بن ثعلب الأزدی ۱۸۳

۴۲۹۴ قیس بن ثور //

۴۲۹۵ (ز) قیس بن الحارث المرادی //

۴۲۹۶ قیس بن ابی حازم ۱۸۴

۴۲۹۷ قیس الکلابی //

۴۲۹۸ (ز) قیس الہمدانی //

۴۲۹۹ قیس، والد غنیم //

۴۳۰۰ قیس، والد محمد ۱۷۱

۴۳۰۱ (ز) قیس //

۴۳۰۲ (ز) قیس //

۴۳۰۳ (ز) قیس //

۴۳۰۴ قیسۃ ۱۷۲

۴۳۰۵ قیطی بن قیس //

۴۳۰۶ قیوم الأزدی //

قسم الثانی از حرف قاف //

باب قاف کے بعد الف

۴۳۰۷ القاسم //

۴۳۰۸ القاسم الانصاری ۱۷۳

باب قاف کے بعد باء

۴۳۰۹ قیسہ بن ذؤب //

باب قاف کے بعد ثاء

۴۳۱۰ (ز) قنم بن ابی الحکم ۱۷۵

باب قاف کے بعد داء

۴۳۱۱ قُرط //

باب قاف کے بعد یاء

۴۳۱۲ قیس بن ابی حازم الأحمسی ۱۷۶

قسم الثالث از حرف قاف

باب قاف کے بعد الف

۴۳۱۳ (ز) القاسم بن یُخسرہ ۱۷۷

باب قاف کے بعد باء

۴۳۱۴ قیسہ بن جابر //

الاصناف في تبيين الصحاح

جلد ۵

۱۳

۱۹۲ (ز) قیس خارجی (۴۲۷۰)

// (ز) قیس العبدی (۴۲۷۱)

// (ز) قیس الیربوعی (۴۲۷۲)

// (ز) قیس والد غنیم (۴۲۷۳)

// (ز) قیس (بے نسبت) (۴۲۷۴)

// قسم الرابع از حرف قاف

باب قاف کے بعد الف

۱۹۳ (ز) قابوس بن المخارق (۴۲۷۵)

// قارب التیمی (۴۲۷۶)

// (ز) القاسم بن صفوان الزهری (۴۲۷۷)

۱۹۴ القاسم (۴۲۷۸)

باب قاف کے بعد باء

// قبات بن رستم (۴۲۷۹)

۱۹۵ قبیصہ والد وھب (۴۲۸۰)

// قبیصہ البجلی (۴۲۸۱)

۱۹۶ قبیصہ (۴۲۸۲)

// قبیصہ بن شبرمہ (۴۲۸۳)

باب قاف کے بعد تاء

۱۹۷ قتادہ اللیثی (۴۲۸۴)

// قتادہ بن النعمان (۴۲۸۵)

// قتر (۴۲۸۶)

// قتیله (۴۲۸۷)

باب قاف کے بعد دال

۱۹۸ (ز) قدامہ بن حاطب (۴۲۸۸)

// (ز) قدامہ (۴۲۸۹)

باب قاف کے بعد راء

// فردہ بن النافرة الجزامی (۴۲۹۰)

۱۸۵ قیس بن رافع القیسی (۴۲۹۱)

// (ز) قیس بن ربیعہ (۴۲۹۸)

// قیس بن سمی (۴۲۹۹)

// قیس بن سمی الکندی (۴۳۰۰)

// قیس بن صہبان الجہنی (۴۳۰۱)

// (ز) قیس بن طہفہ (۴۳۰۲)

۱۸۶ (ز) قیس بن عباد (۴۳۰۳)

// (ز) قیس بن عبد اللہ الجعدی (۴۳۰۴)

// قیس بن عبد یغوث (۴۳۰۵)

// قیس بن عدی اللخمی (۴۳۰۶)

// (ز) قیس بن عمرو (۴۳۰۷)

۱۸۷ (ز) قیس بن عمرو (۴۳۰۸)

// قیس بن عمرو العجلی (۴۳۰۹)

// (ز) قیس بن فروہ (۴۳۱۰)

// قیس بن عدی اللخمی (۴۳۱۱)

۱۸۸ قیس بن عمرو (۴۳۱۲)

// قیس بن عمرو (۴۳۱۳)

// قیس بن عمرو العجلی (۴۳۱۴)

// قیس بن فروہ (۴۳۱۵)

// قیس بن مروان الجعفی (۴۳۱۶)

۱۸۹ قیس بن المضارب (۴۳۱۷)

// قیس بن المغفل (۴۳۱۸)

// قیس بن المكشوح المرادی (۴۳۱۹)

// قیس بن مکشوح البجلی (۴۳۲۰)

// قیس بن ملجم (۴۳۲۱)

// قیس بن نخره الصدفی (۴۳۲۲)

// قیس بن ہبیرہ المرادی (۴۳۲۳)

// (ز) قیس بن یزید (۴۳۲۴)

باب قاف کے بعد سین

۴۳۳ (ز) قیس بن ہنام //

۴۳۴ (ز) قیس ۲۰۹ //

۴۳۵ (ز) قیس //

۴۳۶ قیس جعدی //

۴۳۷ قیس //

۴۳۸ قیس //

۴۳۹ (ز) قیصر //

۴۴۰ قیس ۲۱۰ //

۴۴۱ قین اشجعی //

۴۴۲ (ز) قین (بے نسبت) //

حرف کاف

قسم اول از حرف کاف

باب کاف کے بعد باء

۴۴۳ کیاہ ۲۱۱ //

۴۴۴ کبیر //

۴۴۵ کُبیس //

باب کاف کے بعد طاء

۴۴۶ کثیر //

۴۴۷ کثیر بن سائب قرطی ۲۱۲ //

۴۴۸ کثیر بن سعد جذامی //

۴۴۹ کثیر بن شہاب بن حصین //

۴۵۰ (ز) کثیر بن شہاب ۲۱۳ //

۴۵۱ کثیر بن عبد اللہ ۲۱۴ //

۴۵۲ کثیر بن عمرو سلمی //

۴۵۳ کثیر //

۴۵۴ کثیر (بے نسبت) //

۴۴۱ قس بن ساعدہ //

باب قاف کے بعد طاء

۴۴۲ قطبہ بن جُزّی ۲۰۰ //

باب قاف کے بعد عین

۴۴۳ القعقاع بن عبد اللہ ۲۰۱ //

۴۴۴ القعقاع (بے نسبت) //

باب قاف کے بعد نون

۴۴۵ قنذ التمیمی ۲۰۲ //

باب قاف کے بعد یاء

۴۴۶ (ز) قیس بن تمیم طائی //

۴۴۷ (ز) قیس بن الحارث ۲۰۳ //

۴۴۸ قیس بن حارث التمیمی //

۴۴۹ (ز) قیس بن الخطیم انصاری //

۴۵۰ (ز) قیس بن رافع ۲۰۴ //

۴۵۱ (ز) قیس بن زہیر //

۴۵۲ قیس بن زید ۲۰۵ //

۴۵۳ قیس بن سعد //

۴۵۴ قیس بن شماس انصاری ۲۰۶ //

۴۵۵ قیس بن شیبہ //

۴۵۶ قیس بن صعصعہ ۲۰۷ //

۴۵۷ قیس بن طلق //

۴۵۸ (ز) قیس بن عباد //

۴۵۹ (ز) قیس بن عبد اللہ ۲۰۸ //

۴۶۰ (ز) قیس بن عدی //

۴۶۱ قیس ابو اقلح //

۴۶۲ قیس بن مغلہ //

کثیر ۶۳۸۵ ۲۱۵

باب کاف اس کے بعد وال

کدن ۶۳۸۶ //

کذیر ضبی ۶۳۸۷ //

باب کاف کے بعد راء

(ز) کرام الجزار ۶۳۸۸ ۲۱۶

کرامۃ بن ثابت انصاری ۶۳۸۹ //

کردم بن ابی سائب انصاری ۶۳۹۰ //

کردم بن سفیان ثقفی ۶۳۹۱ ۲۱۷

کردم بن قیس ۶۳۹۲ //

(ز) کردمہ ۶۳۹۳ ۲۱۸

کردوس (بے نسبت) ۶۳۹۴ //

کُوز بن جابر ۶۳۹۵ ۲۱۹

(ز) کرز بن حبیش ۶۳۹۶ //

کرز بن زہدم انصاری ۶۳۹۷ //

کرز بن علقمہ ۶۳۹۸ ۲۲۰

(ز) کرز ۶۳۹۹ ۲۲۱

کرز تمیمی ۶۴۰۰ ۲۲۲

کرکرة ۶۴۰۱ //

کریب بن ابرہہ ۶۴۰۲ ۲۲۳

کریز بن سامہ ۶۴۰۳ //

کریم بن حارث ۶۴۰۴ //

باب کاف کے بعد سین

کسد جہنی ۶۴۰۵ ۲۲۴

باب کاف کے بعد عین

(ز) کعب بن ثعلبہ ۶۴۰۶ //

کعب بن حمان ۶۴۰۷ //

کعب بن حیان قرظی ۶۴۰۸ ۲۲۵

کعب بن خداربہ کلابی ۶۴۰۹ //

کعب بن جَمَاز ۶۴۱۰ //

کعب بن خزرج انصاری ۶۴۱۱ //

کعب بن زہیر ۶۴۱۲ //

کعب بن زید بن قیس ۶۴۱۳ ۲۲۸

کعب بن زید ۶۴۱۴ //

کعب بن سلیم ۶۴۱۵ //

(ز) کعب بن ضنہ ۶۴۱۶ //

کعب بن عاصم اشعری ۶۴۱۷ ۲۲۹

کعب بن عامر سعدی ۶۴۱۸ //

کعب بن عامر ۶۴۱۹ //

کعب بن عجرہ ۶۴۲۰ //

کعب بن عدی تنوخی ۶۴۲۱ ۲۳۰

(ز) کعب بن عمرو ۶۴۲۲ ۲۳۳

کعب بن عمرو ۶۴۲۳ ۲۳۴

کعب بن عمرو ۶۴۲۴ //

کعب بن عمرو ۶۴۲۵ //

کعب بن عمرو ۶۴۲۶ //

کعب بن عمرو ۶۴۲۷ //

کعب بن عمیر غفاری ۶۴۲۸ //

کعب بن عیاض اشعری ۶۴۲۹ ۲۳۵

کعب بن عینہ ۶۴۳۰ //

(ز) کعب بن فہر قرشی ۶۴۳۱ //

کعب بن قطبہ ۶۴۳۲ //

(ز) کعب أعور بن مالک ۶۴۳۳ ۲۳۶

۶۳۶۱ کلب حنفی ۲۳۵

۶۳۶۲ (ز) کلب (بے نسبت) //

باب کاف اس کے بعد نون

۶۳۶۳ کناز بن حصین غنوی //

۶۳۶۴ کنانہ بن عبدیال ۲۳۶

۶۳۶۵ کنانہ بن عدی //

باب کاف کے بعد ہاء

۶۳۶۶ (ز) کھاس رؤسی //

۶۳۶۷ کھمس ہلالی ۲۳۶

۶۳۶۸ کھیل ازدی //

باب کاف اس کے بعد واؤ

۶۳۶۹ کور بن علقمہ //

۶۳۷۰ کرکب //

باب کاف اس کے بعد یاء

۶۳۷۱ کیسان بن جریر ۲۳۷

۶۳۷۲ کیسان بن عبد اللہ بن طارق //

۶۳۷۳ کیسان ۲۳۸

۶۳۷۴ کیسان مولیٰ النبی ﷺ //

۶۳۷۵ کیسان (مولیٰ النبی ﷺ) ۲۳۹

۶۳۷۶ کیسان (مولیٰ انصار) //

۶۳۷۷ کیسان //

۶۳۷۸ کیسان ہذلی //

۶۳۷۹ کیسان، مولیٰ بنو مازن //

قسم الثانی از حرف کاف

باب کاف کے کے بعد ثاء

۶۳۸۰ کثیر بن صلت //

۶۳۸۱ کثیر بن عباس ۲۵۰

۶۳۴۲ کعب بن مالک بن ابی کعب //

۶۳۴۳ کعب بن مرہ بھزی ۲۳۷

۶۳۴۴ کعب بن یسار ۲۳۸

۶۳۴۵ (ز) کعب أقطع //

۶۳۴۶ (ز) کعب (بے نسبت) //

باب کاف کے بعد لام

۶۳۴۷ کلاب بن امیہ ۲۳۹

۶۳۴۸ (ز) کلاب جھنی ۲۴۰

۶۳۴۹ کلاب //

۶۳۵۰ (ز) کلاح //

۶۳۵۱ کلثوم بن حصین //

۶۳۵۲ (ز) کلثوم بن قیس //

۶۳۵۳ کلثوم بن ہدم ۲۴۱

۶۳۵۴ کلثوم خزاعی //

۶۳۵۵ کلثہ بن حنبل //

۶۳۵۶ (ز) کلب بن ابرہہ أصبحی ۲۴۲

۶۳۵۷ (ز) کلب بن اساف جھنی //

۶۳۵۸ کلب بن اساف //

۶۳۵۹ کلب بن اسد //

۶۳۶۰ (ز) کلب بن بکیر لیشی ۲۴۳

۶۳۶۱ مکلب بن تمیم //

۶۳۶۲ کلب بن حزن //

۶۳۶۳ (ز) کلب بن عہمہ ۲۴۴

۶۳۶۴ (ز) کلب بن نسر //

۶۳۶۵ (ز) کلب بن یساف جھنی //

۶۳۶۶ کلب بن یساف انصاری //

۶۳۶۷ (ز) کلب جرمی //

۶۳۶۸ (ز) کلب جھنی //

باب کاف کے بعد نون

۴۳۸۲ کنانہ بن عباس ۲۵۱

۴۳۸۳ کنذیر بن سعید //

القسم الثالث از حرف کاف

باب کاف کے بعد ثاء

۴۳۸۴ کثیر بن عبد اللہ بن مالک ۲۵۲

۴۳۸۵ (ز) کثیر بن قلیب صدفی //

۴۳۸۶ کثیر بن مرہ حضرمی //

باب کاف کے بعد راء

۴۳۸۷ کردوس بن عمرو ۲۵۳

۴۳۸۸ (ز) کرز بن ابی حبة ۲۵۴

۴۳۸۹ کریب بن أبرهہ //

۴۳۹۰ کریب بن صباح حمیری ۲۵۵

باب کاف کے بعد عین

۴۳۹۱ (ز) کعب بن جعیل ۲۵۶

۴۳۹۲ (ز) کعب بن خفاجہ //

۴۳۹۳ (ز) کعب بن ربیعہ سعدی ۲۵۷

۴۳۹۴ کعب بن سور //

۴۳۹۵ کعب بن عاصم صدفی ۲۵۸

۴۳۹۶ کعب بن عبد اللہ //

۴۳۹۷ کعب بن ماتع //

باب کاف کے بعد لام

۴۳۹۸ (ز) کلح ضبّی ۲۶۱

باب کاف کے بعد میم

۴۳۹۹ (ز) الکمیت بن ثعلبہ //

۴۴۰۰ (ز) الکمیت بن معروف //

۴۴۰۱ (ز) کمیل بن حبان بن سلمہ //

۴۴۰۲ (ز) کمیل بن زیاد ۲۶۲

باب کاف کے بعد نون

۴۵۰۳ (ز) کنانہ بن بشر //

باب کاف کے بعد هاء

۴۵۰۴ کھمس ہلالی ۳۶۳

باب کاف کے بعد واء

۴۵۰۵ الکواء یشکری //

باب کاف کے بعد یاء

۴۵۰۶ کیسان عنزی //

۴۵۰۷ کیسان //

۴۵۰۸ (ز) کیسان (بے نسبت) ۲۶۴

القسم الرابع از حرف کاف

باب کاف کے بعد ثاء

۴۵۰۹ (ز) کثیر انصاری //

۴۵۱۰ کثیر ہاشمی ۲۶۵

۴۵۱۱ (ز) کثیر بن عبید التمیمی //

۴۵۱۲ کثیر بن قیس //

۴۵۱۳ کردمہ ۲۶۶

باب کاف کے بعد راء

۴۵۱۴ کردوس بن قیس //

۴۵۱۵ کردوس //

۴۵۱۶ کرز بن اسامہ //

۴۵۱۷ کرز بن وبرہ ۲۶۷

۴۵۱۸ کُرز //

۴۵۱۹ کریب //

۴۵۲۰ کریم بن جزى ۲۶۸

باب کاف کے بعد عین

۴۵۲۱ (ز) کعب بن ابی حزه //

4072 (ز) کعب بن علقمه //

کعب بن عیاض مازنی //

٢٦٩..... (ز) كعب بن مالك اشعري

4825 (ز) کعب بن مرہ //

۴۵۲۶ (ز) کعب انصاری..... //

باب کاف کے بعد لام

باب لام کے بعد جیم

کتاب بن عبد اللہ (عے نسبت) ۲۷۰

کشمور بن علقمه //

6529 كلفة بن ثعلبه //

باب لام کے بعد جاء

۴۴۰ کلب بن شهاب جرمی ۲۷۱

باب کاف اس کے بعد نون

باب لام کے بعد صاد

(۷۴) کنانہ بن اوس //

٤٥٣٢ كنانه بن عبدیا لیل ثقفی //

۴۵۳۳ کندل بی: سعاد ۲۷۲

باب لام اس کے بعد قاف

حرف لام

قسم اول از حرف لام

باب لام کے بعد الف

٤٥٣٢ لاجب بن مالك ٢٤٣

۷۵۳۵) لاحق بن ضمیرہ باہلی..... //

٤٥٣٦ لاحق بن مالك //

٤٥٣٦ لائحة بن معد ٢٤٢

لاش بن جُثومه //

باب لام کے بعد پاء

٤٥٣٩ لبدة بن عامر //

باب لام کے بعد میم

٤٥٢٠ لدة بن قيس //

٤٥٢١ لسة أنصاری ٢٤٥

باب لام کے بعد ہاء

۴۵۶۳ ٬ لُھِب //

باب لام کے بعد یاء

۴۵۶۵ ٬ لِيْتُ اللّٰہ ۲۸۶ //

۴۵۶۶ ٬ لِيْتُ بِنِ جَافِہ کِثَانِی لِشِی //

۴۵۶۷ ٬ لِيْتُ //

۴۵۶۸ ٬ یُشْرِح //

قسم ثانی از حرفِ لام //

قسم ثالث از حرفِ لام //

باب لام کے بعد مزہ

۴۵۶۹ ٬ لَام بِنِ زَنَار //

باب لام کے بعد باء

۴۵۷۰ ٬ لَبَدَہ بِنِ کَعْب ۲۸۷ //

باب لام کے بعد جیم

۴۵۷۱ ٬ بَجَلَا ج بِنِ حَصِیْن ذَبِیَانِی //

۴۵۷۲ ٬ بَجَلَا ج //

باب لام کے بعد قاف

۴۵۷۳ ٬ نَفْس بِنِ سَلْمَان //

۴۵۷۴ ٬ لَقِیْط بِنِ نَاشِرہ //

۴۵۷۵ ٬ تَقْیِمْ ۲۸۸ //

باب لام کے بعد حاء

۴۵۷۶ ٬ لَہِب بِنِ خَنْدَق //

۴۵۷۷ ٬ لَہِیْعہ بِنِ مُخْمَر //

القسم الرابع از حرفِ لام //

باب لام کے بعد یاء

۴۵۷۸ ٬ لَبِید بِنِ زَیَاد //

۴۵۷۹ ٬ لَبِید ۲۸۹ //

باب لام کے بعد قاف

۴۵۸۰ ٬ لَقِیْط سِدْرُوسِی //

باب لام اس کے بعد حاء

۴۵۸۱ ٬ لَہِیْعہ حَضْرَمِی //

باب لام کے بعد یاء

۴۵۸۲ ٬ لِيْتُ بِنِ مَعَاذ ۲۹۰ //

حرف میم

باب میم کے بعد الف

۴۵۸۳ ٬ مَہْبُور ۲۹۱ //

باب میم کے بعد تاء

۴۵۸۴ ٬ مَاتِع ۲۹۳ //

باب میم کے بعد راء

۴۵۸۵ ٬ مَارِب //

باب میم کے بعد زین

۴۵۸۶ ٬ مَازِن بِنِ خِیْشِمہ سَکُونِی کَنْدِی //

۴۵۸۷ ٬ مَازِن بِنِ غَضُوبَہ ۲۹۴ //

باب میم کے بعد شین

۴۵۸۸ ٬ مَاشِی ۲۹۵ //

باب میم کے بعد عین

۴۵۸۹ ٬ مَاعِز بِنِ مَالِکِ اسْمٰلِی //

۴۵۹۰ ٬ مَاعِز بِنِ مَجَالِد //

۴۵۹۱ ٬ مَاعِز (بے نسبت) ۲۹۶ //

۴۵۹۲ ٬ مَاعِز (دوسرے) //

مالک نامی لوگوں کا ذکر

باب میم کے بعد لام

۴۵۹۳ ٬ مَالِک بِنِ اَحْمَر //

- ۴۵۹۳ مالک بن اخامر ۲۹۷
- ۴۵۹۵ مالک بن امیہ //
- ۴۵۹۶ مالک بن اوس بن عبداللہ //
- ۴۵۹۷ مالک بن اوس بن حدثان ۲۹۸
- ۴۵۹۸ مالک بن اوس بن عتیک ۲۹۹
- ۴۵۹۹ مالک بن ایاس انصاری ۳۰۰
- ۴۶۰۰ مالک بن ایفیع //
- ۴۶۰۱ مالک بن بعیثہ //
- ۴۶۰۲ مالک بن بُرْہۃ ۳۰۲
- ۴۶۰۳ مالک بن تیہان انصاری //
- ۴۶۰۴ مالک بن ثابت انصاری //
- ۴۶۰۵ مالک بن ثعلبہ انصاری //
- ۴۶۰۶ مالک بن جبیر //
- ۴۶۰۷ مالک بن جبیر //
- ۴۶۰۸ مالک بن جبیر طائی ۳۰۳
- ۴۶۰۹ مالک بن جُلّاح //
- ۴۶۱۰ مالک بن حارثہ //
- ۴۶۱۱ مالک بن حارث قشیری //
- ۴۶۱۲ مالک بن حارث ذہلی //
- ۴۶۱۳ مالک بن حارث //
- ۴۶۱۴ مالک بن حبیب ۳۰۴
- ۴۶۱۵ مالک بن حسحاس //
- ۴۶۱۶ مالک بن حِمْصِل //
- ۴۶۱۷ مالک بن حمزہ //
- ۴۶۱۸ مالک بن حملہ //
- ۴۶۱۹ مالک بن حویرث //
- ۴۶۲۰ مالک بن حیدہ قشیری ۳۰۵
- ۴۶۲۱ مالک بن خشخاش عنبری //
- ۴۶۲۲ مالک بن خلف //
- ۴۶۲۳ مالک بن ابی خولہ ۳۰۶
- ۴۶۲۴ مالک بن خلف //
- ۴۶۲۵ مالک بن خیبری طائی //
- ۴۶۲۶ مالک بن دخشم //
- ۴۶۲۷ مالک بن رافع زُرُقی ۳۰۷
- ۴۶۲۸ مالک بن ربیع أنصاری //
- ۴۶۲۹ مالک بن ربیعہ //
- ۴۶۳۰ مالک بن ربیعہ بن بدن //
- ۴۶۳۱ مالک بن ربیعہ بن خالد ۳۰۸
- ۴۶۳۲ مالک بن ربیعہ //
- ۴۶۳۳ مالک بن ربیعہ //
- ۴۶۳۴ مالک بن زاهر ۳۰۹
- ۴۶۳۵ مالک بن زرارہ //
- ۴۶۳۶ مالک بن زمعہ //
- ۴۶۳۷ مالک بن سنان ۳۱۰
- ۴۶۳۸ مالک بن سنان سکسکی //
- ۴۶۳۹ مالک بن سوید ثقفی //
- ۴۶۴۰ مالک بن شُجاع //
- ۴۶۴۱ مالک بن صعصعہ ۳۱۱
- ۴۶۴۲ مالک بن عامر //
- ۴۶۴۳ مالک بن عبادہ ۳۱۲
- ۴۶۴۴ مالک بن عبادہ ہمدانی //
- ۴۶۴۵ مالک بن عبداللہ //
- ۴۶۴۶ مالک بن عبداللہ اُوسی //
- ۴۶۴۷ مالک بن عبداللہ خُزاعی //

- ۳۲۰ مالک بن عوف ۶۶۵
- ۳۲۱ مالک بن عوف ۶۶۶
- // مالک بن عوف جشمی ۶۶۷
- // مالک بن ابی عیزار ۶۶۸
- ۳۲۲ مالک بن قدامہ ۶۶۹
- // مالک بن قہظم تمیمی ۶۷۰
- // مالک بن قیس بن ثعلبہ ۶۷۱
- // مالک بن قیس بن نجید ۶۷۲
- // مالک بن قیس انصاری ۶۷۳
- // مالک بن مالک جنی ۶۷۴
- ۳۲۳ مالک بن مخلص ۶۷۵
- // مالک بن مرارہ ۶۷۶
- ۳۲۵ مالک بن مرارہ ۶۷۷
- // مالک بن موضحہ انصاری ۶۷۸
- // مالک بن مزرد ۶۷۹
- // مالک بن مسعود ۶۸۰
- // مالک بن مشوف ۶۸۱
- // مالک بن مہلہل ۶۸۲
- ۳۲۶ مالک بن نضلہ اسلمی ۶۸۳
- // مالک بن نضلہ جشمی ۶۸۴
- // مالک بن نضیلہ ۶۸۵
- // مالک بن نمط ۶۸۶
- ۳۲۷ مالک بن نیمیلہ انصاری ۶۸۷
- // مالک بن نویرہ ۶۸۸
- ۳۲۹ مالک بن ہبیرہ ۶۸۹
- ۳۳۰ مالک بن ہدم ۶۹۰
- // مالک بن ولید ۶۹۱
- ۳۱۳ مالک بن عبد اللہ بن عوف نصری ۶۹۲
- // مالک بن عبد اللہ بن سنان ۶۹۳
- // مالک بن عبد اللہ بن عبد مدان حارثی ۶۹۴
- ۱۳ مالک بن عبد اللہ ازدی ۶۹۵
- // مالک بن عبد اللہ ۶۹۶
- // مالک بن عبد اللہ معافری یزدادی ۶۹۷
- // مالک بن عبدہ ہمدانی ۶۹۸
- ۳۱۵ مالک بن عتاہیہ ۶۹۹
- // مالک بن عمارہ ۷۰۰
- // مالک بن عمرو بن ثابت ۷۰۱
- // مالک بن عمرو بن سمیط ۷۰۲
- ۳۱۶ مالک بن عمرو بن عتیک ۷۰۳
- // مالک بن عمرو بن کلدہ ۷۰۴
- // مالک بن عمرو بن مالک ۷۰۵
- // مالک بن عمرو اسدی ۷۰۶
- // مالک بن عمرو ۷۰۷
- ۳۱۷ مالک بن عمرو تمیمی ۷۰۸
- // مالک بن عمرو ثقفی ۷۰۹
- // مالک بن عمرو رواسی ۷۱۰
- // مالک بن عمرو سلمی ۷۱۱
- // مالک بن عمرو قشیری ۷۱۲
- ۳۱۸ مالک بن عمرو ۷۱۳
- // مالک بن عمرو عدوی ۷۱۴
- // مالک بن عمیر حنفی ۷۱۵
- // مالک بن عمیر سلمی ۷۱۶
- ۳۱۹ مالک بن عمیرہ ۷۱۷
- // مالک بن عمیلہ ۷۱۸

باب میم کے بعد جیم

۳۳۷ مجاشع بن مسعود ۴۴۲۳

// مجاعة بن مراره ۴۴۲۴

۳۳۸ مجالد بن ثور ۴۴۲۵

۳۳۹ مجالد بن مسعود سلمی ۴۴۲۶

// مجالد ۴۴۲۷

// مجذر بن زیاد ۴۴۲۸

۳۴۰ مجذر انصاری ۴۴۲۹

// مجذی ضمری ۴۴۳۰

۳۴۱ مجدی بن قیس اشعری ۴۴۳۱

// مجزاة بن ثور ۴۴۳۲

۳۴۲ مجزز مدلجی ۴۴۳۳

۳۴۳ مجضه بن نعمان عتکی ۴۴۳۴

// مجمع بن جاریہ ۴۴۳۵

// مجمع بن یزید ۴۴۳۶

// مجید ۴۴۳۷

باب میم کے بعد حاء

۳۴۴ محارب بن مزیدہ ۴۴۳۸

// محتفر ابن اوس ۴۴۳۹

// محجن بن ادرع اسلمی ۴۴۴۰

۳۴۵ محجن بن ابی محجن دثلی ۴۴۴۱

// مخدوج ۴۴۴۲

// محربه ۴۴۴۳

۳۴۶ محرزہ بن عامر ۴۴۴۴

// محرز بن اسید ۴۴۴۵

// محرز بن حارثہ ۴۴۴۶

۳۴۷ محرز بن زہیر ۴۴۴۷

۴۴۲ مالک بن وہب خزاعی ۴۴۲۲

۳۴۱ مالک بن یخامر سکسکی ۴۴۲۳

// مالک بن یسار سکونی ۴۴۲۴

// مالک بن ابی امیہ ازدی ۴۴۲۵

// مالک، ابو سمح ۴۴۲۶

۳۴۲ مالک بن اسلمی ۴۴۲۷

// مالک قشیری ۴۴۲۸

// مالک مری ۴۴۲۹

// مالک ہلالی ۴۴۳۰

باب میم کے بعد میم

// مامر جثی ۴۴۳۱

باب میم کے بعد نون

۳۴۳ ماناھ فارسی ۴۴۳۲

باب میم کے بعد باء

// مبارک ۴۴۳۳

// مبرح بن شہاب ۴۴۳۴

// مبرق شاعر ۴۴۳۵

// مبشر بن ابیرق ۴۴۳۶

// مبشر بن ہراء ۴۴۳۷

// مبشر بن عبد المنذر ۴۴۳۸

باب میم کے بعد ثاء

۳۴۴ متمم بن نویرہ تمیمی ۴۴۳۹

باب میم کے بعد ذاء

۳۴۵ معتب (بے نسبت) ۴۴۴۰

// معلم بن حذافہ ۴۴۴۱

۳۴۶ معنی بن حارثہ ۴۴۴۲

- ۴۴۳ محرز بن نضله ۴۴۳
 ۴۴۴ محرز (بے نسبت) ۴۴۴
 ۴۴۵ محرز ۴۴۵
 ۴۴۶ محرز ۴۴۶
 ۴۴۷ محرز ۴۴۷
 ۴۴۸ محرز ۴۴۸
 ۴۴۹ محرز ۴۴۹
 ۴۵۰ محرز ۴۵۰
 ۴۵۱ محرز ۴۵۱
 ۴۵۲ محرز ۴۵۲
 ۴۵۳ محرز ۴۵۳
 ۴۵۴ محرز ۴۵۴
 ۴۵۵ محرز ۴۵۵
 ۴۵۶ محرز ۴۵۶
 ۴۵۷ محرز ۴۵۷
 ۴۵۸ محرز ۴۵۸
 ۴۵۹ محرز ۴۵۹
 ۴۶۰ محرز ۴۶۰
 ۴۶۱ محرز ۴۶۱
 ۴۶۲ محرز ۴۶۲
 ۴۶۳ محرز ۴۶۳
 ۴۶۴ محرز ۴۶۴
 ۴۶۵ محرز ۴۶۵
 ۴۶۶ محرز ۴۶۶
 ۴۶۷ محرز ۴۶۷
 ۴۶۸ محرز ۴۶۸
 ۴۶۹ محرز ۴۶۹
 ۴۷۰ محرز ۴۷۰
 ۴۷۱ محرز ۴۷۱
 ۴۷۲ محرز ۴۷۲
 ۴۷۳ محرز ۴۷۳
 ۴۷۴ محرز ۴۷۴
 ۴۷۵ محرز ۴۷۵
 ۴۷۶ محرز ۴۷۶
 ۴۷۷ محرز ۴۷۷
 ۴۷۸ محرز ۴۷۸
 ۴۷۹ محرز ۴۷۹
 ۴۸۰ محرز ۴۸۰
 ۴۸۱ محرز ۴۸۱
 ۴۸۲ محرز ۴۸۲
 ۴۸۳ محرز ۴۸۳
 ۴۸۴ محرز ۴۸۴
 ۴۸۵ محرز ۴۸۵
 ۴۸۶ محرز ۴۸۶
 ۴۸۷ محرز ۴۸۷
 ۴۸۸ محرز ۴۸۸
 ۴۸۹ محرز ۴۸۹
 ۴۹۰ محرز ۴۹۰
 ۴۹۱ محرز ۴۹۱
 ۴۹۲ محرز ۴۹۲
 ۴۹۳ محرز ۴۹۳
 ۴۹۴ محرز ۴۹۴
 ۴۹۵ محرز ۴۹۵
 ۴۹۶ محرز ۴۹۶
 ۴۹۷ محرز ۴۹۷
 ۴۹۸ محرز ۴۹۸
 ۴۹۹ محرز ۴۹۹
 ۵۰۰ محرز ۵۰۰

محمد نامی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۴۸۱) محمد بن عیاض زهری ۳۷۰

باب میم کے بعد خاء

٤٨٠٢) محمد بن فضاله //

۷۸۴) محمد بن قیس //

۶۸۰۴ محمد بن قیس اشعری //

۴۸۰۵) محمد بن کعب ۳۷۱

۷۸۰۶ محمد بن کعب انصاری //

٣٤٢ محمد بن مخلد ٤٨٠٦

608 محمد بن مسلمہ //

۶۸۰۹) محمد بن فضله انصاری ۳۷۳

٤٨١٠ محمد بن هشام ٣٤٢

محمد بن هلال //

6112 محمد بن وحوح //

٤٨١٣ محمد بن يعقوب //

۳۷۵ محمد انصاری

LAID محمد دوسی //

414 محمد ظفری //

416 محمد فوزی

618 محمد (مولیٰ رسول اللہ ﷺ)

۴۷۶ محمد (ع ن س ت) ۷۸۱۹

حرف میم کے ماتی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۷۲۰ محمد ذیاب

٣٤٤ مجلد دین و سواد

11

٤٧٣٣

DATE: 11/10/74

11-10-74 4:00 PM 4000

FA# 4516-11-24 407

حرف میم کے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۷۲۰ محمد ذیاب

٣٤٤ مجلد دین و سواد (LAP)

11

٤٧٣٣

2/9 401-111-1111 6011

107-70000-100000

FA# 4516-11-24 407

۳۹۸ مرثد بن علامی التغلبی (۷۸۷۷)

// مرثد بن عدی الطائی (۷۸۷۸)

// مرثد بن عیاض (۷۸۷۹)

// مرثد بن ابی مرثد الغنوی (۷۸۸۰)

۳۹۹ مرثد بن وداعہ (۷۸۸۱)

۴۰۰ مرثد بن مروحب (۷۸۸۲)

// مرثد بن عبدالرحمن (۷۸۸۳)

// مرثد بن عبد سعد السعدی (۷۸۸۴)

// مرثد بن عمرو العامری (۷۸۸۵)

// مرثد بن عقیقان (۷۸۸۶)

۴۰۱ مرثد بن عمرو (۷۸۸۷)

// مرثد بن قلیس الدوسی (۷۸۸۸)

// مرثد بن مالک الاسلمی (۷۸۸۹)

// مرثد بن مالک الغنوی (۷۸۹۰)

۴۰۲ مرثد بن ابی مرثد (۷۸۹۱)

// مرثد بن مروان (۷۸۹۲)

// مرثد بن مویلك (۷۸۹۳)

// مرثد بن نھیک الضمری (۷۸۹۴)

۴۰۳ مرثد بن (۷۸۹۵)

۴۰۴ مرثد بن مالک الاسلمی (۷۸۹۶)

// مرثد بن الضمری (۷۸۹۷)

// مرثد بن المعلم (۷۸۹۸)

// مرثد بن النعمان (۷۸۹۹)

۴۰۵ مرثد بن النقفی (۷۹۰۰)

// مرثد بن الصیقل (۷۹۰۱)

// مرثد بن مقرن المزنی (۷۹۰۲)

// مرثد بن الحباب (۷۹۰۳)

۳۸۹ محبس (۷۸۸۳)

باب دال کے بعد میم

۳۹۰ مدرك بن حارث غامدی (۷۸۸۴)

// مدرك بن زیاد (۷۸۸۵)

// مدرك بن عوف بجلی (۷۸۸۶)

// مدرك غفاری (بہ نسبت) (۷۸۸۷)

۳۹۱ مدعم اسود (۷۸۸۸)

// مدلاج بن عمرو السلمی (۷۸۸۹)

// مدلاج الانصاری (۷۸۹۰)

۳۹۲ مدلاج آخر (۷۸۹۱)

// مدلوك الفزاری (۷۸۹۲)

باب میم کے بعد ذال

۳۹۳ المذبوب التوخی (۷۸۹۳)

// مذکور بن عدی العجلی (۷۸۹۴)

۳۹۴ مذکور العذری (۷۸۹۵)

باب میم کے بعد راء

// مرارة بن ربیع (۷۸۹۶)

// مرارة بن الربیع الانصاری (۷۸۹۷)

۳۹۵ مرارة بن مرید (۷۸۹۸)

// مراوح المزنی (۷۸۹۹)

// مران بن مالک الرازی (۷۹۰۰)

۳۹۶ مرید بن قیظی (۷۹۰۱)

// مرثد بن جابر الکندی (۷۹۰۲)

// مرثد بن ربیعہ العبدی (۷۹۰۳)

// مرثد بن زید الغطفانی (۷۹۰۴)

۳۹۷ مرثد بن الصلت الجعفی (۷۹۰۵)

// مرثد بن ظبیان (۷۹۰۶)

- ۶۹۳۹ // مرة بن حبيب الفهري
- ۶۹۴۰ // مرة بن سراقه الانصاري
- ۶۹۴۱ // مرة بن شراحيل
- ۶۹۴۲ // مرة بن عمرو
- ۶۹۴۳ // مرة بن عمرو العقيلي
- ۶۹۴۴ // مرة بن كعب البهري
- ۶۹۴۵ // مرة بن مالك
- ۶۹۴۶ // مرة بن ابي مره
- ۶۹۴۷ // مرة بن وهب بن جابر
- ۶۹۴۸ // مرة بن ابي عزة
- ۶۹۴۹ // مره
- ۶۹۵۰ // مروان بن الجذع
- ۶۹۵۱ // مروان بن الحكم
- ۶۹۵۲ // مروان بن قيس الاسدي
- ۶۹۵۳ // مروان بن قيس الاسلمي
- ۶۹۵۴ // مروان بن قيس الدوسي
- ۶۹۵۵ // مري
- باب ميم کے بعد زاء
- ۶۹۵۶ // مزرد بن ضرار
- ۶۹۵۷ // مزیده بن جابر العبدي العصري
- ۶۹۵۸ // مزیده بن حواله
- ۶۹۵۹ // مزیده بن مالك
- باب ميم کے بعد سين
- ۶۹۶۰ // مساحق بن عبدالله
- ۶۹۶۱ // مسافع الدثلي
- ۶۹۶۲ // مسافع بن عياض
- ۶۹۶۳ // مساور بن هند
- ۶۹۶۴ // مستير بن ابي صعصعه الخزاعي
- ۶۹۶۵ // المستورد بن حيلان العبدي
- ۶۹۶۶ // المستورد بن شداد
- ۶۹۶۷ // المستورد بن عصمه
- ۶۹۶۸ // المستورد بن منهال
- ۶۹۶۹ // مسروح بن سندر الخصى
- ۶۹۷۰ // مسروح
- ۶۹۷۱ // مسروق بن وائل الحضرمي
- ۶۹۷۲ // مسروق العكي
- ۶۹۷۳ // مسطح بن اثاثه
- ۶۹۷۴ // مسعود بن الاسود
- ۶۹۷۵ // مسعود بن الاعجم
- ۶۹۷۶ // مسعود بن اميه
- ۶۹۷۷ // مسعود بن اوس
- ۶۹۷۸ // مسعود بن خالد
- ۶۹۷۹ // مسعود بن حراش
- ۶۹۸۰ // مسعود بن ربيعہ
- ۶۹۸۱ // مسعود بن رخیله
- ۶۹۸۲ // مسعود بن زرارہ الانصاري
- ۶۹۸۳ // مسعود بن زيد
- ۶۹۸۴ // مسعود بن سعد
- ۶۹۸۵ // مسعود بن سعد
- ۶۹۸۶ // مسعود بن سنان
- ۶۹۸۷ // مسعود بن سنان
- ۶۹۸۸ // مسعود بن سويد
- ۶۹۸۹ // مسعود بن سعد الجذامي
- ۶۹۹۰ // مسعود بن الضحاک

- ۴۸۸۱ مسلم بن عمرو ۴۸۵۶ مسعود بن عبیدہ
 ۴۸۸۲ مسلم بن عمیر الثقفی ۴۸۵۷ مسعود بن عمرو القاری
 ۴۸۸۳ مسلم بن عیاض ۴۸۵۸ مسعود بن عمرو
 ۴۸۸۴ مسلم ۴۸۵۹ مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی
 ۴۸۸۵ مسلم، والد صفیہ ۴۸۶۰ مسعود بن ہنیدہ
 ۴۸۸۶ مسلم، والد عباد ۴۸۶۱ مسعود بن وائل
 ۴۸۸۷ مسلم، والد عوسجہ ۴۸۶۲ مسعود بن یزید
 ۴۸۸۸ مسلم ۴۸۶۳ مسعود
مُسْلَمَہ نامی لوگوں کا تذکرہ
 ۴۸۸۹ مُسْلَمَہ بن اسلم ۴۸۶۴ مسعود غیر منسوب
 ۴۸۹۰ مسلمہ بن قیس انصاری ۴۸۶۵ مسعود
 ۴۸۹۱ مسلمہ بن مالک ۴۸۶۶ مسلم بن اسلم
 ۴۸۹۲ مسلمہ بن مخلد ۴۸۶۷ مسلم بن حارث
 ۴۸۹۳ مُسْلَمَہ ۴۸۶۸ مسلم بن حارث خزاعی
 ۴۸۹۴ مسلمہ بن ہزان ۴۸۶۹ مسلم بن خیشنہ
 ۴۸۹۵ مسور بن عمرو ۴۸۷۰ مسلم بن رباح
 ۴۸۹۶ مسور بن مغرمہ ۴۸۷۱ مسلم بن سجع
 ۴۸۹۷ مسور ابن فلان ۴۸۷۲ مسلم بن شیبہ
 ۴۸۹۸ مُسَوَّر ۴۸۷۳ مسلم بن عبد اللہ
 ۴۸۹۹ مُسَيَّب بن حزن ۴۸۷۴ مسلم بن عبدالرحمن
 ۸۰۰۰ مُسَيَّب بن ابی السائب ۴۸۷۵ مسلم بن عبدالرحمن الازدی
 ۸۰۰۱ مُسَيَّب بن عمرو ۴۸۷۶ مسلم بن عبید اللہ القرظی
باب میم کے بعد شین
 ۸۰۰۲ مُشَرَح اشعری ۴۸۷۷ مسلم بن عیسیٰ
 ۸۰۰۳ مُشَمَّرج ۴۸۷۸ مسلم بن عقبہ اشجعی
 ۴۸۷۹ مسلم بن عقرب
 ۴۸۸۰ مسلم بن علاء بن حضرمی

مقدمہ جلد پنجم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں یہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی جلد سوم کا ترجمہ ہے۔ حسب سابق اس جلد میں وہی روش اختیار کی گئی ہے جو اس سے قبل دو جلدوں میں اپنائی گئی۔ اس جلد میں جن علماء نے علمی معاونت فرمائی ان کا نام شامل نہ کرنا جہاں بے مروتی ہے وہاں نا انصافی بھی ہے، کہ ان حضرات نے وقت نکال کر رہنمائی فرمائی یقیناً وہ حضرات شکرِ یے کے مستحق ہیں۔ مولانا علی احمد صاحب مخصص فی الحدیث از جامعہ فاروقیہ کراچی حال مدرس دارالعلوم سرگودھا، مولانا طاہر فاروق صاحب مدرس مفتاح العلوم سرگودھا مولانا اسماء مسعود حال مدرس معبد الفقیر جھنگ، باقی جن حضرات نے جیسا بھی تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں صحت و تندرستی کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔

نقطہ عامر شہزاد علوی

www.KitaboSunnat.com

حرف غین (نقطہ دار)

قسم اول از حرف غین

باب الغین

www.KitaboSunnat.com

۶۹۰۲ غاضره بن سمره*

بن عمرو بن قرط بن جندب بن العنبر بن عمرو بن تمیم التمیمی العنبری۔ ان کے باپ کا تذکرہ پیچھے باب السین کی قسم اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے متعلق ابن کلبی کہتے ہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور آنحضرت ﷺ نے آپ ﷺ کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا تھا۔ اس بات کو رشاطی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کو ابو عمر اور ابن فحون نے ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی کا بقیہ کلام یہ ہے کہ سمرہ بن عمرو کو خالد بن ولید نے یمامہ میں اپنا نائب بنایا جب وہ وہاں سے واپس آئے۔ اور تاریخ البخاری* میں ہے کہ غاضره العنبری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے اور روایت کی ہے جن سے ابن عوف نے وہ یہی ہیں۔ اس بات کو ابو حاتم نے ذکر کیا ہے۔

ابن حبان نے انہیں ثقہ تابعین میں شمار کیا ہے اور غاضره کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا نام عبید اور کنیت ابو النجاشہ ہے اور وہ شاعر ہے، ابن جریر نے اپنے شعر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۶۹۰۳ غالب بن ابجر المزنی*

ابو حاتم رازی نے کہا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور یہ کوئی ہیں۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ابن ذنخ ہیں۔* ان کی حدیث سنن ابی داؤد* میں باب فی لحوم الحر الاہلیہ میں موجود ہے، اس کی اسناد میں بہت اختلاف ہے، ابن سکین نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا مدار ”عبید بن الحسن عن عبد الرحمن بن مغفل عن ناس من مزینۃ عنہ“ پر ہے اور اس میں شعر ہے اور اس کے غیر نے اس کو مرفوع قرار دیا ہے اور شعبہ نے اس میں شک کا اظہار کیا ہے پس کہا ہے: عن ابجر او ابن ابجر۔ اور شریک بن عبد اللہ القاضی نے کہا ہے: غالب بن ذنخ۔ حکایت کیا ہے اسے بغوی نے پھر غالب بن ذنخ نے ایک ہی حدیث بیان کی ہے اور ان کی حدیث کو لائے ہیں شریک بن عبد اللہ کے طریق سے اور ایسے ہی بخاری نے بھی انہیں مفرد کہا ہے لیکن غالب بن ذنخ

* اسد الغابہ (ت ۴۱۶۲) تجرید (۱/۲) * تاریخ کبیر (۱۰۹/۴) * ابوداؤد (حدیث: ۳۸۰۹)

* المعجم الکبیر (۲۶۵/۱۸) * ابوداؤد (حدیث: ۳۸۹۰)

کے حالات میں حدیث کو ذکر نہیں کیا۔

اور کہا ہے ابو عمر * نے: دغ شاید ان کا دادا ہے اور ان کی حدیث دوسری ہے تاریخ بخاری میں۔

اور کہا تھیہ نے بیان کیا ہمیں عبدالمؤمن ابوالحسن نے ان کو عبد اللہ بن خالد العنسی نے ان سے عبد الرحمن بن مقرن نے ان سے غالب بن ابجر نے انہوں نے کہا کہ قیس کا ذکر کیا گیا نبی علیہ السلام کے سامنے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک قیس اللہ کا شیر ہے۔“ اس کو روایت کیا ہے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں تھیہ سے اور ان کے طریق سے ابو نعیم نے روایت کیا ہے اسے ابن قانع نے موسیٰ بن ہارون سے انہوں نے تھیہ سے اور ابن مندہ نے موسیٰ کے طریق سے اور ابن قانع نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

غالب بن دین * (۶۹۰۳)

ان کا تذکرہ ماقبل گزر چکا ہے۔

غالب بن عبد اللہ الکنانی اللیثی * (۶۹۰۵)

بقول امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے لیے محبت رسول ﷺ ثابت ہے اور ان کا نسب ابن کلبی نے بیان کیا ہے۔ پھر کہا: وہ ابن عبد اللہ بن مسعر بن جعفر بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناة کلبی پھر لیثی۔ اور صحیح قرار دیا ابو عمر نے بعد اس کے کہ اس نے کہا: غالب بن عبد اللہ اور یحییٰ اکثر کا مذہب ہے۔ اور کہا جاتا ہے: ابن عبد اللہ اللیثی اور کہا جاتا ہے الکنسی اور اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ حدیث مسند احمد میں سند حسن کے ساتھ ہے۔

کہا احمد نے: بیان کیا ہم کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، کہا اس نے کہ میرے باپ نے کہا: بیان کیا مجھ کو محمد بن اسحاق نے، بیان کیا مجھ کو یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبد اللہ جعفی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبد اللہ کلبی کو بھیجا جو لیث کا کلب ہے اور اس کو حکم دیا یہ کہ ان پر غارت گری کرے، پس وہ نکلا اور میں اس کے سر یہ (الشکر) میں تھا۔ ہم چلے یہاں تک کہ جب قدید مقام پر تھے تو ہم حارث بن مالک بن ربیع لیشی کو ملے۔ تو ہم نے اس کو پکڑ لیا، تو اس نے کہا: میں تو مسلمان ہو کر آیا ہوں، پھر حدیث کو ذکر کیا۔ * اسی طرح تخریج کی ہے اس کی ابو نعیم نے، احمد بن محمد بن ایوب کے طریق سے انہوں نے روایت کیا ابراہیم بن سعد سے اور تخریج کی اس کی ابودرداء * نے عبد الوارث کے طریق سے، اس نے محمد بن اسحاق * سے لیکن اس نے اپنی روایت میں کہا: عبد اللہ بن غالب اور پہلا قول زیادہ درست ہے، کہا ابو عمر * نے اور یہ اہل سیر کے ہاں پانچویں ہجری کا واقعہ ہے۔ اور غالب کی ایک روایت ہے جس کی امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں تخریج کی ہے۔ * اور بغوی نے عمار بن سعد کے طریق سے، اس نے قطن بن عبد اللہ اللیثی سے، اس نے غالب بن عبد اللہ اللیثی سے کہا: مجھے نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے سال اپنے سامنے بھیجا تا کہ میں آپ ﷺ کے لیے راستہ ہموار کروں، اور تا کہ میں ان کے لیے جاسوسی کروں، پس مجھ کو راستہ میں بنی کنانہ کی اونٹیاں مل گئیں جو تقریباً چھ

* استیعاب (۳۱۸/۳) * تجرید (۱/۲) * اسد الغابہ (۴۱۶۵) استیعاب (۲۰۸۰) تجرید (۱/۲)

* ذکرہ ابن عبد البر الاستیعاب (۳۱۸/۳) * أخرجه ابوداؤد فی کتاب الجہاد (حدیث: ۲۶۷۸)

* سیرۃ ابن ہشام (۱۹۵/۴) * استیعاب (۳۱۸/۳) * تاریخ کبیر (۹۸/۷)

ہزار (۶۰۰۰) تھیں اور بے شک نبی کریم ﷺ اترے، پھر میں نے آپ ﷺ کے لیے دودھ دھویا، پھر آپ ﷺ کو پینے کی دعوت دے رہے تھے، سو جس نے کہا: میں روزے دار ہوں، تو فرمایا: یہ تا فرمائی کرنے والے ہیں۔

اور ذکر کیا ابن اسحقؒ نے مغازی میں کہا: بیان کیا مجھ کو اس شیخ نے جو اسلام لایا اپنی قوم کے مردوں میں سے، کہا: بھیجا رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبد اللہ کلبی کو بنی مرہ کی زمین کی طرف۔ پھر نیچے ان کے مرد اس بن نہیک جو ان کا حلیف تھا شمشیر بڑاؤں میں سے، قتل کیا اس کو اُسامہ بن زید نے۔ اور ذکر کیا ہشام بن کلبی نے: بے شک نبی کریم ﷺ نے اس کو فدک کی طرف بھیجا، پھر وہ فدک کے علاوہ شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: فدک کی طرف اس کے علاوہ کو بھیجا، اور اس کا نام بھی غالب تھا، لیکن کہا ابن فضالہ نے جیسا کہ عنقریب یہ بات اس کے ترجمہ میں آ رہی ہے، بہر حال غالب بن عبد اللہ یہ اس کے لیے فتح قادسیہ میں ذکر ہے۔ اور یہ وہ ہے جس نے قتل کیا ہر مملک الباب کو۔

اور ذکر کیا اس کو احمد بن یسار نے تاریخ مرو میں، پھر کہا کہ بے شک وہ اس کے پاس آیا۔ اور وہ حضرت امیر معاویہ کے دور میں خراسان کا والی تھا۔ اس کو زیاد نے والی بنایا، کہا: غالب وہ جو ذکر کیا گیا نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں فتح مکہ کا دن تھا۔ گویا کہ اشارہ کیا ہے اس سے قطن بن عبد اللہ اللیثی کی طرف، ان ہی سے ہے۔ اور ایسے ہی ابن حبان نے ذکر کیا کہ بے شک زیاد والی بنایا اس نے خراسان کے ایک آدمی کو حضرت معاویہ کے زمانہ میں۔ اور کہا حکم نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں۔ اور صحابہ میں سے غالب بن عبد اللہ بن فضالہ بن عبد اللہ بن لیث بن بکر کا ایک آدمی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مرو آئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خراسان کا والی تھا، اس کو زیاد نے والی بنایا۔ اور کہا ابو جعفر طبریؒ نے اپنی تاریخ میں، زیاد بن ابی سفیان نے عامل بنایا اڑتالیس سال غالب ابن فضالہ کو اور ان کے لیے شرف صحابیت ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں: اور ابن کلبی کے نزدیک ان کے نسب کا سیاق زیادہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کو زیادہ پہچانتے تھے اس کے علاوہ سے۔ جیسا کہ اس کے غیر اس کو زیادہ پہچانتے تھے اخبار کی بناء پر۔ ان کے نسب میں فضالہ کے ذکر سے التباس پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ اس میں نہیں ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی خوب جانتے ہیں۔

(ن) غالب بن فضالہ الکنانی

اس کو ابو موسیٰ نے لیا ہے۔ پھر کہا: روایت کیا گیا ابن عباس سے، اللہ تعالیٰ کے فرمان میں: ﴿مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ﴾ قرظہ اور نصیر اور فدک اور خیبر اور عرینہ کی بستیاں، کہا: بہر حال قرظہ اور نصیر وہ تو مدینہ میں ہیں اور فدک وہ ان سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ پھر ان کی طرف نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، ان پر ایک آدمی امیر تھا جس کو کہا جاتا ہے: غالب ابن فضالہ، بنی کنانہ۔ انہوں نے اسے زبردستی فتح کر لیا۔ اور احتمال رکھتا ہے اگر ثابت ہو جائے یہ کہ ہو وہ جو اس سے پہلے تھا۔

سیرۃ ابن ہشام (۱۹۵/۴) تاریخہ (۲۳۱/۵) ذکرہ ابن حبان فی الصحابہ (۳۲۷/۳)

اسد الغابہ (ت ۴۱۶۶) تجرید (۱/۲) سورة حشر (۷)

باب غین کے بعد راء

www.KitaboSunnat.com

غرفہ بن حارث الکندی

ابو الحارث یمانی، کہا ابو حاتم نے: اُس کے لیے صحبت ثابت ہے۔ اور کہا جاتا ہے: بے شک اس نے قتال کیا عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ یمن کے مرتدوں سے، اور کہا ابن سکین نے، اس کے لیے صحبت نبی ثابت ہے اور وہ کندی ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اور اس نے حد بندی مقرر کی ہوئی تھی۔ اور کہا ابو نعیم نے: عرفہ الکندی اور کہا جاتا ہے الازدی، اور گویا کہ اس نے گمان کیا بے شک وہ وہ ہے کہ اس کے بعد ایک آئے گا اور حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

وہ جزیۃ الوداع میں حاضر ہوا، اور نبی کریم ﷺ سے اونٹوں کے نحر کے بارے میں روایت کی اور اس کی حدیث ابو درداء کے پاس ہے۔ روایت کیا ان سے عبد اللہ بن حارث الازدی نے اور عبد الرحمن بن شامہ المہری نے اور کعب بن علقمہ التوفی نے۔

کہا ابن یونس نے کہ وہ فتح مصر میں حاضر ہوا اور وہ مصر کے معزز ترین لوگوں میں سے تھا۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہاں کتابت کیا کرتا تھا۔ اور ذکر کیا اس کو ابن قانع نے عین مہملہ میں اور وہ وہم ہے۔ اور ایسے اس کو ابن حبان نے ذکر کیا، پھر اس کا اعادہ کیا مجمع میں اور یہی درست ہے۔ پھر کہا کہ عادی اس کو نبی ﷺ نے اور یہ وہ ہے جس نے عکرمہ بن ابی جہل کو یمن میں قتل کیا، پھر مصر میں سکونت اختیار کی۔

﴿قُلْتُ﴾ میں نے کہا: اور تحقیق و تخریج کی ابن سکین نے اس کی حدیث کی اس کے عکرمہ کے ساتھ مقاتلہ کو حرمہ بن عمران کے طریق سے جو کعب بن علقمہ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک عرفہ بن حارث الکندی اس کے پاس سے ایک نصرانی گزرا، اس نے اس کو اسلام کی دعوت دی، پھر قصہ ذکر کیا، اور اس میں ہے، پھر عرفہ نے کہا: اللہ کی پناہ یہ کہ ہم ان کو اجازت دیں کہ وہ ہم کو ہمارے نبی کے بارے میں تکلیف پہنچائیں۔ اور اس کے آخر میں ہے: اور عرفہ کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ اور اس نے عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ قتال کیا ارتداد کے بارے میں۔

اور ذکر کیا ابن فتحون نے: بے شک ابو عمر نے اس کو ضبط کیا راء کے سکون کے ساتھ۔ پھر کہا: اور ضبط کیا دارقطنی نے اور اس کے علاوہ نے حرکت کے ساتھ۔

غرفہ الازدی

ذکر کیا اس کو ابن سکین نے صحابہ میں، اور کہا: کہا جاتا ہے اس کے لیے صحبت ثابت ہے۔ اور ان کا شمار کوفیوں میں کیا جاتا

اسد الغابۃ (ت: ۴۱۶۸) الاستیعاب (ت: ۲۰۸۶) تجرید اسماء الصحابة (۲/۲)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب المناسک باب الہدی حدیث (۱۷۶۶)

اسد الغابۃ (ت: ۴۱۷۰) استیعاب (ت: ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)

معجم الکبیر (۶۵۶/۱۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۲۵۰/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۵/۱۰)

ہے۔ پھر روایت کیا حارث بن حصیرہ کے طریق سے، جو ابی صادق سے، جو غفرۃ الازدی سے اور وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھا، اور اصحاب صفہ میں سے تھا، اور وہ وہ ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے دعادی اور فرمایا: اے اللہ! تو برکت دے اس کے لیے۔ پھر ذکر کیا اثر موقوف کو جو متعلق ہے حسین کے قتل کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں: اور اس کی اسناد کو فیوں سے ہے، ان میں سے غالب شیعہ ہیں۔

باب غین کے بعد زاء

غزیه (۶۹۱۰)

غین کے فتح کے ساتھ اور زاء کے کسرہ کے ساتھ۔ اس کے بعد یامندہ۔ ابن الحارث: کہا بخاری اور ابو حاتم رازی نے اور ابن حبان نے، اس کے لیے شرف صحابیت ہے، اور اس کے نسب میں اختلاف کیا گیا ہے۔ پس کہا گیا ہے: انصاری مازنی ہے، کہا اس کو بخاری، ابن حبان، ابن سکین اور ان کے علاوہ نے، اور کہا گیا کہ اسلمی ہے، اور کہا گیا کہ خزاعی ہے اور شاید کہ وہ خزاعہ سے ہے۔ انصار کے حلیف ہیں اور اسلام لائے وہ اور ان کے بھائی خزاعہ میں سے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ شمار کیا جاتا ہے اہل حجاز میں۔ اور بغوی نے کہا: شام کا رہنے والا تھا، اور ابن یونس نے کہا: ہم اس کا ذکر نہیں جانتے مگر اس حدیث میں، یعنی آنے والی میں۔ اور میں اس کو ان صحابہ میں سے دیکھتا ہوں جو مغرب کے رہنے والے تھے۔ اور ابن سکین نے کہا: اس کو اصل حجاز میں شمار کیا گیا ہے۔ اس سے ایک ہی حدیث مروی ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔ اور روایت کیا بخاری، بغوی، ابن سکین اور ابن مندہ نے لیث کے طریق سے، جو خالد بن یزید سے جو سعید بن ابی ہلال سے، جو یزید بن حصیرہ سے، جو عبد اللہ بن رافع سے جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں، جو غزیہ بن حارث سے، بے شک اس نے خبر دی کہ چند نو جوان قریش سے فتح مکہ سے پہلے یا بعد، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا پھر ان کو ان کے آباء نے روک دیا، پھر انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں، اور سوائے اس کے نہیں وہ جہاد اور نیت ہے۔“ اس کو بخاری نے مختصر ذکر کیا۔ ابن مندہ نے کہا: بخاری کی ان کی عمرو بن حارث نے، جو سعید بن ابی ہلال سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور عمرو بن حارث کی حدیث جو ابن سکین اور ابن یونس کے پاس ہے، ابن دہب کے طریق سے ہے۔ لیکن ابن یونس کے پاس عبد الرحمن بن رافع کے طریق سے ہے اور ابن سکین کے پاس عبد اللہ بن رافع کے طریق سے ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ روایت بغوی میں اور اس کے علاوہ میں۔

اور ابو عمر نے یقین کر لیا اس بات کا کہ بے شک وہ عبد اللہ بن رافع ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور اس اعتبار

❖ دلائل النبوة (۳۷۱/۴) مختصر تاریخ دمشق (۳۲۹/۷)

❖ اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۰) استیعاب (ت: ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)

❖ معجم الكبير (۶۵۶/۱۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۲۵۰/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۵/۱۰)

❖ استیعاب (۳۱۸/۳)

سے وہ ابن یونس پر حملہ کرتا ہے اس کا ذکر مصریوں میں کرنے سے۔

اور ابن سکین نے تخریج کی اور ابن مندہ نے بھی سعید بن سلمہ بن ابی الحسام کے طریق سے، جو یزید بن عبد اللہ سے، جو عبد اللہ بن رافع سے، جو غزیہ بن حارث سے، وہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنتے ہیں: ”ہجرت فتح مکہ کے بعد نہیں ہے، سوائے اس کے نہیں یہ تین ہیں: جہاد، سنت اور جنت“۔

۶۹۱۱ غزیہ بن عمرو

ابن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار الانصاری الخزرجی۔ ذکر کیا اس کا موسیٰ بن عقبہ نے ان میں جو عقبہ میں حاضر ہوئے، اور لائے اس کو یغوی صحابہ میں اس کے طریق سے، اور کہا ابو عمر نے کہ وہ اُحد میں حاضر ہوئے۔ اور روایت کیا ابن سعد نے ام عمارہ کے طریق سے، انہوں نے کہا کہ مرد رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب بیعت عقبہ کی رات کو صفیں بنا رہے تھے، اور عباس رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ میرے خاوند غزیہ بن عمرو پکار رہے تھے اے اللہ کے رسول! یہ دو عورتیں حاضر ہوئی ہیں جو آپ کی بیعت کرنا چاہتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

باب غین کے بعد سین

۶۹۱۲ غسان العبدی

بخاری نے کہا: اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ اور کہا ابن حبان نے: ابویحییٰ جو عبد القیس سے روایت کرتے ہیں، اس کے لیے قاصد بن کر آنا ثابت ہے۔ اور یغوی نے کہا: اس کی کنیت ابویحییٰ بیان کی جاتی ہے۔ بصرہ کا رہائشی ہے، اور ابن سکین نے کہا: یحییٰ تمیمی اپنی حدیث کی روایت میں متفرد ہے۔ اور روایت کیا بخاری نے، ابن ابی خثیمہ نے اور ابن سکین نے کہا: اور یحییٰ تمیمی اپنی حدیث کی روایت میں متفرد ہے۔ اور روایت کیا بخاری، ابن ابی خثیمہ اور ابن سکین نے یحییٰ بن عبد اللہ الجابر کے طریق سے، جو یحییٰ بن غسان کے طریق سے روایت کرتے ہیں، کہا میرا باپ ان لوگوں کے وفد میں تھا، جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عبد القیس سے، پھر حدیث کو ذکر کیا اثر بہ میں۔

کہا ابو عمر نے: اس کی حدیث کی اسناد اوعیہ میں مضطرب ہے۔ اور ابن مندہ نے کہا: روایت کیا اس کو جماعت نے عبد العزیز سے، یعنی ابن مسلم، جو یحییٰ بن غسان سے جو ابن رستم سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

معجم الكبير (حدیث: ۲۶۲/۱۸) * اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۱) استیعاب (ت: ۲۰۸۲) تجرید (۲/۲)

استیعاب (۳۲۱/۳) * اخرجه عبد الرزاق في مصنفه (حدیث: ۹۸۳۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۳) استیعاب (ت: ۲۰۸۷) تجرید (۲/۲)

جامع المسانيد والسنن (۲۳۶/۱۰) ذكره ابن الاثير في اسد الغابہ (۴۴۵/۳)

استیعاب (۳۲۱/۳)

میں کہتا ہوں: ممکن ہے کہ یحییٰ بن غسان نے اس کو دو طریقوں سے بیان کیا ہو۔ اگر اس کی سند صحیح ہو، اور تحقیق عبدالرحمن ابن سلیمان کی حدیث صرف راء میں مسند احمد کی طرف منسوب ہو کر گزر چکی ہے۔ اور ابن ابی حاتم کے کلام میں ایک چیز ہے جو مخالف ہے دونوں روایتوں کے، پس بے شک وہ کہتے ہیں کہ غسان ابن رستم سے روایت کرتا ہے، اور وہ وفد میں تھا۔

روایت کیا یحییٰ بن جابر نے، جو یحییٰ بن حسان سے روایت کرتے ہیں، جو اپنے باپ سے، سو اس کا ظاہر یہ ہے کہ ابن رستم وہ صحابی ہے اور بے شک اس سے روایت کرنے والا غسان ہے، اس کی اولاد نہیں ہے۔ اور نہیں ہے اسی طرح بوجاس کے کہ جو گزر چکا ہے، بخاری وغیرہ کے سیاق میں۔

باب غین کے بعد ضاد

۶۹۱۳ غصیف (تغیر کے ساتھ) ابن الحارث*

اور کہا جاتا ہے غطیف طاء مہملہ کے ساتھ۔ ضاد معجمہ کے بدل میں، اور پہلا قول زیادہ درست ہے۔ ابن الزنیم السکونی، اور کہا جاتا ہے: الکندی، اور کہا جاتا ہے الثمالی، ثاء اور لام کے ساتھ۔ اور کہا جاتا ہے: الیمانی، یاء کے ساتھ، پھر نون، حکایت کیا اس کو بخاری نے ابواء اسماء کے بقیہ سے۔

اس کی حدیث صحابہ سے سنن میں ہے، ذکر کیا اس کو جماعت نے تابعین میں، اور ذکر کیا سکونی نے بخاری والے صحابہ میں، اور ابن ابی حاتم اور ترمذی اور خلیفہ اور ابن ابی خیشمہ اور طبرانی اور دوسروں نے۔

ابن ابی حاتم نے کہا: ابواء اسماء سکونی الکندی اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے، اور اختلاف کیا گیا اس کے نام میں، پس کہا گیا، حارث بن غصیف، اور کہا ابو زرہ نے: پہلا صحیح ہے۔ اور وہ چیز جو میرے لیے ظاہر ہوئی بے شک سکونی اس کندی کے علاوہ ہے، جس کے لیے وہ نکلے، پس بے شک بخاری نے کہا ہے سکونی کے ترجمہ میں: کہا معن یعنی ابن عیسیٰ، جو معاویہ سے روایت کرتے ہیں وہ ابن صالح ہے۔ جو یونس بن سیف سے روایت کرتے ہیں، جو غصیف بن حارث سکونی سے یا حارث بن غصیف سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: میں اشیاء میں سے نہیں بھولا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا نماز میں۔*

اور بغوی نے زید بن حباب کے طریق سے تخریج کی، اسی طرح، لیکن کہا: وہ کندی۔ اور بخاری نے کہا تاریخ اوسط میں: بیان کیا ہمیں عبداللہ نے جو صالح کا بیٹا ہے: اور کہا کبیر میں، مجھے ابو صالح نے کہا، ہم کو معاویہ نے بیان کیا، جو ازھر بن سعید سے روایت کرتے ہیں، کہا سوال کیا عبدالملک بن مروان نے غصیف بن حارث الثمالی سے، اور وہ ابواء اسماء السکونی الثمالی ہے، اس نے نبی کریم ﷺ کی ملاقات کی، کہا: اور ثوری نے اپنی حدیث میں کہا: غطیف ہے، اور یہ وہم ہے، یہ اس کا لفظ ہے اوسط میں۔

اور ذکر کیا اس کے لیے حضرت عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کو اور ابی عبیدہ سے، اور کہا ابن ابی حاتم نے: جو اپنے باپ سے

* امام احمد فی مسندہ حدیث (۴/۸۸۱) تاریخ کبیر (۶/۱۰۶)

* اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۵) استیعاب (ت: ۲۰۸۴) تجرید (۲/۲)

* اخرجه الامام فی مسندہ حدیث (۴/۱۰۵)

روایت کرتے ہیں، اور ابی زرعہ سے: غصیف بن حارث ابواسماء الثمائی ہے۔ اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ اور ابن حبان نے اسی طرح کہا، اور نہیں کہا: اس کے لیے صحبت ہے۔ لیکن کہا وہ اہل یمن سے ہے، اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تھے، اور شام کا رہائشی ہے۔ اور اس کی حدیث اس کے اہل میں ہے اور جس نے کہا: بے شک وہ حارث بن غصیف ہے تو تحقیق وہم ہے۔

اور کہا ابن ابی خثیمہ نے: غصیف بن حارث ہے، اور کہا گیا ہے: حارث بن غصیف ہے، اور صحیح پہلا قول ہے۔ اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ وہ شام میں اترا، اور یہ ضاد معجمہ کے ساتھ ہے، بہر حال غطیف الکندی، طاء مہملہ کے ساتھ، پس اس کے علاوہ ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے عیاض بن غطیف نے۔

اور ابن سکین نے کہا: غطیف بن حارث الکندی ہے، اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ثابت ہے۔ اس کی حدیث اہل شام سے ہے۔ اور ابو احمد حاکم نے کثیت میں کہا: ابواسماء غطیف بن حارث السکونی، اور کہا جاتا ہے: الثمائی، اور کہا جاتا ہے: الازدی، شامی، اور ذکر کیا اس کے لیے دائیں ہاتھ کو نماز میں رکھنے کی حدیث۔ اور اس کے لیے حدیث ہے جس کی تخریج ابن مندہ نے کی، علاء بن زید الثمائی کے طریق سے، کہا بیان کیا مجھ کو عیسیٰ بن ابی زین الثمائی، میں نے غصیف بن حارث کو کہتے ہوئے سنا کہ میں بچہ تھا میں انصار کی کھجوروں کو پتھر مارتا تھا، مجھ کو نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”گری ہوئی کھجوروں کو کھالے اور پتھر نہ مارا کر۔“

اور اس کے لیے بلال سے، ابو عبیدہ اور عمر، ابو ذر اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ اور ان سے روایت کیا عبادہ ابن نسی، شریح بن مسلم، سلیم بن عامر، حبیب بن عبید، ابو راشد جبرانی اور ابواسماء نے بھی۔ ذکر کیا اس کو تابعین میں ابن سعد نے، عجل، دارقطنی اور ان کے علاوہ نے۔

اور کہا احمد نے اپنی مسند میں: ہم کو بیان کیا ابو مغیرہ نے، ہم کو بیان کیا صفوان بن عمرو نے جو مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک وہ غصیف بن حارث کے پاس حاضر ہوئے جس وقت ان کی پنڈلی سخت ہو گئی ”یعنی موت قریب آ گئی“۔ تو کہا: کیا تم میں سے کوئی ایک ”یس“ پڑھتا ہے۔ کہا، پھر اس کو صالح بن شریح السکونی نے پڑھا، پھر جب وہ اس کی چالیس آیات پڑھ چکے تو وہ وفات پا گیا، کہا گویا کہ مشائخ کہتے ہیں: جب اس کو میت پر پڑھا جاتا ہے تو اس سے اس کی وجہ سے عذاب کو ہلکا کر دیا جاتا ہے۔ اور یہ حدیث سند کے اعتبار سے حسن ہے۔

باب غین کے بعد طاء

۶۹۱۳ غطیف بن حارث الکندی

عیاض کے والد۔ ابو نعیم نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول ﷺ کا شرف ہے جس کے بارہ میں ابن ابی خثیمہ کا کلام اس

ابن ماجہ کتاب التجار، حدیث (۲۲۹۹) اخرج احمد فی مسنده حدیث (۳۷/۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۹/۱۰)

معجم کبیر حدیث (۶۶۲/۱۸) معجم الزوائد حدیث (۲۷۸/۶) جامع المسانید والسنن (۲۴۲/۱۰)

ترجمہ میں جو اس سے پہلے تھا گزر چکا ہے۔ اور تخریج کی اس کے لیے ابن سکین نے اور طبرانی نے اسماعیل بن عیاش کے طریق سے، جو سعید بن سالم الکندی سے روایت کرتے ہیں، جو معاویہ بن عیاض بن غطف سے جو اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”جب وہ شراب پئے تو اس کو کوڑے لگاؤ پھر اگر پئے تو کوڑے لگاؤ پھر اگر پئے تو اس کو قتل کرو۔“

اور تخریج کی اس کی ابن شاہین اور ابن ابی خثیمہ نے اسماعیل بن عباس کے طریق سے، کہا: بیان کیا مجھ کو سعید بن سلم نے، اور لائے اس کو ابن شاہین اور ابن سکین اس ترجمہ میں جو اس سے پہلے تھا۔ اور درست وہ ہے جو ابن ابی خثیمہ نے کہا: اور ایسے ہی طبرانی نے کہا اور عبد الصمد بن سعید انحصی اہل حمص کے صحابہ میں سے اور اللہ ہی خوب جانتے ہیں۔

کہا ابو عمر رضی اللہ عنہ نے اور اس معنی میں جو اس سے پہلے ہے اشکال ہے اور اس میں بہت زیادہ اضطراب ہے۔ اور استیعاب کے حاشیہ میں ہے کہ وہ ایک آدمی ہے نہ کہ تین اور زیادہ صحیح اس میں ضاد معجم کے ساتھ۔

۶۹۱۵ غطف

یا ابو غطف۔ اور کہا جاتا ہے ضاد معجم کے ساتھ۔ ذکر کیا اس کو بغوی نے اور اس کے علاوہ نے صحابہ میں۔ اور بغوی اور ابن مندہ نے مالک بن اسماعیل کے طریق سے اور ابو نعیم نے سعید بن عمرو الأشعثی کے طریق سے، وہ دونوں عبد السلام بن حرب سے روایت کرتے ہیں، وہ اسحاق سے وہ عبد اللہ بن ابی فزہ سے، وہ کھول سے، وہ خولانی سے، وہ غطف سے، وہ ابو غطف سے جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں، اسی طرح بغوی کی روایت میں ہے اور دوسروں کی روایت میں ہے۔ اور اس کے لیے صحبت رسول ﷺ ہے۔ اس کو مرفوعاً نبی کریم ﷺ سے نقل کیا، کہا: جس نے کہا اسلام میں جو (عیب) ہے تو اس کی زبان کاٹ دو، مالک کے الفاظ ہیں۔ اور سعید کی روایت میں ہے، وہ غطف بن حارث سے، وہ ابو غطف سے، وہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی ہے۔ اور طبرانی نے اس کی تخریج کی ہے۔ عبد ان کے طریق سے، پھر یہ بھی کہا: غطف یا ابو غطف ضاد معجم کے ساتھ اور اسحق متروک ہے۔ اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

باب غین کے بعد نون

۶۹۱۶ غنم بن اوس

ابن غنم بن عمرو بن مالک بن عامر بن یحییٰ الانصاری الخزرجی البیاضی۔ واقدی اور ابن کلبی نے کہا کہ وہ بدر میں حاضر

معجم کبیر حدیث (۶۶۲/۱۸) مجمع الزوائد حدیث (۲۷۸/۶) جامع المسانید (۲۴۲/۱۰)

الاستیعاب (۳۲۰/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۸) تجرید (۳/۲)

معجم کبیر (۶۶۱/۸) مجمع الزوائد حدیث (۱۲۷/۸)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۰) تجرید (۳/۲) المغازی (۲۷۲)

ہوا، اور ذکر کیا اس کو ابن حبان نے صحابہ میں، اور کہا وہ عبداللہ بن غنم کا والد ہے۔

(ز) غنم صحابی (۶۹۱۷)

فتح مکہ کے مسلمانوں میں سے ہیں، میں نے مؤلف میں خطیب کے خط کو پڑھا، اور ابو عاصم کے طریق سے، جو عبداللہ بن عبدالرحمن الطائفی سے روایت کرتے ہیں، بیان کیا مجھ کو عبداللہ بن غنم نے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: اور حنین کے دن اس طائف کے قتل کئے دو گنا اس کے جو بدر کے دن قریش کے قتل کئے گئے۔ کہا: اور کنکریوں کی ایک مٹھی لی، پھر اس کو ہمارے چروں پر پھینکا، تو ہم کو شکست ہوئی۔

میں کہتا ہوں: پس وہ عبداللہ بن غنم انصاری کے والد ہیں۔

غنم (عبدالرحمن کے والد) (۶۹۱۸)

ذکر کیا ابن ابی حاتم نے ان کا، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، صحابہ میں، اور کہا نبی کریم ﷺ سے اس کی حدیث روایت کی گئی ”جس نے شوال کے چھ دن کے روزے رکھے....“ * روایت کیا اس کو حاتم بن اسماعیل نے، وہ اسماعیل مؤذن سے روایت کرتے ہیں، وہ عبدالرحمن بن غنم کے آزاد کردہ غلام سے، وہ عبدالرحمن بن غنم سے، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اور اس کو ابن مندہ نے حاتم کی روایت سے پایا، اور اس کے لفظ ”جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے پیچھے شوال کے چھ تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔“ اور تخریج کی اس کی ابو نعیم نے اسی طرح، اور بغوی کے ہاں غنم الانصاری ہے جو مدینہ کا رہائشی تھا۔ اور نبی کریم ﷺ سے حدیث کو روایت کیا، اور اس پر زیادہ نہیں کیا، اور نہ ہی حدیث کو ذکر کیا اور تحقیق گزر چکا ہے کہ بے شک ان میں سے کسی سے لفظی غلطی ہوئی۔ پس کہا: عثمان، عین کے کسرہ کے ساتھ اور نون کی تخفیف کے ساتھ، اور الف کے بعد دوسرا نون ہے۔

(ز) غنم (۶۹۱۹)

ابو عمر نے ان کے حالات کے بعد یوں نقل کیا ہے: * اہل بدر کے صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے، اسی طرح حکایت کیا اس کو ابن الاثیر نے، اور اس کو منفرد نہیں لائے ترجمہ کے ساتھ، اور میں اس کو وہ گمان کرتا ہوں جس نے اپنی حدیث روایت کی۔

(ز) غنیم بن زہیر (۶۹۲۰)

وہ عیاض کا بھائی جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ ذکر کیا اس کا اموی نے اپنے ”مغازی“ میں وہ عبداللہ بن زیاد سے وہ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں، ان میں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہ اس کا بھائی عیاض ہے۔ اور ابن فتحون نے اس کو مستدرک

* اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۱) تجرید (۸/۳/۲) جامع المسانید والسنن (۲۴۳/۱۰)

* اسد الغابہ (۴۴۷/۳) الاستیعاب (ت: ۲۰۸۹) * الاستیعاب (۳۲۱/۳)

قرار دیا، اور تحقیق اس کے بیٹے عیاض کا ذکر پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

۶۹۲۱ غنیم بن سعد

عبدالرحمن بن غنم الاشعری کے والد، کہا ابن سعد نے، اس کے لیے صحبت ہے اور وہ ان میں سے ہیں جو ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ آئے۔

۶۹۲۲ غنیم بن عثمان

ذکر کیا اس کو عبدالصمد بن سعید نے ان میں جو جمص مقام میں اترے صحابہ میں سے، اور اس کے لیے روایت ہے کہ ان سے عبدالرحمن بن ابی عوف نے بیان کیا۔

۶۹۲۳ غنم بن قطیب

ذکر کیا اس کو ابن مندہ نے، اور کہا، وہ فتح مصر میں حاضر ہوا، اور روایت میں ذکر کیا گیا اور ان کے لیے کوئی روایت معلوم نہیں۔ اس کو ابو سعید بن یونس نے کہا۔

باب غین کے بعد واؤ

۶۹۲۴ غوث بن الحارث

جس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ۔ اس نے تلوار اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور اسلام لے آئے، کہا اس کو بخاری نے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے، اسی طرح اس کو مستدرک قرار دیا ذہبی نے، تجرید میں اس پر جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ اور نقل کیا اس کو اس کے خط سے، اور نہیں ہے بخاری میں اس کے اسلام سے تعرض۔

بخاری نے کہا: تخریج کی اس کی تین طرق سے، ان میں سے ایک موصولہ ہے اور دوسرا معلقہ ہے، اور تیسرا بہت زیادہ مختصر ہے، بہر حال موصولہ تو زہری کے طریق سے ہے، جو سان بن ابی سان سے روایت کرتے ہیں، وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، کہ بے شک اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد سے پہلے جہاد کیا، پھر حدیث کو ذکر کیا اور اس میں ہے پھر جب رسول اللہ ﷺ ہم کو بلاتے تو ہم ان کے پاس آتے، سو اچانک ان کے پاس اعرابی بیٹھا ہوا تھا، پھر فرمایا: اس نے میری تلوار کو سونپ لیا، اور میں سویا ہوا تھا۔ پھر میں بیدار ہوا اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں تلوار سونپی ہوئی تھی۔ تو مجھ سے کہا، آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟ میں نے کہا: اللہ۔ پھر اچانک وہ بیٹھنے والا ہے۔ پھر نہیں سزا دی اس کو رسول اللہ ﷺ نے، اور نہیں نام لیا گیا اس روایت میں۔

اور بہر حال معلقہ، تو بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا، اس کے پیچھے ہے۔ ابان نے کہا، بیان کیا مجھ کو یحییٰ بن ابی سلمہ نے، جو جابر

تجرید (۳/۲) * تجرید (۳/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۲) تجرید (۳/۲)

تجرید (۷/۲) * تجرید (۱۱۹) * التاریخ الكبير (۱۶۱/۴)

الکتاب فی التبیان فی مناقب رسول اللہ ﷺ (جلد ۳)

سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاق میں تھے۔ پھر حدیث کو ذکر کیا اس کے معنی کے ساتھ۔ اور اس میں یہ ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے اس کو دھمکایا، اور اس میں اس کا نام بھی نہیں ہے۔

بہر حال مختصرہ، تو کہا: ہم مسدّد نے، جو ابی عوانہ سے روایت کرتے ہیں، وہ ابی بشر سے روایت کرتے ہیں، مسدّد کا نام غورث بن حارث ہے اور نہیں بیان کیا بخاری نے ابو بشر کی سند میں اور تحقیق ہم نے اس کو روایت کیا مسند کبیر میں تمامہ کی مسدّد کے لیے، اور اس میں وہ بات ہے جس میں غورث کے اسلام نہ لانے کی وضاحت کی گئی ہے اور یہ اس لئے کہ روایت کیا اس نے اس کو ابی عوانہ سے، وہ ابی بشر سے روایت کرتے ہیں، وہ سلیمان بن قیس سے، وہ جابر سے اس طوالت کے ساتھ، اور زیادہ کیا اس میں: بے شک نبی کریم ﷺ نے اعرابی سے کہا بعد اس کے کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی ”تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟“ * کہا بہترین پکڑنے والا ہو جا، کہا: ”نہیں یا فرمانبرداری اختیار کر“۔ کہا: نہیں، کہا: نہیں یا فرمانبرداری اختیار کر، کہا: نہیں، اور لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال نہیں کروں گا، اور نہ میں ایسی قوم کے ساتھ ہوں گا جو آپ کے ساتھ قتال کریں گے۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا، پھر کہا کہ میں تمہارے پاس لوگوں میں سے بہتر کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

اور اسی طرح تخریج کی احمد نے اپنی مسند میں ابو عوانہ کے طریق سے، ذکر کیا اس کو ثعلبی نے، جو کبھی سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، پھر ذکر کیا عسکری کی روایت کی طرح، جو جابر سے ہے اس میں جو متعلق ہے اس کے اسلام کی پیش قدمی کے بارے میں اور لیکن قصہ میں بہت سی متضاد اشیاء چل پڑیں بوجہ اس کے جو طریق صحیحہ میں گزر چکا ہے۔ سو یہ طرق نہیں ہے ان میں یہ کہ وہ اسلام لایا۔ اور ذہبی نے جب دیکھا و حور بن حارث کے ترجمہ میں جو دال کے حرف میں گزر چکا ہے، بے شک واقدی نے اس قصہ کے مشابہ اس کے لیے قصہ ذکر کیا، اور بے شک ذکر کیا کہ وہ اسلام لایا، پھر دونوں روایتوں کو جمع کیا، پھر غورث کے اسلام کو ثابت کیا، پھر اگر وہ اسی طرح تھا تو اس میں جو اس نے کہا اشکال ہے اس حیثیت سے کہ اس کو منسوب کیا بخاری رضی اللہ عنہ نے، اور نہیں ہے اس میں یہ کہ وہ اسلام لایا، اور اس حیثیت سے کہ اس سے دونوں قصوں کا ایک ہونا لازم آتا ہے، ساتھ ان کے دو واقعہ کے احتمال کے ساتھ اگر واقدی زیادہ متقی تھا تو نہ نقل کرتا۔

اور فی الجملہ وہ احتمال پر ہے۔ اور کبھی کبھی استدلال پکڑتا ہے وہ جو اس کے اسلام کو ثابت کرتا ہے اس کے قول سے: میں تمہارے پاس لوگوں میں سے بہتر کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔

* أخرجه الإمام في مسنده (حديث: ٣٦٤/٣) مستدرک حاکم (٣٩/٣)

دلائل النبوة (١٦٨/٣) الطبقات الكبرى (٢٤/٢)

باب غین کے بعد یاء

۶۹۲۵ غیلان بن سلمہ ❀

ابن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف اشقی، اور بیان کیا ابو عمر ❀ نے اس کے دادا کا نام شرمیل۔ بغوی نے کہا: طائف کا رہنے والا ہے، اور اس کے علاوہ نے کہا اسلام لایا طائف کے بعد، اور وہ ثقیف کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ اور خود اسلام لایا، اس کی اولاد: عامر، عمار، نافع، بادیہ، اور کہا گیا ہے: یہ ان میں سے ایک ہے جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَعَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِ عَظِيمٍ﴾ ❀ اور تحقیق روایت کیا ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کچھ اس کے شعر، کہا ابو عمر نے ❀ وہ ان میں سے ہے جو کسریٰ پر وفد کی شکل میں آئے، اور اس کے لیے ان کے ساتھ عمدہ خبر ہے۔

کہا ابو الفرج اصہبانی نے، خبر دی مجھ کو میرے چچا نے، بیان کیا مجھ کو محمد بن سعید الکرائی نے، بیان کیا مجھ کو عمری نے، عیسیٰ سے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہ غیلان بن سلمہ کسریٰ پر وفد کی شکل میں آیا، پھر اس کو ایک دن کہا، تجھے اپنی اولاد میں سے کون سی زیادہ پسند ہے؟ کہا چھوٹی یہاں تک کہ بڑی ہو جائے اور بیمار یہاں تک کہ تندرست ہو جائے اور غائب یہاں تک کہ آجائے، اس نے اس کو اس کے قول میں اچھا سمجھا، پھر اس کو کہا: تیری تیرے شہر میں غذا کیا ہے؟ کہا: گندم کی روٹی۔ ❀ کہا: میں نے تعجب کیا آپ کے لیے اس عقل پر۔ الکرائی نے کہا: عمری سے، اور تحقیق روایت کیا بشم بن عدی نے اس قصہ کو اس سے زیادہ واضح، اور اس کو اس کی طوالت کے ساتھ لائے، اور اس میں ہے ابوسفیان قریش کی جماعت میں تھا، اور ثقیف سے وہ عراق کی طرف تجارت کے ساتھ متوجہ ہوئے، پھر کہا ان کو ابوسفیان نے: بے شک ہم سرکش بادشاہ پر آتے ہیں، ہمارے لئے اس کے شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی، تو اس کے لیے جوابا تیار ہو جاؤ۔ تو غیلان نے کہا، میں تم کو کافی ہوں اس شرط پر یہ کہ نصف نفع میرے لیے ہو، انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر وہ کسریٰ کی طرف آیا، اور وہ خوبصورت تھا، پھر کہا اس کو ترجمان نے: تجھ سے بادشاہ کہتا ہے: تم میرے شہر میں میری اجازت کے بغیر کیسے آئے؟ اس نے کہا: ہم آپ کے دشمنوں میں سے نہیں، اور ہم آپ کے خلاف جاسوس نہیں ہیں۔ سوائے اس کے نہیں ہم تو تجارت کے لئے آئے۔ پھر اگر وہ آپ کے مناسب ہو تو اس کو لے لو، ورنہ ہم کو بیچ و شراء کی اجازت دے دو اور اگر تو چاہے تو ہم اس کے ساتھ لوٹ جائیں۔ کہا: اور میں نے بادشاہ کی آواز کو سن لیا، تو میں نے سجدہ کیا، پھر اس کو کہا گیا تو نے سجدہ کیوں کیا؟ کہا: میں نے بادشاہ کی آواز کو سنا، اس حیثیت سے کہ آوازوں کو بلند کرنا مناسب نہیں ہے۔ پھر کسریٰ نے تعجب کیا، اور اس نے حکم دیا کہ اس کے نیچے تکیہ رکھا جائے، پھر اس نے اس پر کسریٰ کی شکل دیکھی اور اس کو اپنے سر پر رکھا، پھر اس کو کہا گیا: تو نے یہ کیوں کیا؟ کہا: میں نے اس پر بادشاہ کی صورت دیکھی تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں اس پر بیٹھوں۔ تو اس نے یہ بھی

❀ اسد الغابہ (ت: ۶۱۸۴) استیعاب (ت: ۲۰۸۰) تجرید (۳/۲) ❀ استیعاب (۳۲۱/۳)

❀ الزخرف (۳۱) ❀ استیعاب (۳۲۱/۳) ❀ جامع المسانید والسنن (۲۴۷/۱۰)

الْاُخْبَانُ فِي حَيْثُ الْاَصْحَابِ (الرواية)

۴۳

اچھا سمجھا، پھر اس کو کہا: کیا تیری اولاد ہے؟ کہا: جی ہاں۔ کہا: ان میں سے تجھے کون زیادہ پسند ہے؟ کہا: چھوٹا، یہاں تک کہ بڑا ہو جائے، اور بیمار یہاں تک کہ تندرست ہو جائے، اور غائب یہاں تک کہ آجائے۔ تو اپنی قوم کا حکیم ہے ان میں کوئی حکمت نہیں، اور اچھا کہا اس کی طرف۔ اور ذکر کیا اس کو ابو ہلال عسکری نے کتاب الاوائل میں، بغیر سند کے جو زیادہ لمبی ہو اس سے جو یہاں ہے۔ پھر کہا: ابوسفیان بن حرب قریش کی جماعت میں اور ثقیف کی جماعت میں وہ کسریٰ کے شہروں کا ارادہ رکھتے تھے، اپنی تجارت کے لئے، پھر جب وہ تینوں چلے، ان کو ابوسفیان نے جمع کیا، پھر کہا: بے شک ہم اس سفر میں بہت بڑے خطرہ پر ہیں، ہمارا آنا کسی بادشاہ پر ایسے نہیں جس نے ہم کو اجازت نہ دی ہو، اس پر آنے کے ساتھ؟ اور اس کا شہر ہمارے لیے تجارت گاہ نہیں۔ تم میں سے کون قافلوں کو لے جائے گا ہم بری ہیں اس کے خون سے اگر تکلیف پہنچایا جائے، اور اگر غنیمت حاصل ہو تو اس کے لئے نصف نفع ہے، پھر غیلان بن سلمہ نے کہا: میں قافلہ کو لے کر چلتا ہوں اور اس نے شعر کہا:

”پھر اگر مجھ کو ابوغیلان نے دیکھ لیا اچانک معاملات مجھ سے افسوس کرنے لگے۔ ایسے معاملہ کے ساتھ جس کے لیے بند نہیں۔ البتہ کہا ترغیب و ترہیب ہے تو ان کے درمیان ہے، زندگی کی محبت اور نفس کی ہولناکی اور شفقت ہے۔ یا بزرگی اور شرافت پر اطمینان پانے والا ہے۔ یا نمونہ ہے تیرے لیے ان میں جن کو مالدار ہلاک کرتی ہے۔“

پھر وہ قافلہ کے ساتھ نکلا، اور وہ سفید دراز تھا، بخیل تھا، خلقہ خوشبودار تھا، اور اس نے دو زرد کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور نفس کی تشہیر کر رہا تھا، اور کسریٰ کے دروازے کے پاس بیٹھ گیا، یہاں تک کہ اجازت دی گئی۔ پھر وہ داخل ہوا اس پر، اور پہرے دار اس کے اور اس کے ارد گرد تھے۔ پھر کہا اس کو ترجمان نے: وہ آپ سے کہہ رہا تھا: کس چیز نے آپ کو میرے شہر میں بغیر اجازت کے داخل کر دیا؟ تو کہا: میں تیرے دشمنوں میں سے نہیں ہوں اور نہ میں جاسوس ہوں، سوائے اس کے نہیں میں تو تجارت کے لیے آیا ہوں، اگر میرا یہ ارادہ ہو تو تیرے لئے، اور اگر تو ناپسند سمجھے تو تو لوٹا دے، اس نے کہا: پس بے شک وہ گفتگو کر رہا تھا اچانک اس نے کسریٰ کی آواز سنی، پھر وہ سجدہ میں گر گیا، پھر اس کو ترجمان نے کہا: کس وجہ سے تو نے سجدہ کیا؟ کہا: میں نے بلند آواز سنی کہ جس سے آوازیں بلند نہیں ہوتیں، تو میں نے بادشاہ کی آواز سنی اور سجدہ کیا۔ کہا: اس بادشاہ نے اس کا شکریہ ادا کیا، اور اس کو نکیہ دینے کا حکم دیا، وہ اس کے نیچے رکھا گیا، اس نے اس میں بادشاہ کی صورتیں دیکھیں، تو اس کو اپنے سر پر رکھا۔ پھر اس کو دربان نے کہا: سوائے اس کے نہیں ہم نے اس کو آپ کی طرف بھیجا ہے تیرے اس پر بیٹھنے کے لیے، اس نے کہا: میں نے اس کو اپنے معزز عضو پر رکھا، پھر کہا: تیرا اپنے شہر میں کیا کھانا ہے؟ کہا: روٹی، کہا: یہ روٹی کی عقل ہے، پھر اس سے تاجروں نے خرید ادو گئے شمن کے ساتھ، اور بھیجا اس کے ساتھ ان کو جو اس کے لیے طائف میں قلعہ بنائے۔ تو یہ پہلا قلعہ تھا جو طائف میں بنایا گیا۔

اور امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: بیان کیا مجھ کو اسماعیل بن ابراہیم نے، اور کہا اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، ہم کو عیسیٰ بن یونس اور اسماعیل نے خبر دی، ان دونوں نے کہا کہ ہم کو معمر نے بیان کیا، زہدی سے، جو سالم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک غیلان بن سلمہ اشقی اسلام لایا، اور اس کی دس بیویاں تھیں۔ پھر اس کو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تو ان میں سے چار کو

اختیار کر لے۔

اور روایت کیا اس کو ترمذی نے ہناد سے، جو عبیدہ بن سعید بن عروبہ سے روایت کرتے ہیں، وہ معمر سے روایت کرتے ہیں، پھر کہا اسی طرح روایت کیا اس کو معمر نے اور میں نے محمد کو کہتے ہوئے سنا: یہ محفوظ نہیں ہے اور صحیح وہ ہے جس کو شعیب نے زہری سے روایت کیا، کہا: بیان کیا گیا محمد بن سوید الشہقی سے، بے شک غیلان.... میں نے کہا: اس کو روایت کیا اہل بصرہ کی جماعت نے، معمر سے، اور تخریج کی احمد نے محمد بن جعفر سے، یعنی غندر سے اور عبد الاعلیٰ سے اور اسماعیل بن علیہ سے، ان سے ہے۔ اور روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابویعلیٰ سے، ابی خثیمہ سے، ابن عکلیہ سے، اور روایت کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں بہت سے طرق سے معمر سے، اور کہا جاتا ہے کہ معمر نے بصرہ میں بہت ساری احادیث بیان کیں، جن میں وہم ہوا، لیکن ان کی پیروی کی عبدالرزاق نے۔ اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے معرفت میں ابن مندہ کے لیے عالیاً۔ کہا: ہم کو خبر دی محمد بن حسین نے کہ ہم کو خبر دی احمد بن یوسف نے، بیان کیا ہم کو عبدالرزاق نے اس سے، لیکن ابویعیم نے اس کو مستنکر سمجھا اور کہا: بے شک زیادہ مضبوط وہ ہے جس کو عبدالرزاق سے مرسل روایت کیا ہے، پھر اس کی تخریج کی اسحق بن راہویہ کے طریق سے، جو عبدالرزاق سے، وہ معمر سے، وہ زہدی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک غیلان بن سلمہ، پھر اس کو ذکر کیا۔ اور روایت کیا یحییٰ بن ابی کثیر سے اور وہ معمر کے شیوخ میں سے ہے، جو معمر سے روایت کرتا ہے۔ تخریج کی ابویعیم نے اس کے طریق سے۔

اور روایت کیا اس کو یحییٰ بن سلام افریقی نے، جو مالک سے اور یحییٰ بن ابی کثیر نے زہدی سے بھی روایت کیا۔ اور افریقی ضعیف ہے۔ اور روایت کیا اس کو یحییٰ بن ابی کثیر سقاء نے، جو زہری سے موصولاً بھی روایت ہے، تخریج کی اس کی ابویعیم نے اس کے طریق سے، اور یحییٰ ضعیف ہے۔ اور امام مسلم نے اس کی علت کے بارے میں کتاب التیمیز میں وضاحت کی ہے، اور اس کا بیان شافی دیا، پھر کہا: بے شک زہری کے پاس غیلان کے قصہ کے متعلق دو حدیثیں ہیں، ان میں سے ایک مرفوع ہے، اور دوسری موقوف ہے، کہا: پھر لائے معمر مرفوع کو موقوف کی اسناد پر، بہر حال مرفوع اس کو روایت کیا عقیل نے زہری سے، کہا: یحییٰ ہم کو عثمان بن محمد بن ابی سوید سے: بے شک غیلان اسلام لایا اور اس کی دس بیویاں تھیں.... (الحدیث) * بہر حال موقوف اس کو روایت کیا زہری نے، سالم سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک غیلان نے اپنی عورتوں کو طلاق دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور اپنی میراث کو اپنے بیٹوں کے درمیان تقسیم کیا.... (الحدیث)

میں نے کہا: تحقیق میں لایا ہوں ان دو حدیثوں کے طرق اپنی اس کتاب میں جو مدرج کی معرفت میں ہے۔ اور اللہ کے لیے حمد ہے۔

اور تحقیق لائے اس کو ابن اسحق اپنی مسند میں، جو عیسیٰ بن یونس اور ابن علیہ سے ہے، جیسا کہ ہم اس کو لائے۔ اور اپنے قول کے بعد چار مرتبہ موصلاً کہا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، اس نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، اور اپنا مال اپنے بیٹوں

جامع المسانید والسنن (۲۶/۱۰) ابن ماجہ حدیث (۱۹۵۳) مستدرک حاکم حدیث (۱۹۲/۲)

معجم الکبیر حدیث (۶۵۸/۱۸) اسد الغابہ (۴۴۷/۳)

ترمذی، حدیث (۱۱۳۸)

کے درمیان تقسیم کر دیا، یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی، تو فرمایا: اللہ کی قسم! بے شک میں گمان کرتا ہوں شیطان کو ان میں جن میں وہ کان لگا کر سنتا ہے تو وہ تیری موت کو سنتا ہے، اس نے اس پہ تہمت لگائی تیرے نفس میں، اور میں نہیں دیکھتا تجھ کو ٹھہرنے والا مگر تھوڑا سا، اور اللہ کی قسم ضرور بالضرور توجوع کرے گا اپنے مالک سے اور چاہیے کہ ضرور بالضرور رجوع کریں تمہاری عورتیں البتہ میں ان کو تیرا وارث بنا دوں گا اور البتہ میں ضرور بالضرور حکم دوں گا تیری قبر کے بارے میں کہ رحم کیا جائے جیسا کہ ابی رغال کی قبر کو جم کیا گیا۔ *

میں نے کہا: اور اس مدرج کے لیے دوسرا طریقہ ہے سیف کی روایت سے جو عبد اللہ جری کا بیٹا ہے۔ جو سرار بن بٹھر سے روایت ہے، جو ایوب سے روایت ہے، جو سالم سے اور نافع سے، جو ابن عمر سے، کہا: غیلان بن سلمہ اسلام لایا۔ اور اس کے پاس دس عورتیں تھیں، پھر نبی ﷺ نے ان کو چار عورتیں رکھنے کا حکم دیا، پھر جب عمر کا زمانہ تھا اس نے ان کو طلاق دے دی، حدیث اپنی تمام کے ساتھ۔ اور اس کی سند میں مقال ہے۔ اور اس کے لیے دو اور حدیثیں ہیں، اس کے علاوہ بشر بن عاصم کی روایت سے، پھر خرزج کی ابن قانع اور ابو نعیم نے معلى بن منصور کے طریق سے کہ خبر دی مجھ کو شیبہ بن شیبہ نے، بیان کیا مجھ کو بشر بن عاصم نے، جو غیلان بن سلمہ اشجعی سے روایت کرتے ہیں، کہا: ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں اس امت میں سے کسی ایک کو کسی کے لیے سجدے کا حکم کرتا، تو میں عورت (بیوی) کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ *

اور اس سند کے ساتھ کہا کہ ہم نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں پھر ہم گزرے دو درختوں سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے غیلان! ان دو درختوں کو لائیے، پھر ان میں سے ایک کو حکم دے کہ وہ دوسرے کے ساتھ مل جائے، یہاں تک کہ میں پردہ حاصل کروں ان سے تو ان میں سے ایک اکھڑ گیا اس حال میں کہ زمین کو چیر رہا تھا، یہاں تک کہ دوسرے کے ساتھ مل گیا۔ * اور اس کا ذکر ہے ان کے آزاد کردہ غلام نافع کے ترجمہ میں۔

اور غیلان کی جاہلیت کی خبروں میں سے ہے جس کو ابوسعید سمری نے اپنے شعروں کے دیوان میں حکایت کیا کہ بے شک بنی عامر نے غارت گری کی ہے بنی ثقیف پر طائف کے مقام میں، پھر ثقیف والوں نے نجات پائی بنی نصر بن معاویہ کے ساتھ اور وہ ان کے حلیف تھے، انہوں نے ان کی مدد نہ کی۔ پھر ثقیف بن عامر کے خلاف نکلے، اور ان کے خلاف اس دن غیلان بن سلمہ تھا۔ تو انہوں نے ان سے قتال کیا یہاں تک کہ بنی عامر کو شکست دی، اور اس کے بارے میں غیلان کہتے ہیں، پھر اس نے شعر ذکر کیا جس میں واقعہ کا تذکرہ ہے۔

غیلان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں فوت ہوئے، کہا مرزبانی نے معجم الشعراء میں: غیلان شریف شاعر تھا، جاہلیت میں قیس کے حکام میں سے ایک تھا، اور اس نے اس کے لیے شعر کہے:

”اب تک مجھ سے بڑھاپے نے ایک ذرہ بھی کم نہیں کیا جب ظاہر ہوا تو میں عقلمند اور ہوشیار ہوں۔ بڑھاپا اگر ظاہر ہو جائے تو اس کے پیچھے ایسی عمر ہے جس کے درمیان سانس لینے کی گھڑیاں ہیں۔“

مجھے احمد بن حسین زینی نے خبر دی، خبر دی ہم کو محمد بن احمد بن خالد نے، خبر دی ہم کو محمد بن ابراہیم المقدسی نے، خبر دی ہم کو عبد السلام زہری نے، خبر دی ہم کو ابوالقاسم عکمری نے، خبر دی ہم کو ابوالقاسم بن یسری نے، خبر دی ہم کو طاہر مخلص نے، بیان کیا ہمیں احمد بن نصر بن بحیر نے، بیان کیا ہم کو علی بن عثمان نفیلی نے۔

بیان کیا ہم کو معانی نے، بیان کیا ہم کو قاسم بن معن نے، جو اعلیٰ سے، وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: ابن عباس سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں: ﴿وَتِلْكَ لَآئِكَ فَطَرَّهٗ﴾۔ کہا: نافرمانی پر نہ پہن اور نہ دھوکے پر، پھر کہا ابن عباس نے: میں نے غیلان بن سلمہ کو کہتے ہوئے سنا: بے شک میں نے اللہ کی تعریف سے فاجر کا کپڑا نہیں پہنا اور نہ دھوکہ سے قناعت میں رہا۔

۶۹۲۶ غیلان بن عمرو

ان کے لیے حدیث میں ذکر ہے۔ ذکر کیا ان کو عمر بن شہبہ نے صحابہ میں اور روایت کیا ابن مندہ نے علی بن عراب کے طریق سے وہ عبید اللہ بن ابی حمید کے طریق سے وہ ابی ملح سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہا: یہ رسول اللہ ﷺ نے نجران کے وفد کو لکھا، پھر خط کا ذکر کیا۔ کہا: اور حاضر ہوئے ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن منصور۔

اور ذکر کیا اس کو اموی نے مغازی میں بھی یونس بن بکیر کے لیے جو سلمہ بن عبد یسوع سے، وہ اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ پھر استقف نجران کا قصہ ذکر کیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف ان کے بھیجنے کو اور ان کی آپ ﷺ سے صلح کو اور آپ ﷺ کا ان کو اسی بارے میں خط لکھنے کو اور اس کے آخر میں ذکر کیا، حاضر ہوئے ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک ابن عوف بنی نصر سے اور اقرع بن حابس اور مغیرہ اور لیث۔

۶۹۲۷ غیلان الثقفی

میں نہیں جانتا وہ ابن سلمہ ہے یا اس کے علاوہ؟ ذکر کیا عبدالحق نے احکام میں اسرائیل سے، جو عمر بن عبد اللہ بن یعلیٰ سے، وہ حکیمہ سے، وہ اپنے باپ سے، وہ غیلان ثقفی سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے گرمی پڑی چیز اٹھائی یعنی درہم یا ریشی باندھنے کی چیز چاہیے کہ وہ تین سال تک اس کا اعلان کرے۔“

۶۹۲۸ غیلان (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام)

ذکر کیا اس کو ابن سکین نے، اور کہا: روایت کی گئی ان سے ایک حدیث، اس کا مخرج اہل الرقہ کے نزدیک، پھر عیاض بن محمد کے طریق سے روایت کی گئی ہے۔ بیان کیا ہم کو جعفر بن برقان نے داؤد بن عراد سے جو بنی عبادہ میں سے ہے۔ جو غیلان سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا، پھر وہ لوگوں کو بلائے گا عدل اور حق کی

سورة مدثر (۷۴) * اسد الغابہ (۴۱۸۵) تجرید (۴/۲) * اسد الغابہ (۴۴۸/۳)

تجرید (۳/۲) * اخراج احمد فی مستندہ حدیث (۱۷۳/۴) مجمع الزوائد حدیث (۱۶۹/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۶) تجرید (۴/۲)

طرف اس میں جس کو وہ سمجھتے ہیں، پس کوئی مؤمن اور کافر باقی نہیں رہے گا۔ مگر ابوبکر بن ابی علی نے اس قصہ کی صدقہ بن عبد اللہ المازنی کے طریق سے تخریج کی ہے، جو جناح بن غنم بن قیس سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کی موت کا تذکرہ کیا گیا۔ ہم پر ایک آدمی آیا، پھر کہا..... پھر شعر کا ذکر کیا۔

اور روایت کیا اس کو شعبہ نے عاصم احوال سے جو غنیم بن قیس سے روایت کرتے ہیں، کہا: میں نے اپنے باپ سے کلمات یاد کر لئے جو انہوں نے کہے جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

القسم الثالث از حرف غین

باب غین کے بعد الف

(ن) غاضره عمر نے سنا، پہلے گزر چکا ہے۔ (۶۹۳۰)

(۶۹۳۱) غالب بن بشر الاسدی *

طیجہ بن خویلد سے قنتہ ارتد ادیں الگ ہونے والوں میں سے ایک۔ بنی اسد کے حکماء میں سے ہے اور سرداروں میں سے ہے۔ ذکر کیا اس کو دیمہ نے کتاب الردۃ میں، اور ابن فتحون نے اس کو اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

(ن) غالب بن صعصعہ (۶۹۳۲)

ابن ناجیہ بن عقال التمیمی الداری، فرزدق شاعر کے والد۔ اس کے باپ کے لئے صحابیت ہے اور غالب کے لئے ملاقات ثابت ہے، اس لئے کہ فرزدق پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور عمدہ اشعار کہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اور عنقریب یہ بات مزید اضافے کے ساتھ آئے گی، اس کے ترجمہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرف فاء کی آخری قسم میں۔

اور تاریخ مظفری میں ہے: غالب بن صعصعہ نے لمبی عمر پائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں ملے۔ اور ان پر فرزدق کو داخل کیا، اور وہ سخاوت میں مشہور تھا، پس کہا جاتا ہے کہ بے شک بنی کلب کی ایک جماعت نے رہن رکھا اس شرط پر کہ انہوں نے ارادہ کیا ایک جماعت کا جن کا انہوں نے نام لیا، سو جس نے ان کو دے دیا اور اس کے سائل نے سوال نہ کیا ہو وہ کون ہے؟ وہ ان میں سب سے زیادہ معزز ہے۔ انہوں نے عمرو بن سلیل شیبانی اور طبقہ بن قیس بن عاصم اور غالب بن صعصعہ کو اختیار کیا، وہ عمر اور طلبہ کے پاس آئے، تو ان دونوں نے کہا، تم کون ہو؟ پھر غالب کے پاس آئے اس نے ان کو دے دیا اور اس نے ان سے سوال نہیں کیا، پھر غالب والے نے رہن کو لے لیا، اور تحقیق و ثبوت بن یرویعی کے ترجمہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اس کے مغاضرت کے قصہ میں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اونٹوں کے ذبح کے متعلق ہے۔ اور عنقریب اس کا ذکر اس کے بیٹے کے ترجمہ میں آئے گا اور بہید بنت صعصعہ اس کی بہن کے ترجمہ میں۔

باب غین کے بعد راء

(۶۹۳۳) (ن) غرقہ

اس کا نسب بیان نہیں کیا گیا، اس کے لیے ملاقات ثابت ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا: بے شک مسلمانوں نے جب دجلہ کو عبور کیا تو وہ اپنے پچھلوں سے محفوظ رہے سوائے ایک آدمی کے جو بارق سے تھا اس کو غرقہ کہا جاتا ہے وہ اپنے گھوڑے شقراء کی پشت سے پھسلا تو قعقاع بن عمرو نے اس کی طرف اپنے گھوڑے کی لگام کو پھینکا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا یہاں تک کہ اس کو عبور کیا۔

(۶۹۳۴) غزال الہمدانی

اس کے لیے سیف نے مرتد ہونے کی حالت میں شعر کہا جس کے ذریعے اسود غسانی کذاب کی ہجو کی۔ اور اس کے ذریعے اس کو قتل کرنے والوں کی مدح کی:

”کاش مجھے معلوم ہو جاتا، اور حسرت سے افسوس ہو رہا ہے کہ میں اسے اپنے آدمیوں کے نزدیک نہ آنے دیتا۔“

(۶۹۳۵) الغرور بن النعمان

ابن منذر رحمہ اللہ، اس کا باپ ملک الحیرۃ تھا۔ اور وہ مشہور ہے اور غرور اسلام لایا پھر مرتد ہو گیا پھر اسلام کی طرف لوٹ آیا۔ ویمہ نے کتاب الردۃ میں کہا، اس کا نام منذر تھا اور اس کا لقب غرور تھا اور کہا جاتا ہے یہ اس کا نام ہے۔ اور وہ اسلام لانے کے بعد کہا کرتے تھے کہ میں غرور نہیں ہوں بلکہ مغرور (دھوکہ دیا گیا) ہوں۔

اور سیف نے فتوح میں کہا، حطیم بن قیس بن ثعلبہ میں نکلے۔ پھر مرتد بن کوجع کیا اور غرور بن سوید بن منذر نعمان کے بیٹے کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو کہا، اگر تو غالب آ گیا تو میں تجھ کو بحرین کا مالک بنا دوں گا۔ یہاں تک کہ تو نعمان کی طرح ہوگا حیرہ میں۔

باب غین کے بعد سین

(۶۹۳۶) غسان بن جیش

یا جیش اسدی۔ اسی طرح لائے ہیں اس کو ابن اثیر * اور اس کو ابن دباغ منسوب کیا اور تحقیق ذکر کیا اس کا ویمہ نے کتاب الردۃ میں ان لوگوں میں جو طلحہ سے الگ ہوئے تھے۔ وہ اور اس کا بھائی عبدالرحمن اور ان کے والد جیش اور تحقیق جیش کی خبر اس کے قصہ میں گزر چکی ہے۔ اور اس کو ابن فتحون نے مستدرک قرار دیا۔

باب غین کے بعد طاء

۶۹۳۷ غطیف بن حارثہ

ابن حسل بن مالک بن عبدسعد بن جشم بن ذبیان بن عامر بن کنانہ بن حسل الیشکری، ابوکامل۔ سويد بن ابی کاهل کے والد، ذکر کیا اس کو مرزبانی نے معجم میں اور کہا مخضرم ہے اور اس کے لیے شعر کہا۔

القسم الرابع از حرف غین

باب غین کے بعد راء

۶۹۳۸ غرة بن مالک الازدی

عبد الرحمن کے بھائی، غلطی کی پڑھنے میں، بعض ان لوگوں نے جنہوں نے صحابہ کے متعلق لکھا متاخرین میں سے۔ سواس کو ذکر کیا غین معجم کے ساتھ، اور سوائے اس کے نہیں وہ عین مہملہ کے ساتھ اور راء کے ساتھ پھر واؤ کے ساتھ اور تحقیق عروہ بن مالک میں درستی کے ساتھ تذکرہ گزر چکا ہے۔

۶۹۳۹ غرقده (غیب کے والد)

صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے، اور صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح کہا ابن مندہ نے۔ اور ابو موسیٰ نے ذیل میں کہا کہ ابو عبد اللہ اس کی حدیث نہیں لائے۔ اور اس کو ابو بکر بن علی زکریا بن عدی کے طریق سے لائے جو سلام سے، وہ غیب بن غرقده سے، وہ اپنے باپ سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

”کوئی جنایت کرنے والا جنایت نہیں کرتا مگر اپنے خلاف، اور والد اپنی اولاد پر جنایت نہیں کرتا اور نہ بیٹا اپنے

والد پر۔“

میں نے کہا: اور یہ غلطی ہے جو پیدا ہوئی اسقاط سے، اور یہ اس لئے کہ غیب بن غرقده یا روایت کیا اس کو سلیمان بن عمرو ابن احوص سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر سلیمان ساقط ہو گئے اس روایت سے۔ پھر ضمیر اس کے قول (عن ابیہ) میں غیب کی طرف، اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ اور تحقیق روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے زیادہ بن علاقہ کے طریق سے، جو غیب سے درستی کے طریق پر، اور ذکر کیا متن کو ان الفاظ کے ساتھ۔ اور ایسے ہی روایت کیا اس کو ترمذی نے طویل حدیث میں، اور لائے ابوداؤد اور نسائی ایک حدیث کو اس حال میں کہ جدا ہونے والے ہیں ابواحوص کے طریق سے جو زیادہ سے ہے اور ابواحوص جو مذکور ہے، وہ سلام ابن سلیم جو مذکور ہے زکریا بن عدی کی روایت میں۔ اور ذکر کیا اس کا ابن قانع نے بھی صحابہ میں حرف غین معجم کے شروع میں، اور

اسد الغابہ (ت: ۴۱۶۹) تجرید (۲/۲)

ابن ماجہ کتاب المناسک حدیث (۳۰۵) جامع المسانید والسنن (۲۳۳/۱۰) اسد الغابہ (۴۴۴/۳)

لائے دوسری غلطی کے ساتھ جو پہلی سے زیادہ فحش ہے۔ کہا بیان کیا مجھ کو علی بن محمد نے، بیان کیا مجھ کو مسدد نے، بیان کیا مجھ کو ابن عیینہ نے، جو شیب بن غرقہ سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک دینار دیا تاکہ وہ اس کے ذریعے ایک قربانی کا جانور خریدے۔ یا کہا ایک بکری تو اس نے دو بکریاں خریدیں..... (الحديث)

ابن قانع نے ایسے ہی کہا، اور یہ پڑھنے میں غلطی کرنا ہے اور سوائے اس کے نہیں عروہ سے ہے نہ کہ غرقہ سے، میں نے کہا: اور یہ حدیث صحیح بخاری میں ہے، سفیان بن عیینہ کی حدیث سے، لیکن عروہ بن جعد سے اور حدیث مشہور ہے اس کی حدیث ہے۔ اور تحقیق میں نے واضح کر دیا بخاری کی شرح میں امام بخاری کی اس کے لیے تخریج کی سب کو، باوجودیکہ وہ جی سے ہے، اور ان کے احوال کو نہیں پہچانا جاتا۔ واللہ اعلم

باب غین کے بعد زاء

۶۹۳۰ غزیه بن الحارث

ذکر کیا اس کو ابوصالح مؤذن نے صحابہ میں، اور کہا اس کے لیے صحبت ہے، جو مصر کا رہنے والا تھا۔ روایت کیا ان سے کعب ابن علقمہ نے ایک لمبی حدیث اسی طرح ذکر کیا اس کو اس شخص کی کتاب میں جس سے صرف ایک روایت مروی ہے۔ اور خطاء کی اس میں دو طریقوں سے۔ ان میں سے ایک اس نے اس کا نام بدل دیا، اور سوائے اس کے نہیں وہ عرفہ ہے۔ راء اور فاء مفتوحین کے ساتھ نہ کہ غزیه زاء کے کسرہ کے ساتھ اور یاء کی تشدید کے ساتھ۔ اور ان میں سے دوسری کہ اس کا دعویٰ کرنا کہ کعب بن علقمہ اس سے روایت کرنے میں تھا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ تحقیق اس سے عبد اللہ بن حارث الازدی نے بھی روایت کیا، اس کی حدیث اس سے سنن بن ابی داؤد میں ہے۔ بہر حال کعب بن علقمہ کی حدیث اس سے۔ تحقیق اس کو بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا۔ نعيم بن حماد سے جو عبد اللہ بن مبارک سے، وہ حرمہ بن عمران سے روایت کرتے ہیں۔ بیان کیا مجھ کو کعب بن مالک نے، بے شک غرقہ بن حارث کندي۔ اور اس کے لیے صحبت ہے، گزرا اس سے نصرانی، پھر اس کو اسلام کی طرف دعوت دی، تو نصرانی نے نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کیا (برائی سے) پھر حارث نے اس کو پکڑا، عرفہ نے اس کو مارا اور اس کی ناک کو توڑ دیا۔ یہ معاملہ عمرو بن عاص کی طرف اٹھایا گیا اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ بے شک ہم نے ان کو عہد (پناہ) دے رکھی ہے، کہا اللہ کی پناہ ہم ان کو امان دیں اس بات پر یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالی دیں۔ عمرو نے کہا: تو نے سچ کہا۔ اور اس کی سند صحیح ہے اور معروف ہے۔ اور روایت کیا اس کو عبد اللہ بن صالح نے، حرمہ ابن عمران سے بھی طبرانی نے مطلب سے اس کی تخریج کی۔

۶۹۳۱ (ز) غزیه بن سواد

استیعاب کے حاشیہ میں تذکرہ ہے، غزیه کے باب میں کہا۔ یہ وہ ہے جس کو نبی کریم ﷺ نے اپنے سے آگے بڑھایا، کتاب الیث

بخاری، کتاب المناقب (حدیث: ۳۶۴۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۱۷۰) الاستیعاب (ت: ۲۰۸۱) تجرید (۲/۲)

ابوداؤد کتاب المناقب (حدیث: ۲۰۱۸) * تاریخ کبیر (۱۰۹/۴) * معجم کبیر (حدیث: ۲۶۲/۱۸)

میں ابن الہداد سے، ذکر کیا اس کو عبد الغنی بن سعید نے مؤلف میں باب سواد میں اور باب غزیہ میں۔ میں نے کہا: وہ مقلوب ہے۔ اور سوائے اس کے نہیں وہ سواد بن غزیہ ہے، اور تحقیق حدیث گزر چکی ہے اس کے ترجمہ میں حرف سین مہملہ میں، تخریج کی گئی ہے سیرۃ ابن اخطی سے، اور صاحب حاشیہ نے اس کا قصہ قبالہ استیعاب کے ترجمہ سے لکھا ہے منسوب کرتے ہوئے ابن اخطی کی تخریج کی طرف درنگی پر۔

باب غین کے بعد شین

۶۹۴۲ غشمیر بن خرشہ القاری

ابن درید نے کتاب الاختصاص میں ذکر کیا کہ اس کے لیے صحبت ہے۔ کہا اور یہ عصماء بنت مروان یہودیہ کا قاتل ہے جو نبی کریم ﷺ کی شان میں بھوکرتی تھی، اور ابن الایمن نے اس کو مستدرک قرار دیا۔ ابن درید نے کہا: وغشمیر فعلیل غشمرة سے، اور وہ شے کو غلبہ سے لینا۔

میں کہتا ہوں: ابوبکر نے اس کو غلط پڑھا پھر اس کی تفسیر میں تکلف کیا، اور سوائے اس کے نہیں وہ عمیر ہے، کوئی شک نہیں اس میں، اور نہیں ہے شک وہ عمیر بن خرشہ بن عدی القاری میں۔ ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ اس کے ترجمہ میں درنگی کے ساتھ گزر چکا ہے۔

باب غین کے بعد ضاد

۶۹۴۳ غصیف بن حارث الکندی

معروف تابعی ہیں، صحابہ میں سے بیان کیا سنن میں اور تحقیق اس پر تنبیہ قسم اول میں گزر چکی ہے۔ اور ابن عبد البر نے غصیف بن حارث کندی کے درمیان فرق کیا ہے۔ یہ غصیف بن حارث اول۔ پھر قتل کر دیا، لیکن اختلاف بیان نہیں کیا اس کے صحابی ہونے یا نہ ہونے میں۔ سو اس میں کچھ بھی عمل نہیں کیا۔

باب غین کے بعد طاء

۶۹۴۴ غطیف بن ابی سفیان

ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں، اور کہا ابن مندہ نے صحابی ہیں۔ ذکر کیا صحابہ میں، اور صحیح نہیں اس کا شمار تابعین میں، پھر روایت کیا انہوں نے اور بغوی نے بقیہ کے طریق سے بیان کیا ہم سے معاویہ بن یحییٰ نے، سعید بن سائب نے اور بغوی کی روایت میں ہے سلیمان بن سعید بن السائب میں نے غطیف بن ابی سفیان کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اتباع کرے گا، اور وہ اس کو نہیں پہچانیں گے، دریں اثناء مؤمن اس سے غم میں ہوں گے اچانک اس کی آنکھ پھوٹ جائے گی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر ظاہر ہوگا، جس کو ہر مؤمن پڑھ لے گا۔ اس وقت مؤمن اس سے جدا ہو جائیں گے اور کافر اس کی اتباع میں رہے گا۔

بخاری کتاب الفتن حدیث (۷۱۳۱) مسلم کتاب الفتن حدیث (۷۲۹۰) ابوداؤد کتاب الفتن حدیث (۴۳۱۶)

ترمذی کتاب الفتن حدیث (۲۲۴۵) ابن ماجہ کتاب الفتن حدیث (۴۰۷۷) مسند احمد حدیث (۲۰۴۳۳)

باب غین کے بعد نون

(ن) غنیم بن قیس المازنی ❁

ابن ماکول نے کہا: ❁ عبدالغنی بن سعید کی پیروی کرتے ہوئے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کے زمانے کو پایا اور آپ ﷺ کو دیکھا۔ اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے اور اس کے علاوہ سے اور ایسے ہی ذکر کیا اس کو ابن فتحون نے، اور ابن مندہ نے کہا: روایت کیا اس سے جناح نے اور نہیں ہے اس کے لیے محبت اور نہ روایت۔

میں نے کہا: اس کی حدیث صحابہ سے مسلم اور اس کے علاوہ میں ہے۔

اور اس کو کبھی بھی کہا جاتا ہے اور اس کی کنیت ابو العنبر ہے، اور اس کے لیے روایت بھی ہے، اپنے باپ سے اور اس کے لیے صحبت ہے اور ابو موسیٰ اشعری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

روایت کیا اس سے سلیمان التیمی نے اور عاصم احول نے اور خالد حذاء نے اور ابوالسلیل نے اور دوسروں نے اور ثقہ قرار دیا اس کو ابن سعد، نسائی اور ابن حبان ❁ نے اور کہا کہ وہ نوے ہجری میں فوت ہوا۔ اور جدیدیات میں شعبہ سے ہے جو سعید جریری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے غنیم بن قیس کو کہتے ہوئے سنا۔ ہم وعظ و نصیحت کرتے تھے لوگوں کو ابتداء اسلام میں۔ اپنی مصروفیت سے پہلے اپنی فراغت میں عمل کر۔ اور اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی میں عمل کر، اور اپنی بیماری سے پہلے اپنی صحت میں عمل کر اور اپنی آخرت کے لیے اپنی دنیا میں عمل کر، اور ابن سعد نے محمد بن وضاح کے طریق سے تخریج کی ہے جو عاصم احول سے روایت کرتے ہیں، کہا: غنیم بن قیس نے کہا۔ ہمارے پاس ایک سوار آیا، اس نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر دی تو ہم اٹھے اچانک، ہم نے کہا: میرے ماں باپ قربان ہوں اللہ کے رسول ﷺ اور میں نے کہا:

”سنو! میرے لیے ہلاکت ہے محمد ﷺ کی مخالفت میں۔ تحقیق میں ان کی زندگی میں روک دیا گیا تھا۔ ❁ اور حد

سے تجاوز کرنے والے دشمن سے امان میں تھا۔ غفریب میرے بعد آئے ہوں گے جو تم سے ناحق سوال کریں گے، تم ان کو دینا وہ جو وہ تم سے سوال کرتے ہیں۔ اور اللہ کے ہاں وعدے کا وقت ہے۔“ ❁

اور ذکر کیا اس کو ابن جوزی نے ضغفاء میں، ان لوگوں میں جن کی صحبت میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے مراسیل میں کہا، میں نے اپنے باپ سے سوال کیا اور ابو زرہ سے اس کے بارے تو دونوں نے کہا: وہ تابعی ہے۔

میں نے کہا: ذکر کیا ابن حبان نے تابعین میں کہ بے شک وہ ۱۳۸ ہجری میں فوت ہوئے، تو اس وجہ سے اس کے لیے صحبت صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اور اک ہے اور اس کے لئے دوسری حدیث مرسل ہے۔ روایت کیا اس کو ابن سفیان نے اپنی مسند میں، فضل بن موسیٰ سے، جو ابن المبارک سے، وہ حکم بن ہشام سے، وہ ان سے روایت کرتے رہیں۔ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو کنواری لڑکی

❁ اسد الغابۃ (ت: ۲۱۸۳) تجرید (۳/۲) ❁ الاکمال (۱۲۷/۲) ❁ الثقات (۲۹۳/۱۵)

❁ البیت فی اسد الغابۃ (۴۴۷/۱۳) ❁ تاریخ کبیر (۱۰۶/۷) اسد الغابۃ (۴۴۶/۳)

حیض آنے سے پہلے مرجائے وہ جنتی ہے۔*

اسی طرح ابو نعیم اس کو اس کے ترجمہ میں لائے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی حاتم نے غطیف بن ابی سفیان کے درمیان جو شیخ ہیں سعید بن السائب کے اور اس حدیث کے راوی کے درمیان فرق کیا ہے۔ پھر کہا: غطیف بن سفیان روایت کیا ان سے حکم بن ہشام نے، اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔

باب غین جس کے بعد نون

(ز) غنیم بن کلیب جَمَعِي (۶۹۳۵)

ذکر کیا اس کو خلف بن قاسم شیخ ابن عبد البر نے۔ اور اس کو مستدرک قرار دیا علی ابی علی بن سکین نے۔ اور اپنے خط کے ساتھ اپنی کتاب پر حاشیہ لکھا۔ کہا: ہم کو ابو الکاظم محمد بن احمد نے مکہ میں خبر دی۔ ہم کو میرے باپ نے بیان کیا، ہم کو مفضل بن محمد الجندی نے۔ بیان کیا ہم سے ثابت بن معاذ نے، بیان کیا ہم کو عبد المجید نے۔ کہا: ذکر کیا ابن جریج نے، ابی دعثم سے، اور اس کا نام غنیم ابن کلیب الجمعی، کہا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس اس کے حج میں آیا۔ اور عرفہ سے جمع کی طرف دور کیا، اور آگ مزدلفہ میں جلای گئی اور اس کو تیر مارتا ہے یہاں تک کہ اس کے قریب اترا۔

میں کہتا ہوں: وہ غلط ہے کئی وجہ سے۔ پہلی کہ وہ عثم ہے عین مہملہ کے ساتھ اور ثاء کے ساتھ نہ کہ غین اور نون کے ساتھ۔ اسی طرح ضبط کیا اس کو بخاری اور دارقطنی نے اور عبد الغنی اور ان کے علاوہ نے۔ دوسری وجہ وہ جہمی ہے نہ کہ جمعی ہے۔ تیسری وجہ وہ غنیم بن کثیر بن کلیب، اس روایات میں اپنے دادا کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ چوتھی وجہ تابعین کے پیروکاروں میں سے ہے نہ کہ صحابہ میں سے اور نہ تابعین میں سے، اور سوائے اس کے نہیں روایت کیا گیا اس کے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو اور اس کے علاوہ کو، پانچویں وجہ، بے شک ابن جریج وہ ہے جس نے سنا اس کو غنیم سے، اور سوائے اس کے نہیں روایت کیا اس سے واسطہ کے ساتھ، پھر سنن ابی داؤد میں ابن جریج کے طریق سے ہے، مجھ کو غنیم بن کثیر بن کلیب کے متعلق خبر دی گئی، پھر حدیث کو ذکر کیا، اور پہنچی ہم کو یہ حدیث ابراہیم بن ابی یحییٰ کے طریق سے، جو غنیم سے روایت کرتے ہیں، گویا کہ وہ شیخ ابن جریج ہمیں اس میں، اور ممکن ہے کہ ابن جریج غنیم سے ملے ہوں۔ اور کسی سے نقل کی ہو جس نے ان سے روایت کی ہے۔

باب غین کے بعد میم

(۶۹۳۶) عمر الجَمَعِي

ذکر کیا اس کو ابن شاہن نے حرف غین کے آخر میں کتاب الصحابہ سے اور میں نے اس کو لکھا ہوا دیکھا اس آدمی کے خط کے ساتھ جس سے لکھا گیا غین کے فتح کے ساتھ اور میم کے سکون کے ساتھ۔ اور تخریج کی بقیہ کے طریق سے جو یحیر بن سعد سے، وہ خالد

ابن سعدان سے، وہ جبیر بن نفیر سے، وہ عمرو جمحی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اس نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو عمل میں لگا دیتے ہیں“۔ (حدیث) *

ابن شاہین اور دوسروں نے کہا: عمر عین کے ضمہ کے ساتھ، اور عیم کے فتح کے ساتھ۔
میں نے کہا: اور وہ غلطی پر غلطی ہے۔ اور درست عمرو بن حمق ہے، جیسا کہ ماقبل میں میں نے اس کو بیان کر دیا۔

(ن) غنمہ بن عدی (۶۹۴۷)

ابن عبد مناف بن کنانہ بن جہمہ بن عدی بن رجبہ، ابن دہاغ نے ابن عبد البر کی کتاب پر اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ خطا ہے، جو غلط پڑھنے سے پیدا ہوئی۔ اور سوائے اس کے نہیں وہ غنمہ ہے۔ اسی طرح اس کو دارقطنی نے مؤلف اور مختلف میں قلمبند کیا ہے۔

اور ذکر کیا بے شک اس کے لیے مسح علی الخنیں کے متعلق حدیث ہے۔ تنبیہ کی ہے اس پر ابن فحون نے، اور ذکر کیا زشاطی نے انساب میں کہ بے شک ابن فحون نے ذکر کیا ہے اس کو غین کے ساتھ، اور اس کو دارقطنی کے کلام کے پیچھے لائے۔ اور یہ تحریر کا محتاج ہے اور درست عین کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم

باب غین کے بعدیاء

(ز) غیلان بن جامع (۶۹۴۸)

ذکر کیا ابو حاتم نے غیلان بن جامع بن راشد محارب بن کوئی قاضی کے ترجمہ میں۔ مشہور یہ ہے کہ بے شک ان میں سے بعض نے اس کے طریقہ سے حدیث مرسل کو روایت کیا اور ان کے درمیان فرق کیا، گویا کہ اس نے اس کو دوسرا صحابی گمان کیا، بوجہ اسماعیل ابن ابی خالد کی روایت کے، اور وہ تابعی ہے اور وہ محارب بنی سے بڑا ہے۔ کہا ابو حاتم نے * میرے نزدیک وہ ایک ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور غیلان کی روایت متوسط تابعین سے ہیں جسے ابی اسحق السعیمی انہوں نے کسی صحابی کو نہیں پایا، اور اس کا بڑا شیخ ابو داؤد بن سلمہ حضرمین میں سے ایک ہے۔ پھر میں نے تاریخ بخاری کی طرف رجوع کیا، تو میں نے پہچانا کہ مراد ابی حاتم کے قول سے ”ان کا بعض ہے“ لیکن بخاری * نے غیلان بن جامع نہیں کہا۔ اور سوائے اس کے نہیں کہا ہے: غیلان، روایت کیا اس سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ذکر کیا اس کو غیلان بن جامع کے ترجمہ کے بغیر اور اس کے علاوہ ان میں سے جن کا نام غیلان ہے۔ پس وہ ان کے ہاں دوسرا ہے جو معروف نہیں۔

* ترمذی کتاب القدر حدیث (۲۱۴۲) مستدرک حدیث (۳۴۰/۱) معجم اوسط حدیث (۱۹۶۲)

ذکر ابن حبان فی صحیحہ، حدیث (۳۴۱) مسند احمد حدیث (۱۰۷/۳)

* الجرح والتعديل (۵۳/۷)

* التاريخ الكبير (۱۰۴/۴)

حرف الفاء

www.KitaboSunnat.com

قسم اول از حرف الفاء

باب فاء کے بعد الف

۶۹۴۹ فاتک بن عمرو خطمی

ذکر کیا اس کو ابو نعیم نے، اور روایت کیا عمرو بن مالک رابی کے طریق سے۔ بیان کیا ہم کو فضیل بن سلیمان نے، بیان کیا ہم کو عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز نے، خلیس بن عمرو سے، جو بنت فارحہ سے، وہ اپنے دادا فاتک بن عمرو خطمی سے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ پر آنکھ کا تعویذ پیش کیا، آپ نے مجھ کو اس میں اجازت دی، اور میرے لیے برکت کی دعا کی، اور وہ ہر چیز سے ہے:

((بِسْمِ اللَّهِ، وَبِاللَّهِ، أَعِيذُكَ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ، وَبَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا اُعْتَرَيْتَ وَاعْتَرَاكَ، وَاللَّهُ رَبِّي شَفَاكَ، وَأَعِيذُكَ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ مُلْقِحٍ وَمُخِيلٍ))

یعنی وہ جو پیدا ہو چکا ہے وہ جو پیدا نہیں ہوا، اور کہا ابو موسیٰ نے: روایت کیا ابراہیم بن محمد نے، عبدالعزیز سے وہ خلیس سے جو اپنی ماں سے وہ اپنے دادا حبیب بن فدیہ بن عمرو سلامانی سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک اس نے رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا، پھر ذکر کیا۔ میں نے کہا: فضیل اقویٰ ہے ابراہیم سے، اور تعدد کا احتمال رکھتا ہے۔

۶۹۵۰ فاتک

نسب نہیں بیان کیا گیا، روایت کیا طبرانی اور باوردی نے اور ابن عدی اور ان کے علاوہ نے، زید بن حریش کے طریق سے، جو عبید اللہ بن عمر سے، جو ایوب سے، جو نافع سے، جو ابن عمر سے، کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس چور کو لایا گیا، پھر اس کا ہاتھ کاٹا، اور وہ سخت سردیوں میں مسافر تھا، ایک آدمی نے جس کو فاتک کہا جاتا تھا اس پر خیمہ ڈال دیا، اور اس کے لیے آگ جلائی، نبی کریم ﷺ لکے، تو آپ کو اس کے بارے میں خبر دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! فاتک کو بخش دے جیسا کہ اس نے تیرے اس مصیبت زدہ بندے کو ٹھکانہ دیا۔“

۶۹۵۱ الفاکہ بن بشر

بن الفاکہ بن زید بن غلہ بن عامر بن ذریق النصاری، زرقی، ذکر کیا اس کو ابن اسحاق نے ان لوگوں میں جو بدر میں حاضر ہوئے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۱۸۷) تجرید (۴/۲) جامع المسانید (۲۵۱/۱۰) اسد الغابہ (۴۴۹/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۰) تجرید (۴/۲) اسد الغابہ (۴۴۹/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۱) استیعاب (ت: ۲۰۹۱) تجرید (۴/۲) السيرة النبوية (۴۴۹/۳)

۶۹۵۲ الفاکہ بن سعد

بن حجر بن عثمان بن عامر بن خطمہ الانصاری الاوی العظمی۔ ابن مندہ نے کہا: ابو عقبہ کنیت ہے، اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے عقبہ نے، ذکر کیا اس کو ابن کلبی نے ان میں جو صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے اور وہیں قتل ہوئے۔ اور اس کے لیے ابن ماجہ میں حدیث ہے سند ضعیف کے ساتھ عید الفطر کے دن غسل کرنے کے متعلق۔ روایت کیا ان سے اس کے پوتے عبدالرحمن بن عقبہ بن فاکہ، اور فاکہ کاف کے کسرہ کے ساتھ، اس کے بعد جاء اصلیه ہے۔

ابن سعد نے کہا: انصاری ہے، نبی ﷺ کی صحبت اٹھائی، اور بغوا اور باوردی نے ابی جعفر خطمی کے طریق سے تخریج کی ہے۔ عبدالرحمن بن عقبہ بن فاکہ انصاری سے جو اپنے دادا فاکہ بن سعد سے، اور اس کے لیے صحبت ہے۔ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن غسل فرماتے تھے۔

اور استیعاب میں ہے: ابو جعفر خطمی نے روایت کیا عبدالرحمن بن سعد بن فاکہ بن سعد سے، جو اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے.... پھر حدیث ذکر کی اور اس کی اتباع کی ابن ابی حاتم نے۔

اور یہ وہم ہے دو جگہوں میں، والد عبدالرحمن کا نام سعد رکھنے میں، اور سوائے اس کے نہیں وہ عقبہ ہے۔ اور اس کے قول ”عن ابیہ“ کی زیادتی سند میں، اسی طرح تخریج کی اس کی باوردی نے، دوسری وجہ سے، جو ابی جعفر سے ہے، لیکن کہا: عبداللہ بن عقبہ سے ہے جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، عبدالرحمن کی جگہ، پھر کہا: عبداللہ۔

اور حرم، جاء کے فتح کے ساتھ، اور باء کے سکون کے ساتھ اس کے بعد تاء پھر راء ہے۔ اور استیعاب میں ہے۔ جبر جیم اور باء ساکنہ کے فتح کے ساتھ، پھر راء اور یہ غلط پڑھنے کا نتیجہ ہے۔

۶۹۵۳ الفاکہ بن السکن

ابن خنساء بن کعب بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی، ابن کلبی نے کہا: وہ بدر کے بعد کے معرکوں میں حاضر ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام مؤمن رکھا اس قصہ میں جو ان کے لیے گزرا۔

۶۹۵۴ الفاکہ بن عمرو الداری

تمیم داری کے قبیلہ سے، جعفر مستغفری نے کہا، اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ ایسے ہی ابن حبان نے کہا اور تمیم داری کے

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۲) استیعاب (ت: ۲۰۹۲) تجرید (۴/۲)

ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ (حدیث: ۱۳۱۶) مسند احمد (حدیث: ۷۸/۴) معجم کبیر (حدیث: ۸۲۸/۱۸)

جامع المسانید والسنن (۲۵۴/۱۰) الاستیعاب (۳۲۳/۳) استیعاب (۳۲۳/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۳) تجرید (۴۱۲) اسد الغابہ (۴۵۰/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۴)

چکا کے بیٹے نے زیادہ کیا کہ وہ فلسطین کے بیت جبرین کا رہنے والا تھا، اور وہیں فوت ہوا۔

۶۹۵۵ الفاکہ بن النعمان الداری

یہ بھی تمیم داری کے قبیلہ سے تھا۔ ذکر کیا اس کو مستغفری نے، اور روایت کیا ابن اسحق کے طریق سے * بے شک وہ تمام بدویوں میں سے وہ ہیں جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی۔ اور ذکر کیا ہے اس کو واقدی * اور طبری نے بھی اور کہا، وہ فاکہ بن نعمان بن جبلة بن شقارہ بن ربیعہ بن دارع بن عدی بن دار، اور تحقیق طیب کے ترجمہ میں گزر چکا ہے کہ اس کا نام رفاعہ ہے۔ واللہ اعلم

۶۹۵۶ (ن) فائد بن عمارہ بن ولید بن مغیرہ مغزومی

خالد بن ولید کے بھتیجے، عنقریب ان کے بھائی ولید بن عمارہ کے تذکرہ میں یہ بات آئے گی کہ ان کے لئے شرف صحابیت ہے۔

۶۹۵۷ (ن) فائد (عبداللہ بن سلام کے آزاد کردہ غلام)

تخریج کی ان کے لیے مفید بن نعمان رافضی نے علی بن ابی شیحہ کے مناقب میں ایک حدیث کی جو ابراہیم بن عمرو کے طریق سے ہے۔ اس سے جس نے ان کو بیان کیا۔ جو فائد سے جو عبداللہ بن سلام کے آزاد کردہ غلام کہا: نبی کریم ﷺ غزوہ حدیبیہ میں جھگڑے، پھر وہاں پانی نہ پایا، تو سعد بن مالک کو بھیجا، تو وہ لوٹے خوشگوار کے ساتھ اور معذرت کی، پھر نبی کریم ﷺ نے علی بن ابی شیحہ کو بھیجا، وہ نہیں لوٹے یہاں تک کہ اس کو بھرا۔

باب فاء کے بعد ثاء

۶۹۵۸ (ن) فتح (تمیم داری کے غلام)

میں نے اس کو خطیب کے خط کے ساتھ دیکھا۔ ثاء کے سکون کے ساتھ اس کے بعد حاء مہملہ ہے۔ اور تحقیق سراقہ میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد جیم

۶۹۵۹ الفجینج

جیم کے ساتھ تصغیر ہے۔ ابن عبداللہ بن جندع۔ جیم اور دال کے ضمہ کے ساتھ اور ان کے درمیان فون کے سکون کے ساتھ۔ اور اس کے آخر میں عین مہملہ ہے، ابن البرکاء۔ اور اس کا نام ربیعہ بن عمرو بن ربیعہ بن عامر بن حصصہ البرکائی ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۵) تجرید (۴/۲) * السیرۃ النبویۃ (۲۷۴/۳) * المغازی (۶۹۵)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۶) استیعاب (ت: ۲۱۱۲)

بخاری نے کہا: اور ابن سکین نے اور ابن حبان نے، اس کے لیے شرف صحابیت ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی آیا اور ذکر کیا اس کا ابن سعد نے فقہین کے طبقہ میں، اور بغوی نے کہا: وہ کوفہ کا رہائشی تھا۔ اور اس کے لیے حدیث ہے سنن ابی داؤد میں ایسی سند کے ساتھ کہ کوئی حرج نہیں اس کے ساتھ اس کے سوال میں، مردار سے کیا حلال ہے۔ اور تخریج کی بخاری نے تاریخ میں اس سے، اور بغوی نے اس کے طریق سے۔ اور اس کے لیے دوسری حدیث ہے۔ جس کو ابن ابی عاصم نے و حدان میں ابی نعیم کے طریق سے، کہا: بھیجی ہماری طرف عبدالملک بن عطاء یحٰیی نے ایک کتاب پھر کہا۔ اس کو لکھو، اور اس کو ہمارے خلاف نہ لکھو، اور گمان کیا: بے شک بنت فحج بیان کیا اس کو اس کے بارے میں اچانک اس میں تھا، یہ محمد بن یحٰیی کی طرف سے فحج اور اس کے پیروکاروں کے لئے خط ہے۔

اور جو اسلام لایا اور نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی، اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، اور مال غنیمت سے اللہ کا حصہ دیا۔ اور اللہ کے نبی کی مدد کی اور مشرکین سے جدا ہو گیا تو وہ اللہ کی امان میں مامون ہے اور محمد ﷺ کی امان میں۔ اور روایت کیا اس کو ابن شاہین نے عبدالرحیم بن زید باریقی کے طریق سے۔ جو عقبہ بن وہب یحٰیی سے، وہ فحج سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اور ابن کلبی نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک خط لکھا آپ ﷺ نے وہ ان کے پاس تھا۔ اور تحقیق اس کا ذکر بشر بن معاویہ یحٰیی کے ترجمہ میں قسم اول میں گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد دال

۶۹۶۰ فذذ بن خنافة البکری

ذکر کیا اس کا ابو عبیدہ معمر بن شثیٰ نے اس کی کتاب میں، پھر کہا۔ فذذ بن خنافة بکری البوسفیان کے پاس مکہ میں آیا۔ اور وہ فذذ فائق بنی بکر تھا۔ ابوسفیان کے ساتھ نبی ﷺ کے قتل پر بیس اونٹنیوں کے بدلے اتفاق کر لیا اور اس کو زہر آلود خنجر دیا۔ فذذ نے کہا، مجھے ابی سفیان کے پاس فرحت ہوئی اور میں مست تھا، پھر جب نشہ اترتا تو میں نے اس عظیم معاملہ میں غور کیا جس پر میں نے اقدام کیا، تو میں خوش ہوا یہاں تک کہ جب میں رزءاء مقام میں تاریک رات میں تھا تو میں نے اونٹنی کے کھر کی جگہ کو کبھی نہ دیکھا، تو ظاہر ہوئی میرے لیے بجلی کی چمک۔ اور اچانک وادی کے دامن سے ایک آواز دینے والا کہہ رہا تھا:

”رسول عرش والے کے پاس سے آیا ہے اس حال میں کہ سچا ہے، لوگوں کے لیے نیکی کے راستوں پر واقفیت رکھنے والا۔“

میں نے اس کو قافلہ کا آدمی شمار کیا، اور میں نے آواز کا چچھا کیا۔ پس جب میں اس جگہ پر پہنچا جہاں میں نے آواز سنی تو کوئی حس نہیں۔ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور میں نے جان لیا کہ کوئی جن ہے، پھر میں نے شعر کہا:

ابوداؤد کتاب الاطعمہ حدیث (۳۸۱۷) معجم کبیر حدیث (۸۲۹/۱۸) سنن کبیری حدیث (۳۵۷/۹)
تاریخ کبیر (۳۷/۷) جامع المسانید والسنن (۲۵۶/۱۰)
معجم کبیر حدیث (۳۲۲، ۳۲۱/۱۸)

”تیرے لیے بھلائی ہو تحقیق تو نے مجھے آواز لگانے والے کی بات سنائی ہے۔ اور تو نے قوم کو متنبہ کیا اس حال میں کہ اس کا دل ڈرنے والا نہیں ہے۔“

پھر اس نے مجھے جواب دیا گویا کہ وہ میری اونٹنی کے نیچے ہے۔
”اللہ لعنت کرے ایسی اقوام پر جنہوں نے محمد ﷺ کا ارادہ کیا برائی کے ساتھ، اور نہیں پلایا ان کو بارش کے برسنے نے جو بتوں پر گرے ہوئے تھے، ان کو چھوڑ نہیں رہے تھے، اور تحقیق اہل بصائر نے اللہ کے دین کا قصد کیا۔“

پس میں اپنی خوشی کے لیے چلا، اور مجھ میں وہ جو میں نے سنا، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو بنی عبدالاشہل میں باتیں کرتا ہوا پایا، اور تحقیق اس نے ان کو خبر دی ہر اس چیز کے متعلق جو موافق ہے، اور کہا عنقریب تم پر ابھی مطلع ہو جائے گا۔ تم جلد بازی نہ کرو اس میں اور میں اس کو نہیں پہچانتا تھا، پھر میں نے بچے سے کہا: کہاں ہے وہ محمد ﷺ قریشی جو تمہارے پاس آیا ہے؟ پھر میری طرف ناپسندیدگی کی حالت میں دیکھا۔ اور کہا: تیرا ناس ہو، تیری ماں تجھ کو گم پائے، اگر تو مسافر ناواقف نہ ہوتا تو میں تیرے قتل کا حکم کرتا۔ کیا تو کہتا ہے: کہاں ہیں رسول اللہ ﷺ؟ وہ عوجاء کھجوروں کے پاس اپنے ساتھیوں کے پاس ہے۔ اس کو فوت (گم) پانے والا۔ پس بے شک جب تو ان کو دیکھے گا تو اس کو بڑا سبجھ گا، اور تو اس کی تصدیق کے ساتھ گواہی دے گا، اور تو جان لے گا تو نے اس سے پہلے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ کہا: پھر میں اپنی سواری سے اترا، پھر میں اس کے پاس آیا۔ پھر اس نے مجھ کو خبر دی جو موافق ہوئی میرے لیے ابوسفیان کے ساتھ اور آواز دینے والے کے ساتھ، پھر اس نے مجھ کو اسلام کی طرف دعوت دی، تو میں اسلام لایا اس حال میں کہ وہ کہہ رہا تھا:

”سنو صحر بن صرب کو پیغام پہنچا دو، بے شک میں نے حق کو ابن ہاشم کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا ہے جو نیکی اور تقویٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔ ہدایت کے احکام کو جاننے والا ہے، ظالم نہیں ہے۔ پھر اس نے مجھ کو خبر دی بن دیکھے ان چیزوں کے متعلق جن کو میں نے دیکھا، اور میں نے اس کو قبیلہ سے چھپایا، چھپانے کی جگہوں میں۔“

(ن) فَدِيكَ (۶۹۶۱)

سہیلی نے حکایت کیا، بے شک وہ لشکر کا امیر تھا، وہ لشکر جس میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو قتل کر دیا جس نے اسلام کو غطا ہر کیا۔ اور کہا اس کے علاوہ نے، اس کا نام قلیب ہے اور عنقریب آئے گا۔

(۶۹۶۲) فَدِيكَ بن عمرو السامانی

اس کا ذکر اور اس کی حدیث اس کے باپ حبیب کے ترجمہ میں گزر چکی ہے، اور کہا گیا ہے فریک ہے۔ راء کے ساتھ وال کے بدلے میں۔ اس کا طبری نے ذکر کیا ہے اور کہا گیا ہے۔ فویک، واؤ کے ساتھ، کہا اس کو بغوی، ابوالفتح الازدی، ابن شاہین اور جعفر

مستغفری نے، اور ابو عمر بن عبد البر اور ان کے علاوہ نے، کہا ابن فتحون نے، میں نے اس کو ابن ابی حاتم کی کتابوں میں دیکھا اور ابن سکین کی کتابوں میں واؤ کے ساتھ۔

۶۹۶۳ فدیك الزبیدی

اور کہا جاتا ہے۔ عقلی، اور وہ مشابہ ہے بشیر بن فدیك کے والد کے اور صالح بن بشیر بن فدیك کے دادا کے، اس کا ذکر اور حدیث چوتھی قسم میں گزر چکی ہے۔ اور کہا بخاری نے، فدیك نبی کریم ﷺ کا ساتھی ہے۔ پھر ذکر کیا اوزاعی سے جو بیری سے، وہ دونوں زہری سے، وہ صالح بن بشیر بن فدیك سے، کہا کہ لکھا فدیك رسول اللہ ﷺ کی طرف، پھر حدیث کو ذکر کیا ہجرت میں۔ اور ذکر کیا ابن ابی حاتم نے اس کی مثل۔ اور بغوی نے کہا کہ مدینہ کا رہنے والا ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن حبان نے، پھر کہا: اس کی حدیث اس کی اولاد کے پاس ہے اور ابن سکین نے کہا، کہا جاتا ہے بے شک فدیك اور اس کا بیٹا بشیر دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔

باب فاء کے بعد راء

۶۹۶۴ فرات بن ثعلبہ البهرانی قسم ثالث میں ذکر آئے گا۔

۶۹۶۵ فرات بن حیان

ابن ثعلبہ بن عبد العزی بن حبیب بن جیہ بن ربیعہ بن صعب بن عجل بن لجم الربیع الیشکری۔ پھر عجل، بنی سہم کے حلیف تھے۔ اور واقع ہوا سیاق میں اس کا نسب ابی عمر کے پاس سعد صعب کے بدلے میں اور یہ وہم ہے۔ بخاری نے کہا اور اس کی اتباع کی ابو حاتم نے، اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی، ابو حاتم نے زیادہ کیا کہ وہ کوئی ہے۔ اور بغوی نے کہا وہ کوفہ کا رہنے والا ہے اور وہاں گھر بنایا۔ اور اس کے لیے انجام کار کوفہ ہے۔ اور اس نے اس کو بحرین کی زمین میں قطع کیا۔ اور ابن سکین نے کہا، اس کے لیے محبت ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن سعد نے اہل خندق کے طبقہ میں۔ اور کہا وہ کوفہ میں اترے، روایت کیا نبی کریم ﷺ سے کہا بے شک تم میں سے کچھ مرد ایسے ہیں ہم ان کو ان کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں۔ ان میں سے فرات بن حیان ہے۔ تخریج کی اس کی ابو داؤد اور بخاری نے تاریخ میں اور اس میں قصہ ہے۔ اور روایت کیا اس سے حارث بن مضرب نے اور قیس بن زہیر، حسن بصری، اور وہ ابی سفیان کے لیے اس کی جنگ میں نگران تھا، پھر اسلام لایا۔ پھر ایسا ہوا اس کا اسلام اور مرزبان نے کہا کہ وہ ان میں سے تھا جس

اسد الغابہ (۴۱۹۷) تجرید (۵/۲)

معجم کبیر حدیث (۳۶۲/۱۸) ذکر ابن حبان حدیث (۴۸۶۱/۱۱) تاریخ کبیر (۱۳۵/۷) جامع المسانید والسنن (۲۵۹/۱۰)

اسد الغابہ (ت: ۴۱۹۹) تجرید (۵/۲)

ابوداؤد کتاب الجہاد حدیث (۲۶۵۲) مسند امام احمد حدیث (۳۳۶/۴) السنن الکبریٰ (۱۹۷/۸)

جامع المسانید والسنن (۲۶۱/۱۰)

المعجم المشتمل (۱۸۹)

نے رسول اللہ ﷺ کی جھوٹ بھری مدح کی، پس قبول ہوئی اس کی مدح اور ابن حبان نے کہا۔ وہ لوگوں میں راستے کے اعتبار سے زیادہ ہدایت پر تھا۔ اور ابن سکین نے مسند قرار دیا۔ صدقہ بن ابی عمران کے طریق سے، جو ابی اسحاق سے، وہ عدی بن حاتم سے، بے شک فرات بن حیان اسلام لایا، اور دین میں فقاہت حاصل کی۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کو یمامہ میں زمین کا ایک حصہ دیا، جو چار ہزار اور دوسو سے زیادہ مہنگی تھی۔ اور سیف نے فتوح میں ذکر کیا احمد بن فرات بن حیان کے طریق سے، کہا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نکلے، اور فرات بن حیان اور رجال بن عوفہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے، اور کہا: ”بے شک ان میں سے ایک کی داڑھ جنم میں زیادہ بڑی ہوگی اُحد سے اور بے شک اس کے ساتھ خیانت کرنے والے کی گدی ہے“۔ کہا ہم کو یہ بات پہنچی، سو ہم ایمان نہ لائے یہاں تک کہ رجال نے کہا وہ جو اس نے کہا، پھر قتل کیا گیا، سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور فردہ بن حیان اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے۔

میں کہتا ہوں: رجال مرتد ہو گیا اور مسیلہ کے فتنہ میں پڑ گیا، اور اس کے ساتھ کافر ہو کر قتل ہو گیا۔

اور ابو العباس بن عقدہ حافظ نے کہا، ہم کو محمد بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا، ہم کو موسیٰ بن زیاد نے بیان کیا، ہم کو عبد الرحمن ابن سلیمان اشہل نے بیان کیا ذکر یا بن ابی زائدہ سے، جو ابی اسحق سے، وہ حارث بن مضرب سے، وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ خندق کے دن فرات بن حیان کے پاس آتے اور وہ مشرکین کا جاسوس تھا، آپ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ اس نے کہا: میں مسلمان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تم میں سے بعض وہ ہیں کہ میں نے ان کو اسلام پر مانوس کیا اور میں نے اس کو اس کے ایمان کے سپرد کر دیا“۔ ان میں سے فرات بن حیان ہے۔

اور اس کا تذکرہ اولیس قرنی کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔ اور اس کا ذکر حنظلہ بن ربیع کے ترجمہ میں بھی ہے۔

۶۹۶۶ فراس بن حابس التیمی

اقرع کا بھائی ہے۔ اور کہا گیا ہے اقرع کا نام بھی فراس ہے۔ ابن اسحق نے کہا: مغازی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ ابن حصن بن حذیفہ کو بنی غنم کی طرف سریہ میں بھیجا۔ اور ان میں سے چند مردوں اور عورتوں کو نشانہ بنایا۔ پھر نکلے ان میں کچھ مرد بنی تمیم سے، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں سے اقرع ہے اور فراس حابس کے دو بیٹے.... پھر قصہ کو ذکر کیا۔ اور ابن عبد البر نے کہا: جو انس سے ہے، میں اس کو بنی غنم سے گمان کرتا ہوں، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وفد بنی تمیم میں۔ میں نے کہا: اور وہ بنی غنم میں سے نہیں ہے بلکہ ان کی وجہ سے آیا جیسا کہ ذکر کیا ابن اسحق نے۔

۶۹۶۷ فراس

وہ اقرع تمیمی ہے، بنی تمیم سے، اسی پر مرزبانی کا یقین ہے، اور اس سے پہلے ابن درید کا اور یہ الف میں گزر چکا ہے۔

۶۹۶۸ فراس بن عمرو الکنانی

پھر لیش۔ ابن حبان نے کہا اس کے لیے صحبت ہے۔ اور اس کے علاوہ نے کہا اس کے لیے رویت ہے۔ اور اس کے باپ

اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۱) استیعاب (ت: ۲۱۱۴) تجرید (۵/۲) السیرۃ النبویۃ (۲۰۳/۴)

استیعاب (۳۳۲/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۳) تجرید (۵/۲)

کے لیے محبت ہے اور باوردی نے روایت کیا اور ابن مندہ نے ابی یحییٰ التیمی کے طریق سے، اور اسماعیل بن یحییٰ ہے کذابوں میں سے ایک۔ کہا: بیان کیا مجھ کو یوسف بن ہارون نے ابی الطفیل سے، بے شک ایک آدمی بنی لیث کا، کہا جاتا ہے اس کو فراس بن عمرو اس کو سخت درو سلاحت ہوا۔ اس کو اس کا باپ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا، پھر آپ کو اس درو کی شکایت کی جو اس کو تھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فراس کو بلا کر اپنے سامنے بٹھایا، اور اس کی آنکھوں کے درمیان سے کھال کو پٹڑا، پھر اس کو کھینچا، پس آپ ﷺ کی انگلیوں کی جگہ میں فراس کی پیشانی پر بال آگ آتے اور اس سے درد ختم ہو گیا، پھر درو نہیں ہوا۔ باوردی نے اپنی روایت میں زیادہ کیا: کہا ابو طفیل نے، پھر ارادہ کیا یہ کہ وہ خوارج کے ساتھ حروراء کے دن نکلے، پھر اس کو اس کے باپ نے رشتی کے ساتھ باندھ دیا تو اس کے وہ بال جو دونوں آنکھوں کے درمیان تھے، گر گئے، تو اس وجہ سے غمگین ہوا، اور توبہ کی۔

ابو طفیل نے کہا: جب اس نے توبہ کی تو وہ آگ آئے، کہا تحقیق میں نے اس کو دیکھا کہ وہ گر چکے تھے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا بعد اس کے کہ وہ آگ چکے تھے۔ اور روایت کیا اس کو محمد بن قدامہ مروزی کی زیادتی کے ساتھ خوارج کی اخبار کی کتاب میں اس کے لیے اس طریق سے۔

۶۹۹۹ فراس بن نصر

ابن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی العبدری، ابو الحارث کنیت بیان کی جاتی ہے۔ ابن اسحق نے اس کو حبشہ کے مہاجرین میں شمار کیا ہے۔ اور یرموک کے دن شہید ہوئے۔ اور بہر حال اس کا باپ وہ بدر کے دن کافر ہو کر قتل ہوا۔

۶۹۶۰ فراس الخزاعی

ذکر کیا اس کو مرزبانی نے شعراء کے معجم میں اور کہا وہ حجازی تھخری ہے، یعنی اس نے جاہلیت اور اسلام کو پایا۔ اور اس کے لیے شعر کہا جو دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بے شک اس کے لیے محبت ہے اور وہ اس کا قول ہے:

”جب رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہوتے ہیں تو تو ہم کو دیکھے گا مگر بے پایاں کی طرح جس میں اس کا تخت تیر رہا ہے، اور اگر کعب کو بدلہ دیا جائے تو بے شک محمد ﷺ اس کے لیے قوی مددگار ہے، اور اس کا مدد کرنے والا معزز ہے۔“

اور واقدی نے حزام بن ہشام خزاعی سے ذکر کیا، جو اس کے باپ سے روایت کرتے ہیں، بے شک خالد بن ولید ان اشعار کے ساتھ فتح مکہ کے دن مثال دے رہے تھے۔ لیکن واقدی نے اسے منسوب کیا ہے خارجہ بن خویلد کعمی کے لئے۔ اور ابن سعد نے اسی کی اتباع کی۔

۶۹۶۱ (ز) فدا س

اس کے لیے محبت ہے، بخاری نے کہا: پھر روایت کیا ابی صالح سے، کہا بیان کیا مجھ کو ابو الیث نے، بیان کیا مجھ کو جعفر نے

اسد الغابہ (ت: ۴۵۳/۳) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۰/۴) استیعاب (ت: ۲۱۱۵) تجرید (۵/۲)

السيرة النبوية (۶/۴) * تجرید (۵/۲) * المغازی (۸۲۶)

مکر بن سوادہ سے، جو مسلم بن حنفی سے روایت کرتے ہیں، بے شک کہا: خبر دی مجھ کو ابن فراس نے، فراسی نے نبی ﷺ سے کہا: کیا میں سوال کر سکتا ہوں اے اللہ کے نبی ﷺ؟ اگر تو ضرور سوال کرنے والا ہے تو نیک لوگوں سے سوال کر۔* اسی طرح میں نے اس کو دیکھا، پرانے نسخہ میں بخاری کی تاریخ سے* قاء کے حرف میں۔ اور اسی طرح ابن سکین نے ذکر کیا، بے شک بخاری نے اس کا نام فراس رکھا ہے، اور اس کے علاوہ نے کہا: فراسی بنی فارس بن مالک بن کنانہ سے ہے، اور اس کے نام پر واقعیت نہیں پائی گئی، اور وہ اپنی حدیث کو اہل مصر سے نکالنے والا ہے، یعنی تخریج کرنے والا ہے، اور ذکر کیا اس کا بغوی، ابن حبان نے نسب کے لفظ کے ساتھ جیسا کہ مشہور ہے۔ لیکن اس کا طریق تقاضا کرتا ہے۔ بے شک وہ اسم ہے لفظ نسب کے ساتھ، اور معروف یہ ہے کہ اس نے اس کا نسب بیان کیا ہے اور اس کا نام پہچانا نہیں گیا، اور معروف حدیث میں ابن فراسی سے روایت ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، اور بعض نے کہا صرف ابن فراسی سے ہے۔ اور وہ مرسل ہے اور یہ اسی طرح سنن ابن ماجہ میں ہے اور غریب انساب میں اس سے زیادہ کمال کے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

(۶۹۷۲) (ز) فراس*

نسب نہیں بیان کیا گیا، ابوموسیٰ نے ذیل میں محمد بن عمر نجرانی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ بیان کیا مجھ کو ابو عامر نے، بیان کیا مجھ کو یحییٰ بن ثابت نے، بیان کیا مجھ کو صفیہ بنت بحرہ نے، کہا: میرے چچا فراس نے نبی کریم ﷺ سے ایک پیالہ ہبہ کے طور پر طلب کیا جس میں وہ کھاتے تھے، آپ نے وہ اس کو دے دیا، کہا اور عمر جب ہمارے پاس آتے تھے تو کہا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیالہ کو ہمارے پاس لے آؤ۔ پھر ہم اس کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے عمر رضی اللہ عنہ اس کو ماء زمزم سے بھرتے پھر اس سے پیتے اور اس کو اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔*

میں کہتا ہوں: اور تحقیق تخریج کی اس کی ابن مندہ نے ان میں جس کا نام خداش خاء کے ساتھ ہے۔ دال اور شین کے ساتھ اور میں نے ذکر کیا ہے یہاں ابن سکین سے، بے شک ان میں سے ایک نے کہا اس میں فراس اس کی طرح ہے جو یہاں ہے۔

(۶۹۷۳) الفرافصہ الحنفی

ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں۔ اور کہا: اس کے لیے صحبت ہے۔ اور عثمان بن عفان کا داماد ہے، بیان کیا ابو کامل النجدی نے، جو یزید بن ابی خالد سے، وہ عثمان بن عبد الملک سے روایت کرتے ہیں کہا۔ میں نے فرافصہ اور سنن بن داقہ پر جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں ہیں، دو جوتے دیکھے۔ ان کے تسمے تھے۔

اور میں نے ان کو دیکھا اس حال میں کہ وہ اپنے سر پر مہندی کا خضاب لگاتے تھے۔ بغوی نے کہا، میں اس سند کو اس کے علاوہ نہیں جانتا۔ اور بغوی، باوردی، ابن قانع نے تخریج کی ہے فرات بن تمام کے طریق سے، جو ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے باپ

* ابوداؤد فی کتاب الزکوۃ حدیث (۱۶۷۶) نسائی کتاب الزکوۃ حدیث (۲۵۸۶) مسند احمد حدیث (۳۳۵/۴)

* التاريخ الكبير (۳۷/۴)

* اسد الغابۃ (ت: ۴۲۰۲) تجرید اسماء الصحابة (۵/۲)

* جامع المسانید والسنن (۲۶۳/۱۰)

الاصحاب فی تبيين الصحابة (الرو) سے روایت کرتے ہیں، وہ فرافصہ سے کہا، رسول اللہ ﷺ نے مساجد کی تعمیر کا حکم دیا دوزگھروں میں، اور یہ کہ صاف رکھا جائے اور خوشبودار کیا جائے۔ *

بخاری نے کہا: یہ وہم ہے، اور تحقیق اس کو زائدہ اور اس کے علاوہ نے روایت کیا، ہشام سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، اور کہا دارقطنی نے علل میں، درست ہشام سے ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں مرسل ہے، نہ اس میں عائشہ ہے اور نہ علل کے علاوہ۔

میں کہتا ہوں: اور فرافصہ کے لیے قصہ ہے، عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی نائلہ بنت فرافصہ کا نکاح کرانے میں، جو عیسٰی خنی یرامی کے بیٹے ہیں، روایت کیا ان سے قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق نے، اور ان کے علاوہ نے، اور توثیق کی اس کی ابن حبان نے، پس میں نہیں جانتا وہ یہ ہے یا اس کے علاوہ ہے؟

فرقد العجلی *

اور کہا جاتا ہے تمیمی غبری: ذکر کیا اس کا ابن ابی حاتم نے۔ * کہا: ابن جرود غبری نے، کہا: مجھ کو میری ماں نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ مجھ پر پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی۔ روایت کیا ان سے اس کے بیٹے نے، اور بیرونی کی اس کی ابو عمر بن عبد البر نے۔ * اور ابن مندہ نے تخریج کی محمد بن محمد بن مرزوق کے طریق سے، بیان کیا مجھ کو دھمان بنت شہد بنت ملاس بن فرقد نے اپنے باپ سے، جو اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس پر پھیرا، اور عنقریب اس کا ذکر آئے گا ان میں جس کا نام امامہ ہے۔ عورتوں سے کہ بے شک اس کی ماں کا نام امامہ ہے۔

فرقد *

نبی کریم ﷺ کا صحابی، ذکر کیا اس کا بخاری اور اس کے علاوہ نے، اور کہا: نبی کریم ﷺ کو پایا، اور ایسے ہی ابن ابی حاتم نے کہا۔ * اور ذکر کیا کہ بے شک اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے دسترخوان پر کھایا۔ بخاری نے کہا: * بیان کیا مجھ کو محمد بن سلام نے، کہا: بیان کیا مجھ کو حسین بن مہران کرمانی نے، کہا: میں نے فرقد کو دیکھا جو نبی کریم ﷺ کا صحابی ہے، کہا: میں نے محمد ﷺ کو دیکھا، اور میں نے ان کے دسترخوان پر کھانا کھایا۔ میں کہتا ہوں: یہ تعاقب مردود ہے، تحقیق اس کی تخریج کی ہے ابن سکس نے دوسری وجہ سے، جو محمد بن سلام سے، وہ حسن سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: بیکند ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں۔ کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھایا اور میں نے آپ پر

* جامع المسانید والسنن (۲۶۳/۱۰)

* ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ حدیث (۴۵۵) ترمذی کتاب ابواب الضعفاء حدیث (۵۹۴) ابن ماجہ حدیث (۷۵۸)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۷) استیعاب (ت: ۲۰۹۵) تجرید (۶/۲)

* جرح و تعدیل (۸۱/۷) * استیعاب (۳۲۴/۴)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۰۸) استیعاب (ت: ۲۰۹۶) تجرید (۶/۲)

* تاریخ کبیر (۱۳۰/۴)

سفید ٹوپی دیکھی جو سر کے درمیان میں تھی۔ کہا اور فرقد کو ایک سو پانچ سال گزر چکے تھے۔ ابن سکین نے کہا: نہیں روایت کیا اس کو محمد بن سلام سے۔ اور ایسے ہی تخریج کی اس کی حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، میں وہم ڈالنے والا اس میں ابو نعیم ہے۔ اور تخریج کی ابن سکین نے دوسری وجہ سے، جو محمد بن سلام سے ہے۔ جو حسن بن مہران سے ہے کہا: میں نے فرقد کو دیکھا اور اس کے پاس بہت بڑی جماعت تھی۔ اور وہ باتیں کر رہا تھا میں نے اس کے ہاتھ کو دیکھا اور تحقیق اس نے اس کو بلند کیا۔ اچانک اس کے بازو کی کھال نرم ہو چکی تھی۔ بڑھاپے کی وجہ سے یہاں تک کہ گویا کہ وہ پھنسا ہوا رومال ہے، اور ابن حبان نے کہا: کہا جاتا ہے: بے شک نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں ایک آدمی تھا جس کو فرقد کہا جاتا تھا، اور اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔ اور میں نہیں جانتا کیا اس نے یہ مراد لیا ہے یا وہ جو اس سے پہلے ہے۔

۶۹۷۶ فروہ بن خراش الازدی

ذکر کیا اس کو اسماعیلی نے صحابہ میں، اور تخریج کی علی بن قرین کے طریق سے جو کہ متروک ہے کہا۔ ہم کو بیان کیا عبداللہ بن جبیر جہضمی نے میں نے ابولبید کو سنا وہ فروہ بن خراش الازدی سے باتیں کر رہا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میں والے دل کے نرم ہیں اور وہ دین کے مددگار ہیں، اور وہ وہ ہیں جن سے اللہ محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔“

۶۹۷۷ فروہ بن عامر

اور کہا جاتا ہے فروہ بن عمرو اور اس کے باپ کے نام میں اس کے علاوہ کہا جاتا ہے جو قسم ثالث میں آئے گا۔

۶۹۷۸ فروہ بن عمرو

ابن ودقہ بن عبید بن غانم بن بیاضہ انصاری، بیاضی، ابن حبان نے کہا وہ بدر میں شہید ہوئے اور عقبہ میں، ذکر کیا اس کو ابن اسحاق اور اس کے علاوہ نے ان میں جو بدر میں حاضر ہوئے اور عقبہ میں۔ اور ابو عمر نے کہا: نبی کریم ﷺ نے اس کے درمیان اور عبداللہ بن مخرمہ انصاری کے درمیان مواخات قائم کی۔

اور روایت کی عبدالرزاق نے رکاز میں، اپنے مصنف سے، وہ معمر سے، جو حرام بن عثمان سے، وہ میرے بیٹے جابر سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم ﷺ انصار کے ایک آدمی کو بنی بیاضہ سے بھیجتے تھے، اس کو فروہ بن عمرو کہا جاتا تھا۔ اور مدینہ کے پھلوں کا اندازہ لگاتا تھا۔

اور سلیمان بن شیل کے طریق سے ہے، جو رافع بن خدیج سے روایت کرتے ہیں، بے شک نبی کریم ﷺ فروہ بن عمرو کو بھیجتے تھے۔ جو کھجوروں کا اندازہ لگاتے تھے۔ پس جب وہ دیوار میں داخل ہوتا، تو شمار کرتا جو اس میں کھجور کے گچھے ہوتے پھر ان میں سے

اسد الغابہ (۴۲۱۱) تجرید (۶/۲) اسد الغابہ (۴۵۴/۳) تجرید (۶۱۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۳) استیعاب (ت: ۲۰۹۸) تجرید (۶/۲) استیعاب (۳۲۵/۳)

معجم کبیر حدیث (۸۴۰/۱۸) جامع المسانید (۲۶۵/۱۰) اسد الغابہ (ت: ۴۵۵/۳)

بعض کو بعض پر مارتا اس بنا پر جو اس نے اس میں دیکھا، پس وہ خطانہ کرتا۔ *

تخریج کی اس کی ابراہیم بن ابی یحییٰ سے جو اسحق بن ابی فروہ سے کرتے ہیں۔ اور ذکر کیا ویمہ نے کتاب الردۃ میں، بے شک فروہ ان میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑوں پر اللہ کے راستے میں سوار ہوئے، اور ایک ہزار و سق کھجوروں کا ہر سال صدقہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ حمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ اور اس کے لیے شعر کہے جس کو اس نے کہا سقیفہ کے دن۔

اور ابو عمر نے یقین کر لیا * بے شک وہ بیاضی ہے جس کی حدیث کی امام مالک رحمہ اللہ نے مؤطا میں تخریج کی۔ ابو حازم کے طریق سے، ان سے اس بات کی نہیں ہے یہ کہ بعض بعض پر قراءۃ میں جبر کریں۔ *

کہا: ابن سیرین ابن وضاح کہا کرتے تھے، سوائے اس کے نہیں مالک خاموش ہو گئے اس کے نام سے اس لئے کہ وہ ان میں سے ہیں جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف مدد کی۔ ابو عمر نے کہا: * یہ ثابت نہیں ہے اور نہیں ہے وجہ اس کی جو ان دونوں نے کہی ہے، اس سے، اور نہ ہی وہ اس کا قائل تھا، جان لیا اس سے جو مددگار تھے دار کے دن۔

اور ودقہ ضبط کیا اس کو دوانی نے مؤطا کے اطراف کی کتاب میں اس کے لیے، ودقہ واؤ کے فتح کے ساتھ، اور دال کے سکون کے ساتھ، اس کے بعد قاف ہے، کہا اور یہ روضہ ہے۔

۶۹۷۹ فروہ بن قیس *

ابو خارق، ذکر کیا اس کا ابو موسیٰ نے ذیل میں، اور تخریج کی ابو القاسم بن مندہ کے طریق سے کتاب المعمرین میں اس کے لیے، جعفر بن زبیر کی روایت ہے، جو متروک ہے۔ وہ قاسم سے وہ ابی امامہ سے وہ فروہ بن قیس سے وہ ابی خارق سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”مومن کا گناہ چالیس سال تک نہیں لکھا جائے گا جب وہ مسلمان ہو“۔ * پھر تلاوت کی: یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور چالیس سال کو پہنچ جائے۔ *

ابو موسیٰ نے کہا: یہ ثابت نہیں ہے، اور آیت اس میں دلیل نہیں ہے اس پر جس کو اس نے ذکر کیا۔

۶۹۸۰ فروہ بن قیس * دوسرا رابع میں آئے گا۔

۶۹۸۱ فروہ بن مالک الاشجعی *

روایت کیا اس سے ابو اسحق شیبی نے ایک حدیث مضطرب کو جو ثابت نہیں ہے۔ اور تحقیق اس میں کہا گیا ہے: فروہ بن نوفل۔ اور وہ خوارج سے ہے۔ وہ مغیرہ بن شعبہ پر معاویہ کی صدر خلافت میں نکلے، مستورد کے ساتھ۔ پھر ان کی طرف مغیرہ نے گھوڑا بھیجا،

* معجم کبیر حدیث (۸۴۲/۱۸) مصنف عبد الرزاق (۷۲۰۹/۴) مجمع الزوائد حدیث (۷۶/۳) جامع المسانید (۲۶۵/۱۰)

* استیعاب (۳۲۶/۳) * مؤطا امام مالک حدیث (۳۱۸۱) * استیعاب (۳۲۵/۳)

* اسد الغابہ (۴۲/۱۵) تجرید (۶/۲) * الموضوعات (۱۱۶/۳) * سورة احقاف آیت (۱۵)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲/۱۵) تجرید (۶/۲) * استیعاب (ت: ۲۰۹۹) تجرید (۶/۲)

پھر وہ قتل ہو گئے پینتالیس سال کی عمر میں۔ اور فروہ بن معقل اشجعی قتل کئے گئے اور وہ خوارج میں سے بھی ہے، مگر بے شک اس نے نہروان میں ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ پھر اگر وہ فروہ بن نوفل ہے تو نہ اس کے لیے محبت ہے اور نہ ملاقات ہے اور نہ دیدار ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے تھے، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

روایت کیا ان سے ابو اسحق نے، ہلال بن یساف نے اور شریک بن طارق نے اسی طرح ابن عبدالبر کے نزدیک * اور نقل کیا اس کو ابن الاثیر نے * جیسا کہ وہ، اور اپنی سند ابی یعلیٰ تک بیان کی۔ عبدالعزیز بن مسلم کے طریق سے۔ جو ابی اسحق سے جو فروہ بن نوفل سے، کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، پھر آپ نے مجھے کہا: کیسے آئے ہو؟ * میں نے کہا: میں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے چند کلمات سکھائیں جب میں اپنا بیستر لوں میں ان کو کہہ لوں۔ کہاں آپ ﷺ نے: تو پڑھ ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ * پس بے شک یہ شرک سے بری ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ابوموسیٰ نے یہ سند ابی یعلیٰ سے فروہ بن نوفل کے ترجمہ میں۔ اور اس کو ابن مندہ کے خلاف مستدرک قرار دیا، کہا: روایت کیا اس کو ثوری نے، ابن اسحق سے، وہ فروہ سے، اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے کہا: اور وہ احمد کے نزدیک بھی ہے۔ اور وہ ابوموسیٰ کے کلام کا باقی حصہ ہے۔ اور کہا گیا ہے: شعبہ سے، جو ابی اسحق سے، جو ایک آدمی سے، جو فروہ سے، جو نبی کریم ﷺ سے اور مشہور اول ہے۔

اور اختلاف اس میں ہے کہ بے شک ”غندر“ روایت کیا اس کو شعبہ سے۔ جو فروہ بن نوفل سے یا نوفل سے، اور روایت وہ جس کو ابوموسیٰ نے ذکر کیا، تخریج کی اس کی ترمذی نے ابوداؤد طیالسی کے طریق سے جو شعبہ سے۔ اور تحقیق تخریج کی اس کی ابوداؤد اور نسائی نے، اور احمد نے زہیر بن معاویہ کی روایت سے، اور ترمذی نے اور احمد اور نسائی نے اسرائیل کی روایت سے، وہ دونوں ابو اسحق سے وہ فروہ سے، جیسا کہ عبدالعزیز نے کہا۔

اور بعض نے کہا: اس سے، جو ابی اسحق سے، جیسا کہ ثوری کی روایت ہے، پھر بعض نے اس میں کہا: ابی اسحق سے، جو ابی فروہ اشجعی سے، جو رسول اللہ ﷺ کی دودھ پلانے والی سے، تخریج کی ان دونوں کی نسائی نے۔ اور مخالفت کی تمام کی شریک بن عبداللہ قاضی نے، پھر کہا: ابو اسحق سے جو جبہ بن حارثہ سے، تخریج کی اس کی نسائی نے سعید بن سلیمان کی روایت سے۔

اور روایت کیا اس کو ابوصالح حرانی نے، جو شریک سے، پھر زیادہ کیا اس میں ایک آدمی کو۔ کہا جبہ کے بعد اس کے بھائی زید بن حارثہ سے، اور فروہ بن مالک کے طریق میں کچھ نہیں دیکھا، اور نہ ابن معقل کے طریق میں۔ اور نہ ابو عمر نے ان میں سے کسی ایک کو منفرد کیا کسی ترجمہ کے ساتھ، اور اللہ خوب جانتا ہے۔

اور تحقیق ابن ابی حاتم نے کہا، فروہ بن نوفل کے بارہ میں، اس کے لیے محبت نہیں ہے۔ اور ابن حبان نے کہا، کہا گیا ہے اس کے لیے محبت ہے۔ اور مذکورہ حدیث چلی عبدالعزیز بن مسلم کی روایت سے، پھر کہا، اور اس میں عبدالعزیز ہے جو بہت زیادہ خطا کرتا تھا۔

۶۹۸۲ فروہ بن مسیک* (تصغیر کے ساتھ)

اور کہا جاتا ہے: مسیک، اور پہلا زیادہ مشہور ہے۔ ابن الحارث بن سکہ بن حارث بن ذؤید بن مالک بن معہ بن غطف بن عبد اللہ بن ناجیہ بن مراد المرادی الغطفی، یعنی ابو عمر۔ بخاری نے کہا: * اس کے لیے صحبت ہے، روایت کیا ان سے ابو سہرہ نے جن کو کوفیوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی اصل یمن سے ہے۔ اور بغوی نے کہا: وہ کوفہ کا رہنے والا تھا۔ اور ابن حبان نے کہا: اس کی اصل یمن ہے۔ ابو سہرہ کہتے ہیں۔ اور ابو عمرو شیبانی نے کہا: فروہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وفد کی شکل میں آئے، پھر اس کو عامل بنایا مراد کے خلاف اور مذبح تمام کے۔ اور ابھیچا اس کے ساتھ خالد بن سعید بن عامر کو، وہ اس کے ساتھ اس کے شہر میں تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کو فات پا گئے، پھر عمرو بن معدیکرب مرتد ہو گئے ان میں جو مرتد ہوئے، اور فروہ کے متعلق چند اشعار کہے:

”ہم نے فروہ کی بادشاہت کو بدترین بادشاہت دیکھا۔“

اور ذکر کیا بخاری نے اس کے اوّل کو ابی واقد سے، اور بے شک یہ دس سال کے تھے۔

ابو عمرو شیبانی نے کہا: فروہ مذبح کے ساتھ حاضر خدمت ہوا، پھر وہ اسلام لائے اور عامل بنایا مسلمانوں کے صدقات پر اور اس کو کہا: لوگوں کو دعوت دو اور ان میں الفت پیدا کرو، پس جب تو غفلت کو دیکھے تو غنیمت حاصل کر اور جہاد کر۔

اور فروہ کی جدائی کا سبب کندہ کے بادشاہ تھے جو سُرّاد میں تھے، اور ہمدان میں تھے۔ پھر مراد کو تیر کا نشانہ لگایا یہاں تک کہ انہوں نے ان میں خوزیزی کی۔ اور ہمدان کا قائد اجدع مسروق کا والد تھا۔ پھر جب فروہ سوار ہوا تو اپنے راستے میں کہا:

”جب میں نے کندہ کے بادشاہوں کو دیکھا تو میں نے اعراض کیا۔ اس آدمی کی طرح کہ خیانت کی آدمی سے

عرق النساء نے (وہ بیماری جو ران سے گھٹنے تک ہوتی ہے)، میں نے اپنی سواری کو محمد ﷺ سے آگے کرنے کا

ارادہ کیا۔ میں اس سے بلند مرتبہ کی امید کرتا تھا، اور عمدہ مالدار کی۔“ *

کہا: ہم کو یہ بات پہنچی کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا: ”کیا آپ کو بری لگتی ہے وہ جو پہنچی آپ کی قوم کو جنگ کے دن، پھر کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کون ہے وہ کہ جس کی قوم کو پہنچے مثل اس کے جو اس نے ان کو پہنچایا، اور وہ اس کو برانہ سمجھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے تمہاری قوم کی اسلام میں بھلائی ہی بڑھی ہے۔ پھر انہیں مراد، مذبح اور پورے زبید کا عامل مقرر کر دیا۔ دوسروں کا بیان ہے: وہ ۹ھ یا ۱۰ھ میں آئے، نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ان سے ہانی بن عروہ، شععی اور ابو سہرہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابواسحاق الفزّاری نے کتاب السیر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اچھے شعر نقل کئے ہیں۔ ابن سعد * لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقات مذبح پر انہیں مامور کیا، پھر کوفہ رہنے لگے، اپنی قوم کے معزز آدمی تھے۔ ان کی کئی احادیث ہیں جن سے ابو سہرہ غنی نے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوم میں سے پھٹنے والوں سے جنگ نہ کروں؟ (حدیث) * ان سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت کی وصیت کی تھی۔ اور آپ سے سباء کے بارے

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۸) استیعاب (ت: ۲۱۰۱) * تاریخ کبیر (۱۲۶/۴)

* السیرۃ النبویہ (۱۷۵/۴) جامع المسانید (۲۶۹/۱۰) اسد الغابہ (۴۵۷/۳)

* السیرۃ النبویہ (۱۷۵/۴) * الطبقات الکبریٰ (۳۲۷/۱) * ترمذی کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ سباء (۳۲۷۵)

میں پوچھا تھا۔ ابن سعد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن اسکن نے طویل و مختصر روایت کی ہے۔

(۶۹۸۳) **فروہ بن معقل**

ابن مالک میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۶۹۸۴) **فروہ بن نیاقہ**

بقول بعض: ابن تمام، قسم ثالث میں ذکر ہوتا ہے۔

باب فاء کے بعد ضاد

(۶۹۹۰) **فضالہ بن حارثہ**

ابن سعید بن عبداللہ۔ اسماء کے ترجمہ میں اس کا ذکر آچکا ہے۔

(۶۹۹۱) **فضالہ بن سعد العبیدی**

پھر محارب بنی ذکر کیا اس کا ابو عبیدہ معمر بن النضی نے ان لوگوں میں جو نبی علیہ السلام کے پاس وفد کی شکل میں آئے قبیلہ عبد قیس میں سے کہا: اور وہ اشراف میں سے تھے۔ اور ذکر کیا اس کا الرشاطی نے اور کہا نہیں ذکر کیا اس کا ابو عمر نے اور نہ ابن فتحون نے۔

(۶۹۹۲) **فضالہ بن عبداللہ**

اس کا ذکر فضالہ اللیشی کے ذکر میں آئے گا۔

(۶۹۹۳) **فضالہ بن عبید**

ابن نافذ بن قیس بن صہیب بن اصرم بن جحجی بن کلفہ بن عون بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی یعنی ابو محمد ابن اسکن نے کہا: اس کی ماں عقبہ بنت محمد عقبہ بن الجلاح الانصاریہ ہے۔ وہ پہلے سے اسلام لاچکے تھے اور غزوہ بدر میں حاضر نہ ہوئے اور وہ غزوہ احد میں حاضر ہوئے اور اس کے بعد غزوات میں حاضر ہوئے اور وہ مصر میں اور شام میں شروع سے پھر ہاشم اختیار کی شام میں اور جنگوں میں سپہ سالار بنے اور حضرت معاویہ نے ابی درداء رضی اللہ عنہ کے بعد ان کو دمشق کا قاضی بنایا۔ کہا اس کو خالد بن یزید بن ابی مالک نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا: یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے تھا۔ اس کو روایت کیا گیا نبی کریم ﷺ سے اور عمر رضی اللہ عنہ اور ابی الدرداء سے روایت کیا۔ ثمامہ بن شفی اور جیش بن عبداللہ الصنعانی اور علی بن رباح رضی اللہ عنہ اور ابو علی النضی اور محمد بن کعب القرظی اور ان کے علاوہ نے، کھول نے کہا ابن محیر سے روایت ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور ابن حبان نے کہا یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے اور معاویہ ان لوگوں میں سے

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (دورانِ مہینہ) (جلد ۴۰)

تھے جنہوں نے ان کی چار پائی اٹھائی تھی اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دمشق کا خلیفہ بنایا تھا۔ جب معاویہ نے دمشق کا سفر کیا۔ اور المہاسنی نے ان کی وفات ۵۳ سال کی عمر میں لکھی اور ابن السکن نے بھی اسی طرح کہا اور کہا ابن السکن نے وہ دمشق میں فوت ہوئے اس لیے معاویہ نے ان کو دمشق کا قاضی بنایا تھا اور ان کے لیے دمشق میں گھر بنایا تھا۔ اور کہا گیا ہے کہ وہ معاویہ کی خلافت کے بعد فوت ہوئے اور ہارون العمال اور ابن ابی حاتم نے کہا وہ معاویہ کی حکومت کے درمیان فوت ہوئے۔ اور ابو عمر نے کہا: کہا گیا ہے کہ وہ ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ اور ابن کلبی نے ذکر کیا ہے بے شک ان کے والد شاعر تھے اور ان کا ذکر اوس اور خزرج کی جنگوں میں کیا جاتا ہے اور وہ سہقت لے جاتے تھے گھوڑ دوڑ میں اور وہ سوار ہونے کی حالت میں پتھر کو پتھر پر مارتے تھے۔

۶۹۹۴ فضالہ بن عدی الانصاری الظفری

جو محمد بن انس بن فضالہ کے دادا ہیں، اس کا ذکر ابن مندہ نے ترجمہ میں کیا کہ بے شک انس اور فضالہ کے لیے محبت محمد ﷺ ثابت ہے۔ اور بھول گئے اس کے ذکر کو وہاں اور اس کو حاصل کیا ابو موسیٰ نے اور تحقیق بغوی نے حدیث کو روایت کیا ہے یونس ابن محمد بن فضالہ کے طریق سے اپنے باپ سے کہا: اور ان کا باپ اور ان کا دادا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی محبت حاصل تھی۔

میں کہتا ہوں: اور واقع ہوا ان کو اس بارے میں ایک وہم پس بے شک اس نے تخریج کی اپنے ترجمے میں کہ ابن ابی سبرہ نے یعقوب بن محمد الزہری سے، اس نے اور یس بن محمد بن انس بن فضالہ سے روایت کیا ہے بیان کیا مجھے میرے دادا نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا: نبی ﷺ آئے اور میں دو ہفتوں کا تھا۔ (الحدیث) اور یہ خطا ہے جو پیدا ہوئی نسب میں گرنے سے اور وہ سوائے اس کے نہیں اور یس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس بن فضالہ ہیں۔ بیان کیا مجھے میرے دادا نے اور وہ یونس ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور وہ محمد بن انس ہیں، جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے، اس کے ترجمہ میں درستی کے طریقہ پر اور تحقیق اس کو بغوی نے درست قرار دیا ہے۔ محمد کے ترجمہ میں جس کو روایت کیا گیا ہے ہارون الاحمال سے ہارون الاحمال نے یعقوب سے۔ اور اللہ توفیق دینے والے ہیں۔

۶۹۹۵ فضالہ بن عمیر

ابن الملوح اللیثی۔ ان کا ذکر ابن عبدالبر نے کتاب الدر فی السیر میں کیا۔ بے شک نبی ﷺ فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ گزر رہے تھے اور اس کی بہادری کا یقین رکھتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: تو اپنی بہادری کے بارے میں اپنے دل میں کیا باتیں کر رہا ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں۔ میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ پس رسول اللہ ﷺ انس پڑے اور کہا: میں تیرے لیے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ راوی کہتے ہیں: پس گویا کہ فضالہ کہہ رہے تھے، اللہ کی قسم! آپ

ذکرہ ابن حبان فی الصحاح (۳/۳۳۰) ذکر ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۱۰/۲۷۴، ۲۷۷)

الجرح والتعديل (۷/۷۷) الاستیعاب (۳/۳۲۷) تجزید اسماء الصحابہ (۸/۲)

الاضواء فی تفسیر الصحیحین جلد ۱

ﷺ اپنا ہاتھ میرے سینے سے نہ اٹھائیں حتیٰ کہ مجھے زمین پر اس سے زیادہ پسندیدہ چیز کوئی نہیں ملی۔ اور اس کا ذکر استیعاب میں نہیں کیا گیا اور وہ اپنی شرط پر ہے اور ذکر کیا اس کا عیاض نے شفاء میں اس کی مثل، قسم کھائی اخبار مکہ میں فضالہ کے لیے یہ فتح مکہ کا دن تھا اس نے شعر کہے جب فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑا گیا:

”اگر توند دیکھتا محمد ﷺ اور اس کے لشکر کو فتح مکہ میں جس دن بتوں کو توڑا گیا، البتہ تو دیکھتا اللہ کے نور کو جو اس نے واضح کر دیا تھا۔ اور شرک ڈھانپ لیا تھا اس کے چہرے کو تاریکیوں نے۔“

اور ذکر کیا اس کو اس کے علاوہ نے اور الفاظ کے ساتھ پہلے رأیت کے بدلے میں شہدت اور جنودہ کے بدلے میں قبیلہ اور بیٹا کے بدلے میں ساطعا اور باقی الفاظ برابر ہیں۔

اور ذکر کیا گیا ہے فضالہ اللیثی کے ترجمہ میں کہ وہ عبد اللہ کے والد ہیں۔ بے شک اس کو اس ترجمہ میں کہا گیا ہے فضالہ ابن عمیر بن الملوح پس وہ دونوں اس کے نزدیک ایک ہیں اور ظاہر اس کے مخالف ہے اور ابن ابی حاتم نے فضالہ کے بارے میں کہا کہ وہ عبد اللہ کے والد ہیں، انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا۔ روایت کیا گیا ان سے وہ مذکور کے بیٹے ہیں۔

۶۹۹۶ فضالہ بن النعمان

ابن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ، کہا ابو جعفر الطبری نے وہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے اور ان کے بھائے سماک بن نعمان ہیں۔

۶۹۹۷ فضالہ بن ہلال المزنی

ذکر کیا اس کا دارقطنی نے ان لوگوں میں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور آپ ﷺ سے سنا، یہی بات ابن البر نے کہی اور اس کا ذکر عنقریب ترجمہ بسادہ مولیٰ میں آ رہا ہے۔

۶۹۹۸ فضالہ بن ہند الاسلمی

اس کا شمار اہل مدینہ میں کیا گیا ہے، اس طرح ابن عبد البرؒ اور ابن مندہ نے ذکر کیا ہے اور اس بات کا اضافہ کیا کہ ان کو صحبت رسول ﷺ حاصل تھی اور بہر حال بغوی نے کہا: میں ان کے لیے صحبت رسول ﷺ گمان کرتا ہوں، پھر ابی نعیم کے طریق سے عبد اللہ بن عامر اور وہ عبد الرحمن بن حرمہ سے اور وہ فضالہ بن ہند سے روایت کرتے ہیں، بغوی نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فضالہ ابن حارثہ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ اسلام لائے (فضالہ بن ہند الاسلمی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کو اس دن کے روزہ کا حکم دو یعنی یوم عاشورہ کے روزے کا، ابو نعیم نے کہا: عبد اللہ بن عامر نے خطا کی اس کی سند میں اور درست بات وہ ہے جس کو حاتم بن اسماعیل نے روایت کیا ہے اور ان کے علاوہ نے روایت کیا عبد الرحمن بن حرمہ سے اور اس نے یحییٰ بن ہند بن حارثہ سے اور ابن شاپین نے کہا اس کو کہا ہے الف ابی خیمہ نے اور اس حدیث کی تخریج ابو نعیم سے مروی ہے اور وہ وہم ہے اگر میں اس کو اس کی کتاب میں نہ دیکھتا تو میں

تجريد اسماء الصحابة (۸/۲) اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۸) الاستيعاب (ت: ۲۱۰۵) تجريد اسماء الصحابة (۸/۲)

الاستيعاب (۳۲۸/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۹) الاستيعاب (ت: ۲۱۰۶) الاستيعاب (۳۲۸/۳)

ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۰۲/۱۰) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (۴۶۰/۳)

اس کی تخریج نہ کرتا۔

میں کہتا ہوں: تحقیق اس کو اس کے علاوہ نے ذکر کیا ہے جیسا کہ آپ جان چکے ہیں۔

۶۹۹۹ (ز) فضالہ بن وہب

وہ الليثی ہیں الزہراونی ہیں۔ ان کا ذکر فضالہ مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے بعد (۷۰۰) میں آ رہا ہے۔

۷۰۰۰ فضالہ

اہل یمن میں سے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ذکر کیا مولیٰ رسول اللہ ﷺ میں ابو بکر بن محمد بن حزم نے اور ابو عمر نے بھی اسی طرح کہا ہے محمد بن سعد نے واقدی سے روایت کرتے ہوئے کہا: وہ شام میں اترے ان کا بیٹا شام میں پیدا ہوا۔

۷۰۰۱ فضالہ الليثی

بغوی نے کہا: اور کہا گیا وہ ابن عبد اللہ ہیں اور کہا گیا ہے وہ ابن وہب بن بجرہ بن بحیرہ بن مالک بن عامر بن لیث بن کنانہ ہیں اور ابو نعیم نے کہا زہرائی سے معلوم ہوا ہے وہ عبد اللہ کے والد ہیں۔ اور ابن عبد البر * نے فضالہ الليثی اور زہرائی میں فرق کیا ہے، پس اس کا نسب اسی طرح ہے اور کہا اس شخص نے جس نے کہا اس کے بارے میں زہرائی پس تحقیق اس نے خطا کی پس فضالہ الزہرائی تابعی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور گویا کہ بغوی نے مراد لیا پس بے شک اس نے کہا زہرائی اور وہ الليثی ہیں اور بہر حال ابن اسکن پس کہا: فضالہ بن عبد اللہ الليثی اور کہا گیا ہے زہرائی کے لیے نبی ﷺ کی صحبت تھی اور روایت تھی اور اس کی حدیث بصرین کے بارے میں نہیں روایت کیا داؤد بن ابی ہند کے علاوہ نے اور زہرائی کا ذکر حدیث * میں آیا ہے۔ جس کو الليثی نے روایت کیا ہے جیسا کہ ابو نعیم نے کہا: جی ہاں! فضالہ آخری تابعی ہیں اور بخاری نے بیان کیا ہے ان کے والد عمیرا ہیں، اور گویا کہ انہوں نے اس سے ابن الملوک کو مراد لیا ہے اور الليثی کی حدیث محافظت میں ہم عصر کے خلاف ہے، ابو داؤد نے اپنی سنن میں اس کی تخریج کی ہے عبد اللہ بن فضالہ کی روایت سے جو انہوں نے اپنے باپ سے کی ہے اور اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے۔

۷۰۰۲ (ز) فضالہ الزہرائی

اس کا ذکر اس روایت میں ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

۷۰۰۳ الفضل بن ظالم

ابن خزیمہ السنہی۔ ابن کلبی نے کہا: قاصد بن کر آئے رسول اللہ ﷺ کی طرف، الرشاطی نے اس کو اسی طرح ذکر کیا ہے اور

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۵) تجرید اسماء الصحابة (۷/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۷) الاستیعاب (ت: ۲۱۰۷)

* الاستیعاب (۳/۳۲۸) * اخرجه ابو داؤد کتاب الصلاة باب المحافظة علی وقت الصلوة الحديث (۴۲۸)

ابن عاصم فی الاحاد والمثنائی (۱۹۴/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۰) تجرید (۸/۲)

اس روایت کو ابن فتحون نے قاف والی روایت میں ذکر کیا ہے، اور عنقریب اس کا ذکر آ رہا ہے۔

۷۰۴ الفضل بن العباس

ابن عبدالمطلب بن ہاشم البہاشمی جو ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہیں، وہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے ان کے والد اور ان کی والدہ کی کنیت انہی کے نام سے رکھی گئی اور ان کی والدہ کا نام لبابہ بنت الحارث البہلالیہ ہے۔ بغوی نے کہا: وہ عباس کی اولاد میں سب سے زیادہ عمر والے تھے، اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین اور مکہ لڑا اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے اور وہ آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر ہوئے اور ان کی کنیت ابو العباس اور ابو عبد اللہ تھی اور کہا گیا ہے: ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ اور ابن اسکن نے اسی کو یقینی قرار دیا ہے۔ اور صحیح میں یہ بات ثابت ہے بے شک نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں ان کو اپنا ردیف بنایا۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے بے شک نبی کریم ﷺ نے ان کا نکاح کروایا اور اپنی طرف سے ان کا مہر ادا کیا اور بغوی نے بیان کیا ہے کہ ان کی بیوی کا نام صفیہ بنت حمیہ بن جزء الزبیدی ہے۔ اور حجۃ الوداع کے بارے میں اس کی حدیث کے ایک حصے میں ہے کہ جب انہوں نے شعمیہ سے اپنا چہرہ ڈھانپا تو میں نے ایک نوجوان لڑکا اور ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا پس میں ان دونوں پر شیطان سے مطمئن نہ ہوا اور وہ حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ کے غسل میں اور اس کے لیے احادیث ہیں۔ روایت کیا اس سے اس کے دو بھائیوں یعنی عبد اللہ اور وحکم نے اور اس کے چچا کے بیٹے نے یعنی ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب نے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور اس کے بھائی کے بیٹے عباس بن عبید اللہ بن العباس نے اور عمیر یعنی ام الفضل کے آزاد کردہ غلام نے اور سلیمان بن یسار نے اور شعی نے اور ان کے علاوہ نے۔ اور ابن شاپین نے اپنے ترجمے میں تخریج کی ہے عباس کی روایت سے اور اس کے والد نے اس سے حدیث کی اور بغوی نے تخریج کی ہے یزید بن عبد اللہ بن قسیط کے طریق سے عطاء سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اس نے اپنے بھائی الفضل سے روایت کرتے ہوئے کہا میرے پاس رسول اللہ ﷺ آتے ہیں، فرمایا: ”میرا ہاتھ پکڑو“ اور تحقیق آپ ﷺ کا سر غبار آلود تھا، میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا پس وہ متوجہ ہوئے اور منبر پر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: لوگوں کو بلاؤ، پس میں ان لوگوں میں چینا پس لوگ جمع ہو گئے پھر حدیث ذکر کی۔ اور واقدی نے کہا وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے اور ان کی اتباع کی زبیر اور ابن ابی حاتم نے اور ابن اسکن نے کہا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اجتادین کے دن قتل کیے گئے اور کہا گیا ہے جنگ یرموک میں قتل کئے گئے۔ اور ابن فتحون نے ذکر کیا ہے ان کا ذکر استیعاب

اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۱) الاستیعاب (۲۱۱۷)

اخرجه البخاری کتاب الحج باب تلبیۃ والتکبیر غداة النحر حدیث (۱۶۸۵)

اخرجه مسلم فی کتاب الخج باب استحباب اداۃ الحج التلبیۃ حدیث (۳۰۷۷)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب المناسک باب متى یقطع التلبیۃ حدیث (۱۸۱۵)

الترمذی کتاب الحجر (۹۱۸) النسائی مناسک (۳۰۵۵)

الاستیعاب (۳۳۳/۳)

الاضلاع في فضيل الصحابة (الرد) (جلد ۷)

بھی کوئی اختلاف نہیں کہ جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہوئی اور ۱۱ یا ۱۲ ہجری میں ہوئی۔ اور ابن سعد* نے کہا کہ وہ اردن کے ایک علاقے میں فوت ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔ پہلا قول معتمد علیہ ہے اور بخاری نے اس کو یقینی قرار دیا ہے۔ پس کہا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۷۰۵ فضیل* (تفسیر کے ساتھ)

یہ عائد کے بیٹے اور الحساس کے والد ہیں، کہا ابواسحاق بن یاسر نے تاریخ ہراۃ میں ان کے لیے اور ان کے بھائی کے لیے رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی اور اس کے ترجمہ میں الحساس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۷۰۶ فضیل بن النعمان الانصاری السلمي*

قتل کیے گئے خیر کے دن۔ ابن اسحاق* نے اس کا ذکر مغازی میں کیا ہے۔ یونس بن کثیر اور سلمہ بن فضیل اور ان کے علاوہ نے اس سے روایت کی ہے اور کہا محمد بن سعد نے اس طرح ہم نے ان کو غزوہ خیبر میں پایا اور ہم نے اس کو طلب کیا بنو سلمہ کے نسب میں پس ہم نے اس کو نہیں پایا اور نہیں اس کو گمان کیا گیا مگر ہم اور سوائے اس کے نہیں ارادہ کیا طفیل بن نعمان بن غنماء ابن شان۔

میں کہتا ہوں: اور طفیل اس کا ذکر موسیٰ بن عقبہ نے ان لوگوں میں کیا جو خیبر میں حاضر ہوئے۔

باب فاء کے بعد لام

۷۰۷ الفلتان*

لام اور فاء دونوں کے فتح کے ساتھ اور اوپر کے دو نقطوں کے ساتھ۔ ابن عاصم الجرمی ہیں، کلیب کے ماموں ہیں، اس کو کوفیوں میں شمار کیا جاتا ہے، بخاری نے کہا: عاصم بن کلیب نے کہا، اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی محبت حاصل تھی۔ ابن اسکن نے اسی طرح کہا ہے اور ابو نعیم نے کہا: وہ مدینہ میں رہتے تھے اور ابن حبان نے کہا اس کا شمار کوفیین میں ہے۔ اور ابو عمر* نے کہا اس کو کہا جاتا ہے الجرمی زیادہ صحیح یہی ہے۔

اور روایت کیا ہے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں عبد الجبار بن العلاء سے ہمیں بیان کیا ہے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا ہمیں عاصم بن کلیب نے بیان کیا مجھے میرے والد نے الفلتان بن عاصم سے روایت کرتے ہوئے کہا اس نے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پس آپ ﷺ کی آنکھ ایک شخص کی طرف جو مسجد میں چل رہا تھا بلند ہوئی، پھر فرمایا: اے فلاں! اس نے کہا: میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: نہیں۔

* الطبقات الكبرى (۳۷/۴) * التاريخ الكبير (۱۱۴/۴) * تجريد اسماء الصحابة (۸/۲)

* ذكره ابن هشام في السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۲۶۶/۳)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۶) استيعاب (ت: ۲۲۱۹) تجريد اسماء الصحابة (۸/۲) * الاستيعاب (۳۳۴/۳)

الاصالة في تفسير الصحاح (جلد ۷)

آپ ﷺ نے فرمایا: تو توراۃ پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور انجیل پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، پڑھتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے اس کو قسم دے کر پوچھا کیا تو مجھے توراۃ اور انجیل میں پاتا ہے؟ اس نے کہا: میں پاتا ہوں، آپ کی صفات کو جو آپ ﷺ سے صادر ہوتی ہیں، ہم گمان کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ میں ہی ہیں۔ پس جب آپ ﷺ نکلے ہم نے دیکھا آپ ﷺ میں وہ صفت نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہاں سے پاتا ہے؟ اس نے کہا: اس کی امت میں سے ۷۰ ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے اور آپ ﷺ تھوڑے ہیں۔ راوی کہتا ہے: رسول اللہ ﷺ نے جہیل کہی اور عکبر کہی اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ہیں، البتہ میں وہی ہوں اور بے شک میری امت ۷۰ ہزار سے زائد ہے اور ۷۰ ہزار اور ۷۰ ہزار ہے۔ ^{۱۱۱} اور اس کے لیے ایک اور حدیث اسی سند کے ساتھ ہے اس نے کہا: ہم نبی ﷺ کے پاس تھے.... (الحدیث) ^{۱۱۲} اللہ تعالیٰ کے قول کے نزول میں ”نہیں برابر ہو سکتے مؤمنین میں سے بیٹھے والے...“ ^{۱۱۳}

ان دونوں کو ابن ابی شیبہ اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مصنف میں روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ ابن مندہ الاول نے اس کو صالح بن عمر کے طریق سے عاصم بن کلیب سے اور اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے ماموں الفلحان سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا الفلحان سے روایت کرتے ہوئے۔ اور اس کے لیے تیسری حدیث ہے بغوی نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن السکن اور ابن شاہین نے اس کی تخریج کی ہے۔ عاصم بن کلیب کے طریق سے یہ بھی اپنے باپ سے اور وہ اپنے ماموں الفلحان بن عاصم سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا: میں حاضر ہوا نبی ﷺ کے پاس ان لوگوں میں جو حاضر ہوئے تھے دیہاتوں سے، پس ہم بیٹھ گئے اور ہم انتظار کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ کا، پس آپ ﷺ نکلے اور آپ کے چہرے میں غصہ واضح تھا۔ پس آپ ﷺ بیٹھے رہے دیر تک اور کوئی بات نہ کی پھر فرمایا: بے شک میں نکلا تھا تمہاری طرف اور تحقیق میرے لیے لیلۃ القدر بیان کی گئی اور گمراہ کرنے والا صبح پس میں نکلا تاکہ میں ان دونوں کو تمہارے لیے بیان کروں اور تمہیں ان دونوں کی خوشخبری دوں پس میں ملا مسجد کے دروازہ پر دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے، میں نے ان دونوں کو روکا پس میں اس رات کے بارے میں بھلا دیا گیا اور وہ مجھ سے چھین لی گئی۔

بہر حال لیلۃ القدر پس تم اس کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو طاق راتوں میں اور بہر حال گمراہ کرنے والا صبح بڑی پیشانی والا، ایک آنکھ سے کھانا، چوڑے ناک والا، اس ناک میں بے فائدہ چیز ہوگی گویا کہ وہ فلاں بن عبد العزلی ہے۔ ^{۱۱۴} اس کے

^{۱۱۱} أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير الحديث (۸۵۴/۱۸) وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد (الحديث ۲۴۲/۸)

وذكره ابن كثير في جامع المسانيد والسنن (۳۳۳/۱۰)

^{۱۱۲} أخرجه البخاري في كتاب الجهاد باب قول الله عز وجل لا يستوي القاعدون من المؤمنين غير أولى الصفر الحديث (۷۸۳۲)

أخرجه ابوداؤد في الجهاد باب الرخصة في القعود في القدر الحديث (۲۵۷)

أخرجه الترمذي في كتاب تفسير القرآن باب من سورة النساء الحديث (۳۰۴۲)

أخرجه النسائي في كتاب الجهاد باب فضل المجاهدين على القاعدين (الحديث: ۳۱۰۰)

^{۱۱۳} سورة النساء الآية (۹۵)

^{۱۱۴} أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير الحديث (۳۳۴/۱۸/۱) وذكره بفرار في مسنده (۳۳۸۴)

وذكره الهندي في كنز العمال الحديث (۲۴۰۷۰)

لیے ابن قانع دو اور حدیثیں لائے ہیں اس حدیث کے علاوہ۔

۷۰۸ (ز) فلیت

تصغیر کے صیغہ کے ساتھ اور اس کے آخر میں دو نقطے ہیں، اس کا ذکر ابن فتحون نے اسی طرح کیا ہے اور اس کا عنقریب قاف والی روایات میں تذکرہ آ رہا ہے اس کے آخر میں ایک نقطہ ہے۔

باب الفاء بعدھا الواو

۷۰۹ فویک* فذیک میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد یاء

۷۱۰ (ز) فیروز الثقیفی*

اس کا ذکر ابن قانع نے کیا ہے اور اس کی تخریج کی ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل سے ہمیں بیان کیا ابراہیم بن حجاج نے ہمیں بیان کیا حماد بن سلمہ نے حجاج بن ارطاة سے اور اس نے عبدالملک سے اور اس نے سعید بن فیروز اپنے باپ سے روایت کیا ہے، بے شک بنو ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا انہوں نے کہا پس ہم نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ کے جوتے تھے تموں والے۔

میں کہتا ہوں: اور میں خوف کرتا ہوں یہ کہ فیروز الثقیفی وہی ہو جس کا ذکر اس کے بعد آ رہا ہے اور بیشک ابن قانع کا قول کہ وہ ثقیفی ہے اس کی خطا ہے۔

۷۱۱ فیروز الدیلمی*

اور کہا گیا ہے ابن الدیلمی کنیت رکھی گئی ہے ابو الضحاک اور کہا گیا ہے ابو عبدالرحمان یمانی کنانی اساورہ کے ان بیٹوں میں سے ہے فارس میں سے جس کو کسریٰ نے حبشہ کی طرف قتال کے لیے بھیجا تھا، وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اس کو الحمیری کہا گیا ہے اس کے حمیر میں اترنے کی وجہ سے اور اس نے آپ ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں پھر وہ لونائین کی طرف پس اس نے مدد کی اسود العنسی کے قتل میں اور روایت کی اس کے تین بیٹوں نے اس سے یعنی ضحاک اور عبداللہ اور سعید اور ابو الخیر الیزنی اور ابو خراش الریمنی اور ان کے علاوہ نے ابن حبان نے کہا اس کی کنیت ابا عبدالرحمان ہے، وہ ابنا فارس میں سے تھا اور اس نے الاسود الکذاب کو قتل کیا اور مصر میں سکونت اختیار کی اور بیت المقدس میں فوت ہوا اور ابن مندہ نے کہا: کہا گیا ہے بے شک وہ نجاشی کا بھانجا

* اسد الغابہ (۴۲۳۸) الاستیعاب (ت: ۲۱۲۰) * تجرید اسماء الصحابہ (۹/۲)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۰) الاستیعاب (ت: ۲۱۰۹) * تجرید اسماء الصحابہ (۹/۲)

الاکثر فی تفسیر الصحیح (جلد ۷)

تھا، ابو عمرؒ نے اس کا ذکر کیا ہے، پس اس میں تناقص ہے، پس ترجمہ کے شروع میں کہا بے شک اس کی حدیث جو نبی ﷺ سے مروی ہے اثر بہتے بارے میں صحیح حدیث ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو نبی ﷺ کے پاس وفد کی شکل میں آئے اور اس کے آخر میں کہا وہ چیز جو میرے پاس ہے وہ صحیح نہیں ہے اور اس کی حدیث مرسل ہے اور اس کی روایت صحابہ میں سے ایک آدمی سے ہے اور یعلیٰ ابن امیہ سے بھی ہے۔ اور جوز جانی نے کہا لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، پس اکثر کی رائے یہ ہے بیشک وہ سوائے اس کے نہیں رسول اللہ ﷺ کے بعد آئے اور اس نے پیروی کی اس کی حدیث کی اس کی عورتوں کے بارے میں دلالت کرتی ہے، اس بات پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے آئے۔ اس کی تخریج کی ابوداؤد اور ترمذی نے ابن فیروز الدیلی کے طریق سے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے، اس نے کہا: میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طلاق دے دو ان دونوں میں سے جس کو چاہو۔ اور اس کی سند میں قعال ہے پس بے شک وہ ابن لہیعہ کی روایت ہے جو ابی وہب الحیشانی سے اور اس نے الفحاک بن فیروز الدیلی سے روایت کی ہے بے شک اس نے سنا اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے۔ بے شک وہ وفد کی شک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پس کہا: یا رسول اللہ ﷺ! بے شک میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں۔ (الحدیث)

بخاری نے اس کی تخریج ایک طریق سے عبد اللہ بن الدیلی سے اور اس نے اپنے والد فیروز سے روایت کی ہے، اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پس میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم انگوڑوں والے ہیں، الحدیث اور اس کے آخر میں ہے، پس میں نے کہا: ہمارا والی کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول۔ اور یہ وہ حدیث ہے اثر بہتے بارے میں جس کی طرف ابو عمرؒ نے اذلا اشارہ کیا ہے۔ اور جوز جانی کا گمان یہ ہے سوائے اس کے نہیں اس نے اشارہ اپنی حدیث کی طرف اس بات میں کیا کہ بے شک وہ نبی ﷺ کے پاس اسودؒ کے سر کے ساتھ آیا اور اس نے اس کی تخریج کی ہے ضمیرہ کے طریق سے یحییٰ بن ابی عمر والشیانی سے اور اس نے اپنے والد سے اور عبد اللہ بن الدیلی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اس نے کہا میں نبی ﷺ کے پاس اسود العنسی کذاب کا سر لے کر آیا، پس بے شک ضمیرہ کی موافقت نہیں کی گئی اس پر۔ اور تخریج کی سیف نے الفتوح میں ابن عمر کے طریق سے بے شک نبی ﷺ نے ان کو اسود عنسی کے قتل کی خوشخبری دی اس کے مرنے سے پہلے اور قتل کیا اس کو فیروز الدیلیؒ نے اور ابوداؤد کے نزدیک بھی اور نسائی کے نزدیک میں آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس پس میں نے کہا یا رسول

الاستیعاب (۳۲۹/۳)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الطلاق باب من اسلم و عنده نساء اكثر من اربع مینات (الحدیث ۲۲۴۳)

و اخرجه الترمذی فی کتاب النکاح باب ما جاء فی الرجل یسلم و عنده اختان (۱۱۲۹)

اخرجه الامام احمد بن حنبل فی مسنده (الحدیث: ۲۳۲/۴)

الاستیعاب (۳۲۹/۳)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الکبیر الحدیث (۸۴۸/۱۸) ذکرہ ابن الاکثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۳۵/۱۰)

ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۳۳۴/۱۰)

اللہ ﷺ بے شک ہم اصحاب ہیں۔ (الحدیث) اپنی لمبا ہونے کے ساتھ۔ اور نعمان بن زبیر نے کہا ابی صالح الاحمسی سے اور اس نے مرثدہ سے روایت کرتے ہوئے اس نے کہا میں فیروز کے ساتھ عمر کی طرف نکلا پس اس نے کہا یہ فیروز کذاب کا قاتل ہے۔ ابن سعد نے کہا اور ابو حاتم اور ان کے علاوہ نے کہا وہ فوت ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور کہا گیا ہے: وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یمن میں فوت ہوا ۳۵ھ میں۔

۴۱۲ (ز) الفیل

طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف بن ابی اسحاق السبعی کے طریق سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے اور اس نے الفیل سے اس نے کہا۔ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر نماز میں مارا پھر کہا نہیں روایت کیا اس کو ابی اسحاق سے مگر یوسف نے اور نہیں روایت کیا یوسف سے مگر ابراہیم نے اس روایت کے ساتھ شریح بن سلمہ متفرد ہیں پھر اعادہ کیا حدیث کا اس سند کے ساتھ لیکن اس نے اس کے قول کے بدلے الفیل سے روایت ہے اس شداد بن شریح سے شاید کہ الفیل اس کا لقب ہے۔ اور بخاری کی تاریخ میں ہے فیل زیاد بن سمیہ کا آزاد کردہ غلام ہے، پھر وہ ابن الزبیر الحظلی کے طریق سے لایا ہے فیل سے روایت جو زیاد کا آزاد کردہ غلام ہے، اس نے کہا مالک رہا زیاد عراق کا ۵ سال پھر وہ فوت ہوا۔ ۳۵ھ میں اور نہیں گمان کیا اس نے مگر دوسرے کو اس کے علاوہ۔

القسم الثاني از حرف فاء

نہیں ذکر کیا گیا اس میں کوئی ایک مردوں میں سے۔

القسم الثالث از حرف فاء

باب فاء کے بعد الف

۴۱۳ فاتک بن زید بن واہب العبسی

وحدت کے ساتھ اسلام لایا۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کہا وحیمہ نے کتاب الردۃ میں اس کو اس کی قوم نے ان کی جھو کرنے کی وجہ سے جلا وطن کر دیا پس مخالفت کی اس نے مالک بن نویرہ اسمی کی پس جب مالک مرتد ہوا وہ آیا اس کی مجلس میں پس کہا اے مالک بے شک اگر نبی ﷺ فوت ہو چکے ہیں، پس بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے کلام کثیر میں پس مالک اس کی طرف تلوار لے کر کھڑا ہوا اس کے اور اس کے درمیان حالت بدل گئی پس کوچ کیا مالک نے زبرقان بن بدر کی طرف اور فالک نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے:

❖ ذکرہ ابن کثیر فی کتاب الاشریہ الحدیث (۳۷۱۰) النسائی فی کتاب الاشریہ (۵۷۵۱)

❖ اخرجه الطبرانی فی المعجم الاوسط الحدیث (۹۳۸۹)

”میں نے کہا: اے مالک! بے شک تیرا رب زندہ ہے۔ پس تو اس کی عبادت کر اور تو رسول اللہ ﷺ کے دین کو قبول کر، بے شک وہ مردہ تو ہائے کی آگ کی طرف، پس تو محبت نہیں کیا جائے گا قال اور قیل کے ساتھ۔“
اور اس کا استدراک کیا ہے ابن الدباغ اور ابن فتحون نے۔

باب فاء کے بعد راء

(۶۱۳) (ز) فرات بن زید الیثی

اس کے لیے پہچان ہے زبیر بن بکار نے الموفقیات میں کہا بیان کیا مجھے عمر ابن ابی بکر الموصلی نے بیان کیا مجھے عبد اللہ بن ابی عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے کہا اس نے داخل ہوا فرات بن زید الیثی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر اور وہ کثیر مال والے تھے اور وہ بخیل تھا اور عرب کے عقل مندوں میں سے تھا، اور علم والا اور صاحب الرائے تھا، پس اس نے پایا عمر کو وہ عطاء کرتے تھے مہاجرین اور انصار کو پس کہا ان کے لیے فرات نے کون ہے یہ شخص جس نے کہا:

”فقر عیب دار بناتا ہے نوجوان کو اس کی قوم میں۔ اور شریف آدمی اپنی آنکھ کو بند کر لیتا ہے بری چیز پر۔ اور مال پھیلاتا ہے بد بخت کے لیے اپنی زبان کو۔ یہاں تک وہ وہ ہو جاتا ہے گویا کہ وہ دیکھی ہوئی چیز ہے۔ مال اپنی زیادتی کے ساتھ کوشش کرتا ہے۔ بے شک بخیل ایک دن مٹی ہو جائے گا۔“

اس نے کہا: میں نہیں جانتا اے امیر المؤمنین اس بات کے علاوہ بے شک بنو ضعیہ کا بھائی لوگوں میں سے بڑا شاعر ہے اس حیثیت سے وہ کہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عز وجل کا قول ہے: ﴿اور وہ شخص جو اپنے نفس کے بخل سے بچا لیا گیا پس یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں﴾ افضل ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ویشک فضل خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فرات! اس کے درمیان میانہ روی ہے، اللہ سے ڈرو اور سوائے اس کے ہمیں تیرے لیے تیرے مال میں سے وہ جو تو نے خرچ کیا، اے فرات! تو سائل کو کھلا اور اللہ کی پکار کی طرف جلدی کرنے والا ہو جا بے شک اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ اور سخاوت اور سخاوت کرنے والے کو پسند فرماتے ہیں۔ اور بے شک بخل مسلمان کا برا شعار ہے، اے فرات کیا تو جانتا ہے اس شخص کو جس نے یہ اشعار کہے: ص

”میں معاف کرنے والوں کے لیے اپنا مال صرف کرتا رہوں گا، میں نے دیکھا کہ مالدار اور ناداری قبر میں دونوں برابر ہیں۔ فقر والا جس کا سامان تھوڑا ہوتا ہے مر جاتا ہے اور جو زیادہ مالدار ہے زمانہ اسے بھی نہیں چھوڑتا۔ جو کچھ میں نے اپنے لیے جمع کر رکھا ہے وہ میرے لیے فائدہ مند نہیں، جب مجھ پر کوئی بڑی آفت آ پڑے گی۔“

اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں نہیں جانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ شعر تیرے بھائی قسامہ بن زید کے ہیں، اس نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ وہ ہے اس نے مجھے شعر سنائے ہیں اور میں نے اس سے یہ شعر لیے ہیں اور بے شک تیرے لیے ان اشعار میں عبرت ہے۔ اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ آپ کو توفیق دے اور درست کرے، آپ کے حکم کو خیریت سے اور آپ نے جو ترغیب دی اور چھوڑا فرات نے بہت زیادہ وہ چیز جس پر وہ تھا۔

۴۱۵) فرات بن ثعلبہ البهرانی

ابو عمرؒ نے کہا: وہ شامی ہیں، اس نے نبی ﷺ کو پایا ہے اور نہیں ہے صحیح اس کے لیے روایت، پھر اس نے کہا: بعض نے کہا: اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور بعض نے کہا اس کی حدیث مرسل ہے۔ روایت کیا اس سے ضمیرہ اور مہاجر نے جو کہ حبیب کے بیٹے ہیں اور سلیم بن عامر نے اور ابن ابی حاتمؒ نے کہا: تخریج کی اس کی میرے والد نے مسند الودعان میں اور اس کی تخریج کی ابو زرعة نے مسند الشامیین میں اور نہیں ذکر کیا اس مسند میں اس بات کو جو نبی ﷺ سے روایت ہو ملنے کے ساتھ اور سماعاً اور بغوی نے کہا فرات البهرانی ہیں نسب بیان کیا گیا فرات کا اور میں نہیں جانتا اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ہے یا نہیں اور ابن مندہ نے کہا فرات النجری ہیں اس نے نبی ﷺ کو پایا اور اس کی روایت درست نہیں ہے، پھر اس نے تخریج کی ہے محمد بن صدقہ کے طریق سے محمد بن حرب سے اور وہ الزبیدی سے اور وہ سلیم بن عامر سے اور وہ فرات النجری سے روایت کرتے ہیں، بے شک ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کون جہنم والا ہے؟ (الحدیث) اس نے کہا: اور روایت کیا اس نے اس کو عبد اللہ بن عبد الجبار اور اس نے محمد بن حرب سے اور اس نے زیادہ کیا فرات کے بعد ابو عامر الاشعری کو اور تخریج کیا اس کو ابو نعیم نے جعفر الفریابی کے طریق سے عبد اللہ بن عبد الجبار سے اسی طرح اور اس نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ تابعی ہیں اور اس نے کہا: ابن مندہ کا قول النجری یہ اس کی غلطی ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ البهرانی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور اسی طرح تخریج کی بخاریؒ نے حاکم بن المبارک کی روایت سے جو محمد بن حرب سے ہے۔

تنبیہ: النجری نسخ معتدہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ ابن مندہ کی کتاب سے نون اور جیم کے ساتھ اور درست یہ ہے کہ حاء کے ساتھ ہے۔ پھر بغیر نقطے کے (جیم) پس واقع ہوئی ہیں اس میں دو غلطیاں: (۱) خطی (۲) سمعی۔ بہر حال خطی پس وہ یہ ہے اور بہر حال سمعی پس بیشک وہ ہاء کے ساتھ ہے نہ کہ حاء کے ساتھ۔ اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔

۴۱۶) (ز) فرعان بن الاعراف

یہ المنازل السعدی کے والد ہیں۔ احنف کی جماعت میں سے ہیں۔ اس کا ذکر المرزبانی نے کیا ہے۔ پس اس نے کہا یہ مخضری ہیں۔ اس کے لیے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ”اولاد کی نافرمانی کے مراتب ہیں“ کے بارے میں حدیث ہے اور اس بارے میں شعر کہے، اشعار میں وہ کہتا ہے:

الاستیعاب (ت: ۲۰۹۳) تجرید اسماء الصحابہ (۵/۲) الاستیعاب (۳/۲۲۳)

الجرح والتعديل (۷۹/۷) التاريخ الكبير (۷۹/۷)

”اور نہیں تھا میں خوف کرنے والا اس بات کا کہ مراتب ہوں، میرا دشمن اور میری ادنیٰ شان یہ ہے کہ میں اعراض کرنے والا ہوں۔ میں نے اٹھالیا اپنی پیٹھ پر اور میں نے قریب کیا اس شخص کو جو چھوٹا ہے یہاں تک کہ ممکن تھا کہ اس کی مونچھیں اگنے والی تھیں۔ اور میں اس کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ وہ لمبا ہو گیا قریب تھا کہ ساڑھ کی گردن اس کے کوہان کے برابر ہو جاتی۔ اس نے میرے مال کی حفاظت کی ظلم کرتے ہوئے اور میرے ہاتھ کی رسی بٹتے ہوئے اور اللہ کے ہاتھ کی رسی ہوئی اس پر غالب ہونے والی ہے۔“

اور بیت اخیر ابو عبیدہ نے ان الفاظ کے ساتھ کہا، میرے مال نے مجھے شکایت کی اسی طرح میرے ہاتھ کی رسی بٹتے ہوئے اور زیادہ کیا اور کہا میں ہو گیا اس کا ہاتھ ست ہونے والا۔

۴۰۷ (ن) فرقہ

عمر بن الخطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اس نے عمر بن الخطابؓ سے سنا کہا ہے اس بات کو بخاری نے۔

۴۰۸ (ن) الفرزدق

اس کا بیان قسم رابع میں آ رہا ہے۔

۴۰۹ (ن) فروخ*

عمر بن الخطابؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اس نے روایت کی عمر بن الخطابؓ سے اور روایت کی اس سے اس کے بیٹے عبدالرحمان نے اس کا ذکر بخاری نے کیا ہے۔

۴۱۰ (ن) الفرع البرجمی

وہ ایسا شخص ہے جس کے لیے ملاقات ثابت ہے، اس نے المفتح سلمیٰ سے روایت کی ہے ایسی حدیث جس کو سیف بن سلیمان البرجمی نے عصمہ بن لیسر سے روایت کیا ہے، سیف بن عمر نے کہا حاضر ہوئے قادیسیہ کی فتح میں۔

۴۱۱ (ن) فروہ بن عامر الجذامی*

یا ابن عمرو ہیں اور یہی مشہور ہے وہ اسلام لائے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ کی طرف اپنے اسلام کا پیغام بھیجا اور یہ بات نقل نہیں کی کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہوا اور ابو عمر یعنی اس کے دادا الناقہ نے بیان کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: * اور بھیجا اپنے اسلام کا پیغام فروہ بن عمرو بن الناقہ البنانی الجذامی نے نبی ﷺ کی طرف قاصد کے ذریعے اور آپ ﷺ کے لیے سفید خچر بطور ہدیہ بھیجا اور فروہ روم کے عامل تھے، ان لوگوں پر جو عرب سے ملے ہوئے تھے اور اس کی منزل معان اور وہ علاقے تھے جو معان کے ارد گرد تھے شام کی سرزمین سے پس اس نے بادشاہ روم کو اسلام کا پیغام پہنچایا، پس بادشاہ روم نے اس کو طلب کیا پھر اس کو

* التاريخ الكبير (۱۳۲/۴) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۲)

* ذكره ابن هشام في الصلوة النبوية عن ابن اسحاق (۱۸/۴)

قتل کر دیا پس اس بارے میں اشعار کہے ان میں سے ایک شعر یہ ہے:

”تو مسلمانوں کے بادشاہوں کو میرا پیغام پہنچا دے بے شک میں، اپنے رب کا فرمانبردار ہوں میرے ہڈی اور میرے پورے۔“

ابن شاپین اور ابن مندہ نے اس قصہ کی تخریج کی ہے الزہری کے طریق سے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اور اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ زہری کی طرف روایت کیا ہے۔

۴۰۲۲) فروہ بن قیس الکندی

اس نے نبی ﷺ کے زمانے کو پایا اور نبی ﷺ کو دیکھا نہیں ہے۔ ابن مندہ نے عدی بن عدی الکندی کے طریق سے تخریج کی ہے، اس کے دادا فروہ بن قیس سے روایت ہے اس نے کہا میں نے نکاح کروایا اپنے غلام کا ایک باندی سے زمانہ جاہلیت میں پس اس باندی نے لڑکا جتا، پس اس لڑکے نے اپنے باپ سے جھگڑا کیا، عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پس کہا غلام (لڑکے) کے باپ نے میں نے نکاح کیا اس کی ماں رشدہ سے یہاں تک کہ جب یہ بالغ ہو گیا اس نے اپنے نسب کا دعویٰ میرے آقا سے کر دیا، پس عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچہ تو باپ کے لیے ہے۔ ابو نعیم نے کہا: اس کا عمر کی طرف فیصلہ لے جانے سے اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت نہیں ہوتی، میں کہتا ہوں: بلکہ یہ بات تحقق ہے اس کا زمانہ کا پانا پس وہ احتمال میں باقی ہے۔

۴۰۲۳) فروہ بن نفاثہ

اور کہا گیا ہے نفاثہ کا بیٹا ہے اور کہا گیا ہے نعامہ کا بیٹا ہے وہ ابن عامر الجذامی ہے جس کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔

باب فاء کے بعد زاء

۴۰۲۴) (ن) الفرزد بن مہزم

ابن الحون بن مخاشن بن الفریق بن مالک بن مرہ بن مرہ بن عامر بن الحارث بن انبار بن عمرو بن مدیجہ بن لکیز بن افعی بن عبد القیس عمدی ہیں، اس کے لیے نبی ﷺ کی ملاقات حاصل تھی پس اس کا بیٹا مہزم بن الفرزد بن عبد القیس کے سردار رہے تھے، بصرہ میں چالیس سال اور وہ لوگوں میں سے بڑے خطیب تھے اور اس کی مدح الحجاج نے اپنے قول کے ساتھ کی ہے:

”تو نے ہر سرداری اور فخر کو اٹھایا، اٹھایا اس کو مہزم بن الفرزد نے۔“

اس کو الرشاطی نے حکایت کیا ہے۔

ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۲۶۷/۱۰) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (۴۵۶/۳)

تجرید اسماء الصحابہ (۶/۲)

باب فاء کے بعد ضاد

۴۰۲۵ (ز) فضالہ بن امیہ

اس کے لیے نبی ﷺ کی ملاقات ہے، بخاری * نے کہا اس نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، روایت کیا شریک نے ابی ہاشم سے اور اس نے فضالہ بن امیہ سے اور المبارک بن فضالہ کے والد ہیں فضالہ نے کہا لکھا مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے۔

۴۰۲۶ (ز) فضالہ بن دینار الخزاعی *

اس نے نبی ﷺ کی ملاقات پائی، لائے ہیں اس کو جعفر المستغفری البردعی سے روایت کرتے ہیں اور بے شک بخاری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۰۲۷ (ز) فضالہ بن زید العدوانی

اس کا ذکر ابو حاتم الجستانی * المعمرین میں ہے، پس کہا اس نے العمری نے عطاء بن معصب سے روایت کرتے ہوئے گمان کیا ہے مجھے بیان مجھے عقبہ بن ابان العمری نے اس نے کہا فضالہ بن زید العدوانی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پس اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہا تو اور تیری بیوی کیسی ہے اے فضالہ پس اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! مجھ میں سوائے تمنا کے کوئی طاقت نہیں۔ اور تمناؤں والا اس کا اہل ہے کہ اس سے جھگڑا جائے اور اسے برا بھلا کہا جائے۔ بوڑھے شخص کو کیا مصائب پہنچتے ہیں جبکہ زمانہ تو چلا رہتا ہے اور اپنی سوئی کو رگوں اور ہڈیوں میں چھوٹا رہتا ہے۔

پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا: اے فضالہ! تو کتنے سال سے یہاں آیا ہے؟ اس نے کہا: ۱۲۰ سال سے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنی چیزیں ہیں جن کے پاس سے تو گزرا ان سے خوش ہوا؟ اور کتنی اشیاء ہیں جن کے اندر واقع ہونے سے تو شگمین ہوا؟ اس نے کہا یا امیر المؤمنین! نہیں تو زاکر کو کسی چیز نے اولاد کے ختم ہونے سے اور نہیں دور ہوئی بلائیں اور مصیبتیں مال کے فائدہ دینے کی طرح۔

۴۰۲۸ (ز) فضالہ بن شریک *

ابن سلمان بن خویلد بن سلمہ بن عامر الاسدی۔ ابو الفرج الاصبہانی نے کہا، وہ مخضری ہیں اس نے زمانہ جاہلیت پایا اور اسلام کا زمانہ پایا اور اس کا بیٹا عبد اللہ بن فضالہ وہ ہے جو عبد اللہ بن زبیر کے پاس وفد کی شکل میں آئے اس کا ان کے ساتھ ایک قصہ ہے اور وہ وہ ہے جس نے کہا اللہ لعنت کرے اس اونٹنی پر جو مجھے آپ کی طرف اٹھا کر لائی ہے، پس ابن الزبیر نے اس کو کہا بیشک

* التاريخ الكبير (۱۲۵/۴) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۲۴) تجرید اسماء الصحابہ (۷/۲)

* المعمرین (۱۰۳) * تجرید اسماء الصحابہ (۷/۲)

اور اس کا سوار اس پر بھی اور کہا گیا ہے، بیشک وفد لانے والے، ابن الزبیر پر وہ فضالہ خود ہیں اور کہا گیا ہے بے شک قصہ معن بن اوس اور ابن الزبیر کے درمیان تھا اور بیشک جب ابن الزبیر نے اس کو برا سمجھا تو عبدالملک نے اس کی طرف ایک جماعت بھیجی پس انہوں نے ابن الزبیر کو فوت پایا اور وہ لایا اس کے لیے ججو عبداللہ بن مطیع کے بارے میں اور اس کے لیے اشعار کہے اور میری بھوکی، بنی سلیم کے لوگوں میں اس نے کہا فضالہ کے لئے ایک بیٹا تھا اس کو فاتک کہا جاتا تھا، اور وہ بہت زیادہ مخی اور خوبیوں والا تھا اس کے لیے اشتر کہتا ہے۔

اور وفد کا وفد کی شکل میں آنا تو وفد لانے والے سے افضل تھا۔ اے فاتک بن فضالہ بن شریک۔

باب فاء کے بعد نون

۷۰۲۹ فنج

فاء کے فنج اور نون کی تشدید اور اس کے بعد جیم کے ساتھ ابن دحرج ہے۔ اور اس کو یدنج کہا جاتا (دو جیموں کے ساتھ) ہے التیمی اس نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا اور آپ ﷺ کو نہیں دیکھا اس کا ذکر جعفر المستغفری نے کیا ہے اور اس کے علاوہ نے بھی اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور ابو عمر نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول اللہ ﷺ کا ثبوت صحیح نہیں ہے اور اس کی حدیث مرسل ہے اور اس کی روایت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی صحابی سے ہے۔ اور احمد نے عبدالرزاق سے اور اس نے داؤد بن قیس سے اور اس نے عبداللہ بن وہب بن قعدہ سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ مجھے فنج نے بیان کیا فنج نے کہا میں زیادہ عمل کرنے والا تھا۔ الدینباذ میں اور میں علاج کرتا تھا اس میں پس آئے یعلیٰ بن امیہ جو کہ یمن کے امیر تھے اور ان کے ساتھ بہت سارے لوگ تھے پس آئے میرے پاس وہ شخص جو ان کے ساتھ آئے تھے اس حال میں کہ میں کھیتی میں تھا میں اس میں پانی لگا رہا تھا اور ان کی آستین میں اخروٹ کا درخت تھا وہ اس کی ٹہنی پر بیٹھ گئے اور وہ اس درخت سے اخروٹ توڑ کر کھانے لگا۔ پھر اس نے میری طرف اشارہ کیا پس میں اس کے پاس آیا پس اس نے کہا اے فارسی میں اس کے قریب آیا پس اس نے مجھے کہا کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے یہ کہ میں اس پانی پر اخروٹ کا درخت لگاؤں؟ میں نے کہا: اس کا آپ کو کیا نفع ہوگا؟ پس اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ان کو یہ کہتے ہوئے جس شخص نے درخت لگایا پس پھر اس کی حفاظت کی یہاں تک کہ اس نے پھل دے دیا تو ہوگا اس شخص کے لیے ہر چیز میں جو اس کے پھل سے حاصل ہوئی وہ صدقہ ہے اللہ کے ہاں۔ اور یعلیٰ جو کہ یمن کے والی تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں اور تحقیق اس کا ذکر کیا گیا ہے صحابہ میں بھی اور علی بن سعید العسکری اور اسی طرح یحییٰ بن یونس الشیرازی اس کی کتاب المصالح فی الصحابہ میں اور تمبیہ کی جعفر المستغفری نے اس بات پر کہ بیشک اس نے پڑھنے میں غلطی کی ہے پس اس نے کہا "فنج" اوپر دو نقطوں کے سکون کے ساتھ اور اس کے بعد جیم۔ اور اس کا شمار تابعین میں ہے اور ابو عمر نے کہا: اس کا ذکر قوم نے ان لوگوں میں کیا

جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تالیف کی اور عبدالغنی بن سعید اس کا ذکر بالنون والنجیم کے ساتھ ہے۔
میں کہتا ہوں: اور وہ وہ ہے جس پر اصحاب الموتلف نے اتفاق کیا ہے۔

باب فاء کے بعد ہاء

(۷۳۰) (ز) فہد الحمیری

اس کا ذکر مدائنی نے کیا ہے ان لوگوں میں جن کو نبی ﷺ نے اہل یمن کے آنے کے بارے میں خط لکھا اور وہ اسلام لایا
اس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:
”سنو! بے شک تمام لوگوں میں سے بہتر فہد ہیں۔“
اور فہد مرکوز اس کا ذکر ابن الکلبی نے کیا ہے پس کلبی نے کہا فہد بن عریب بن یثرب بن عدی بن بنی مدل بن ذی ریین میں سے
ہے، جس کے بارے میں شاعر کہتا ہے:
”سنو! تمام لوگوں میں سے بہتر فہد ہیں، اور عبدکلال اس کے بعد سب سے بہتر ہے۔“
اس نے کہا: اور وہ چیز ہے جس کے بارے میں عمرو بن معدی کرب نے کہا:
”سنو! اروی مجھ سے خفا ہوگئی، میں اس کے پاس ایسے آؤں گا جیسا اس کا فہد کے بارے میں گمان ہے۔ جسے
موت کی خبر دی گئی وعدہ خلافی نہیں۔ تیرے باپ کی زندگی کی قسم میں اکیلا اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔“
پھر کہا: ان میں سے عریب ہیں، اور حارث عبدکلال بن یثرب کے دو بیٹے ہیں۔

باب فاء کے بعد یاء

(۷۳۱) فیروز الوادعی

عمر بن عبداللہ الہمدانی الوادعی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اس نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام پایا۔ اور وہ زکریا بن ابی
زائدہ بن میمون بن قہر ز کے دادا ہیں اور ابو زائدہ اس کا نام ہے اور اس کی کنیت ابو عمر ذکر کی گئی ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے، بیشک نام ابی زائدہ خالد بن میمون ہے اور اسی طرح عباس الدوری نے کہا، ابن
میمون سے روایت کرتے ہوئے اور زیادہ کیا ابن میمون فیروز اور مسلم نے کہا شیوخ الثوری میں ابی زائدہ کے نام میں اختلاف کیا گیا
ہے۔ بعض نے کہا: اس کا نام بستانی ہے اور اس کے علاوہ نے کہا اس کا نام ہمیرہ ہے۔

باب فاء کے بعد الف

۴۰۳۲) فائک الاسدی

خریم کے والد ہیں، بعض روایات میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ ابوموسیٰ نے تخریج کی ہے ابی الشیخ کے طریق سے پھر الحجاج بن حمزہ کے طریق سے حسین بن علی الجعفی سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے زائدہ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے الرکین بن الربیع سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے یسیر بن عمیلہ سے اور اس نے خرم بن فائک سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے لوگ چار قسم کے ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں وسعت کی گئی ہے۔ (الحدیث) اور اس کا قول عن ابیہ زیادہ ہے اس کی طرف احتیاجی نہیں ہے اور تحقیق ابوبکر بن ابی شیبہ نے حسین بن علی الجعفی کے بغیر روایت کی ہے اور اس کی تخریج کی احمد نے معاویہ بن عمرو سے اور اس نے زائدہ سے اس کے علاوہ سے اور تخریج کی ابن حبان نے شیبان بن عبد الرحمن سے اور ابویعلیٰ سے اور حاکم سے الرکین بن ربیع کے طریق سے روایت اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے چچا سے اور وہ خرم بن فائک سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اور حدیث وہ خرم کی حدیث ہے اور وہ اسی کے ساتھ مشہور ہے۔

باب فاء کے بعد تاء

۴۰۳۳) (ن) فتیح

تاء کے اوپر دو نقطوں کے سکون کے ساتھ اور اس کا مابعد ح نقطے کے بغیر اور اس کی درستی کا بیان ما قبل قسم ثالث میں گزر چکا ہے۔

باب فاء کے بعد راء

۴۰۳۴) (ن) فرات بن ثعلبہ النجرانی

اس کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے، اور اس کا ذکر بھی پہلے گزر چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۴۰۳۵) الفراسی

اس کے بارے میں قول قسم اول فی فراس میں گزر چکا ہے۔

۷۰۳۶) الفرزدق

ابوموسیٰ المدنی نے کہا: لائے ہیں اس روایت کو ابو بکر بن ابی علی اور اس نے ابی الدحداح کے طریق سے شعیب بن عمرو سے اور اس نے یزید بن ہارون سے اور اس نے جریر بن حازم سے اور اس نے حسن سے اور اس نے مصعب بن معاویہ سے اور اس نے اس پر یہ آیت پڑھی: ﴿جس شخص نے ذرہ برابر بھی نیک عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا﴾ ✽ آخر سورۃ تک، اس نے کہا: میرے لیے کافی ہے نہیں میں پرواہ کروں گا یہ کہ نہ میں سنوں اس کے علاوہ کو۔ ✽ ابوموسیٰ نے کہا: یہ وہم ہے شاید کہ اس نے ارادہ کیا مصعب سے فرزدق کے چچا کا باوجود اس کے کہ مصعب وہ اخف کے چچا ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ پس تحقیق اس کی تخریج کی ہے نسائی نے تفسیر میں کبریٰ سے جریر بن حازم کے طریق سے اور اس نے حسن سے بیان کیا ہمیں فرزدق کے چچا مصعب نے ابن الاثیر نے کہا مصعب بن معاویہ یہ اخف کے چچا ہیں نہ کہ فرزدق کے اس لیے کہ بیشک وہ ہمام بن غالب بن مصعب بن ناجیہ ہیں اور یہ تعقب ساقط ہے۔ پس بیشک وہ دونوں بنو تمیم میں سے ہیں پورے کے پورے اور عرب کبیر پر عم صغیر کا اطلاق کرتے ہیں۔ اور یہ ممکن ہے کہ اس کا چچا ماں کی جانب سے ہو یا وہ چچا رضاعت کے اعتبار سے ہو۔ مرزبانی ✽ نے بنم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ بیشک فرزدق کی سوسال کے قریب عمر تھی اور بیشک وہ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوا اور بیشک ریاشی نے سعید بن عامر سے روایت کیا ہے بیشک فرزدق کی عمر ۱۳۰ سال تھی اس نے کہا پہلا قول زیادہ ثابت ہے اس نے کہا فرزدق نے روایت کیا ہے، بیشک اس نے کہا: میں حضرت عثمان کے زمانہ میں ججو میں غوطہ زن ہوا۔

میں کہتا ہوں: پس یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اس کی عمر سوسال کے قریب تھی اس لیے کہ اس کی وفات اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے درمیان ۷۵ سال کا فرق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ ہجری کے آخر میں شہید کیے گئے۔ کم سے کم وہ تعداد جو ججو میں داخل ہوئی ان کی تعداد بیس (۲۰) کو پہنچتی ہے۔ اور مرزبانی نے کہا: یہ بات صحیح ہے کہ بیشک اس نے چوتھر (۷۴) سال شعر کہے۔ اس لیے کہ اس کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا بیشک میرا بیٹا شاعر ہے اور یہ چھتیس (۳۶) ہجری کی بات ہے۔ اور مرزبانی نے کہا: فرزدق ✽ شعر کہنے والے تھے، فاصل ذو وجاہت تھے خلفاء اور امراء کے ہاں اور اکثر اہل علم جریر پر اسے فوقیت دیتے ہیں۔ اور فرزدق کی تشبیہات میں سے اس کا ایک قول یہ ہے: ✽

”بڑھاپے جوانی میں یوں کھڑا کر دیا جاتا ہے گویا وہ رات ہے جس کے دونوں کناروں سے دن جیج رہا ہے۔“

وہ ہی کہتا ہے: ✽

”مجھ سے بکر بن وائل کی محبت ختم ہو گئی، مجھے تو اپنے زمانے تک خیال نہیں کہ ان کی محبت ختم ہو جائے گی، کئی تکلیف دہ باتیں جو مجھ تک پہنچتی تھیں جنہیں وہ حقیر سمجھتے تھے بعض دفعہ چھوٹے چھوٹے قطروں سے برتن بھر جاتا ہے۔“

✽ اسد الغابہ (ت: ۷۲۰۶) تجرید اسماء الصحابہ (۵/۲) ✽ سورة الزلزلة الاتیان (۸۰)

✽ ذکرہ ابن کثیر فی جامع المسانید والسنن (۲۶۴/۱۰) ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (۵۳/۳)

✽ معجم الشعراء (۷۶۶) ✽ معجم الشعراء (۷۶۷)

اور مرزبانی نے کہا: * وفد کی صورت میں غالب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا فرزدق تھا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں غالب بن مصعب الجاشی ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: بہت زیادہ اونٹوں والا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا معاملہ ہے تیرے اونٹوں کا؟ اس نے کہا: ان کو حقوق اور مصائب گرانے والے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان اونٹوں کا راستہ بہتر ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آپ کے ساتھ لڑکا کون ہے؟ اس نے کہا میرا بیٹا فرزدق ہے اور یہ شاعر ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو قرآن سکھاؤ، پس بیشک قرآن شعر سے بہتر ہے۔ اس نے کہا: یہ بات فرزدق کے دل نے قبول کر لی یہاں تک کہ فرزدق نے اپنے نفس کو قید کر لیا۔ اور قسم اٹھائی کہ اس وقت تک اپنے نفس پر کوئی چیز حلال نہیں کرے گا جب تک قرآن حفظ نہ کر لے۔

(۷۰۳۷) فروہ بن مجاہد *

تابعی ہیں اس سے حسان بن عطیہ نے روایت کی ہے، وہ مستجاب الدعوات تھے اس کا شمار ابدال * میں کیا جاتا ہے۔ ابن عبد البر * اس کو اسی طرح لائے ہیں اور ابن مندہ نے اسی طرح کہا ہے۔ اور زیادہ کیا پھر کہا اس کی حدیث مرسل ہے اور یہ بات مجہول ہے اور بخاری نے کہا فروہ روایت کیا اس سے حسان بن عطیہ نے زیادہ کیا اس پر کسی چیز کو بخاری نے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: فروہ بن مجالد یہ فلسطین کے تخم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ روایت کی ہے اس نے نبی ﷺ سے مرسل حدیث۔ اور ابو نعیم نے کہا: فروہ وہ ہے جس سے حسان نے روایت کی اور وہ ابن نوفل ہے اسی طرح اس نے کہا: اور یہ بات جید نہیں ہے بلکہ وہ ابن مجالد ہیں۔ اور وہ تابعی ہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے پس کہا فروہ بن مجالد تخم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ وہ شام میں چھپ کر رہتے تھے اور وہ اس بات میں شک نہیں کرتے کہ بیشک وہ ابدال میں سے ہیں۔ حجر بن حارث نے اس کا نسب بیان کیا ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے اس پر عیب لگایا ہے پس کہا بعض لوگوں نے نقل کیا ہے کہ یہ اسم دو اسم ہیں۔

ابی نے کہا: وہ دونوں ایک ہیں ابن شاہین اس کی طرف سے حدیث لائے ہیں، ولید بن مسلم کے طریق سے اس نے اوزاعی سے روایت کی ہے اور اس نے حسان بن عطیہ سے اور اس نے فروہ بن مجالد سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے اس کے نہیں سر یہ لوٹ آیا اور تحقیق وہ مضطرب ہوا پس اس کے لیے دوا جر ہیں۔ ابن شاہین نے کہا کہ میں اس حدیث کے علاوہ اس کے لیے کوئی اور حدیث نہیں جانتا۔ یہ بات صحیح ہے کہ اس کے رسول اللہ ﷺ کی صحبت تھی۔ ابن ابی شیبہ * نے اسی طرح اپنی مصنف میں اس کی تخریج کی ہے۔ عیسیٰ بن یونس سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اوزاعی سے روایت کرتے ہوئے۔

(۷۰۳۸) (ن) فروہ بن مسیکہ *

اس کا ذکر علی بن سعید العسکری نے کیا ہے اور فرق کیا اس کے اور فروہ بن مسیک کے درمیان الغطی الماضی اول میں اور

* معجم الشعراء (۶۶۷) * اسد الغابہ (۴۲۱۷) استیعاب (ت: ۲۱۰۰)

* الايدال، الاولياء والعباد، سمو بذلك كلما بات متهم واحد ابدل باخر.

* استيعاب (۳۲۶/۳) * مصنف ابن ابی شیبہ حدیث (۲۹۷/۵)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۹) استیعاب (ت: ۲۱۰۱) تجرید (۷/۲)

حدیث جس کو وہ لائے ہیں۔ ابن مسیک کے نام سے معروف ہے۔ اور تحقیق ہم نے ماقبل میں کہا کہ اس کے بارے میں کہا گیا ہے فروہ بن مسیک اور فروہ بن مسیک۔

(ن) فروہ بن نفیل (۴۰۳۹)

بغوی نے اس کا ذکر کیا ہے اور وہ اس کو ابو عوانہ کے طریق سے لائے ہیں۔ عبد الملک بن عمیر سے اور وہ شریک بن طارق سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سانپ فاسق ہے اور چوہا فاسق ہے۔ (الحدیث) * ابن شاپین نے کہا: روایت کیا لوگوں نے عبد الملک سے اور اس نے شریک بن طارق سے اور اس نے فروہ بن نوفل سے اور اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

میں کہتا ہوں: یہ درست ہے۔

(۴۰۴۰) فروہ بن نوفل الاشجعی *

ابن حبان نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ پھر اس کے بارے میں توقف کیا اور کہا: کہا جاتا ہے بیشک اس کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت تھی۔ ابو حاتم نے کہا: اس کے لیے صحبت رسول اللہ ﷺ تھی۔ اور سوائے اس کے نہیں صحبت رسول اللہ ﷺ اس کے باپ نوفل کے لیے تھی۔ اور مرزبانی نے کہا: بمعجم الشعراء میں کہ وہ راویوں کے سردار تھے اور اس نے اس بارے میں اشعار کہے اور حفاظ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیشک عبد العزیز بن مسلم اس کی روایت کے بارے میں ابی اسحاق سے نقل کرتے ہیں کہ ابی اسحاق نے اس سے روایت کرتے ہوئے کہا اور اس نے فروہ بن نوفل سے روایت کی ہے اس نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا پس کہا کہ میں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے چند کلمات سکھائیں اس بارے میں کہ جب میں اپنے پہلو کے بل لیٹوں۔ (الحدیث) * اور مشہور یہ ہے کہ یہ روایت فروہ بن نوفل سے ہے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کی ہے۔ ابوداؤد نے اسی طرح روایت کیا ہے اور ابن حبان، حاکم، اور ان کے علاوہ نے اور ذکر کیا نسائی نے اختلاف اس بارے میں اور تحقیق اس کو میں نے اول میں فروہ بن مالک کے بارے میں۔ اور تحقیق ابواحمد العسکری نے اس کی تخریج کی ہے بندار کے طریق سے اور اس نے غندرہ، اور اس نے شعبہ سے اور اس نے ابی اسحاق سے اور اس نے فروہ بن نوفل سے کہ بے شک وہ بنی ہاشم کے کسی بچے کے ضامن تھے، پس نبی ﷺ کے پاس آئے۔

میں کہتا ہوں: اور یہ خبر سوائے اس کے نہیں نوفل الدلی کی ہے قسم اول میں، جن کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

* أخرجه ابن ماجه حديث (۳۲۴۹) كنز العمال حديث (۳۹۹۲)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۶) استيعاب (ت: ۲۰۹۹) تجرید (۶/۲)

* أخرجه مسلم في كتاب الذکر حديث (۶۸۳۲، ۶۸۳۳) أخرجه ابوداؤد حديث (۱۵۵۰)

* أخرجه النسائي حديث (۱۳۰۶) أخرجه ابن ماجه حديث (۳۸۳۹)

۴۰۴۱) فروہ الجہنی

ابن مندہ نے کہا: یہ شخص مجہول ہے۔ اور ابو عمرؒ نے کہا فروہ جہنی کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے۔ اس کی طرف سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام بشیر نے روایت کی ہے کہ بیشک اس نے اس سے سادس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے وہ فرماتے ہیں جب وہ چاند دیکھ رہے تھے: اے اللہ! اس مہینے کو خیر و عافیت والا بنا دے۔ ابن ابی حاتم نے اسی طرح کہا ہے: لیکن فروہ شامی نے کہا اور نہیں کہا جہنی نے اور نہیں چلایا گیا متن اور تحقیق لوٹایا ہے ابو عمر نے اپنے نفس پر کئی میں۔ پس کہا ابو فروہ جہنی روایت کی اس کی طرف سے بشیر نے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور جس شخص نے اس کے بارے میں فروہ کہا اس نے غلطی کی اور وہ جیسا کہ کہا کئی میں اور اس کا نام حدیر ہے۔ میں کہتا ہوں: گزر چکا ہے اس کا ذکر حرف حاء المہملہ میں۔

۴۰۴۲) فروہ

اس کی نسبت بیان نہیں کی گئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ روایت کیا اس کی حدیث کو معاویہ بن صالح نے ابی عمرو سے اور اس نے بشیر سے جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اور اس نے نبی کریم ﷺ سے ابن مندہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے اور ابن الاثیرؒ نے ایک ہی قرار دیا ہے۔ پس اس کو وہم ہوا پس بیشک وہ فروہ جہنی ہے جس کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا اس کا تکرار بے فائدہ ہے۔

۴۰۴۳) (ن) فروہ

دوسرا فروہ۔ منفرد قرار دیا ہے ابن مندہ نے اس کے ذکر کرنے کے ساتھ۔ اور کہا فروہ مجہول ہے اور روایت کیا ہے اس کی طرف سے حسان بن عطیہ نے اسی طرح ابو نعیم نے ذکر کیا ہے اور وہ وہم ہے پس بیشک وہ ابن ماجہ الماضی ہیں اور غافل رہے اس سے ابن الاثیر اور ذہبی۔

باب فاء کے بعد ضاد

۴۰۴۴) الفضل بن عبد الرحمن الهاشمی

اس کا ذکر کیا ہے ابو موسیٰ نے ذیل میں اور کہا روایت کیا ہے مسعود اسمہانی نے سری بن یحییٰ کے طریق سے اور اس نے حرمہ بن اسیر سے اور اس نے قل بن عبد الرحمن الهاشمی سے: بیشک نبی ﷺ جنگ میں شریک ہوتے تھے اور کہتے تھے میں جنگجو ہوں۔ ابو موسیٰ نے کہا: اس میں تاثر کیا گیا ہے، میں کہتا ہوں: الفضل بن عبد الرحمن تابعی ہیں یا تبع تابعی ہیں اس کے لیے اور

اسد الغابہ (ت: ۴۲۱۰) استیعاب (ت: ۲۱۰۳) تجرید (۶/۲) استیعاب (۳۲۷/۳)

جامع المسانید والسنن (۲۷۵/۱۰) اسد الغابہ (۴۵۴/۳) اسد الغابہ (۴۲۲۱) تجرید (۷/۲)

اسد الغابہ (۴۵۴/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۲۳۳) تجرید (۸/۲)

جامع المسانید (۳۲۸/۱۰) اسد الغابہ (۴۵۵/۳)

اس کے باپ کے لیے نبی ﷺ کی محبت ثابت نہیں ہے۔ اور ان کے دادا کا نام عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ہے اور یہ سند مرسل ہے، یا مفصل ہے اور یہ فضل ایک سوانیس ہجری میں فوت ہوئے۔

۶۳۵) الفضل بن یحییٰ بن قیوم الازدی

ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا اور کہا ان کی نبی ﷺ کی محبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ذکر کیا گیا ہے موسیٰ بن سہل الرملی سے کہا فضل الازدی نجی کے باپ ہیں وہ قیوم کے بیٹے ہیں، روایت کی گئی ہے اس کے باپ سے اور اس کے دادا سے اس طرح کہا اس نے اور وہ براہم ہے۔ پس بے شک قیوم وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور روٹی کا فاعل قیوم ہے نہ کہ فضل اور گویا کہ ابن مندہ کو وہم ہوا کہ بیشک وہ فضل ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور تحقیق اس کا چچا کیا ابو نعیم نے پس اس نے درست کیا۔

۶۳۶) فضیل بن فضالہ

یہ تابعی ہیں، ابن قانع نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے پس ان کو وہم ہوا ہے۔ اور اس نے تخریج کی ہے اسماعیل بن عیاش کے طریق سے اور اس نے صفوان بن عمرو سے اور اس نے خالد بن معدان سے اور اس نے فضل بن فضالہ سے اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ چیز جس کو تم دیکھتے ہو اپنی مساجد اور اپنی قبروں میں وہ سفیدی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ فضل وہ زنی، شامی چھوٹے تابعی ہیں، اور وہ سند جس کو ابن قانع نے ذکر کیا ہے مقلوب ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ صفوان کی روایت میں سے ہے جو فضیل بن فضالہ اور اس نے خالد بن معدان سے روایت کی ہے مرسل ہے۔ اور تحقیق تخریج کی ابوداؤد نے مراہیل میں صفوان کے طریق سے اس فضیل سے اور اس نے خالد بن معدان سے اور اس نے نبی ﷺ سے اور ان کی ایک حدیث اس کے علاوہ۔

باب فاء کے بعد لام

۶۳۷) (ن) فلاح

ایک تاجر کا آزاد کردہ غلام ہے اس کا ذکر قصہ مکذوبہ میں کیا گیا ہے۔ کوڑے لگائے گئے اس کو ایک نسخہ کے بارے میں جو احادیث موضوعہ پر مشتمل تھا۔ ان میں ایک یہ ہے۔ بے شک ایک اعرابی نے سوال کیا پس نبی ﷺ نے اپنی قمیص اس کو دے دی پس وہ بازار کی طرف چلا گیا۔ پس اس نے اس قمیص کے آٹھ دراهم طلب کیے پس اس کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا پس اس نے مجھ سے آٹھ دراهم کے بدلے میں وہ قمیص خرید لی پس اس سے دلدل نے تعجب کیا پس کہا اس کو بیشک وہ نبی ﷺ کی قمیص ہے۔ پس اس بات کو ایک تاجر کے آزاد کردہ غلام نے سن لیا جس کو فلاح کہا جاتا ہے۔ پس وہ اپنے آقا کے پاس گیا اس کو اس واقعہ کی خبر دی

پھر وہ بازار کی طرف گیا اور اس قیس کو ایک ہزار دینار کے بدلے میں خرید لیا۔ یہ موضوع قصوں میں سے ایک قصہ ہے، اسی طرح تمام نسخہ ہے۔ اور اللہ سے مدد طلب کرنا ہے۔

باب فاء کے بعد ہاء

۴۰۳۸ فہم بن عمرو

ابن قیس غیلان ابو ثور النہمی ہیں۔ استدراک کیا اس کا ابو موسیٰ نے ذیل میں اور اس نے نقل کیا ابو بکر بن ابی علی سے بیشک ابن ابی عاصم نے ذکر کیا ہے اس کا وحدان میں وہ غلط ہے نہیں چچھا کیا اس کا ابو موسیٰ نے اور سوائے اس کے نہیں ارادہ کیا ابن ابی عاصم نے کہ بیشک ابا ثور نہی فہم بن عمرو بن قیس غیلان کی اولاد میں سے ہیں جو قبیلہ کا دادا ہے اور نہیں اعتراض کیا اس نے کہ بیشک فہم ابی ثور کا نام ہے پس بیشک فہم بن عمرو اسلام سے پہلے ایک لہذا زمانہ ان لوگوں کے درمیان تھا جو ہم عصر ہوئے اس کی اولاد میں سے اور اس کے درمیان چند آباء ہیں جن کی تعداد سات سے دس تک ہے۔ اور نبی ﷺ کے زمانہ میں جس کو اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو زمانہ جاہلیت میں مشہور رہا ہے۔ وہ تابع بشر ہے جو کہ مشہور شاعر تھا اور اس کے اور فہم بن قیس کے درمیان سات آباء ہیں۔ اور ابو ثور مشہور صحابی ہیں، ان کا نام معلوم نہیں ہے اور ان کا ذکر عنقریب کئی میں آ رہا ہے۔



حرف القاف

قسم اول از حرف زاء

باب قاف کے بعد الف

۷۰۴۹ قارب بن الاسود

ابن مسعود بن مغتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف - عروہ بن مسعود کے بھتیجے ہیں۔ بخاری نے کہا: اور کہا گیا ہے مارب پھر اختلاف ظاہر ہوا اس کے نام میں اور اس کی سند میں ابن عیینہ کی طرف سے۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا: قارب ہے اور اس نے اس کا نسب بھی بیان کیا ہے کہا گیا ہے بیشک اس کے لیے محبت نبی ﷺ ثابت ہے۔ اور ابن السکن نے کہا قارب النضی اور مارب کہا گیا ہے عیینہ شک کرتے تھے اس کے نام کے بارے میں۔ اور ابو عمرو نے کہا: قارب بن الاسود اور وہ قارب بن عبد اللہ بن الاسود بن مسعود النضی ہیں جو وہب بن عبد اللہ بن قارب کے دادا ہیں، اس کے لیے محبت ثابت ہے۔ اور ابن اسحاق نے کہا مغازی میں: جب عروہ بن مسعود قتل کئے گئے، ابوالحج بن عروہ اور قارب بن الاسود نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے اور دونوں اسلام لائے پس رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو فرمایا: جس کو تم دونوں چاہو والی بنا لو پس ان دونوں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنا والی بناتے ہیں۔ پس جب ثقیف قبیلہ اسلام لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان کو بھیجا تا کہ وہ عزری طاعیہ کو گرا دیں۔ ابوالحج نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ وہ اپنے باپ عروہ کو دین ادا کر دیں نے ان کے اوپر ہے پس آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ پس اس کو قارب نے کہا اور اسود سے روایت ہے پس تو ادا کر دے پس اس نے کہا بیشک اسود مر گیا اس حال میں کہ وہ مشرک تھا۔ پس قارب نے کہا: لیکن تو ملا ہے اس کو مسلمان ہونے کی حالت میں یعنی اس کی ذات کو سوائے اس کے نہیں دین مجھ پر ہے اور میں نے اس کو طلب کیا ہے پس رسول

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) ۹۳

اللہ ﷺ نے طاغیہ کے مال سے دین کو ادا کرنے کا حکم دیا اور ابو عمر نے * کہا: قارب کے پاس حلیفوں کا جھنڈا تھا جب نبی ﷺ کا طائف والوں نے محاصرہ کیا پھر وہ ثقیف کے وفد میں آئے پس اس نے اسلام قبول کیا، میں کہتا ہوں: اور وہ یہ قصہ ہے جس کو ابو الحسن المدائنی محررہ نے ذکر کیا ہے پس اس نے حنین کے قصہ کے بارے میں کہا قبیلہ بنو ثقیف میں سے حنین کے دن حلیفوں کا جھنڈا قارب بن الاسود کے پاس تھا پس اس نے اپنی قوم سے کہا: تم اپنے جھنڈے کو درخت کے ساتھ باندھ دو تا کہ جو شخص اس جھنڈے کو دیکھے وہ گمان کرے کہ تم ست نہیں پڑے اور وہ تمہارے گھوڑوں پر نجات نہ پائیں۔ پھر انہوں نے ایسے ہی کیا، پس دیکھا بنو مالک نے جھنڈے کی طرف کہ وہ نہیں گرا پھر انہوں نے انتظار کیا پھر ان میں سے دو سو ستر قتل کیے گئے اور چچا کیا سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ نے اس لیے کہ اس کا بھائی قتل کیا گیا تھا پھر اس نے قصہ ذکر کیا اور سفیان بن عبد اللہ کا ذکر ترجمہ میں گزر چکا ہے اور روایت کیا ہے ابن شاہین نے اس قصہ کو اس کے معنی کے ساتھ مدائنی کے طریق سے اور اس نے ابی معشر سے اور اس نے یزید بن رومان سے اور تحقیق قارب کا ذکر اس کے بیٹے عبد اللہ بن قارب کی حدیث میں گزر چکا ہے، اور روایت کیا حیدری نے اپنی مسند میں سفیان سے کہ ہمیں ابراہیم بن میسرہ نے بیان کیا ہے کہ مجھے خردی وہب بن عبد اللہ بن قارب نے جو کہ مارب کے والد ہیں اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے حجتہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ رحم کرے خلق کروانے والوں پر * اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا سفیان نے کہا میں نے پایا اپنی کتاب میں ابراہیم بن میسرہ کی روایت کو اس نے روایت کیا وہب بن عبد اللہ بن مارب اور میں نے قارب کو محفوظ کیا اور لوگ قارب کہتے تھے جیسا کہ میں نے محفوظ کیا۔ پس بیشک میں کہتا ہوں مارب اور قارب اور بخاری نے کہا اپنی تاریخ میں: علی بن ابی عیینہ نے کہا وہب بن عبد اللہ بن قارب سے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے پس اس نے اس کا ذکر کیا۔ سفیان نے کہا: میں نے مارب کو اپنے ہاں پایا پس انہوں نے مجھے کہا: وہ قارب ہیں، علی کہتے ہیں: میں نے سفیان کو کہا وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے دادا سے، اس نے کہا: جی ہاں۔ علی نے کہا اور بیان کیا ہمیں اس کے ساتھ ایک مرتبہ ابن ابراہیم سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے وہب سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے، کہ اس نے نبی ﷺ سے سنا اور اس نے ہمیں بھی بیان کیا اس کے ساتھ وہب سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے، اس نے کہا: میں اپنے والد کے ساتھ تھا پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔

میں کہتا ہوں: اور یہ ایک دوسرا طریقہ ہے تحقیق میں نے اس کو عبد اللہ کے ترجمہ میں ماقبل میں ذکر کیا ہے اور اس میں

ایک اور اختلاف ہے لائے ہیں اس کو ابن مندہ ابن اعرابی سے اور وہ حسن بن محمد بن العباد سے اور وہ قتیبہ سے اور وہ ابراہیم سے اور وہ وہب بن عبد اللہ بن قارب سے روایت کرتے ہوئے اس نے کہا میں نے حج کیا اپنے باپ کے ساتھ پس اس کا ذکر کیا۔ اور وہ لائے ہیں اس کو وہب کے ترجمہ میں اور اسی طرح ابوالحسن بن سفیان نے روایت کیا ہے اپنی مسند میں اسماعیل بن عبید المرانی سے اور اس نے ابن عیینہ سے اور اس نے ابراہیم سے اور اس نے وہب سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے اور وہی درست ہے۔ اور ذہبی نے ذکر کیا ہے انجریذ میں بیشک حمیدی نے اس نام کو پڑھنے میں غلطی کی ہے پس اس نے کہا: مارب میم کے ساتھ اس نے کہا سوائے اس کے نہیں کہ وہ قارب ہیں قاف کے ساتھ اور درستی کو نہیں پہنچا اس کے یقین میں بیشک حمیدی نے اس نام کو بیان کرنے میں غلطی کی ہے اور تحقیق بیان کیا ہمیں بیشک اس نے حکایت کیا اس کو ابن عیینہ سے اور یقین دلایا ہے ترمذی نے کتاب الحج میں بیشک حدیث مارب میم کے ساتھ مروی ہے اور حق یہ ہے کہ بیشک وہ قارب ہے قاف کے ساتھ۔ واللہ اعلم

۴۰۵۰ (ن) قارظ بن عتبہ

ابن خالد بنوزہرہ کا حلیف تھا، عبدالرحمن بن عوف نے اس کی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا معلق کیا ہے بخاری نے اس کو کتاب النکاح میں اور اس کا نسب بیان کیا ابن سعد کی طرف عبدالرحمن کے ترجمہ میں اور اس کا نام بیان نہیں کیا اور تحقیق مقدم ہو چکا ہے اس کا ذکر ایک مرتبہ کے علاوہ بیشک نہیں باقی رہا حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی قرشی اور نہ ثقفی مگر وہ اسلام لایا اور وہ حاضر ہوا اس موقع پر۔

۴۰۵۱ (ن) القاسم بن امیہ

ابن ابی الصلت اشقی اور اس کے والد ذکر کرتے تھے، نبوت اور بعثت کا اس نے پایا بعثت نبی ﷺ کو پھر غالب آگئی اس پر شقاوت پس وہ اسلام نہیں لایا اور اس نے مرثیہ کے اشعار کہے اہل بدر کے بارے میں مشہور اشعار کے ساتھ اور وہ ہمیشہ اپنے کفر پر رہا حتیٰ کہ اسی کفر پر اس کی موت آئی۔ اور وہ دین اسلام میں داخل ہونے سے عذر بیان کرتا تھا بایں طور کہ وہ اپنی قوم سے کہتا تھا: میں نبی ہوں جس کو بھیجا گیا ہے۔ اس نے کہا: پس وہ خوف کرتا ہے یہ کہ اس کو عار دلائی جائے گی ثقیف کی برائیوں کے بارے میں بایں طور کے اس کے اتباع کرنے والے بنی عبد مناف کے غلام ہیں اس واقعہ کو ابوسفیان بن حرب نے حکایت کیا ہے ایک لمبے قصہ میں ابونعیم نے دلائل النبوة اور اس کے علاوہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور امیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ بہر حال اس کے بیٹے قاسم میں اس کا ذکر کیا مرزبانی نے بنجم الشعراء میں اور وہ ان کی شرط کے موافق صحابہ میں سے ہے اس لیے ہم نے اس کا ذکر ماقبل میں ایک مرتبہ کے علاوہ کیا ہے کہ بیشک نہیں باقی رہا کوئی ایک مکہ اور طائف میں حجۃ الوداع کے موقع پر قریش اور ثقیف میں سے مگر وہ اسلام لایا اور اس موقع پر حاضر ہوا حکایت کیا ہے اس کو ابن عبد البر اور اس کے علاوہ نے اور ثعلب نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں: ص

”وہ ایسی قوم ہے کہ جب کوئی مسافر ان کے ہاں ٹھہرتا ہے تو اسے گھوڑوں اور لونڈیوں کا مالک بنا کر واپس کرتے ہیں، وہ اپنے سوال کے وقت زمین نہیں کریدتے جیسے بلندی کے طلبگار لکڑیاں بجاتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! تم لوگوں نے عید قربان کے موقع پر بہت بری قربانی کی۔ اپنے دل خوش کر لو تم سے قصاص (بدلہ) لیا

جائے گا جس کا بدلہ رحمن تعالیٰ لے گا۔“

۴۰۵۲) القاسم بن الربیع

ابن عبد شمس کہا گیا ہے یہ ابی العاص کا نام ہے اور وہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہیں اور غفریب اس کا ذکر کنیتوں میں آ رہا ہے کہ اس کا نام لقیط ہے اور کہا گیا ہے اس کا نام ہشتم ہے اور کہا گیا ہے اس کا نام اس کے علاوہ کوئی اور ہے۔

۴۰۵۳) القاسم بن مخرمہ

ابن المطلب بن عبد مناف بن قصی القرشی المطلبی۔ یہ قیس اور صلت کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق نے اس کا ذکر کیا ہے ان لوگوں میں جن کے لیے نبی کریم ﷺ نے تقسیم کیا۔

۴۰۵۴) القاسم

ابوبکر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بغوی نے اس کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور اس کے لیے مطرف کے طریق سے تخریج کی ہے۔ ابی الجہم سے اس سے دو حدیثیں مروی ہیں پھر کہا کہ اس کے علاوہ میں کسی اور قاسم کو نہیں جانتا اور ابن عبد البر نے کہا: اس کے لیے نبی کریم ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور روایت حدیث بھی ثابت ہے۔ اس کے بارے میں کہ وہ ابوالقاسم ہیں اور یہی صحیح ہے اور اس کا ذکر کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۴۰۵۵) (ن) قاطع بن ظالم

یہ صفرہ کے والد ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۴۰۵۶) القائف بن عبیس الصباحی

ایاس کے بھائی ہیں الرشاشی اور اس کے علاوہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور بیشک اس کے لیے وفد میں آنے کی سعادت ہے اور ذکر کیا گیا ہے ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بن القائف ایاس یہ عبیس بن امیہ بن ربیعہ بن عامر بن ذبیان بن الدیل کے دو بیٹے ہیں۔ اور وہ اللہ کی مخلوق کا زیادہ کھوج لگانے والے تھے اور اس قائف کے شعر نقل کیے: ص

”میں جب کسی زمین میں کافی عرصے بعد آتا ہوں تو میں اپنے دل کو تلاش کرنے لگتا ہوں جبکہ جگہیں ویسی کی ویسی ہوتی ہیں۔ جب تک دونوں اکٹھے رہو تو اپنے بھائی کی عزت کرو جدائی کی مصیبتوں کے لیے دوری کافی ہے۔“

ابو عمر الشیبانی نے کہا: قائف اور اس کے بھائی کے لیے شرافت تھی، اور گھوڑوں کا لشکر تھا۔

اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۵) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۸) استیعاب (ت: ۲۱۲۱) تجرید (۱۰/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۴) * استیعاب (۲۱۲۲) تجرید (۱۰/۲) * استیعاب (۳۳۵/۳)

باب قاف کے بعد باء

(۵۰۵۷) (ز) قباث

باب کی تخفیف اور تیسری جگہ الف کے ساتھ اور مشہور پہلے حرف کا فتح ہے اور کہا گیا ہے پہلے حرف کے ضمہ کے ساتھ ہے۔ ابن ماکول نے اسی طرح یقین دلایا ہے * اور بخاری نے کہا: اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے امام بخاری اور دوسرے بعض حضرات نے کہا وہ اسم کا بیٹا ہے اور وہ وہم ہے اور وہ ابن اشیم ہے احمد بن عمار بن الملوح بن عمر کے وزن پر یا کے فتح کے ساتھ جو اس کے شروع میں ہے۔ اور وہ شداخ ہے، معجمتین کے ساتھ، ابن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن کنانہ اللیثی۔ یہ وہ ہے جو اپنے نسب میں مشہور ہے اور کہا گیا ہے وہ تمیمی ہیں اور کہا گیا ہے کندی ہیں اور ابن حبان نے کہا: بھری اللیثی بنو کنانہ میں سے ہیں، اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور اس کی حدیث اہل شام کے ہاں معتبر ہے۔

میں کہتا ہوں: ترمذی نے اس کی حدیث کی تخریج کی ہے محمد بن اسحاق کے طریق سے اس نے المطلب بن عبد اللہ بن قیس سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے روایت کی ہے اس نے کہا میں پیدا ہوا اور رسول اللہ ﷺ عام فتح میں تھے اس نے کہا: حضرت عثمان بن عفان نے قباث بن اشیم جو بھری بن لیث کے بھائی ہیں سے سوال کیا، پس فرمایا: آپ بڑے ہیں (یا) رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں؟ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے چھوٹا ہوں۔ ابو نعیم نے کہا: جو کہنے والے ہیں اور سوال کیا عثمان نے اور وہ قیس بن مخرمہ ہیں اور روایت کیا اس سے ابوسعید المقبرئ اور ابو الحویرث اور خالد بن دریک اور ان کے علاوہ نے اور ابن سعد نے کہا: * وہ حاضر ہوئے بدر میں مشرکین کے ساتھ اور اس کے لیے اس غزوہ میں ذکر ہے پھر وہ اسلام لائے اور غزوہ حنین میں شامل ہوئے۔ اور بخاری نے عبد الرحمن بن زیاد کے طریق سے تخریج کی ہے اور اس نے قباث بن اشیم اللیثی سے روایت کی ہے، اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک امامت کروائے دوسرے کو زیادہ مقبول ترین ہے اللہ کے ہاں آٹھ آدمیوں کی الگ الگ نماز سے اور آٹھ نمازی آدمیوں کی نماز کہ ان میں سے ایک امام بنے زیادہ مقبول ہے سو آدمیوں کی الگ الگ نماز سے۔ *

اور ابن ابی حاتم نے کہا: قباث بن اشیم کے لیے رسول اللہ ﷺ کی صحبت ثابت ہے، یونس بن سیف نے عبد الرحمن بن زیاد اللیثی سے روایت کیا ہے، اس نے کہا: اور میں نے محمد بن عوف کو کہتے ہوئے سنا کہ ہر وہ شخص جو یونس بن سیف سے روایت کرے پس بیشک وہ کہتا ہے کہ عبد الرحمن بن زیاد سے روایت ہے مگر زبیدی کہتا ہے یونس سے وہ عامر بن زیاد سے اور وہ قباث سے روایت کرتا ہے۔ اور ابو نعیم نے الدلائل الفقہ الاسلامیہ میں روایت تخریج کی ہے، غزوہ خندق کے بعد روایت مطولہ اور اس میں نبوت کی علامتوں میں سے علامات ذکر کی ہیں۔ اور ابن الککبی نے کہا: صاحب الجندیہ یرموک کے دن ابی عبیدہ بن الجراح کے ساتھ تھے اور معروف

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۰) استیعاب (۲۱۸۹) * الاکمال (۱۹۷/۲) * طبقات الکبریٰ (۱۳۱/۷)

* مجمع کبیر حدیث (۳۶/۱۹) السنن الکبریٰ حدیث (۶۱/۳) مجمع الزوائد حدیث (۳۹/۲)

وہ ہے جو منسوب ہے بغوی کی طرف بیشک عبدالملک بن مروان نے قباث بن اشیم سے مسئلہ مذکورہ کے بارے میں سوال کیا اور کہا نماز پڑھی میرے ساتھ میری ماں نے روٹ اقلیل پر اور اس نے اس کو عقل مند پایا اور اسی کے ساتھ یقین دلایا عبدالصمد اور ابن سمیع نے اور سند بیان کی ہے سیف نے فتوح کے اندر کہ بیشک مروان وہ ہے جس نے سوال کیا اس سے اور ابو نعیم نے کہا اس نے پایا امیہ بن عبدالشمس کو اور ابن عساکر نے کہا وہ حاضر ہوئے یرموک میں اور وہ کروں مقام پر تھے پھر وہ حمص میں رہے، یہ عبدالصمد بن علی اور ابن سمیع نے بیان کیا ہے۔

۴۵۸ (ز) قبیصہ بن الاسود

ابن عامر بن جویں بن عبدالرزاق کے ضمیمہ کے ساتھ اور مجملہ، الف مقصورہ کے ساتھ الطائی۔ طبری اور ابن قانع نے اس کا ذکر کیا اور ان دونوں نے کہا ایک وفد نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس کا ذکر زید النخیل بن مہملہ الطائی کے ترجمہ میں گزر چکا ہے اور مرزبان نے کہا کہا جاتا ہے قبیصہ بن الاسود۔ ابوالفرج الاصبہانی نے کہا مجھے خبر دی الکلبی نے بطور اجازت کے مجھے بیان کیا علی بن حرب نے کہ مجھے خبر دی ہشام بن الکسبی نے اور اس کے علاوہ نے ان دونوں نے کہا زید النخیل وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ وزر بن سدوس النہجانی اور قبیصہ بن الاسود بن عامر بن جویں الجرمی اور مالک بن جسر المعنی اور قیس بن کسفہ الطریفی اور بہت سے لوگ قبیلہ طی کے تھے پس انہوں نے اپنی سوار یوں کو مسجد کے دروازہ پر بٹھالیا پس ذکر کیا ایک لمبا قصہ اور تحقیق اس کا ذکر زید النخیل کے ترجمہ میں گزر چکا ہے جو اخبار منثورہ لابن درید کے ملا ہوا ہے۔

۴۵۹ (ز) قبیصہ بن البراء

ابن مندہ نے کہا اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا گیا ہے اور یہ بات ثابت نہیں ہے اور طبرانی نے روایت کی ہے نعیم بن حماد کے طریق سے کتاب الفتن نعیم میں کہ ہمیں بیان کیا ابن عبدالوارث نے ہمیں بیان کیا حماد بن سلمہ نے ابن خثیم سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے مجاہد سے روایت کرتے ہوئے اور اس نے قبیصہ بن البراء سے روایت کرتے ہوئے کہا: جب زمین میں اس طرح خف ہوگا تو ایک قوم ظاہر ہوگی جو سیاہ خضاب کرے گی تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے وہ زمین دیکھی ہے جس کو خف کیا گیا۔

۴۶۰ (ز) قبیصہ بن برمہ

موحدہ پہلے حرف کے ضمیمہ کے ساتھ اور ترد کیا اس میں ابن حبان نے کہا یہ موحدہ ہے یہ مثلثہ الاسدی۔ بخاری و الترمذی نے کہا اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اس کا شمار کوفین میں کیا جاتا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ابن السکن نے کہا، کہا جاتا ہے اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت تھی اور تحقیق وہ عبداللہ بن مسعود کے ساتھی تھے اور وہ کوفین میں شمار ہوتے ہیں اور اس

اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۱) تجرید (۱۰/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۳) تجرید (۱۰/۲)

جامع المسانید والسنن (۳۵۱/۱۰) اسد الغابہ (۴۶۹/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۴) استیعاب (ت: ۲۱۲۳) تجرید (۱۱/۲)

کی حدیث کی تخریج کی گئی ہے الادب المفرد میں اور اس کے لیے روایت ثابت ہے مغیرہ سے اور روایت کی اس سے اس کے بیٹے یزید اور حمیرہ اور عمر بن یزید بن قبیصہ نے اور اس کے بھتیجے برمہ بن لیث بن برمہ نے اور دوسروں نے اور ابن حبان نے اس کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور کہا: کہا جاتا ہے اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے پھر اس کا ذکر تابعین میں کیا ہے پس اس نے کہا: مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے اور روایت کیا اس سے سلیمان البنائی نے اور کہا ابو عمر* نے اور وہ یزید بن قبیصہ کے والد ہیں اور تحقیق کہا گیا ہے بیشک اس کی حدیث مرسل ہے اس لیے کہ اس نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور مغیرہ سے روایت کی ہے اور گویا کہ اس کی اتباع کی ابو حاتم نے* پس بیشک اس کے بیٹے نے اس سے نقل کیا ہے کہ اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت کا ثبوت صحیح نہیں ہے۔

۴۰۶۱) قبیصہ بن الدمون الحضرمی*

ہمیل کے بھائی ہیں اس کا ذکر اس کے بھائی کے ساتھ آ رہا ہے۔

۴۰۶۲) قبیصہ بن المخارق*

ابن عبد اللہ بن شداد بن معاویہ بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ الہلالی ابو البشر۔ روایت کیا اس نے نبی ﷺ سے روایت کیا اس سے اس کے بیٹے قطن اور کنانہ بن نعیم اور ابو عثمان النہدی نے اور ان کے علاوہ نے۔ بخاری* نے کہا: اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور اس کو الجلی کہا گیا ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا: وہ بصری ہیں قبیلہ قیس غیلان سے ہیں اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے اور ابن حبان نے کہا اس کے لیے نبی ﷺ کی صحبت ثابت ہے وہ بصرہ میں رہے اور خلیفہ نے کہا: اس کے لیے بصرہ میں گھر تھا اور ابن الکھمی نے کہا قطن بن قبیصہ شریف آدمی تھے اور تحقیق وہ سجستان کے والی تھے۔

میں کہتا ہوں: ابن خزیمہ نے قتادہ کے طریق سے ابو قلابہ سے روایت کرتے ہوئے تخریج کی ہے اور اس نے قبیصہ الجلی سے روایت کی ہے اس نے کہا: بے شک سورج گرہن ہو جاتا ہے، پھر نعمان بن بشیر کی حدیث کو ذکر کیا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب اپنی مخلوق میں سے کسی چیز پر تجلی فرماتے ہیں تو وہ اللہ کے حضور جھکتی جاتی ہے، پس ان دونوں میں سے جس کو بھی گرہن ہو تو تم نماز پڑھو، یہاں تک کہ وہ واضح ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی معاملہ پیدا کر دے۔ اور ابن خزیمہ نے کہا: میں نہیں جانتا قبیصہ بجلی کے لیے صحبت ہے یا نہیں۔

میں کہتا ہوں: اور اس واقعہ میں جو اس کے پاس اس کی نسبت سے ہے اشکال ہے۔ گویا کہ اس نے گمان کیا ہے کہ وہ دوسرا ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس تحقیق تخریج کی ہے اس کی اس وجہ سے، پھر کہا: قبیصہ بن مخارق ہلالی سے ہے، کہا: سورج گرہن ہو گیا اور ہم اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں تھے۔ پھر آپ گھبرائے ہوئے نکلے اس حال میں کہ اپنے کپڑے کو کھینچ رہے تھے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھائی، ان کو لمبا کیا.... (الحدیث)* اور تخریج کی اس کی ابو داؤد نے ایوب کے طریق سے، وہ ابی قلابہ سے، وہ ہلال

* استیعاب (۳۳۵/۳) الجرح والتعديل (۱۲۴/۷) تجرید (۱۱/۲)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۹) استیعاب (ت: ۲۱۲۵) تجرید (۱۱/۲)

* تاریخ کبیر (۱۷۳/۴) اخرجہ ابو داؤد فی کتاب الصلوٰۃ حدیث (۱۱۸۵) نسائی کتاب الکسوف حدیث (۱۴۸۵)

ابن عامر سے، وہ قبیصہ ہلالی سے روایت کرتے ہیں۔

(ز) قبیصہ بن والیق التغلبی

ماء اور غین مجسمہ کے ساتھ جو ساکن ہے، اور لام مکسور، پھر باء ہے۔ ابو جعفر طبری نے ذکر کیا: بے شک اس کے لیے محبت ہے۔ اور اس کے لیے اس کا دشمن شعیب خارجی اس کے ساتھ حاضر ہوا۔ پھر طبری نے ۷۷ھ کے حوادث میں ذکر کیا۔ * ابی مخنف سے، کہا: جب شعیب بن برید خارجی نے لشکروں کو شکست دی تو حجاج نے اہل مکہ کے اشراف کو بلایا، ان میں سے: زہرہ بن حویہ، حاء کے فتح کے ساتھ اور واؤ کے کسرہ کے ساتھ اور یاء کی تشدید کے ساتھ۔ پھر اس نے ان سے مشورہ طلب کیا ان سے ان کے متعلق جس کی طرف اس کو بھیجا گیا۔ تو انہوں نے کہا: تیری رائے بہتر ہے۔ پھر کہا: میں نے عتاب بن ورقہ ریاحی کی طرف بھیجا: تو زہرہ نے کہا: تو نے ان کو ان کے پھروں کے ساتھ پھینکا۔ اللہ کی قسم! وہ آپ کی طرف نہیں لوٹے گا یہاں تک کہ کامیاب ہو جائے یا قتل کر دیا جائے۔ میں آپ کو اپنی رائے سے مشورہ دینے والا ہوں، پھر اگر وہ غلط ہو تو میرا اجتہاد امیر المؤمنین کی خیر خواہی میں دور ہوا اور امیر اور عامۃ المسلمین کے لیے، اور اگر درست ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے درست رکھا۔ پھر قصہ کو ذکر کیا۔

اور بے شک تمیم بن حارث نے کہا عتاب بن ورقہ ہمارے بارے مطلع ہوئے۔ پھر ہمارا قصہ بیان کیا، پھر وہ درمیان میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ زہرہ بن حویہ تھے۔ اور کہا قبیصہ بن والیق کو، اور اس کے ساتھ اس دن بنی تغلب کے علی تھے۔ کفایت کیجئے میری بائیں جانب کے دستے کے ساتھ۔ پھر کہا: میں بوڑھا آدمی ہوں، میں کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ کھڑا کر دے۔ پھر ان پر نعیم بن علیم تغلبی کو بھیجا۔ پھر شعیب نے اٹھایا اور وہ خندق کے سامنے کے بند پر تھا، پھر اس نے ان کو کاٹا اور جھنڈے والے قبیصہ بن والیق ثابت قدم رہے۔ پھر قتل کر دیئے گئے اور بند سارے کا سارا ٹوٹ گیا۔ اور لوگوں نے آواز دی قبیصہ قتل کر دیا گیا۔ تو شعیب نے کہا: اے مسلمانوں کی جماعت! قبیصہ کی مثال جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور تلاوت کیجئے ان پر اس کی خیر جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دیں، پھر وہ اس سے جدا ہو گیا۔۔۔۔ (الآیۃ) * رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، پھر وہ اسلام لایا، پھر آیات سے قتال کرنے کے لیے، پھر اس پر مطلع ہوا تو اس نے اس کو کہا: ”تیرا ناس ہو اگر تو اپنے پہلے اسلام پر ثابت قدم رہتا تو کامیاب ہو جاتا۔“

(ح) قبیصہ بن وقاص السملی

اور کہا جاتا ہے: لیثی۔ بخاری نے کہا: اس کے لیے محبت ہے ان کو بھریوں میں شمار کیا جاتا ہے اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا: ابی الولید طلیسی سے کہا جاتا ہے: بے شک اس کے لیے محبت ہے، اور ایسے ہی، ابو داؤد نے سنن میں کہا۔ احمد بن عبید سے، جو ابی الولید سے، اور محمد بن سعد نے کہا * جو ابی الولید سے روایت کرتے ہیں، اس کے لیے محبت ہے۔ اور بخاری نے کہا، وہ مدینہ کا رہائشی تھا اور ازدی نے کہا: صالح بن عبید اس سے روایت میں منفرد ہے اور ذہبی نے کہا: * وہ نہیں پہچانا جاتا مگر اس حدیث

* تاریخ طبری (۲۵۹/۶) سورة الاعراف (۱۷۵) * اسد الغابہ (۴۲۶۰) استیعاب (ت: ۲۱۲۶) تجرید (۱۱/۲)

* طبقات الکبریٰ (۲۸/۷) * تجرید (۱۲۱)

۴۰۶۵ اور نہیں کہا اس میں ”میں نے سنا“ سو نہیں ہے ثابت اس کے لیے صحبت ارسال کے ممکن ہونے کی وجہ سے۔ اور یہ قبیصہ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ کتاب میں ایک جماعت ہے جو اس وصف کے ساتھ متصف ہے، اور کافی ہے ہم کو اس میں بخاری کا جزم بایں طور پر کہ اس کے لیے صحبت ہے۔ پس بے شک وہ نہیں ہے ان میں سے جو کلام کو غیر معنی کے لیے چلائے۔

اور ابن ابی حاتم نے کہا: داخل کیا اس کو ابو زرہ نے ان صحابہ کی سند میں جو بصرہ کے رہنے والے تھے۔ اور اس کے لیے نہیں پہچانا جاتا اس ایک حدیث کے علاوہ جس کو روایت کیا ابو ہاشم زعفرانی نے۔ اور اس نے اپنی روایت میں کہا: صالح بن عبید سے جو قبیصہ بن وقاص سے، اور وہ نبی ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں: ذہبی کی بحث ختم ہوئی۔

۴۰۶۵ قبیصہ المغزومی

کہا جاتا ہے یہ وہ ہے جس نے منبر بنایا، ذکر کیا اس کو بعض مغازیہ نے۔ اسی طرح تجرید میں ہے۔ اور تحقیق ذکر کیا اس کو ابن فتحون نے، پھر کہا: ذکر کیا اس کو عمر بن شبہ نے، جو محمد بن یحییٰ سے وہ ابو عسار مدنی سے وہ سفیان بن حمزہ سے، وہ کثیر بن زید سے، وہ طلب بن عبد اللہ بن حطب سے روایت کرتے ہیں۔ اور ذکر کیا اس کو ابن بشکوال نے مہمات میں، کہا: میں نے مروان بن حبان کے خط کو پڑھا، کہا ذکر کیا عبد اللہ بن حنین اندلسی نے، عبد المطلب سے، یعنی ابن عبد اللہ بن حطب سے۔ بے شک وہ جس نے منبر بنایا قبیصہ مغزومی ہے۔

میں کہتا ہوں: اور ذکر کیا اس کو زبیر بن بکار نے مدینہ کی اخبار میں، اپنی روایت سے، جو محمد بن حسن بن زیالہ سے جو سفیان بن حمزہ سے لیکن صادق باء پر مقدم کیا اور ایسے ہی وہ استیعاب پر ابن اثیر کے ذیل میں ہے۔

۴۰۶۶ (ن) قبیصہ السلمی

بنی قربان میں سے ایک ہے۔ ذکر کیا واقدی نے کتاب الردۃ میں عبد اللہ بن حارث بن فضیل سے، جو اپنے باپ سے، وہ سفیان بن ابی عوجاء سے روایت کرتے ہیں بے شک قبیصہ ابی بکر کی خدمت میں قاصد بن کر آئے۔ پھر اس کو خبر دی کہ بے شک وہ اور اس کی قوم مرتد نہیں ہوئے۔ پھر حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ مل کر قتال کرے بنی سلیم کے مرتدین سے پھر قبیصہ لوٹا اور اس نے ایک جماعت کو جمع کیا، اور مرتدین پر حملہ کیا، پھر اس کو قبیصہ بن حکم السلمی مل گیا، اس نے اس کو نیزہ مارا، اور اس کی پیٹھ کو توڑ دیا اور وہ مر گیا۔

اور ابو عمر نے کہا: قبیصہ السلمی روایت کیا اس سے عبید بن طلحہ نے اس میں اشکال ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نہیں جانتا وہ یہ ہے یا اس کے علاوہ ہے یا وہ ابن وقاص ہے جس کا ذکر قریب میں گزرا ہے۔

۴۰۶۵ اخرجه المسلم في كتاب المساجد و مواضع الصلوة (حديث: ۱۶۶۳) اخرجه ابو داود كتاب الصلوة (حديث: ۴۳۱)

اخرجه الترمذی (حديث: ۱۷۶) اخرجه ابن ماجه حديث (۱۲۵۶)

تجرید (۱۱/۲) ۴۰۶۶ استیعاب (۲۱۲۷) ۴۰۶۷ استیعاب (ت: ۳۳۷/۳)

باب قاف کے بعد تاء

۶۰۶۷ قتادہ بن الاعور

ابن ساعدہ بن عوف التمیمی۔ جون کے والد، ذکر کیا اس کو بغوی نے صحابہ میں اور کہا: میں اس کے لیے حدیث کو نہیں جانتا۔ اور ابن سعد نے کہا: وہ وفات سے پہلے نبی کریم ﷺ کا ساتھی اور صحابی ہو گیا تھا اور آپ کے لیے ایک خط لکھا۔ دہناء مقام میں۔

۶۰۶۸ قتادہ بن ابی اوفی

ابن موالہ بن عتبہ بن ملاؤں بن قتادہ بن عبد شمس بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم التمیمی السعدی، ایاس کے والد۔ ذکر کیا اس کو ابن سعد نے صحابہ میں اور کہا ہم اس کے لیے کوئی سند حدیث نہیں جانتے، اور کہا بغوی نے قتادہ بن ابی اوفی اس کے لیے صحبت ہے اور اس کے باپ کے لیے جو ایاس ہے۔ بصرہ میں رہے، ذکر کیا یزید بن معاویہ کی موت کے بعد، اور یہ وہ ہے جس نے ازد کے درمیان مقتولوں کی دیات کو برداشت کیا۔ اور ان کے علاوہ نے ان ایام میں۔ اور وہ والی ہوا رسی کے قضاء کا۔ اور میں نہیں پہچانتا قتادہ بن ابی اوفی کے لیے کوئی حدیث۔ اور کہا جاتا ہے بے شک ام ایاس یہ اخف بن قیس کی بہن ہے اور ابن سعد نے کہا: یہ فارعہ بنت حمیری ابن عیادہ بن نزال بن مرہ بن ربط احدب ہے۔

۶۰۶۹ (ز) قتادہ بن ربیع

ذکر کیا اس کو ابن حبان نے صحابہ کے اسماء میں حرف قاف کے اندر اور کہا: اس کے لیے صحبت ہے اور وہ مکہ پر عامل تھے۔ اور میں ڈرتا ہوں یہ کہ ہودہ البوقادہ لیکن البوقادہ مکہ کے امراء کا والی نہیں بنا۔

۶۰۷۰ قتادہ بن عباس

موجودہ کے ساتھ پھر مہملہ، یا نیچے کے دو نقطوں کے ساتھ پھر معجمہ، ابو ہاشم جرش وہ قتادہ رہا دتی ہے، آئے گا۔

۶۰۷۱ (ز) قتادہ بن عوف

ابن عبد بن ابی بکر بن کلاب عامری پھر کلابی، نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کر آیا، ایسے ہی کہا ابو علی بجمری نے اپنی نوار میں۔

۶۰۷۲ قتادہ بن القائف الاسدی

اسد خزیمہ: ذکر کیا اس کا ابو موسیٰ نے، اور کہا: اس کا ذکر حضری بن عامر کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (ت: ۴۲۶۴) طبقات کبریٰ (۴۳/۷) اسد الغابہ (ت: ۴۲۶۶) استیعاب (ت: ۲۱۲۸)

اطبقات کبریٰ (۴۳/۷) طبقات کبریٰ (۴۳/۷) تجرید (۱۲/۲)

۶۰۴ (ز) قتادہ بن قطبہ

قطبہ بن قتادہ میں آئے گا۔

۶۰۴ (ز) قتادہ بن قیس بن حبشی الصدفی

اس کا شمار صحابہ میں ہے اور نہیں پہچانی گئی اس کے لیے روایت، وہ فتح مصر میں حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ بھی ہے اور خط بھی ہے۔ اسی طرح ذکر کیا اس کو ابن مندہ نے، پھر کہا، بیان کیا اس کو میرے لیے ابن سعد بن عبد الاعلیٰ نے۔

اور میں نے ابی سعید کی تاریخ میں اس کے قول کو نہیں دیکھا کہ اس کا شمار صحابہ میں ہے۔ اور زیادہ کیا کہ بے شک محرز، قتادہ بالصدق اس کے ساتھ پہچانا گیا اور جناب قتادہ جو مجھ سے پہلے برکتہ المغافر میں ہے پہچانا گیا، جناب انجش کے ساتھ اور کہا: اور اس کے ساتھ بکرۃ العبس سے بھی پہچانا گیا، گویا کہ اس کی طرف منسوب ہے۔ پھر کہا گیا اس کو: برکتہ بن حبشی پھر تخفیف کی۔

۶۰۵ (ز) قتادہ بن ملحان القیسی

کہا بخاری اور ابن حبان نے، اس کے لیے صحبت ہے، اس کا شمار بصریوں میں کیا جاتا ہے۔ روایت کیا ہمام نے انس بن سیرین سے، انہوں نے عبد الملک بن قتادہ بن ملحان سے، انہوں نے اپنے باپ سے۔ اور کہا ابوالولید نے، وہم ہوا اس میں ابن سعد کو۔ پھر کہا: عبد الملک بن منہال سے، جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اور ایام بیض کے روزوں میں حدیث کا متن **✽** تخریج کی اس کی ابوداؤد نے ہمام کے طریق سے بھی اور بغوی کے طریق سے بھی۔ اور ابن شاہین نے تخریج کی سلیمان التیمی کے طریق سے جو حبان بن عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ کہا نبی کریم ﷺ نے قتادہ ابن ملحان کے چہرے کو چھویا، پھر بکیر کہی۔ پھر اس کی ہر چیز آزمائش میں مبتلا ہوئی، علاوہ اس کے چہرے کے۔ کہا: میں ان کے پاس وفات کے وقت حاضر ہوا، پھر ایک عورت گزری میں نے اس کو اس کے چہرے میں دیکھا جیسا کہ میں نے اس کو آئینہ میں دیکھا۔ روایت کیا نبی ﷺ سے، روایت کیا ان سے اس کے بیٹے عبد الملک نے اور ابوالغلاء بن شحیر نے۔ اور بعض طرق میں واقع ہے عبد الملک بن قدامہ، قتادہ کے بدلے میں، اور بعض میں ابن منہال ہے اور پہلا درست ہے۔

۶۰۶ (ز) قتادہ بن موسیٰ الجمحی

محمد بن سلام نجی نے کہا، خبر دی مجھ کو اہل مدینہ کے بعض اہل علم نے، بے شک اس قتادہ نے جبوکی حسان بن ثابت کی چند اشعار میں، اور گالی دی ان میں ابوسفیان بن عبد المطلب کو پھر اس کو ذکر کیا۔ اور مرزبانی نے کہا: مخضرم ہے۔ یعنی اس نے جاہلیت اور

✽ اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۰) استیعاب (ت: ۲۱۳۰) تجرید (۱۲/۲)

✽ طبقات کبریٰ (۲۹/۷)

✽ أخرجه ابوداؤد کتاب الصیام حدیث (۲۴۴۹) أخرجه النسائی حدیث (۲۴۳۱) أخرجه ابن ماجہ حدیث (۱۷۰۷)

✽ استیعاب (ت: ۲۱۳۱)

✽ اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۱) استیعاب (ت: ۲۱۳۱)

اسلام کو پایا۔ اس وجہ سے وہ صحابی ہے بوجہ اس کے جو ذکر کیا گیا کہ حجۃ الوداع میں قریش میں سے کوئی باقی نہیں رہا مگر اسلام لایا اور گواہی دی۔

۷۷۷ قتادہ بن النعمان

ابن زید بن عامر بن سواد بن ظفر اوسی، پھر ظفری۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان دونوں کی ماں ایسہ بنت قیس نجاریہ ہے، مشہور ہے، کنیت بیان کی جاتی ہے۔ ابو عمرو انصاری وہ اس کی کنیت بیان کرتے ہیں۔ ابوعبداللہ اور بعض نے کہا، اس کی کنیت ابو عثمان ہے۔

بخاری نے کہا: صحابی ہیں۔ اور خلیفہ، ابن حبان اور ایک جماعت نے کہا: وہ بدر میں حاضر ہوا اور ابن شاہین نے حکایت کیا، ابن ابی داؤد سے، بے شک وہ پہلا ہے جو مدینہ میں قرآن کی سورۃ کے ساتھ داخل ہوا، اور وہ سورۃ مریم ہے۔ روایت کیا نبی کریم ﷺ سے بہت سی احادیث کو کہ روایت کیا ان سے اس کے بھائی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بیٹے عمر بن قتادہ نے اور محمود بن لبید نے اور دوسروں نے۔ اور بنوی اور ابویعلیٰ نے تخریج کی یحییٰ حمانی سے وہ ابن الغلیل سے، وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے۔ وہ قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں بے شک اس کی آنکھوں کو بدر کے دن تکلیف ہوئی۔ پھر بہہ بڑی اس کی آنکھوں کی سیاہی۔ اس کے رخساروں پر۔ تو انہوں نے ارادہ کیا یہ کہ اس کو کاٹ دیں، تو کہا: نہیں! ہم رسول اللہ ﷺ سے مشورہ کر لیں تو انہوں نے آپ ﷺ سے معاملہ کو طلب کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، پھر اس کو بلایا۔ پھر اپنی تھیلی کو اس کی پتلی پر رکھا، پھر اس کو بند کیا تو وہ نہیں جانتا تھا، کون سی آنکھ شہید ہوئی تھی۔

اور یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے ہے۔ جو ابراہیم بن جعفر سے، وہ اپنے باپ سے، وہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اس کی آنکھ اس کے رخسار پر بدر کے دن بہہ پڑی۔ پھر آپ نے اس کو لوٹایا تو وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ صحیح تھی۔ عاصم نے کہا: میں نے یہ بات عمر بن عبدالعزیز کو بیان کی، تو انہوں نے کہا: یہ اچھے اخلاق نہیں دودھ کے دو برتن ہیں جن میں پانی ڈالا گیا اور پھر پیشاب میں تبدیل ہو گئے ہوں۔

کئی طرق سے مروی ہے کہ وہ آنکھ اُحد میں شہید ہوئی تھی۔ اس روایت کو دارقطنی اور ابن شاہین نے بطریق عبدالرحمن بن یحییٰ العذری، مالک، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمود بن لبید بحوالہ قتادہ بن النعمان نقل کیا ہے کہ ان کی آنکھ اُحد میں شہید ہوئی اور نکل کر رخسار پر لٹکنے لگی تو نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے اس کے مقام پر رکھ دیا تو وہ پہلے سے زیادہ صحیح آنکھ نظر آنے لگی۔

اسی روایت کو دارقطنی اور بیہقی نے دائل میں بطریق عیاض بن عبداللہ بن ابی سرح، ابوسعید خدری بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے کہ اُحد میں ان کی آنکھ زخمی ہو گئی تو نبی ﷺ نے اسے اپنے مقام پر رکھ دیا تو وہ صحیح سالم ہو گئی۔ اسیر روایت کو ابن اسحاق نے عاصم بن قتادہ کے حوالہ طویل اور مرسل نقل کیا ہے۔

الْاِثْبَاتُ فِي مَبْنَى الْقَضَا (جلد ۵) ۱۰۵

اور واقدی کا بیان ہے کہ وہ حنین کے موقع پر آپ کے ساتھ تھے اور فتح پانے والوں میں سے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ بطریق سعید بن حارث، ابوسلمہ بحوالہ ابوسعید جعدی کی گھڑی کے بارے میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: آسمان ابر آلود ہوا، آپ علیہ السلام عشاء کی نماز کے لیے تشریف لائے۔ اسی اثناء میں بجلی کوندی، قتادہ بن نعمان دیکھنے لگے، آپ ﷺ نے فرمایا: قتادہ کیا بات ہے؟ عرض کی: اللہ کے رسول! عشاء کا تھوڑا وقت رہ گیا ہے میں چاہتا ہوں اس میں شریک ہو جاؤں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: نماز پڑھ کر آ جانا۔ جب وہ واپس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: اسے لے جاؤ یہ تمہارے لیے روشنی کا کام دے گی اور جب تم اپنے گھر داخل ہونا تو تمہیں گھر کے کونے میں تاریکی نظر آئے گی تو بات کرنے سے پہلے اسے مارنا وہ شیطان ہوگا۔ ❀

یہی واقعہ طبرانی نے ایک اور طریق سے نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ وہ شیطان سہی کی شکل میں تھا۔ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ آپ نے ہی ان کا جنازہ پڑھایا اور ان کی قبر میں اترے ان کا سن پینٹھ (۶۵) کا تھا۔ یہ ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ کا قول ہے۔

۴۰۶۸ قتادہ الرھاوی ❀

قتادہ رھاوی جو ہشام کے والد ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ جرشی ہیں اور ان کے والد کا نام عباس ہے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ احمد بن ابی الطیب کہتے ہیں ہمیں قتادہ بن فضل بن عبداللہ رھاوی نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے چچا ہشام بن قتادہ سے نقل کر کے خبر دی۔ فرمایا: جب حضور ﷺ نے مجھے پرچم بنا کر دیا تو میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور الوداع کہا۔ تو حضور ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے توشہ میں تقویٰ ڈال دے اور تیرے گناہوں کو بخش دے اور جہاں پر تو ہو تجھے خیر عطاء کرے۔

اور بغوی اور طبرانی نے علی بن بحر قحطان کی سند سے قتادہ بن فضل سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر بن ابوشیمہ نے علی بن بحر سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ اور ابوحاتم نے فرمایا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور بغوی نے کہا کہ میں اس حدیث کو اس سند کے علاوہ نہیں جانتا۔

اور ابن شاہین نے اور طبرانی ❀ نے احمد بن عبد الملک بن واقد کی سند سے قتادہ بن فضل سے اسی سند کے ساتھ اسلام کے وقت غسل کرنے اور بالوں کا حلق کروانے اور ختنہ کرانے کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

اور طبرانی سے اسی سند کے ساتھ ایک دوسری حدیث ہے اور فوائد میں محمد بن ایوب بن حوت مصری نے ابی امیہ طرسوسی سے انہوں نے احمد بن عبد الملک سے انہوں نے ہشام بن قتادہ سے انہوں نے قتادہ بن عباس جرشی سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔ مسلسلہ

❀ المعجم الكبير (حديث: ۶/۱۹) مجمع الزوائد (حديث: ۴/۲) كنز العمال (حديث: ۳۵۳۹۳)

❀ جامع المسانيد والسنن (۳۶۸/۱۰) اسد الغابہ (۴۷۵/۳)

❀ السيرة النبوية (۷/۲)

بندہ اللہ کی طرف سے کشادگی میں رہتا ہے جب تک کہ شراب نہ پیئے..... (الحدیث)

ابن سکین نے کہا ہے: قتادہ راہوی جرشی صحابی ہیں۔ اپنے والد سے حدیث کو نقل کرنے والے ہیں، اور یہ اسی سند سے روایت نقل کرتے ہیں۔

۴۰۷۹ قتادہ اسدی

جعفر مستغفری نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے، انہوں نے ابن اسحاق کی سند سے انہوں نے ابان بن صالح اسدی سے (جو اسد خزیمہ کے ساتھ معروف ہیں) روایت نقل کی ہے۔ اسدی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے کیا میں ہدیہ کروں اس کو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے بچے سے جدا کر کے حیران و پریشان نہ کرو، اس سند میں انقطاع ہے۔

۴۰۸۰ قتادہ اخو عرفطہ

قتادہ جو عرفطہ کے بھائی ہیں ان کا ذکر اوس بن ثابت کے تذکرہ میں پہلے گزر چکا ہے۔

۴۰۸۱ قتادہ والد یزید

یحییٰ بن یونس شیرازی نے اپنی کتاب المصباح میں ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے ایوب کی سند سے انہوں نے ابو قلابہ کی سند سے انہوں نے ابو ہلال مزینی سے نقل کیا ہے کہ بے شک یزید بن قتادہ نے بیان کیا کہ میرے گھر والوں میں سے کوئی ایک انتقال فرما گیا، اور وہ اسلام کے علاوہ کسی دین پر تھا، تو کہتے ہیں کہ میری بہن اس کی وارث بن گئی۔ اور وہ اس میت کے مذہب پر تھیں۔ اور میرے والد اسلام لے آئے اور وہ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور انتقال فرما گئے تو ان کی میراث میں نے لے لی جو کہ کھجوروں کا ایک باغ تھا۔ پھر میری بہن اسلام لے آئی اور وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس میراث کے بارے میں فیصلہ کرانے گئیں، تو حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی تقسیم سے پہلے اسلام لے آئے تو اس کے لیے میراث میں حصہ ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بہن کو میراث میں میرے ساتھ شریک کر دیا۔

اور مستغفری نے یحییٰ کی سند سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور اسی طرح ابو مسلم کجی نے ایوب کی سند سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے اور امام طبرانی رحمہ اللہ اس حدیث کو مرثد بن قتادہ کے حالات میں لائے ہیں (اور ان ابو ہلال کا نام حسان بن ثابت بتایا ہے)۔ اس حدیث میں قتادہ کی صحابیت ان کے والد یزید کے صحابی ہونے سے زیادہ واضح ہے۔

اسد الغابہ (۴۲۶۳) تجرید (۱۲/۲)

اسد الغابہ (۴۲۷۲) تجرید (۱۲/۲)

المعجم الكبير (۲۴۳/۲۲) مجمع الزوائد (۱۴۶/۱)

باب قاف کے بعد ثاء

۷۰۸۲ قثم بن عباس

قثم بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کے بھائیوں کے بھائی ہیں۔ ابن السکن اور بعض دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے، لیکن نبی کریم ﷺ سے حدیث نہیں سنی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قثم رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ہیں۔

اور بغوی نے سماک بن حرب کی سند سے قابوس بن خارق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: ام فضل نے حضور ﷺ سے عرض کی میں نے اپنے گھر میں آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے بھلائی کو دیکھا ہے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تو اس لڑکے کو اپنے بیٹے قثم کے ساتھ دودھ پلائے گی۔ * تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ قثم سے چھوٹے تھے۔ اور ماقبل والی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے آخری زمانے میں ان کی عمر آٹھ سال سے زیادہ تھی۔

اور ابو بکر برزنجی فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں ہیں اور ابن حبان نے کہا کہ قثم سعید بن عثمان بن عفان کے ساتھ سرقہ گئے اور وہاں شہید ہو گئے۔ اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ کے خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے ان کی میراث لی۔ اور خالد بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو معزول کیا۔ اور خلیفہ بن خیاط بھی اسی طرح کہتے ہیں۔

اور امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق نے روح سے نقل کیا، انہوں نے ابن جریج سے، انہوں نے جعفر بن خالد بن سارہ سے نقل کیا کہ میرے والد نے مجھے حدیث سنائی کہ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے ان سے کہا کہ کاش تو مجھے اور قثم بن عباس کو اور عبید اللہ بن عباس کو دیکھتا کہ ہم کھیل رہے تھے کہ اچانک نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر گزرے تو فرمایا اس کو میری طرف اٹھا دو تو انہوں نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا پھر قثم کے بارے فرمایا کہ اس کو میری طرف اٹھا دو تو ان کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ * اور عبید اللہ حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو زیادہ محبوب تھے تو حضور ﷺ نے اپنے چچا سے اس میں کوئی عار محسوس نہ کی۔ انہوں نے قثم رضی اللہ عنہ کو تو سوار کر لیا اور عبید اللہ کو چھوڑ دیا۔

میں کہتا ہوں: عبداللہ بن جعفر سے مروی ہے کسی نے کہا قثم رضی اللہ عنہ کا کیا بنا؟ فرمایا: وہ شہید ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں اس حدیث کو۔ اور حضرت قثم رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت آئی ہے جس کو زہیر بن معاویہ نے ابو اسحاق سمعی کی سند سے ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابہ (۴۲۷۳) استیعاب (۲۱۹۰) تجرید (۱۳/۲)

* ابن ماجہ کتاب تعبیر الرؤیا (۳۹۲۳)

* مسند احمد (۲۰۶/۱)

باب قاف کے بعد دال

۴۰۸۳) قدار بن الحدرجان

قدار بن حدرجان بن مالک یمانی جو جزء بن حدرجان کے بھائی ہیں ان کا ذکر ان کے بھائی کے تذکرہ میں گزر چکا ہے۔

۴۰۸۴) (ز) قدامہ بن حاطب

قدامہ بن حاطب بن حارث حمّی۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے ان سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ هشام ابن زیاد کی سند سے انہوں نے روایت کیا ہے عبد الملک بن قدامہ سے انہوں نے اپنے والد قدامہ بن حاطب سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے عثمان بن مظعون جو انصاری کی نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیرات کہیں۔

۴۰۸۵) قدامہ بن عبد اللہ

قدامہ بن عبد اللہ بن عمار بن معاویہ عامری کلابی۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ اور بغوی نے فرمایا کہ یہ مکہ میں رہتے تھے۔ اور ان کے لیے بہت سی احادیث ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث یعقوب بن محمد زہری کی ہے جو انہوں نے عریف بن ابراہیم ثقفی سے نقل کی ہے، فرمایا کہ حید بن کلاب نے ہمیں بیان کیا میں نے اپنے چچا قدامہ کلابی سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا عرفہ کی شام کو اور ان پر ایک عمدہ جوڑا تھا۔ بغوی کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو اسی سند کے ذریعے سے جانتا ہوں۔

اور ابن السکن نے کہا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ بہت پہلے اسلام لے آئے اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی اور وہ نجد میں ہی رہتے تھے۔ نبی ﷺ سے حجۃ الوداع میں ملے اور اس حدیث کا ذکر کیا جو پہلے گزر چکی ہے اور فرمایا کہ اس حدیث کو صرف یعقوب بن محمد نے ہی روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سے امام مسلم، امام حاکم اور امام ازدی رحمہم اللہ کے قول پر اعتراض کرنا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایمن ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ اور عبد الرزاق نے اس کو منسوب کیا جس وقت انہوں نے ایمن بن نابل سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ پس قدامہ بن عمار سے اور ابو حاتم نے فرمایا کہ وہ جنگل میں ایک حوض پر اترے۔

۴۰۸۶) قدامہ بن عبد اللہ

قدامہ بن عبد اللہ بن حبان۔ عبد الصمد بن سعید نے ان کو اہل حمص کے طبقات میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ یہ حمص آئے اور انہوں نے صافہ کا جہاد مصعب بن زبیر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا۔

تجرید (۱۴/۲) * تجرید (۱۳/۲)

ابن ماجہ کتاب المناسک باب رمی الجمار واکبأ (۳۰۳۵) نسائی (۳۰۶۱) ترمذی (۹۰۳) مسند احمد (۴۱۳/۳)

تجرید (۱۳/۳) *

۴۰۸۷ (ز) قدامہ بن عبد اللہ البکری

قدامہ بن عبد اللہ بکری۔ ابن حبان نے ان کو صحابی کہا ہے اور ان کو اہل کوفہ میں سے شمار کیا ہے اور ان میں اور قدامہ بن عبد اللہ عامری میں فرق کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ باقی حضرات ان دونوں کو ایک ہی شمار کرتے ہیں۔ اور تابعین میں قدامہ بن عبد اللہ بکری ہیں امام ثوری اور ان کے بعد والوں نے ان کو یعلیٰ بن عبید کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ بھی کوئی ہیں۔

۴۰۸۸ قدامہ بن مالک

قدامہ بن مالک بن خارجہ بن عمرو بن مالک بن زید بن سمرہ بن حکم بن سعد جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شہید ہو گئے۔ اور یہ دو سو بڑے لوگوں میں سے ایک ہیں اور یہ والد ہیں اس نعیم کے جو دلاص مقام پر میدان مصر میں ہے۔ ابن یونس نے ان کے بارے میں ہانی بن منذر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ سعید بن عفیر ان کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ وہ جو مصر میں تھے ان کے والد مالک ہیں اور وہ وہ ہیں جو فتح مصر میں شریک ہوئے۔ واللہ اعلم

۴۰۸۹ قدامہ بن مظعون

قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حرقشہ جحجی۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ یہ شروع میں اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے دو ہجرتیں کیں۔ اور بدر میں شریک ہوئے اور بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ابن سکین نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ یہ بہت پہلے اسلام لائے اور ان کے نکاح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن صفیہ بنت خطاب ہیں۔

اور احمد نے محمد بن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن حسین نے (جو آل حاطب کے آزاد کردہ غلام تھے) نافع سے انہوں نے ابن عمر سے روایت نقل کر کے بیان کیا کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وفات پا گئے اور انہوں نے ایک بیٹا چھوڑا، جو خویلد بنت حکیم ابن امیہ بن حارثہ بن اقص مسیلہ سے تھے۔ اور انہوں نے اپنے بھائی قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

اور عبد اللہ نے کہا: یہ دونوں یعنی (عثمان اور قدامہ) میرے ماموں ہیں۔ میں قدامہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو پیغام نکاح دیا۔ انہوں نے مجھے قبول کر لیا، اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اس لڑکی کی والدہ کے پاس آئے اور اس کو مال کی طرف رغبت دلائی تو لڑکی کی رائے بھی اس کی ماں کے ساتھ ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے قدامہ کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے اس بارے میں سوال کیا تو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ میری بھتیجی ہے اور وہ میری آل نہیں ہے کہ میں اس کو مجبور کروں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ یتیم ہے اس کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں۔ اس کو مجھ سے جدا کر دیا اور مغیرہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

اسد الغابہ (۴۲۷۶) تجرید (۱۳/۲)

اسد الغابہ (۴۲۷۷) استیعاب (۲۱۳۲) تجرید (۱۳/۲)

مسند احمد (۱۳۰/۲) المعجم الكبير (۳۷/۱۹) مجمع الزوائد (۷۴۷۵)

اور اسی سند سے دارقطنی نے بھی نقل کیا ہے، اور یعقوب بن ابراہیم بن سعد کی سند سے بھی یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ اور عبدالعزیز بن مطلب سے اور انہوں نے عمر بن حسین سے نقل کر کے یہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ اور محمد بن اسماعیل کی سند سے انہوں نے عمر بن حسین سے اور حاکم نے بھی اسی سند سے حدیث کو نقل کیا ہے۔ اور اسی حدیث کو ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے انہوں نے عمر سے نقل کیا ہے۔ اور ابن علی بن حسین نے اور زیادہ علی نے کہا عمرو حسین کے درمیان غلطی ہو گئی ہے۔ اور یونس بن کبیر نے زیادات المغازی میں ابن اسحاقؒ کی سند سے اس کو نقل کیا ہے اور انہوں نے اس کے درمیان اور نافع کے درمیان کسی کو ذکر نہیں کیا۔ پس گویا کہ انہوں نے محمد بن اسحاق کے علاوہ اس روایت کو لیا ہے۔

اور حسن بن سفیان کے نزدیک اس کی سند میں عبید بن معیش اور یونس بن کبیر کے واسطے سے نقل کیا ہے۔ اور درست بات عمر بن حسین کو سند میں ذکر کرنا ہے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور ان کا ایک قصہ بھی ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کیا کہ ہمیں ابوالیمان نے بیان کیا انہیں شعیب نے خبر دی۔ زہری سے نقل کر کے اور انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے اور وہ بنی عدی میں سے ایک بڑے آدمی ہیں۔ اور ان کے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور وہ بدر میں شریک تھے اور یہ عبید اللہ بن عمر کے ماموں ہیں، اور حصہ کے بھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی طرح اس کو مختصر بیان کیا ہے اور اس کو موقوف رکھا ہے۔

اور عبدالرزاق نے اس سے لمبا قصہ نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ ہمیں معمر نے ابن شہاب سے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھے عبداللہ ابن عامر بن ربیعہ نے خبر دی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین کا عامل بنایا۔ اور یہ حصہ اور عبداللہ رضی اللہ عنہ جو کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان کے ماموں ہیں۔ پس عمر رضی اللہ عنہ کو کسی نے کہا کہ اے امیر المومنین قدامہ نے شراب پی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اللہ کی حدود میں سے حد شراب لازم ہے اس لیے میں آپ کے پاس معاملہ لے آیا ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیرے ساتھ اور کون اس بات پر گواہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا گیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ گواہی دیتے ہیں؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس کو شراب پیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے شراب کی قے کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گواہی میں انقطاع ہو گیا۔ پھر حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ بحرین سے ان کے پاس آئیں، تو وہ آ گئے۔ تو جارد نے کہا کہ اس پر اللہ کی کتاب (یعنی حد) کو قائم کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو مقابل ہے یا گواہ ہے۔ اس نے کہا کہ گواہ ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے گواہی کو ادا کر دیا۔

راوی کہتا ہے کہ جارد خاموش ہو گیا۔ پھر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہا کہ اللہ کی حدود کو اس پر قائم کرو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تو تجھے خصم شمار کرتا ہوں اور تیرے ساتھ صرف ایک آدمی شریک ہے۔ تو جارد نے کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی زبان روک لے ورنہ میں تجھے سزا دوں گا۔ تو اس نے کہا کہ اے عمر! یہ بات حق ہے کہ

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) (اردو)

آپ کے چچا کے بیٹے نے شراب پی ہے اور تو مجھے سزا دیتا ہے۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ کو ہماری گواہی میں شک ہے تو ولید کی بیٹی کی طرف پیغام دے کر پوچھ لو اور وہ قدامہ کی بیوی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہند بنت ولید کی طرف پیغام بھیجا اور اس کو قسم دی تو اس نے اپنے خاوند کے خلاف گواہی دے دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ کو کہا کہ میں آپ کو حد لگانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کاش میں پی لیتا جیسے کہ آپ کہہ رہے ہیں۔ تمہارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تم مجھ کو حد لگاؤ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں؟ تو حضرت قدامہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا...﴾

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے تفسیر میں غلطی کی۔ اگر تو اللہ سے ڈرتا تو اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے اجتناب کرتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کیا تم قدامہ کے بارے میں حد لگنے میں شک کرتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک یہ مریض ہیں آپ ان کو کوڑے نہ لگائیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چند دن انتظار فرمایا۔ پھر ایک دن صبح کی اور قدامہ رضی اللہ عنہ پر حد لگانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ پھر لوگوں سے سوال کیا کہ تم قدامہ کی حد کے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟ تو لوگوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کو درد ہے اس وقت تک ان کو حد نہ لگائی جائے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ڈال دے اس کو اپنے کوڑوں میں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ وہ کوڑے اس کی گردن میں باقی ہوں۔ میرے پاس کوڑا لے آؤ، اور ان کو کوڑے مارنے کا حکم دیا۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قدامہ رضی اللہ عنہ پر غصہ آیا اور پھر ان سے بول چال چھوڑ دی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک سال حج فرمایا اور حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ نے بھی حج فرمایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت بھی ان سے ناراض تھے۔ جب دونوں حج کر کے واپس لوٹے اور مقام سقیاء میں پڑاؤ ڈالا اور سو گئے۔ تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلدی سے میرے پاس لاؤ۔ میرے پاس خواب میں ایک آدمی آیا تھا تو اس نے مجھے کہا کہ قدامہ سالم ہیں اور آپ کے بھائی ہیں۔ جلدی بلاؤ ان کو میرے پاس۔ جب حضرت قدامہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام پہنچا تو انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان کو کھینچ کر میرے پاس لاؤ اور پھر ان سے بات کی اور ان کے لیے استغفار فرمایا۔

ابوعلی بن سکین نے اس کو علی بن عاصم سے انہوں نے ابو ریحانہ سے انہوں نے علقمہ خضی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ جب جارود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور کہا کہ قدامہ نے شراب پی ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تیرے ساتھ اور کون گواہ ہے؟ تو اس نے کہا کہ علقمہ خضی۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا اور فرمایا کہ کیا تو قدامہ کے خلاف گواہی دیتا ہے؟ میں نے کہا کہ کیا خضی کی گواہی کو نافذ کر دیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! ہم تیری گواہی کو نافذ کر دیں گے۔ تو میں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے قدامہ کو شراب کی تے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

﴿سورة المائدة (۹۳)﴾

سقیاء بہت بڑا گاؤں الفروع کا ضلع ہے، دونوں کے درمیان جھ سے ملنے والا راستہ انہیں میل پر مشتمل ہے فرع بستی اور مدینہ کے درمیان اسی برید کا فاصلہ ہے۔

نے فرمایا کہ آدمی اس وقت اس چیز کی تے (الٹی) نہیں کر سکتا جب تک اس کو پئے نہ۔ قدامہ بن مظعون کو مطہرہ کی طرف لے جاؤ اور ان کو حد لگاؤ۔ تو لوگوں نے ان کو گھر سے نکالا اور حد لگائی۔ اور ابوموسیٰ کے نسخے میں ایک عمدہ سند واقع ہے کہ انہوں نے ابوسلمہ کجی سے انہوں نے محمد بن عبداللہ انصاری سے انہوں نے اشعث سے انہوں نے ابن سیرین سے اس قصہ کی اصل کو مختصر بیان کیا ہے اور ان دونوں کی سند منقطع ہے۔

اور عبدالرزاق * نے بھی ابن جریج سے انہوں نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر میں سے کسی کو حد نہیں لگی سوائے قدامہ ابن مظعون کے۔ یعنی نبی کریم ﷺ کے بعد اور کہا جاتا ہے کہ قدامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ اور ان کی ۶۸ سال کی عمر تھی۔ اور ابن حبان نے اس کے بارے میں دوسرا قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔

۶۹۰۔ قدامہ بن ملحان *

قدامہ بن ملحان ان کا ذکر قتادہ رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے اور کہا جاتا ہے کہ قدامہ میں تھیف ہے اور یہ نساکی میں دو جگہ واقع ہوئی ہے۔

۶۹۱۔ قدامہ الثقفی *

قدامہ ثقفی۔ ان کا ذکر بھی حظلہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۶۹۲۔ قدامہ *

قد دیہ دال کے ساتھ ہے عمر کے وزن پر اور کہا جاتا ہے کہ اس کے آخر میں راء ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ قَدَن ہے۔ ابن عمار بن مالک بن یثرب بن عصبہ بن خفاف بن امرئ القیس بن بھش بن سلیم سلیسی۔ ابن کلبی نے ان کا یہ نسب بیان کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے، اور ابن شبہ نے کہا کہ یہ بہت عقل مند اور بہت خوبصورت تھے۔ اور جب بنو سلیم کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا فتح مکہ والے سال تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ وہ تو مر گئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کے لیے رحم کی دعاء کی۔ اور فرمایا کہ قدر وہ ہے جو کہتا ہے: **ع**

”میں جب محمد ﷺ کے پاس آیا تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ بہترین ہاتھ کے ساتھ ملایا جو تہبند کی کوکھ مضبوط کرتا ہے، وہ ایسا شخص ہے جس سے میں نے اپنے آدھے دین کا مقاسمہ کر لیا اور میں نے انہیں ایسے آدمی کی ہتھیلی دی جو تنگ دست نہیں۔ یثرب کے پاس میں نے جس شخص سے جدائی اختیار کی وہ معذہ اور حمیر کا بہترین خیر خواہ تھا۔“

اور ابن شاپین نے مدائنی کی سند سے بہت سے آدمیوں سے یہ بات نقل کی ہے کہ ابومعشر نے یزید بن رومان سے اور ان کے علاوہ اور لوگوں سے بھی نقل کیا ہے کہ جب فتح مکہ والے سال بنو سلیم حضور ﷺ کے پاس آئے قدامہ مقام میں اور وہ سات سو تھے۔

الْاَنْبِيَاءُ فِي الْمَسِيحِ الْفَصْحَاءُ (جلد ۱۱۳)

اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہزار تھے۔ تو لوگوں نے ان کو کہا کہ تم غنیمت کی وجہ سے آئے ہو۔ اور نبی علیہ السلام نے ان میں سے ایک لڑکے کو نہیں پایا اور وہ ان سے پہلے نبی ﷺ کے پاس آیا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس خوبصورت لڑکے کا کیا بنا جو عمدہ زبان والا اور سچے ایمان والا تھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ قدر بن عمار کے بارے میں پوچھے رہے ہیں، وہ تو انتقال کر گیا تو آپ علیہ السلام نے ان پر رحمت بھیجی۔

اور ابن شاپین نے بھی اس حدیث کو ہشام بن کلثوم کی سند سے نقل کیا ہے مجھ سے سلیم کے ایک آدمی نے بیان کیا وہ بنو سلیم جو بنو شریہ کی ایک شاخ ہے، فرمایا کہ ہم میں سے ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا جس کا نام قدر بن عمار تھا۔ اور وہ اسلام لے آیا۔ اور اس نے وعدہ کیا کہ میں اپنے ساتھ بنو سلیم کے ایک ہزار سوار لاؤں گا اور اس بارے میں یہ اشعار پڑھے:

”میں جب محمد ﷺ کے پاس آیا تو میں نے اپنا دایاں ہاتھ بہترین ہاتھ کے ساتھ ملایا جو تہبند کی کوکھ مضبوط کرتا ہے، وہ ایسا شخص ہے جس سے میں نے اپنے آدھے دین کا مقاسمہ کر لیا اور میں نے انہیں ایسے آدمی کی تھیلی دی جو جنگدست نہیں۔ یثرب کے پاس میں نے جس شخص سے جدائی اختیار کی وہ معدہ اور حمیر کا بہترین خیر خواہ تھا۔“

پھر وہ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر دی تو ان کے ساتھ نو سو آدمی تیار ہو گئے اور حضرت قدر ان کو لے کر نبی ﷺ کے پاس جا رہے تھے کہ ان کو راستے میں موت آ گئی۔ اور انہوں نے اپنی قوم سے تین آدمیوں کو وصیت کی، ان میں سے ایک عباس بن مروان تھے ان کو تین سو آدمیوں پر امیر بنایا۔ اور احسن بن یزید کو تین سو پر امیر بنایا اور حبان بن حکم کو تین سو پر امیر بنایا اور کہا کہ اس عہد کو لے جاؤ جو میری گردن میں ہے۔ تو وہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان کو قدر کے انتقال کی خبر دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کہا ہے ہزار کا کھلمہ تو ان لوگوں نے عرض کی کہ اس کو قبیلہ میں چھوڑ آئے ہیں اس جنگ کی وجہ سے جو ہمارے اور بنو کنانہ کے درمیان ہوتی رہتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف پیغام بھیجو کہ تمہیں اس سال کوئی ناپسند چیز نہیں پہنچے گی۔ پس اس وعدہ کی وجہ سے وہ آئے ان پر متعجب بن مالک بن امیہ کو امیر بنایا۔ اور اسی کے بارے میں عباس بن مرداس نے متعجب کے بارے میں یہ شعر کہا:

”سو کی تعداد کا قائد جس سے نو سو (۹۰۰) کی تعداد کو پورا کیا پھر پوری ہزار کی نفری ہو گئی۔“

(۷۰۳) (ن) قدیم

قدیم یہ تصغیر ہے۔ نبی ﷺ نے مقدم بن معدیکرب کو ایک مرتبہ اس لفظ سے خطاب کیا، اور فرمایا کہ اے قدیم۔ امام ابو داؤد اور ان کے علاوہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اس کی مثال اسامہ کو اُٹیم کہنا ہے۔

باب قاف کے بعد راء

۷۰۹۴ قرده بن نفاشہ *

قرده بن نفاشہ۔ نون مضمومہ کے ساتھ اور فاء مخففہ اور الف کے بعد ث ہے۔ سلولی بن عمرو بن ثوابہ بن عبد اللہ بن تمیمہ بن عمرو بن مرہ بن مصعب بن معاویہ بن بکر بن ہوازن اور یہ اس عامر بن مصعب کے بھائی ہیں جس کی طرف بنو عامر منسوب ہیں اور کبھی ان کو بنو مرہ کہتے ہیں ان کو ان کی ماں سلول بنت ذہل بن شیبان کی طرف منسوب کرتے ہوئے۔

اور اس کو ابن سکین اور ابن شاپین نے اور ابو عمر * نے قاف میں ذکر کیا ہے۔ اور اسی طرح ابو الفتح ازدی اور ان کے علاوہ نے بھی۔ اور ابن کلی اور ابن سعد اور ابو حاتم جستانی * اور مرزبانی * اور ان کے علاوہ نے بھی جزم کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ان کو فاء کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اور فروہ نے کہا کہ پہلا قول قوی ہے۔ اور ابو الفتح نے اس کے برعکس کہا ہے اور ابن شاپین نے ان کو قاف کے باب میں ذکر کیا ہے۔ اور یہ تصحیف ہے اور اصل میں فروہ ہے فاء اور واؤ کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں: کہ فروہ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں وہ جذامی تھے یہ سلولی ہیں۔ یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں اور مجھے تعجب ہے ابن اثیر پر اور ابی موسیٰ کے کلام پر باوجودیکہ وہ انساب کی معرفت رکھتے ہیں۔ اس کلام میں سے یہ ہے کہ فروہ نبی ﷺ سے نہیں ملے اور وہ نبی علیہ السلام کی زندگی میں اسلام لے آئے تھے مالک روم نے ان کو اسی وجہ سے نقل کیا۔ حالانکہ یہ بات فروہ بن عامر جذامی کے بارے میں قسم ثالث میں گزر چکی ہے۔ اس لیے کہ کسی نے ان کے باپ کے نام کے بارے میں نہیں کہا کہ ان کا نام نفاشہ ہے جیسے کہ ان کا ذکر ان کے حالات میں واضح طور پر گزر چکا ہے۔ اور ابو حاتم الجستانی * نے معمر بن میں فرمایا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ۱۴۰ سال زندہ رہے اور اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لے آئے۔ اور ابن سعد اور مرزبانی * نے کہا کہ یہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ابن شاپین اور ابن سکین نے اسی حدیث کو دوسری سند سے ذکر کیا جو عمر ابن ثوابہ بن تمیمہ بن قرده بن نفاشہ سے نقل کی انہوں نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا اور ان کو ان کے باپ نے اور ان کو ان کے دادا فروہ بن نفاشہ سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے بیعت کی۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے یہ اشعار سنو یا رسول اللہ اور انہوں نے اشعار پڑھے: ع
”جوانی جدا ہوئی جس کی مجھے پروا نہیں اور بڑھاپا اور اسلام متوجہ ہو گئے۔ میں اپنے شراب کے ساتھی کو سیراب کرتا تھا اور کئی سرینیں اور کفل پلٹاتا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ابھی میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کا لباس پہن لیا۔“

اور تمام قصیدہ پڑھا تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے تجھے اسلام کی فضیلت کی پہچان کروائی اور تجھے اہل اسلام میں سے بنادیا۔

* اسد الغابہ (۴۲۸۲) استیعاب (۲۱۹۱) * استیعاب (۳۶۴/۳) * المعمرین (۸۳) تجرید (۱۴/۲)

* معجم الشعراء (۲۲۳) * المعمرین (۸۳) * معجم الشعراء (۲۲۳)

مرزبانی نے کہا: اور روایت کیا گیا کہ بے شک وہ شعر جس کے شروع میں الحمد للہ ہو وہ بصر بن ربیعہ کے اشعار میں سے ہیں۔ اور انہوں نے اسلام کی حالت میں اس کے علاوہ کوئی شعر نہیں کہے۔

میں کہتا ہوں: کہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ دونوں شعر ان کے دل میں اللہ کی طرف سے وارد ہوئے ہوں اور اس کی یہ بات تاکید کرتی ہے کہ یہ لبید کی طرف منسوب ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام کے ساتھ نقلیس (یعنی داخل) ہو گئے۔

اور ابن عبد البر نے کہا کہ قرہہ ایک سو پچاس سال زندہ رہے اور وہ کہنے والے تھے: ص
”میں اتنا بوڑھا ہو گیا ہوں کہ مجھے دو آدمی چار دیکھتے ہیں اور ایک دو دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے تو میں سیدھا اپنی ٹانگوں پر چلتا تھا اب یہ حال ہو گیا کہ لاٹھی ٹیک ٹیک کر چلتا ہوں۔“

اور یہ نبی ﷺ کے پاس بنو سلول کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور اسلام لے آئے تو آپ ﷺ نے ان کو امیر بنایا۔

۷۰۹۵ (ن) قرہہ بن معاویہ

ابوموسیٰ نے اپنی کتاب الذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ یہ وہ آدمی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ سے سود کی اجازت طلب کی۔ اور ابن ابوالفرج المدینی نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۰۹۶ قرط بن جریر

یہ مشہور محدث جریر بن عبد الحمید کے دادا ہیں۔ یہ چھ امہ کے استاذوں کے بھی استاد ہیں۔ اور ابن شاپین نے ان کا تذکرہ کیا، ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ احمد بن محمد بن مسعدہ نے احمد بن مسعود انطاکی سے انہوں نے محمد بن قدامہ سے انہوں نے جریر بن عبد الحمید سے نقل کیا کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن قرط سے انہوں نے اپنے باپ قرط بن جریر رضی اللہ عنہ سے نقل کر کے مجھے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! میری امت کے صبح کے اوقات میں برکت دے دے۔“ اور ان کی ایک دوسری حدیث بھی ذکر کی ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک حدیث میں سماع اور پیغام کی تصریح نہیں ہے۔

۷۰۹۷ قرط بن ربیعہ الذہاری

قرط بن ربیعہ زہاوی کا تذکرہ ابوموسیٰ نے اپنی کتاب الذیل میں کیا ہے۔ اور ابوالاحد عسال کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ انہوں نے اسحاق بن عثمان بن خرزاذ سے انہوں نے محمد بن یونس کدیسی سے انہوں نے کہا کہ ہم قدامہ بن عائد بن قرط بزمان

اسد الغابہ (۴۲۸۳) تجرید (۱۴/۲)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الابتکار فی السفر (۲۶۰۶) ترمذی کتاب البیوع (۱۲۱۲)

ابن ماجہ کتاب التجارات (۲۲۳۶) جامع المسانید (۳۸۹/۱۰)

تجرید (۱۴/۲)

نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ اپنے باپ قرط بن ربیعہ سے بیان کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا میں نے کہا کہ مجھے حلیہ بتاؤ، تو کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ مسکرائے یہاں تک کہ ان کے ثایا (سامنے والے) دانت کھل گئے۔

۷۰۹۸ قرظہ بن عبد عمرو

قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف قریشی نوفلی آپ کتاب النساء میں ان کی بیٹی فاختہ کے حالات میں دیکھیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔

۷۰۹۹ قرظہ

دونوں کے فتح کے ساتھ اور خاء مثالیہ کے ساتھ قرظہ ابن کعب بن ثعلبہ بن عمرو بن کعب بن اطنابہ انصاری خزرجی اور بعض نے یوں نسب بیان کیا قرظہ بن عمرو بن کعب بن عمرو بن عائد بن زید مناة بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ اور ابن کلبی اور ان کے علاوہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو صحابی کہا ہے۔ اور بغوی نے کہا کہ یہ کوفہ میں رہے اور ابن سعد نے کہا کہ ان کی والدہ خلیدہ بنت ثابت بن سنان اور یہ عبد اللہ بن انیس کے بھائی ہیں۔ اور قرظہ احد اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کی طرف بھیجا کہ لوگوں کو یہ فقہ سکھائیں۔

اور ابن سکین نے کہا کہ ان کی کنیت ابو عمرو ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ یہ صحابی ہیں اور کوفہ میں رہے اور کوفہ میں ان کے لیے ایک گھر تھا۔ اور ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز پڑھائی۔

اور ان سے عامر بن سعد اور شععی اور سعد بن ابراہیم نے مرسل روایت کیا ہے۔ اور ابن حبان نے ان کو صحابہ میں شمار کیا اور یہ کوفہ میں رہے اور شععی نے ان سے روایت نقل کی اور ان کی وفات کے بارے میں وہ قول ذکر کیا جو مقدم ہوا ہے۔ اور اس بات میں اشکال ہے کیونکہ صحیح میں علی بن ربیعہ کی سند سے ذکر کیا ہے فرمایا کہ سب سے پہلا وہ شخص جس پر کوفہ میں نوحہ کیا گیا وہ قرظہ بن کعب ہیں۔ اور مغیرہ بن شعبہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”جس پر نوحہ کیا جائے تو اس کو قیامت کے دن اس کے نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔“ یہ بات اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ قرظہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال فرمائے جب کوفہ پر مغیرہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ اس لیے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اختلاف کے زمانہ میں طائف میں مقیم تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ کا امیر بنادیا جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ اور ابن سعد نے اس کو جزم کے ساتھ نقل کیا اور فرمایا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں انتقال فرمایا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا والی بنایا۔ اور ابن سکین نے اس طرح فرمایا: اور اس میں مزید زیادتی کی اور کہا کہ یہ وہ ہیں کہ جن کو ابن نواحہ نے

قتل کیا جو سلسلہ کا ساتھی تھا جس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ پر والی تھے۔ اور ری مقام کو ۲۳ھ میں فتح کیا۔ اور اس مذکورہ واقعہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور علی بن مدینی سے منقول ہے کہ اس بات پر تصریح آئی کہ اس وقت حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر تھے۔ اس کو سلم نے روایت کیا۔ اور ترمذی میں روایت ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ آئے اور منبر پر چڑھے اور اس کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا کہ اسلام میں نوحہ کرنے والوں کی کیا حالت ہے، پھر حدیث ذکر کی۔ اور صحیح بخاری کی کتاب العلم بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں کوفہ کے امیر تھے۔

۴۱۰ (ن) قرہ بن اشقر الجذامی

قرہ بن اشقر جذامی پھر ضبابی غفاری۔ ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ ان لوگوں میں کیا ہے جو غزوہ بنو جزام میں زید بن حارثہ کے ساتھ تھے جو جسی کے علاقے میں ہوا اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو بنو ضیب میں سے مسلمان ہوئے۔ اور انہوں نے اس گروہ سے بھی قتال کیا جو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑے تھے۔ اور ان میں نعمان بن ابی جحال تھا تو حضرت قرہ نے ان کو تیر مارا تو وہ اس کے گھٹنوں میں لگا اور فرمایا کہ پکڑو اس کو اور میں ابن لیثی ہوں۔ اور شاطی نے ابن اسحاق سے نقل کر کے اس کا ضبط بیان کیا کہ یہ ضاد اور زاء کے ساتھ ہے اور ابن حبان نے ضاد اور زاء کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۴۱۱ (ن) قرہ بن الاغر

اور قرہ بن اغر، ان کا تذکرہ ان کے بعد والے میں ہے۔

۴۱۲ قرہ بن ایاس

قرہ بن ایاس بن ہلال بن رباب المزنی جو ایاس بن معاویہ قاضی کے دادا ہیں۔ بخاری اور ابن سکین نے فرمایا: صحابی ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے معاویہ نے حدیث نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم نے کہا اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ قرہ بن اغر بن ریاب ہیں۔ اور ابن سعد نے کہا یہ اس جماعت میں سے ہیں جو خندق میں شریک ہوئی تھی۔ اور ابو عمر نے کہا کہ یہ حرب ازرقہ میں شہید ہو گئے جو معاویہ کے زمانے میں ہوئی تھی۔ اور خلیفہ نے اس کی تاریخ ۶۴ھ بیان کی تو اس وقت اس معاویہ سے مراد یزید بن معاویہ کا بیٹا معاویہ ہے۔

اور بغوی اور ابن سکین نے عروہ بن عبد اللہ بن قیس کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے معاویہ بن قرہ نے اپنے باپ سے نقل کر کے بیان کیا کہ فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خلافت میں قبیلہ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا اور ہم نے بیعت کی اور ہماری شلوار لٹکی ہوئی تھی..... (الحدیث) اور بغوی نے کہا: یہ حدیث غریب ہے میں اس کو صرف زہیر بن عروہ کی سند سے جانتا ہوں۔ اور

تجريد (۱۴/۲) اسد الغابہ (۴۲۸۶) استيعاب (۲۱۳۴)

الطبقات الكبرى (۲۰/۷) استيعاب (۳۴۲/۳)

ابن ماجه كتاب اقامة الصلاة باب الصلاة بين السواري في الصف (۱۰۰۲) المستدرک (۲۱۸/۱)

بخاری نے اپنی تاریخ میں جریر بن حازم کی سند سے انہوں نے معاویہ بن قرہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا کہ ہم ابن عیسٰی کے ساتھ ۱۰۲۰ کی جماعت میں نکلے اور حروریہ والے پانچ سو تھے۔ پس انہوں نے میرے والد کو قتل کر دیا تو میں نے اس شخص پر حملہ کیا جس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا میں نے اس کو قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: اور ابن عیسٰی جن کا ابھی تذکرہ ہوا یہ عبدالرحمن بن عیسٰی بن کریم بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں جو کہ اس لشکر کے امیر تھے اور ان کو اور ان کے بھائی سلم کو اسی جنگ میں شہید کیا گیا۔

قرہ بن حصین

قرہ بن حصین بن فضالہ بن حارث بن زہیر عسی یہ وفد کے ان نو افراد میں سے ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ (ابو عمر) *
میں کہتا ہوں: کہ باوردی نے یہی ذکر کیا ہے اور طبرانی نے ان کا نام مرہ ذکر کیا ہے۔ اور میں نے ان نو افراد کے نام ”حارث بن ربیع بن زیاد“ کے حالات میں ذکر کیے ہیں۔

قرہ بن دعوص

قرہ بن دعوص بن ربیعہ بن عوف بن معاویہ بن قریظ بن حارث بن نمیر بن عامر عامری پھر نمیری اور بخاری اور ابن سکین نے ان کو صحابہ میں شمار کیا اور بصرہ والوں میں شمار کیا ہے۔ اور ابن کلبی نے کہا کہ نبی ﷺ نے انہیں بنو ہلال کی طرف بھیجا کہ ان کو اسلام کی طرف دعوت دیں تو انہوں نے انہیں شہید کر دیا۔

اور ابوسلمہ کجی نے اپنی سنن میں اور حارث بن ابواسامہ نے اپنی مسند میں جریر بن حازم کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ میں نے ایوب کی مجلس میں ایک اعرابی کو دیکھا اس کے اوپر اون کا جبہ تھا جب اس نے قوم کو دیکھا کہ وہ باتیں کر رہی ہے تو اس نے کہا کہ مجھے میرے والد قرہ بن دعوص نے بتلایا کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ارد گرد صحابہ تھے۔ میں نے قریب جانے کا ارادہ کیا تو میں قریب نہ جاسکا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نمیری غلام کے لیے استغفار کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے ضحاک کو زکوٰۃ لینے کے لیے بھیجا، تو وہ عمدہ اونٹوں کو لے کر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو ان کے پاس گیا اور تو نے ان کے عمدہ اموال کو لیا۔ تو ان کو واپس لے جا اور ان کے صدقات کو درمیانے اموال میں سے لو۔“ * اور احمد نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ نقل کیا اور باوردی نے عبد ربہ بن خالد بن عبد الملک بن شریک نمیری سے نقل کیا جو بنو نمیر کے مسجد کے امام تھے۔ میں نے اپنے باپ سے سنا عائزہ بن ربیعہ قرظی نے عباد بن زید سے انہوں نے قرہ بن دعوص سے نقل کیا فرمایا کہ جب اسلام آیا تو زید بن معاویہ اور ان کے بھتیجے قرہ بن دعوص اور جاج بن *
اسد الغابہ (۴۲۸۷) استیعاب (۲۱۳۵) تجرید (۱۴/۲) * استیعاب (۳۴۲/۳)

* مسند احمد (۷۲/۵) المعجم الكبير (۷۱/۱۹) مجمع الزوائد (۸۲/۳) جامع المسانيد (۴۰۷/۱۰) المسند الجامع (۵۱۴/۱۴)

* ایک لفظ کی مقدار جگہ خالی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو قرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کی دیت اس کے قبضہ میں ہے اور زید کی طرف اشارہ کیا، تو آپ ﷺ نے زید سے فرمایا کہ اسی طرح بات ہے زید؟ تو زید نے کہا: جی ہاں۔

عمر بن قتبہ نے اس حدیث کو یزید بن عبد الملک بن شریک سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے عباد بن زید کا ذکر سند میں نہیں کیا اور یہ بات زیادہ کی ہے کہ ان کے ساتھ قیس بن عاصم اور ابو زہیر بن اسد بن جعونہ اور یزید بن نمیر تھے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں فضیل بن سلیمان سے انہوں نے عائد بن ربیعہ بن قیس کی سند سے روایت کیا کہ مجھے میرے دادا قرہ بن عمرو نے بیان کیا اور اس حدیث کا بعض حصہ ذکر کیا۔ اور ابن مندہ نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں فرماتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے عہد کرو کہ تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرو گے۔ اور ابو نعیم نے دہم بن دہم عجل کی سند سے انہوں نے عائد بن ربیعہ نمیری سے انہوں نے قرہ بن عمرو سے نقل کیا کہ وہ وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وفد میں قرہ اور قیس بن عاصم اور ابو وہب، اسد بن جعونہ، اور مرثد بن عمرو وغیرہ ساتھی تھے۔ اور ابو نعیم نے دہم کی سند سے اسی سند سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے بال اور اس کے خون کو حرام قرار دیا ہے۔

اور ابن حبان نے ان کو بصرین میں شمار کیا ہے۔ یہ اور ان کے چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان دونوں نے آپ ﷺ سے دیت کے بارے میں سوال کیا۔

۱۰۵ قرہ بن عقبہ

قرہ بن عقبہ بن قرہ انصاری جو بنو عبد الاشمل کے حلیف تھے۔ اور ابن شاہین نے ان کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ یہ اُحد میں شہید ہو گئے اور ابو عمرو نے اسی طرح کہا ہے۔

۱۰۶ قرہ بن ابی قرہ

قرہ بن ابی قرہ ان کا ذکر ہدیبہ بن خالد کے نسخے میں موجود ہے جس کو بغوی نے جمع کیا اور بغوی نے کہا کہ ہمیں ہدیبہ بن خالد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں ابن جو کہ ابن یزید ہے انہوں نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا کہ قرہ ابن ابی قرہ نے ان کو بیان کیا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد نماز پڑھ رہا ہے۔ تو انہوں نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ عصر کے بعد کوئی نماز نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے سند میں یحییٰ اور قرہ کے درمیان ایک آدمی چھوڑ دیا اس لیے کہ یہ تصریح ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور یہ یقینی طور پر صحابی ہیں۔ اور علامہ بغوی رحمہ اللہ اپنی کتاب مجتم الصحابہ میں ان کا ذکر کرنا بھول گئے۔ اسی طرح وہ حضرات جنہوں نے اس فن میں کتابیں لکھی ہیں جیسے ابن سکس اور ابن شاہین ہیں، اور ذہبی نے اپنی کتاب تجرید کے اندر ان کا تذکرہ کیا ہے

۱۰۶۴) اسد الغابہ (۴۲۸۹) استیعاب (۲۱۳۸) تجرید (۱۴/۲)

۱۰۶۳) استیعاب (۳۴۳/۳) تجرید (۱۴/۲) المصنف لعبد الرزاق (۳۹۶۲) کنز العمال (۱۹۶۱۲)

اور انہوں نے قرہ کی سماع کی تصریح کو نقل کیا ہے اور فرمایا جس کو قرہ بن ابی قرہ نے بیان کیا اس کو ان سے بچی بن ابی کثیر نے نقل کیا اور وہ تابعی ہیں۔ یہ بات اس کے لیے کہی کہ بچی کسی صحابی سے نہیں ملے اور یہ بہت زیادہ ارسال اور تدلیس کیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم!

۴۱۷ قرہ بن ہبیرہ

قرہ بن ہبیرہ بنی عامر بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صصعہ عامر پھر قشیری۔ امام بخاری اور ابن ابی حاتم اور ابن حبان اور ابن سکن اور ابن مندہ نے کہا کہ یہ صحابی ہیں۔ اور ابو عمر نے کہا کہ یہ صمد شاعر کے دادا ہیں اور جو فود آئے تھے ان میں سے ایک تھے۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن شاہین نے رحمن بن یزید بن جابر کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ ہمیں شیخ بالساحل نے بنو قشیر کے ایک آدمی سے نقل کیا جس کو قرہ بن ہبیرہ کہا جاتا ہے، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمارے بہت زیادہ ربات اور ارباب تھے (یعنی مونٹ بت اور مذکرت) ہم اللہ کے علاوہ ان کی عبادت کیا کرتے تھے تو اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ تو ہم نے ان بتوں کو پکارا تو انہوں نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا۔ اور ہم نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے ہمیں کچھ نہ دیا۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے، اللہ نے ہمیں ہدایت دے دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کو عطاء کیا گیا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنے پہنے ہوئے دو کپڑے عنایت فرمادیں کہ میں ان کو پہن لوں تو آپ ﷺ نے ان کو عطاء فرمائے۔ جب آپ ﷺ عرفات کے میدان میں موقف میں ٹھہرے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ جو تم نے بات کہی تھی اس کو دوبارہ دہراؤ تو انہوں نے بات دوبارہ دہرائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص کامیاب ہو گیا جس کو عطاء کیا گئی۔

اور اس سند کے اندر شیخ کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ایک دوسری سند سے زید بن زید بن جابر پر معلق قرار دیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے شیخ بالساحل نے بنو قشیر کے ایک آدمی جس کو قرہ بن ہبیرہ کہا جاتا ہے سے نقل کر کے خبر دی۔ اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے شیخ سے نقل کیا جن سے ساحل پر ملاقات ہوئی اور انہوں نے سعید ابن ضیط سے مرسل روایت کی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن ابی داؤد، بغوی اور ابن شاہین نے بطریق لیث، بحوالہ خالد بن یزید، انہوں نے سعید بن ابی ہلال سے، انہوں نے سعید بن ضیط سے نقل کیا ہے کہ قرہ بن ہبیرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جب حجۃ الوداع کا موقع ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا وہ چھوٹی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے قرہ! جب تم مجھ سے ملے تھے تو کیا کہا تھا؟“ پھر اسے ذکر کیا، اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بحرین کی طرف بھیجا، رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور عمرو وہاں تھے۔

ابن سکین کا قول ہے: اہل مصر کی روایت ہے ان سے مرسل حدیث مروی ہے، پھر اس ذکر کیا۔ اس کے آخر میں فرمایا: پھر مسیلہ کذاب کی طویل حدیث نقل کی، پھر فرمایا: قرہ کے حوالے سے اس کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: مسیلہ کے قصے کو ابن شاہین نے اس حدیث کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اور یہ اضافہ کیا ہے، عمرو کا قول ہے، یعنی ابن عاص، میں مسیلہ کے پاس سے گزرا اس نے مجھے امان دی، پھر کہا: محمد کو بڑے امور کے لیے بھیجا گیا ہے، اور مجھے چھوٹے کاموں کے لیے بھیجا گیا ہے۔ میں نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کی وضاحت کرو، پھر اس کی بات ذکر کی، اس میں ہے: عمرو فرماتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ تم جھوٹے ہو۔ اس نے مجھے ڈرایا دھمکایا، مجھ سے قرہ بن ہبہ نے کہا: تمہارے ساتھی کا کیا ہوا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ پسند کیا جو اس کے پاس ہے، اس نے کہا: میں اس کے بعد تم میں سے کسی کی تصدیق نہیں کروں گا۔ فرماتے ہیں: پھر میں ان سے اس کے بعد ملا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں امان دے دی تھی اور انہیں لکھا تھا کہ زکوٰۃ ادا کریں، میں نے ان سے کہا: ایسی بات کہنے پر آپ کو کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا: میرا مال اور اولاد تھی، مجھے مسیلہ سے خوف ہوا، میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ آپ کے بعد جو بھی یہ کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو اس کی تصدیق نہیں کروں گا۔ مرزبانی کا قول ہے کہ وہ شعب جبلہ کے دن شریک تھے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی ولادت سے سترہ (۷۱) برس پہلے پیدا ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آنے تک زندہ رہے۔ اور یہ اشعار پڑھے: ﴿

”جب وہ آپ ﷺ کے پاس اتری تو آپ نے اسے قریب کیا، گم نہ کرنے والے، دینے والے کے حوالے کر

دیا، پھر وہ قریب کے سبزہ زار میں چرنے لگی اور محمد ﷺ سے اس کی تمام ضروریات پوری ہو گئیں۔“

میں کہتا ہوں: ابن شاہین نے یہ قصہ بطریق مدائنی، بحوالہ اپنے رجال نقل کیا ہے۔ یہ ابن کلبی کے ہاں اسی طرح ہے۔

ابن سعد ^۱ نے اس کا ذکر کیا ہے، اور دو شعروں کے بعد اضافہ کیا ہے: ﴿

”اس پر بنیاد ہے، جس کی مذمت کا مکان کو علم نہیں، عاجز اور تردد میں پڑنے والے کے کام کو چھوڑنے والا ہے۔“

کتاب الردہ میں مذکور ہے کہ وہ بنو قشیر میں سے دوسرے لوگوں کے ساتھ مرتد ہو گئے تھے۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں قیدی بنا لیا اور انہیں باندھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، انہوں نے اپنے ارتداد کا یہ عذر پیش کیا کہ ان کے پاس مال تھا۔ اور اولاد تھی، جس کی وجہ سے انہیں خوف ہوا۔ حقیقت میں وہ مرتد نہیں ہوئے تھے تو انہوں نے رہا کر دیا۔

ابن حبان کے ہاں اس طرح مذکور ہے: قرہ بن ہبیرہ قرشی عامری۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ میرا خیال ہے کہ قرشی میں لفظی غلطی ہوئی ہے، وہ قشیری تھا۔ ابھی وضاحت سے یہ بیان ہو چکا ہے وہ صمہ بن عبد اللہ بن طفیل بن قرہ بن ہبیرہ کے جد اعلیٰ ہیں، جو بنو امیہ کی حکومت کا مشہور شاعر تھا، اس نے یہ اشعار کہے: ﴿

”چراگاہ کے دنوں کو یاد کرو پھر میرے جگہ پر ٹوٹنے کے خطرے سے دوہرا ہو گیا تمہارے پاس حتیٰ کی شامیں

لوٹنے والی نہیں، لیکن تمہاری آنکھوں کو اٹھلکار کر گئیں۔“

باب قاف کے بعد زاء

﴿۷۱۰۸﴾ قرعہ

ابن کعب، * عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی کوئی حدیث روایت نہیں کی، یہ ابو موسیٰ کا قول ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ وہ قرطہ بن کعب ہیں۔ لفظی غلطی ہوئی ہے۔

﴿۷۱۰۹﴾ قرمان بن حارث *

بنو ظفر کے حلیف ہیں، احد کے دن ان کا واقعہ پیش آیا، بعض کا قول ہے: حالت کفر میں مر گیا، بعض طرق میں اس کا قصہ ہے جس سے اس کے کفر کی تصریح ہوتی ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک واقعہ ہے اور ایک شخص کے ساتھ پیش آیا۔ بعض کا قول ہے: اس میں تعدد ہے۔

ابن قتیبہ نے معارف میں فرمایا: اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا وہ منافق تھا، اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ اس دین کی مدد فاجر شخص سے بھی کرتا ہے۔“

ابن اسحاق اور واقدی * نے اس کا قصہ ذکر کیا ہے، وہ بنو ظفر میں صاحب عزت تھا، وہ اپنا نسب نہیں جانتا تھا۔
واقدی * کا قول ہے: بنو ظفر کا محافظ اور ان کا پسندیدہ تھا، وہ تنگدست تھا، نہ اس کی اولاد تھی نہ بیوی، وہ بہادر تھا۔ اوس اور خزرج کے درمیان جنگوں سے اس کا پتہ چلتا ہے، جب احد کا دن ہوا تو اس نے بہت شدید جنگ لڑی، چھ یا سات آدمیوں کو قتل کیا، یہاں تک کہ وہ زخمی ہو گیا۔ اس سے کہا گیا: اے ابو غیداق! تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ اس نے کہا: حزل کی جنت، اللہ کی قسم! ہم نے حسب کی وجہ سے جنگ لڑی۔ بعض کا قول ہے: اس نے اپنے آپ کو قتل کر دیا تھا۔ بعض نے کہا: اس نے اپنے آپ کو قتل نہیں کیا تھا، بلکہ وہ زخموں کی وجہ سے مر گیا۔

صحیح بخاری میں ابو حازم کی بحوالہ سہل بن سعد روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا.... پھر حدیث ذکر کی۔
اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں ایسا شخص تھا کہ کسی اکیلے اور تنہا شخص کے پیچھے پہنچ کر اسے اپنی تلوار سے مار ڈالتا۔ جتنا اس شخص نے ہمارا ہاتھ بٹایا اتنا کسی اور شخص نے نہیں بٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! یہ شخص جہنمی ہے۔“ * لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ وہ اس کے ساتھ نکلا، وہ شخص بہت زیادہ زخمی ہو گیا، اس نے موت میں جلدی کی، اس نے تلوار کی دھار کو زمین پر رکھا، پھر اپنی تلوار پر ٹیک لگائی اور اپنے آپ کو قتل کر دیا.... (الحدیث) اس کے آخر میں ہے: ”ایک شخص لوگوں کی نظروں میں اہل جنت کے کام کرتا ہے اور وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔“

* تجرید اسماء الصحابة (۱۵/۲) * تجرید اسماء الصحابة (۱۵/۲)

* مغازی (۲۲۳) * مغازی (۲۲۳)

* بخاری (۴۲۰۷) مسلم (۱۷۹) مسند احمد (۱۳۵/۴) دلائل النبوة (۲۵۳/۴)

باب قاف کے بعد سین

۴۱۰ قسامہ بن حنظلہ طائی *

انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، ابن مندہ کا قول ہے: حدیث طلحہ میں ان کا ذکر ہے۔
میں کہتا ہوں: میرے خیال میں وہ جرباء بنت قسامہ کے والد ہیں، جن سے طلحہ بن عبید اللہ نے نکاح کیا جو عشرہ مبشرہ
میں سے ہیں، ان کے ہاں اسحاق کی ولادت ہوئی، وہ نہایت حسین و جمیل تھیں۔ یہاں تک کہ کوئی عورت ان کے ساتھ کھڑی ہوتی
تو بری لگتی۔ تو وہ ان کے ساتھ کھڑی ہوتی سے بچتیں، اس وجہ سے ان کا نام جرباء رکھا گیا۔ بعض کا قول ہے: ان کے والد کا نام
رومان ہے۔

باب قاف کے بعد شین

۴۱۱ قشیر *

بعض کا قول ہے: وہ ابواسرائیل کا نام ہے جس نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گا۔ اپنی کنیت سے مشہور ہے۔ بغوی نے ان
کا ذکر کیا ہے۔ ابوعلی بن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مجی سے محمد بن یزید خراسانی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابواسرائیل قشیر نے نذر مانی کہ وہ کھڑا رہے گا، نہ بیٹھے گا نہ سائے میں جائے گا۔ انہیں نبی کریم ﷺ کے
پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیٹھو، سایہ حاصل کرو اور بات چیت کرو“۔ ابوعلی کا قول ہے: اس طریق کے علاوہ یہ معروف نہیں،
کنیتوں میں بغیہ نام سے ان کا ذکر آئے گا۔

۴۱۲ (ز) قشیر (بے نسبت)

زہیر بن یکار نے اخبار مدینہ میں لکھا: مجھ سے محمد بن حسن بن زبالت نے بحوالہ قشیر بن عبد اللہ بن قسیر عن ابیہ عن جدہ نقل کیا
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا، میں اس کے دونوں کناروں کے درمیان (یعنی مدینہ کو)
حرم قرار دیتا ہوں۔“ *

باب قاف کے بعد صاد

۴۱۳ فصیل بن ظالم *

ابن خزیمہ بن عمرو بن جریر بن خضب بن جبیر بن لبید بن سنس طائی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی اور

* اسد الغابہ (۴۲۹۴) تجرید (۱۵/۲) * تجرید (۵/۲)

* مسلم (۴۵۶) معجم الکبیر (۲۵۷/۲) الدر المنثور (۲۱/۱) کنز العمال (۳۴۸۶۱) (۳۸۱۴۰) مسند احمد (۱۴۰/۴)

* اسد الغابہ (۴۲۹۷) تجرید (۱۴/۲)

طبرانی کا قول ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا۔ رشاطی کا قول ہے: اسی طرح حرف قاف میں ان کا ذکر ہے، اس کے بعد صاد ہے، میرے خیال میں وہ ضاد ہے۔

۴۱۱۳ قصیدہ

قبیصہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے منبر بنایا تھا۔

۴۱۱۵ قصی بن عمرو

بعض کا قول ہے: ابن ابی عمرو حمیری، ضحاک کے بھائی ہیں، کتاب علاء بن حضری میں ان کا ذکر ہے کہ وہ اس میں شہید ہوئے، شیب کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۱۶ قضاعی بن عامر

بعض کا قول ہے: ابن عمرو مکی، بعض نے کہا: عذری۔ سیف نے فتوح میں فرمایا: بنو اسد پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصولی کے عامل مقرر تھے۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام کا قول ہے: ہم سے محمد بن کثیر نے بحوالہ ابن سراقہ نقل کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہل دمشق کو لکھا، یہ خالد بن ولید کی طرف سے اہل دمشق کو خط ہے، میں نے ان کے خون، ان کے اموال اور ان کی عبادت گاہوں کو اسن دیا۔ اس کے آخر میں ہے: ابو عبیدہ، شرمیل بن حنہ، قضاعی بن عامر موجود تھے۔ یہ تحریر ۱۳ھ کی ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے: دمشق کی فتح میں شریک ہوئے۔ صلح کی تحریر کے گواہوں میں سے ہیں۔ گویا انہوں نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

طبرانی کا قول ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مرتدین کے بارے میں نبی ﷺ کو لکھا۔

۴۱۱۷ قضاعی بن عمرو

ابن اثیر نے ان کے اور قضاعی بن عامر کے درمیان فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن دباغ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: اسی طرح ابن امین کا قول ہے: سیف بن عمر نے کتاب الردۃ میں بحوالہ خریث بن معکی ذکر کیا ہے کہ قضاعی بن عمرو بنو حارث کے سردار تھے، اور بحوالہ بدر بن خلیل، انہوں نے عبدالرحمن بن زیاد بن حدیر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حجاز الوداع میں واپس آئے اور بنی اسد پر سنان بن ابی سنان اور قضاعی بن عمرو کو زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا، قضاعی بن عامر کے سوانح میں بحوالہ سیف گزر چکا ہے کہ انہوں نے فرمایا: قضاعی بن عمرو، بنو اسد پر نبی کریم ﷺ کی طرف سے عامل مقرر تھے، اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ وہ ایک ہیں، اس کے ساتھ تعدد کا احتمال ہے۔

اسد الغابۃ (ت: ۴۲۹۸) تجرید اسماء الصحابة (۱۵/۲) * اسد الغابۃ (۴۲۹۹) تجرید (۱۵/۲)

* مختصر تاریخ دمشق (۸۳/۲۱) * اسد الغابۃ (۴۸۵/۳)

باب قاف کے بعد طاء

۴۱۱۸ قطبہ بن حریر

قطبہ بن قنادہ میں اس کا ذکر آئے گا۔

۴۱۱۹ قطبہ بن عامر

ابن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی، ان کی کنیت ابوزید ہے۔ انہوں نے بدر، عقبہ اور دوسرے واقعات میں شریک ہونے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے، فتح مکہ کے دن ان کے ساتھ بنو سلمہ کا جھنڈا تھا۔

ابو حاتم رازی کا قول ہے: * انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابوزید ہے۔ ابوشیخ نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابوسفیان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قریش میں سے محس گھروں کے دروازوں سے گھروں میں جاتے تھے، انصار گھروں کی پچھلی طرف سے گھروں میں جاتے تھے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں، آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے کچھ صحابہ تھے، آپ ﷺ باغ سے باہر تشریف لائے، آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر تھے، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! قطبہ فاجر آدمی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کس وجہ سے؟“ انہوں نے آپ کو بتایا، کہنے لگے: یا رسول اللہ! آپ باہر تشریف لائے تو میں باہر آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں جیسا ہوں۔“ * قطبہ نے کہا: میرا دین آپ کے دین پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اس میں کوئی نیکی نہیں کہ تم گھروں میں اس کے پچھواڑے سے آؤ﴾۔ *

ابوشیخ کا قول ہے: اسے ان کے علاوہ کسی اور نے بحوالہ ہبل بن عثمان نقل کیا ہے، انہوں نے سند میں جابر کا ذکر کیا یعنی موصول نقل کیا۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے دوسرے دو طریق سے بحوالہ اعمش نقل کیا ہے، اسے ابن کلبی نے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رفاعہ کے بارے میں اسی طرح کا قصہ گزر چکا ہے۔ ہو سکتا ہے بہت سے قصے ہوں۔ بغوی کا قول ہے: مجھے قطبہ بن عامر کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: قطبہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں وفات پا گئے۔ ابن حبان کا قول ہے: بدری ہیں، خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں وفات پائی۔

۴۱۲۰ قطبہ بن عبد بن عمرو

ابن مسعود بن کعب بن عبد شہل بن حارثہ بن دینار بن نجار انصاری، ابن اسحاق * وغیرہ نے بزمونہ کے واقعے میں شہید

* اسد الغابہ (۴۳:۲) استیعاب (۲۱۴۰) تجرید (۱۵/۲) الجرح والتعديل (۱۴۱/۷)

* الدر المنثور (۲۰۴/۱) البدایہ والنہایہ (۳۲۷/۱) سورة البقرة الآية (۱۸۹)

* اسد الغابہ (۴۳:۳) استیعاب (۲۱۴۱) تجرید (۱۶/۲) السيرة النبوية (۱۹/۴)

ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۲۱ قطبہ بن قتادہ

ابن جریر سدوسی، ابو حویرہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بحوالہ عمران بن حدیر نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم میں سے ایک شخص نے جسے مقاتل کہا جاتا ہے، بحوالہ قطبہ بن قتادہ سدوسی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں آپ سے اپنی اور اپنی بیٹی حویرہ کی طرف سے بیعت کروں۔ فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنے شہسواروں کے ساتھ ہم پہ حملہ کر دیا، ہم نے کہا: ہم مسلمان ہیں، انہوں نے ہمیں چھوڑ دیا، ہم نے اہلۃ میں ان کے ساتھ جہاد کیا، ہم نے غنیمتیں اپنے ہاتھوں سے تقسیم کیں۔

بخاری رحمہ اللہ نے بحوالہ شباب ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ خلیفہ بن خیاط ہیں، ان کا مختصر ذکر ہے۔ دارقطنی نے مؤلف المختلف میں بطریق مالک بن عبد الواحد، بحوالہ عون نقل کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ہم سے عمران نے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے مقاتل بن معدان نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قطبہ بن حریر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: میں آپ سے اپنی اور اپنی بیٹی حویرہ کی طرف سے بیعت کرتا ہوں، انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: قطبہ بن حریر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کی کنیت ابو حویرہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اہلۃ فتح کیا۔

یہ بطریق عون بن عھس، بحوالہ معاذ بن معدان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قطبہ بن قتادہ سدوسی، انہوں نے مقاتل نامی شخص سے روایت کیا، اس طرح انہیں بنا دیا، انہیں وہم ہوا ہے، مقاتل سے لفظی غلطی ہوئی ہے اور اسے معاذ بنا دیا ہے۔ ابن عبد البر نے ان دونوں کے درمیان فرق کرنے میں ان کی پیروی کی ہے۔ ابن عبد البر نے ان دونوں کے درمیان فرق کرنے میں ان کی پیروی کی ہے اور ان کے والد کے نام میں بھی لفظی غلطی کی ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: قطبہ بن قتادہ، یہ وہی شخص ہیں جنہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب وہ سواد کی طرف گئے تو انہیں بصرہ کا امیر بنا دیا۔

۴۱۲۲ قطبہ بن قتادہ عذری

ابن اسحاق نے غزوہ موتہ میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کا اس میں شعر نقل کیا ہے۔ ابن اثیر نے جائز کہا ہے کہ وہ قطبہ بن قتادہ سدوسی ہیں، اس میں بعد ہے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: لشکروں کا موتہ نامی بستی کے پاس آنا سامنا ہوا، مسلمانوں نے اپنے دائیں حصے پر بنو عذرہ کے ایک شخص کو امیر بنایا، اس کا نام قطبہ بن قتادہ تھا۔ واقدی نے اپنی سند سے جسے وہ کعب بن مالک تک لے گئے ہیں، اپنی قوم کے کئی لوگوں سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب لوگوں کو شکست ہونے لگی تو قطبہ بن قتادہ چلا کر کہنے لگے: اے قوم! وہ شخص جو سینے پر تیر کھا کے قتل ہوا اس شخص سے بہتر ہے جو

اسد الغابہ (۴۳/۴) استیعاب (۲۱۴۲) تجرید (۱۶/۲) استیعاب (۳۴۴/۳) اسد الغابہ (۴۳/۴) تجرید (۱۵/۲)

السيرة النبوية (۱۹/۴) اسد الغابہ (۴۸۷/۳) السيرة النبوية (۱۹۱۴)

پیٹھ پر تیر کھا کے قتل ہو۔ پھر ان کا شعر نقل کیا ہے، جو قوم کے سامنے اپنے قتل ہونے کے بارے میں انہوں نے کہے۔ ابن کلبی نے یہ قصہ اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: انہوں نے قتادہ بن قطبہ کہا ہے، اور ان کا مذکورہ شعر نقل کیا۔

۴۱۲۳ قطبہ بن مالک ثعلبی

بنو ثعلبہ بن ذبیان سے ہیں، اس لیے انہیں ذبیانی کہا جاتا ہے۔ وہ زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں، بخاری اور ابن ابی حاتم کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بنو ثعلبہ بن ربیع تمیمی ہیں، زیاد بن علاقہ کے چچا ہیں، کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔

ابن سکین کا قول ہے: اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، صحیح یہ ہے کہ وہ حمیمی نہیں ذبیانی ہیں، ابن سکین نے بحوالہ ابن عقدہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وہ ٹھکن ہیں، ثعل سے ہیں جو طی کا مشہور قبیلہ ہے۔ ابن سکین کا قول ہے: لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ ثعلبی ہیں، ثعل سے ہیں جو طی کا مشہور قبیلہ ہے۔ ابن سکین کا قول ہے: لوگ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں: وہ ثعلبی ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت زید بن ارقم سے روایت کیا، ان کی حدیث صحیح میں ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی، آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: ﴿لَبِے تَنْزِے وَالے کھجور کے درخت....﴾ (الحدیث)

ان سے ان کے بھتیجے زیاد نے روایت کیا، مسلم اور کنز راویوں نے نقل کیا ہے کہ وہ بحوالہ قطبہ روایت کرنے میں متفرد ہیں، لیکن حزی نے ایک فائدے کی بات بتائی ہے کہ حجاج بن ایوب مولیٰ بن ثعلبہ نے ان کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ میں اس کے تیسرے راوی کی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہوں، علی بن مدینی نے علک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ عبدالملک بن عمیر ہیں، یہ وہی ہیں جنہیں امام مسلم رحمہ اللہ نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ایسا نہیں کیا۔

۴۱۲۴ قطن بن حارثہ علیمی

بنو علیم بن جناب بن کلب سے ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں کہا: نبی کریم ﷺ نے پاس وفد میں آئے اور اسلام لائے، نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنے یہ اشعار دہرائے: ﴿

”اے پوری مخلوق میں سے بہترین شخصیت، میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ کعب کی اصل شاخ مضار میں پلے ہیں، آپ ایسے روشن چہرے والے ہیں گویا چودھویں کا چاند آپ کے چہرے کا ٹکڑا ہے، جب آپ لوگوں کے سامنے لباس زیب تن کر کے آتے ہیں، آپ نے حق راستے کو اس کی کجی کے بعد قائم کیا اور یتیموں کو سیرابی اور خشک سالی میں تر رکھا۔“

فرماتے ہیں: مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں بہترین جواب دیا اور انہیں تحریر لکھوا کر دی۔

ہشام بن کلبی کا قول ہے: مجھ سے میرے والد نے بحوالہ ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قطن

اسد الغابہ (۴۳۰۶) استیعاب (۲۱۴۳) تجرید (۱۶/۲) سورة ق الآية (۱۰)

اسد الغابہ (۴۳۰۷) استیعاب (۲۱۹۳) معجم الشعراء (۲۱۰)

ابن حارث کے ساتھ خط بھیجا۔

ابن قتیبہ نے کتاب غریب الحدیث میں اس طریق سے ان کا ذکر کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: سعد بن عبادہ اور عبداللہ ابن انیس وغیرہ نے اس کی گواہی دی اور کہا ثابت بن قیس بن شماس۔ ابو عمر * کا قول ہے: ان کی حدیث زیادہ تر غریب الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ بروایت ابن شہاب، بحوالہ عروہ، فرماتے ہیں: ابن سعد کہتے ہیں: قطن بن حارث کے بجائے حارث بن قطن ہیں۔

۴۱۲۵ قطن بن حارث

ابن حزن ہلالی، نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اپنی بیٹی فرعدہ کا نکاح نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان سے کر دیا تھا، اس سے ان کے ہاں عبید اللہ پیدا ہوئے، انہیں دیدار حاصل ہے۔ حیات نبویہ میں سے انہوں نے جو زمانہ پایا اس کا بیان ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ قطن کے والد حارث اسلام لائے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قطن کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی طرح ان کے بھائی سائب بھی صحابی ہیں۔ جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۴۱۲۶ قطن بن عبدالعزیٰ خزاعی

امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں مسند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث میں ان کا ذکر ہے، جس میں دجال کا ذکر ہے۔ فرماتے ہیں: بطریق مسعودی روایت میں ہے کہ حضرت قطن نے عرض کیا: کیا مجھے مشابہ ہونے کا کوئی ضرر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! تم مسلمان ہو اور وہ کافر ہے۔“ * مسعودی کو اس میں اختلاط ہوا ہے، محفوظ یہ ہے کہ یہ قصہ عبدالعزیٰ بن قطن کا ہے۔ وہ بخاری کے ہاں ہے، اور ان کی کتاب میں کسی طریق میں ہے، زہری رحمہ اللہ کا قول ہے: وہ خزاعہ کے ایک شخص ہیں، ایک روایت کے الفاظ ہیں: بنی مصطلق، جاہلیت میں فوت ہوئے۔ محفوظ یہ ہے کہ یہ بات کہنے والا کہ دجال سے میری مشابہت مجھے نقصان دے گی، اس کا قائل کلثوم ہے، مشابہت سے مراد عمرو بن لُحی خزاعی ہے، جیسا کہ کلثوم کے سوانح میں ہے۔

باب قاف کے بعد عین

۴۱۲۷ قعقاع بن ابی حدردہ اسلمی *

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث عبداللہ بن سعید مقبری کے ہاں ہے، وہ صحیح نہیں، بعض کا قول ہے: قعقاع بن عبداللہ بن ابی حدردہ، اسی طرح ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے۔ بغوی ابن شاہین اور طبرانی

* استیعاب (۳۶۶/۳) مسلم (۱۶۶) ترمذی (۳۰۶) ابن ماجہ (۸۱۶) نسائی (۹۴۹)

* اسد الغابہ (۴۳۰۸) استیعاب (۲۱۴۴) تجرید (۱۶/۲)

نے بطریق عبد اللہ بن سعید بن مقبری، عن ابیہ، انہوں نے قعقاع بن ابی حدرد سے نقل کیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”معد ابن عدنان کی مشابہت اختیار کرو“ (مضبوط جوان بنو)، کھر درا کپڑا پہنو اور ننگے پاؤں چلا کرو“۔

طبرانی کا قول ہے: قعقاع سے صرف اس اسناد سے مروی ہے، صفوان بن عیسیٰ بحوالہ عبد اللہ بن سعد اسے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ ابن سکین کا قول ہے: بعض نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ صحابہ میں سے ہیں، یہ ثابت نہیں، ان کے والد عبد اللہ بن ابی حدرد کا صحابی ہونا مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کو اس میں وہم ہوا ہے، آخری قسم میں اس کا بیان آئے گا۔

۷۱۸ قعقاع بن عمرو تمیمی

عاصم کے بھائی ہیں، نہایت بہادر، شہ سواروں میں سے ہیں، بعض کا قول ہے: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: لشکر میں قعقاع کی آواز ایک ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔ انہوں نے قادسیہ میں اہل فارس کے ساتھ قتال میں بہت بڑے کارنامے انجام دیئے، سیف بن عمرو نے فتوح میں اس کا ذکر کیا ہے، سیف نے بحوالہ قعقاع بن عمرو فرمایا، فرماتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے جہاد کے لیے تیاری کی ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور گھوڑا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ انتہاء ہے“۔ سیف نے قعقاع کے شعر نقل کیے ہیں: ۷

”میں تہامہ کی چمکتی بجلی میں موجود تھا، جو سوار کو غبار میں مناقب کی رہنمائی کرتی ہے، وہ اللہ کی تلوار محمد ﷺ کے لشکر میں ہیں، جو آزاد لوگوں کے طریقے کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔“

سیف فرماتے ہیں، انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو خط لکھا کہ قادسیہ کے سواروں میں سے شہ سوار کون ہے؟ فرماتے ہیں: انہوں نے انہیں جواب میں لکھا: میں نے قعقاع بن عمرو کی طرح کسی کو نہیں دیکھا وہ ایک دن میں تیس (۳۰) حملے کرتے، ہر حملے میں کسی سوار کو قتل کرتے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: قعقاع بن عمرو، فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھا۔ اس روایت میں جسے سیف بن عمرو نے بحوالہ عمرو بن تمام عن ابیہ، عنہ نقل کیا ہے، سیف متروک راوی ہے۔ لہذا روایت باطل ہے۔ ہم نے معرفت کی وجہ سے اسے ذکر کر دیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن سکین نے بطریق ابراہیم بن سعد، بحوالہ قعقاع بن عمرو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت موجود تھا، جب ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تو ایک شخص آیا اور مسجد میں کھڑا ہوا کسی نے بتایا کہ انصار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کے لیے جمع ہو گئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے عہد کو چھوڑ رہے ہیں، مہاجرین کو اس سے وحشت ہوئی، ابن سکین کا قول ہے: سیف بن عمرو ضعیف راوی ہے۔ بعض نے کہا: وہ قعقاع بن عمرو بن معبد تمیمی ہیں۔

جب مضبوط جوان ہو۔

المعجم الكبير (۸۴/۱۹) مجمع الزوائد (۱۳۷/۵) جامع المسانيد والسنن (۴۱۶/۱۰)

اسد الغابہ (۴۳۰۹) استيعاب (۲۱۴۵) تجريد (۱۶/۲)

ابن عساکر کا قول ہے، * بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، عرب کے شہسوار اور شاعر تھے۔ فتح دمشق میں اور زیادہ ترفوحات عراق میں شریک ہوئے۔ اس کے متعلق ان کے موافق مشہور اشعار ہیں۔

سیف نے بحوالہ محمد اور طلحہ ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ وہ فتح یرموک میں شہسواروں کے دستے کے امیر تھے، وہ کہہ رہے تھے: ص

”لوگ ہر مشکل گھڑی میں قعقاع کو آگے کرتے ہیں، غیبی آواز یا پکار کا جواب قعقاع دیتا ہے۔“

اوروں کا کہنا ہے: حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب حیرہ کا محاصرہ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملک طلب کی، انہوں نے حضرت قعقاع بن عمر کو بھیجا اور فرمایا: جس لشکر میں ایسا شخص ہو وہ شکست نہیں کھاتا، یہ وہی ہے جس نے مدائن کی فتن میں کسریٰ کی زرہیں غنیمت میں حاصل کیں، اس میں ہر قل اور خاقان کی زرہیں، نعمان کی زرہ اور اس کی تلوار اور کسریٰ کی تلوار بھی تھی، انہوں نے یہ حضرت عمرؓ کی طرف بھیج دیں۔ سیف نے اپنی سند سے بحوالہ عائشہؓ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بہت بڑے ہاتھی، مشر کو کاٹ ڈالا جس سے انہیں شکست ہو گئی۔

۴۱۲۹) قعقاع بن معبد *

ابن زرارہ بن عدس بن زید بن عبد اللہ بن دارم خثیمی دارمی، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ان کا ذکر بطریق ابن ابی ملیکہ، بحوالہ حضرت عبد اللہ بن زبیر مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو تمیم کا وفد آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: قعقاع بن معبد بن زرارہ کو امیر بنائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: بلکہ اقرع کو امیر بنائیں، اس روایت سے یقینی طور پر ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

اسے بغوی نے بطریق عبد الباق بن ورد، بحوالہ ابن ابی ملیکہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب بنو تمیم کا وفد آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: قعقاع بن زرارہ کو امیر بنائیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا: اقرع کو امیر بنائیں، پھر حدیث ذکر کی۔ اس روایت میں قعقاع اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

ابن القیس نے اپنی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت قعقاع میں نرم دلی تھی اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے انہیں پسند کیا۔ بغوی کے ہاں صحیح سند سے بحوالہ کثیر بن عباس بن عبد المطلب عن ابیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حنین کا دن ہوا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت قعقاع کو اپنے پاس خبر لانے کے لیے بھیجا، پھر قصہ ذکر کیا۔

ہشام بن کلثوم کا قول ہے: حضرت قعقاع کو ان کی سخاوت کی وجہ سے ”تیار الفرات“ کہا جاتا تھا، ان کی اولاد میں سے نعیم ابن قعقاع ہیں۔

۴۱۳۰) قعین بن خالد طریفی *

رشاطی نے ذکر کیا ہے کہ وہ زید الخلیل وغیرہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، فرماتے ہیں: نہ ابو عمر نے،

یہ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن درید کی کتاب الاخبار سے منقول زید خیل کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ قیسہ بن اسود کے سوانح میں، بروایت ابوفرج اصہبانی، بحوالہ ابن کلبی ابھی گزرا ہے۔ اس میں تعین کا ذکر نہیں ہے۔

باب قاف کے بعد فاء

۴۱۳۱ قفیز

نبی کریم ﷺ کے غلام ہیں، ابن شاپین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابوعوانہ نے بطریق زہیر بن محمد، بحوالہ ابوبکر بن عبید اللہ بن انس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا ایک غلام تھا، اس کا نام قفیز تھا۔
اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن سلیمان حرانی، بحوالہ زہیر اس کی روایت کرنے میں متفرد ہیں۔
میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہیں، ان کے شیخ کے بارے میں کلام ہے، وہ زیادات ابوعوانہ سے بحوالہ مسلم مروی ہے، عبد الغنی ابن سعید نے اسے قاف، فاء اور زاء کے ساتھ عظیم کے وزن پر نقل کیا ہے۔

باب قاف کے بعد لام

۴۱۳۲ قلیب (بے نسبت)

تفسیر محمد بن سعید عوفی میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مروی ہے: ﴿جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو﴾ (جہاد میں)۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو لیث کے ایک قلیب نامی آدمی کے ساتھ لشکر بھیجا، جس سے ان کی قوم بھاگ گئی۔ ابوموسیٰ نے ابن مندہ پر اور ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابوموسیٰ نے قاف اور آخر میں باء کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے شروع میں فاء اور آخر میں مثناة کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں لفظی غلطی ہوئی ہے، وہ غالب لیش ہیں، جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد میم

۴۱۳۳ قمداء (بے نسبت)

ابو یوسف ازدی نے اسماء المفردہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق بلوی، بحوالہ صالح بن سماعہ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: قمداء نے فرمایا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ترجمہ کے بارے میں پوچھا، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”تمہارے لیے اس میں اجر ہے۔“

اسد الغابہ (۴۳۱۲) استیعاب (۲۱۹۴) اسد الغابہ (۴۸۹/۳) تجرید (۱۷/۲)

سورة النساء الآية (۹۴) تجرید (۱۷/۲) اسد الغابہ (۴۸۹/۳)

باب قاف کے بعد نون

۴۱۳۲ قنان بن دارم

ابن اُفلت بن قاشب بن ہدم بن عوذ بن غالب بن قطیعہ بن عیس عسی۔ نو (۹) افراد کے وفد میں سے ایک ہیں۔ ابن کلبی، طبری، دارقطنی، ابو نعیم وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سوانح..... میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابواسامیل ازدی نے فتوح شام میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ یرموک میں شریک ہوئے۔ ابن سعد نے طبقہ رابعہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کے تمام واقعات میں شریک تھے، عبداللہ بن ربیعہ قد امی نے فتوح شام میں اپنی مسند سے بحوالہ محرز بن سید الباہلی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: پھر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ جلدی کریں، وہ اس پر غالب آگئے اور بعلبک فروکش ہوئے، ان کی طرف لوگ نکلے، انہوں نے مسلمانوں میں سے شہسوار بھیجے جنہوں نے ان پر حملہ کیا اور انہیں قلعے میں گھسیو دیا، انہوں نے صلح کا مطالبہ کیا، مذکورہ شہسواروں میں قنان بن دارم بھی ہیں۔

۴۱۳۵ قنان بن سفیان

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۴۱۳۶ (ن) قنان اسلمی

عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بطریق اسماعیل بن عیاش، بحوالہ عبداللہ بن قنان اسلمی، عن امیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان شخص کا حالت وسعت میں صدقہ اس مشک کی طرح ہے کہ خشکی اور تری میں جس کی خوشبو پائی جائے۔“

۴۱۳۷ قنفذ بن عمیر

ابن جدعان تمیمی، مہاجر کے والد ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مکہ کا امیر بنا دیا پھر ہٹا لیا اور نافع بن عبد الحارث کو امیر بنایا۔

باب قاف اس کے بعد ہاء

۴۱۳۸ (ن) قہظم تمیمی

دارمی، ابو عشاء کے دادا ہیں، ابو عشاء ان کے والد اور ان کے دادا کے نام میں اختلاف ہے، مشہور یہ ہے: اسامہ بن مالک

اسد الغابہ (۴۳/۵) استیعاب (۲۱۹۵) تجرید * * * * * ہکذا هو فی الاصل * * * * * مختصر تاریخ دمشق (۹۰/۲۶)

تجرید (۱۷/۲) * * * * * اسد الغابہ (۴۳/۱۶) * * * * * جامع المسانید والسنن (۴۱۷/۱۰) اسد الغابہ (۴۸۹/۳)

اسد الغابہ (۴۳/۱۷) استیعاب (۲۱۹۶) تجرید (۱۷/۲) * * * * * استیعاب (۳۶۶/۳)

ابن قسطنطین، بعض کا قول ہے: ان کا نام عطار بن بلذ بن مسعود ہے۔ ابوسہل بن زیاد قطن نے اس کے فوائد میں فرمایا: ہم سے حسن بن علی ابن سعید بن شہر یار رقی نے بحوالہ ابو عشاء دارمی، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ میرے والد کے پاس آئے، وہ بیمار تھے تو آپ ﷺ نے انہیں دم کیا آپ ﷺ نے ان کے سر سے لے کر ان کے قدم تک اپنے لعاب سے تھکارا، میں نے دیکھا کہ ان کے رخسار پہ لعاب کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔

۴۱۳۹) قہید بن مطرف

یا ابن ابی مطرف، ابن حبان اور ابن سکین کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سکین نے یہ اضافہ کیا ہے: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو سقیا اور عرج کے درمیان فروکش ہوئے، اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے، صحابہ میں مشہور نہیں۔ ان کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہے، پھر ان کے حوالے سے مرفوع ذکر کیا، پھر دوسرے طریق سے بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش تھی، ابن سعد نے طبقہ اہل خندق میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: قہید بن مطرف مدنی، پھر حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے بارے میں اختلاف بیان کیا، انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، بغوی کا قول ہے: مجھے اس حدیث کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ان کے صحابی ہونے میں شک ہے، اسے نسائی نے بطریق.....

باب قاف کے بعد واؤ

۴۱۴۰) (ن) قوال

محمد بن سعد باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق یحییٰ بن سعید نقل کیا ہے کہ مجھ سے قوال صاحب الشجر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: تم ایسے گناہ کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے زیادہ باریک ہیں، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہم ہلاک کرنے والی چیزوں میں ان کا شمار کرتے تھے۔ اسے دوسرے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اصحاب شجرہ میں سے ایک شخص کے حوالے سے، اور اس کا نام نہیں لیا، ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: میں نے ابو عبیدہ کی کتاب انساب میں، عاملہ کے نسب میں قوال بن عمرو ہے وہ شریف تھے، احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

اسد الغابہ (۴۳۱۸) استیعاب (۲۱۹۷) تجرید (۱۷/۲)

عرج طائف کے نواح میں ایک وادی میں بستی ہے، سقیا بھی اسی طرح ایک بستی ہے۔

المعجم الكبير (۳۹/۱۹) هكذا الحوفي الأصل

باب قاف کے بعد یاء

❖ قیاثہ ❖ (۷۱۳۱)

اسی طرح ابن عساکر نے اسے ضبط کیا ہے، فرماتے ہیں: یرموک میں شریک ہوئے، پھر ابو حذیفہ کی مبتدا سے اسے مندا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن قیاثہ بن اسامہ شریک ہوئے، انہوں نے بہت سخت جنگ کی، تین نیزے اور ستر تلواریں ٹوٹیں، جب کوئی نیزہ یا تلوار ٹوٹی تو پکار کر کہتے: مجھے تلوار اور نیزہ عاریتاً کون دے گا؟ یہاں تک کہ شہید ہو گئے، انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ کامیاب ہوں یا شہید ہوں۔ فرماتے ہیں: اس دن انہوں نے تمام لوگوں سے زیادہ اچھے کارنامے سر انجام دیے، پھر ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں جو انہوں نے اس کے بارے میں کہے ہیں۔

قیس نامی لوگوں کا ذکر

❖ قیس بن اسلع ❖ (۷۱۳۲)

ابن ابی حاتم ❖ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن اسلع، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے دیدار مروی نہیں، ابو عمر کا گمان ہے کہ وہ قیس بن اسلع ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

❖ (ز) قیس بن اسماء بن حارثہ ❖ (۷۱۳۳)

عبید بن اسماء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

❖ قیس بن بجد ❖ (۷۱۳۴)

ابن طریف بن سحمہ بن عبد اللہ بن حلال بن خلاوہ اشجعی، نبی کریم ﷺ کی نعت میں ان کا ذکر ہے، جس میں وہ بدر کی لڑائی اور بنو نضیر کی جلا وطنی کا ذکر کرتے ہیں۔ ابن اسحاق ❖ نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں کہتے ہیں:

”تیری زندگی کی قسم! اے قریش! اور قلبہ! ملسم تمہارے لیے عبرت ہے، جب اس صبح خورجہ میں تمہاری طرف قصد کر کے آیا، بڑے معزز کے لیے فرمانبردار بن کر روح القدس سے اس کی مدد کی گئی وہ دشمن کو رسوا کرتا ہے، رحمن کی طرف سے رسول بن کر حق کا نشان لے کر۔“

یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کا ذکر کرنے سے ابن سید الناس بے خبر رہے، اور ان کا ذکر شعراء صحابہ کے بارے میں مخصوص کتاب میں کیا ہے باوجودیکہ انہیں سیرت نبویہ کی فطرت اور اس کے بارے میں ان کی تصانیف ہیں۔

۴۱۳۵ قیس بن بکیر

ابن عبید یاسیل لیشی، ان کے بھائیوں ایاس اور عاقل کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے چار بھائی بدر میں شریک تھے، ابن کلبی اپنے اضافے کے ساتھ منفرد ہیں۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو عمر نے ان کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی ابن قنن نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور ہے کہ وہ صرف چار تھے: ایاس، خالد، عامر اور عاقل جیسا کہ ایسا کے سوانح میں یہ گزر چکا ہے۔

۴۱۳۶ قیس بن جابر اسدی

بنو اسد بن خزیمہ سے ہیں، ابن اسحاق نے مہاجرین اولین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۳۷ قیس بن جحدر

ابن ثعلبہ بن عبد رضا بن مالک بن ابان بن عمرو بن ربیعہ بن جردل بن ثعل بن عمرو بن غوث بن طی، طائی، پھر تغلی، طرماح شاعر کے دادا ہیں۔ ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وہ اور طرماح وفد میں آئے۔ یہ وہی ابن حکیم بن قیس ہیں۔

۴۱۳۸ قیس بن جروہ

ابن غنم بن وائلہ بن عمرو بن عاصم طائی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ابن قنن اور ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، قبضہ بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۳۹ قیس بن حارث

ابن حذار اسدی، بعض کا قول ہے: حارث بن قیس ہیں، اسی طرح اس میں تردد ہے، دوسرا قول زیادہ بہتر ہے کیونکہ وہ جمہور کا قول ہے۔ پہلے قول پر احمد بن ابراہیم دورق اور ایک جماعت نے اعتماد کیا ہے۔ دوسرے قول پر امام بخاری، ابن سکین وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

ابن حبان کا قول ہے: قیس بن حارث اسدی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی حاتم نے انہی الفاظ میں کہا، فرماتے ہیں: میں اسلام لایا اور میری آٹھ بیویاں تھیں..... (الحديث) ان سے حمیضہ بن شمر دل نے روایت کیا اھ۔ حارث بن قیس میں حدیث گزر چکی ہے۔

۴۱۴۰ قیس بن حارث عدانی

جہاد کے بارے میں ان کی حدیث ہے، ابن عساکر نے بحوالہ حاکم ذکر کیا ہے کہ وہ عمر رسیدہ صحابی تھے، احتمال ہے کہ وہ بعد

تجريد (۱۸/۲) تجريد (۱۸/۲) السيرة النبوية (۸۸/۲)

اسد الغابہ (۴۳۲۵) استيعاب (۲۱۴۷) تجريد (۱۸/۲) استيعاب (۲۱۴۸) تجريد (۱۸/۲)

ابوداؤد (۲۲۴۱) ابن ماجہ (۱۹۵۲) تجريد (۱۹/۲)

والے ہوں کیونکہ بنو عدنانہ تمیم کی شاخ ہے۔

۴۱۵۱) قیس بن حارث بن عدی

ابن خشم بن مجعد بن حارثہ انصاری، براء بن عازب کے چچا ہیں۔ ابو عمر* نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں یمامہ کے دن شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: ابن شامین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے، بعض کا قول ہے: وہ اُحد میں شہید ہوئے، قیس بن مخزوم میں ان کے بارے میں آئے گا۔

۴۱۵۲) (ز) قیس بن حارث بن یزید

بن ثعلب بن حبان، ابن اسحاق* نے وفد بنو تمیم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عطار بن حاجب کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن سعد* نے بحوالہ واقدی ذکر کیا ہے کہ متفق تمیمی کے چچا زاد ہیں، اسی طرح بغوی نے ابن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے، لیکن انہیں قیس بن حارث کے ساتھ ملا دیا ہے، جو اس حدیث کے راوی ہیں: ”اللہ تعالیٰ محافظوں کے محافظ پر رحم کرے“۔ میرے خیال میں یہ کوئی اور ہیں۔

۴۱۵۳) (ز) قیس بن حارث*

بنو تمیم سے ہیں، بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق سعید بن عبد الرحمن مسنداً ذکر کیا ہے کہ مجھ سے صالح بن محمد نے بحوالہ قیس بن حارث نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ محافظوں کے محافظ پر رحم کرے“۔* میرا خیال ہے کہ وہ تابعی ہیں، آخری قسم میں ان شاء اللہ تعالیٰ دوبارہ ان کا ذکر ہوگا۔ ہم نے مذکورہ حدیث حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کی ہے جو ان کی روایت سے میرے ہاں بحوالہ صالح بن محمد ہے۔ فرماتے ہیں: عن عمر، عن عقبہ بن عامر، اسی طرح اسے اسد بن مویٰ نے بحوالہ دراوردی روایت کیا ہے، وہ محفوظ روایت ہے۔ ابن عساکر نے مذکورہ حدیث قیس بن حارث غامدی مذحجی کے سوانح میں جو سلمان اور ابوسعید سے روایت کرتے ہیں، اس میں بعد ہے۔ بغوی کی روایت میں ان قیس بن حارث کاتب نہیں ہے۔

۴۱۵۴) قیس بن ابی حازم*

زنجری نے ربیع الاربار میں کہا ہے کہ وہ اعرابی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہیں بخار تھا، اس نے کہا: بوڑھے شخص کو تیز بخار ہے کہ جو اسے قبروں کی زیارت کرا رہا ہے۔

یہ حدیث صحیح میں ہے اس میں اس کا نام نہیں ہے، اسے بخاری نے حدیث ابن عباس سے نقل کیا ہے، طبرانی نے اسے حدیث شریحیل سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے ہمارے پاس ایک اعرابی آیا اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ!

* استیعاب (۲۱۴۹) تجرید (۱۹/۲) * استیعاب (۳۴۶/۳) * السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴) * طبقات الکبریٰ (۴۳۱۷)

* اسد الغابہ (۴۳۲۸) * ابن ماجہ (۲۷۶۹) سنن دارمی (۲۰۳/۲) السنن کبریٰ (۱۴۹/۹)

* اسد الغابہ (ت: ۴۳۳۱) الاستیعاب (ت: ۲۱۵۰) تجرید اسماء الصحابة (۱۹/۲)

بوڑھے شخص کو تیز بخار ہے جو اسے قبریں دکھا رہا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کفارہ یا پاکیزگی ہے۔“ اس نے اپنی بات دہرائی، دوبارہ پھر یہی کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم نہ مانو تو جیسا تم کہتے ہو ویسا ہی ہے۔ اللہ نے جو فیصلہ کیا ہے وہ ہو کر رہنے والا ہے۔“ فرماتے ہیں: شام تک وہ شخص فوت ہو گیا۔ *

میں کہتا ہوں: اگر زختری کا قول ثابت ہے تو وہ قیس بن ابوحازم بجلی جو مشہور تابعی ہیں، کے علاوہ ہیں جن کا ذکر آگے قسم ثانی اور ثالث میں آ رہا ہے۔

۴۱۵۵) قیس بن حازم منقری *

ابوموسیٰ کا قول ہے: امام بخاری رحمہ اللہ نے بقول بعض ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۵۶) قیس بن حذافہ *

ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی۔ ابن اسحاق * نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح واقدی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اس کے بعد مکہ آ گئے، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ابو نعیم نے بطریق ابراہیم بن سعدہ بحوالہ محمد بن اسحاق نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن حذافہ اور قیس بن عبداللہ نے حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی۔

۴۱۵۷) قیس بن جریر *

ابن عمرو بن جعد بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن انصاری۔ اُحد میں شریک ہوئے اور یمامہ میں شہادت پائی۔ یہ عدوی کا قول ہے، فرماتے ہیں: وہ ابو عبید کے بھائی ہیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۵۸) (ن) قیس بن حذیم

ابن جرثومہ نہدی، سیف اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں فتح قادسیہ میں بنو نہد کی پیادہ فوج کا امیر بنایا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

کئی مرتبہ پہلے گزر چکا ہے کہ فتوح کے زمانے میں وہ صرف صحابہ کو امیر بناتے تھے۔

۴۱۵۹) قیس بن حسحاس *

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ بخاری نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، اسے ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کے بھائی عبداللہ بن خشخاش کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے کہ وہ نقطوں کے ساتھ ہے۔

* المعجم الكبير (۳۰۶/۷) مجمع الزوائد (۳۸۳۳) * اسد الغابہ (۴۳۳۲) تجرید (۱۹/۲)

* اسد الغابہ (۴۳۳۳) استیعاب (۱۲۵۱) تجرید (۱۹/۲) * السيرة النبوية (۲۵۹/۱)

* تجرید (۱۹/۲) * اسد الغابہ (۴۳۳۷) استیعاب (۲۱۵۴) تجرید (۱۹/۲)

ابن شاہین نے بغیر نقطوں کے اس کا ذکر کیا ہے، ابن حبان کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۴۱۶۰ قیس بن حصین

ابن قیس بن عمرو جدی، نابذہ کے نام سے مشہور ہے، اسی طرح ابن قانع نے ان کا نسب بیان کیا ہے، کئیوں میں ان کے سوانح آئیں گے۔

۴۱۶۱ قیس بن حصین

ابن یزید بن شداد بن قحان، ذی النصرۃ مازنی، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ ابن حبان اور دارقطنی کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ مدح سے ہیں۔ ابن شاہین نے بطریق مدائنی، بحوالہ ابوریحانہ وغیرہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بنو حارث اسلام لائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں وفد کی صورت میں بھیجا، ان میں قیس بن حصین بن ذی النضر، یزید بن عبداللہ بن عبدالمدان، شداد بن عبداللہ، عبداللہ بن قراہ، یزید بن حجل، عمرو ابن عبداللہ ہیں، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: جب وہ وفد میں آئے اور حق کی گواہی دی، نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جس چیز سے تم لوگوں پر غالب آتے ہو اور انہیں دباتے ہو؟“ انہوں نے کہا:

”ہم اتنے کم نہیں کہ ذلیل ہوں، نہ اتنے زیادہ ہیں کہ آپس میں حسد کریں اور پھر ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دیں، ہم اکٹھے رہتے ہیں، جدا جدا نہیں ہیں، ہم کسی پر ظلم کی ابتدا نہیں کرتے، تکلیف کے وقت صبر کرتے ہیں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے سچ کہا۔“

ابن اسحاق کا قول ہے: قیس کے والد حصین، بنو حارث کے سو (۱۰۰) سال تک سردار رہے، ان کے چار بیٹے تھے، انہیں فوارس ارباع کہا جاتا تھا، وہ لوگ جب جنگ میں شریک ہوتے تھے، ہر ایک چوتھائی جنگ اپنے حصے میں لے لیتے تھے۔ جب قیس وفد میں آئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم پر سرداری کی تحریر لکھ کر دی۔

۴۱۶۲ قیس بن خارجہ

بنو، باوردی اور طبرانی رحمہما اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے یا نہیں۔ انہوں نے اور مطین وغیرہ نے بطریق بقیہ، بحوالہ قیس بن خارجہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے لایینی باتوں سے روکا ہے۔

اسد الغابہ (۴۳۳۴) استیعاب (۲۱۵۲) تجرید (۱۹/۲) السیرۃ النبویہ (۱۸۳/۴)

السیرۃ النبویہ (۱۸۳/۴) اسد الغابہ (۴۳۳۵) تجرید (۱۹/۲)

۶۱۶۳ قیس بن خالد رازی

واقدی کا قول ہے: عقبی، بدری ہیں۔ اسی طرح تجرید میں ہے۔

۶۱۶۴ قیس بن خرشہ قیس

بنو قیس بن ثعلبہ سے ہیں، طبرانی اور کئی ایک نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بطریق حرمہ بن عمران نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے یزید بن ابی حبیب کو محمد بن یزید بن زیاد ثقفی سے بیان کرتے سنا کہ قیس بن خرشہ اور کعب ذوالکناہین اکٹھے روانہ ہو کر صفین پہنچے۔ کعب تھوڑی دیر ٹھہر کر کہنے لگے: لا الہ الا اللہ اس جگہ مسلمانوں کا اتنا خون بہایا جائے گا جتنا کسی اور جگہ نہیں بہایا گیا۔۔۔۔۔ (حدیث) تو محمد بن یزید نے کہا: قیس بن خرشہ کون ہیں؟ تو قیس کا ایک شخص ان سے کہنے لگا: کیا آپ انہیں نہیں جانتے؟ وہ تو آپ کے علاقے کے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: قیس بن خرشہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا: میں اس پہ جو آپ لے کر آئے اور ہمیشہ حق کہنے پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تم یہ ایسا شخص مامور ہو جائے جس کی موجودگی میں تم حق کو قائم نہ رکھ سکو۔ تو قیس نے کہا: میں آپ سے جس چیز پہ بیعت کر رہا ہوں، اللہ کی قسم! اسے ضرور پورا کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تب تمہیں کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

فرماتے ہیں: حضرت قیس، زیاد اور اس کے بیٹے عبداللہ کو برا کہتے تھے۔ اس نے ان کی طرف عبداللہ کو بھیجا، اس نے کہا: کیا تم وہی ہو جو دعویٰ کرتے ہو کہ وہ تمہیں کچھ نقصان نہیں دے سکتا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آج تم ضرور جان لو گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو، مزادینے والے کو میرے پاس لاؤ۔ فرماتے ہیں: حضرت قیس گر پڑے اور وفات پا گئے۔ اس کے راوی ثقات ہیں، لیکن سند منقطع ہے اور ایک شخص کا نام نہیں لیا گیا۔

اسے ابن عبدالبر نے مذکورہ طریق سے نقل کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے: حضرت قیس رضی اللہ عنہ غصے ہوئے، پھر فرمایا: اے ابواسحق! تمہیں کیا معلوم؟ یہ وہ غیب ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ خاص کیا ہے۔ کعب فرماتے ہیں: زمین میں جو چیز بھی ہے، وہ تورات میں لکھی ہوئی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا ہے۔

محمد بن یزید فرماتے ہیں: قیس کون ہے؟ پھر ان کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: عبید اللہ بن زیاد کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: کیا تم وہی ہو جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ کون جھوٹ گھڑتا ہے، اس نے کہا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: جس نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت پر عمل ترک کر دیا، اس نے کہا: ”وہ کون ہے؟“ انہوں نے فرمایا: تو اور خیر باپ اور جس نے تم دونوں کو امیر بنایا، پھر باقی حدیث ذکر کی۔

تجرید (۱۹/۲) اسد الغابہ (۴۳۳۶) استیعاب (۲۱۵۲) تجرید (۱۹/۲) استیعاب (۳۴۸/۳)

المعجم الكبير (۸۷۸/۱۸) مجمع الزوائد (۲۶۵/۷) جامع المسانید (۴۲۴/۱۰)

۴۱۶۵ قیس بن خشخاش

نقطوں کے ساتھ، بے نقط گزر چکا ہے۔

۴۱۶۶ قیس بن خلیفہ طرانفی

زید انیل کے ساتھ وفد میں آئے، قہیصہ بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۶۷ قیس بن دینار

بعض کا قول ہے: وہ عدی بن ثابت کے دادا کا نام ہے، جنہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا۔

۴۱۶۸ (ن) قیس بن ربیع انصاری

مرد نے کامل میں بغیر اسناد ذکر کیا ہے۔ یہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کی طرف تلوار بھیگی اور کہا: اسے لے لو، یہ اچھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سنا تو فرمایا: ”اگر تم نے صحیح جنگ لڑی ہے تو تمہارے ساتھ ساک بن خربہ، ہبل بن حنیف، حارث بن صمد، قیس بن ربیع نے بھی اچھی جنگ لڑی ہے۔“

یہ سب لوگ انصار میں سے ہیں۔ حدیث کو نقل کیا ہے، اس میں قیس بن ربیع کا ذکر نہیں ہے۔

۴۱۶۹ قیس بن ربیع

دوسرے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کے طریق سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ایسا لگتا ہے وہ موضوع ہے۔ پھر بطریق علی بن موسیٰ رضی اللہ عنہ، ان کے آباؤ اجداد سے، ایک کے بعد ایک، یہاں تک کہ سند حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کوئی چیز عرب کے قبیلوں میں سے ذوی اضغان کے پاس بھیجی، تاکہ ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے۔ ان میں ایک بہت بوڑھا قیس بن ربیع نامی شخص تھا، انہوں نے اسے تھوڑا دیا تو وہ ناراض ہوا اور جھوکی، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس معذرت کرنے کے لیے آیا، اس نے یہ شعر کہے:

”ذوی اضغان کے قبیلے کے دل آپ کے اچھے سلام کو برا بھلا کہتے ہیں، لوگوں میں فساد اور چغل خوری کی اصلاح کر دی جاتی ہے کیونکہ جس چیز کا سننا آپ کے لیے باعث اذیت ہے، وہ بات انہوں نے کہی، آپ کی عدم موجودگی میں وہ نہیں کی گئی۔“

فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ان کے اچھے طریقے سے معذرت کرنے سے خوش ہوئے اور ان سے فرمایا: ”اے قیس! یوں نہ کہو۔“ پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”جو شخص کسی غم زدہ کی، خواہ وہ جھوٹا ہو یا سچا معذرت قبول نہ کرے وہ

اسد الغابہ (۴۳۷۸) تجرید (۱۹/۲) * الکامل (۳۷۷/۳) * مستدرک حاکم (۲۴/۳)

اسد الغابہ (۴۳۴۰) تجرید (۱۹/۲) * اسد الغابہ (۴۹۵/۳)

حوض پہ پینے کے لیے نہیں آئے گا۔“

ابن اثیر نے * اس میں بھی عجیب بات کی ہے، انہوں نے حی ذوالاضغان قبیلے کا نام بنا دیا ہے اور اشعار کا مطلب ظاہر ہے کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

میں کہتا ہوں: حدیث کی اتنی مقدار مذکور ہے، وہ ان کا ایک قول ہے: انہیں حی بن اضمغان کہا جاتا ہے، یہ جملہ اس شیخ کا کلام ہے جس نے ان اشعار کو کہا ہے۔ جس کسی کو اس سے حسد ہونے کا یقین ہو تو اسے چاہیے کہ جو شخص اس سے ڈرتا ہے، اسے سلام کرے اور اسے اچھے کلمات سے جواب دے، تو یہ بات ختم ہو جائے گی۔ رہا اصل واقعہ تو احتمال ہے، صاحب الجہد والہول نے ذکر کیا ہے، وہ جعفر بن شاذان ہیں کہ عامر بن ازور جو ضرار بن ازور کے بھائی ہیں جب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں شعر سنائے کو کہا، انہوں نے یہ اشعار سنائے۔

اہل سیر نے وفد بنو اسد بن خزیمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضری بن عامر نے نبی کریم ﷺ کو یہ اشعار سنائے۔ مذکورہ اشعار کے شروع میں یہ ہے: ﴿

”اگر وہ ناپسندیدگی کے باوجود فساد انگیزی کریں تو ان سے درگزر کریں، اگر وہ آپ سے کوئی بات چھپائیں تو آپ نہ پوچھئے۔“

مرزبانی نے یہ اشعار علاء بن حضری کے نقل کیے ہیں، اور یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ان سے سنا تو فرمایا: ”بعض باتوں میں جادو کا سا اثر ہوتا ہے۔“

۴۱۰ قیس بن رفاعہ واقفی *

بنو واقف بن امری القیس بن مالک بن رؤس انصاری سے ہیں۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اسلام لائے، کانے تھے، ان کا شعر نقل کیا ہے: ﴿

”میں اپنی طرف سے تم لوگوں کو ڈرانے والا ہوں تاکہ روکنے اور ڈرانے پر مجھے ملامت نہ کی جائے، جو میری آگ میں کسی گناہ اور جرم کے بغیر داخل ہو گا وہ کریم کی آگ میں جو دھوکا نہیں دیتا داخل ہو گا۔“

۴۱۱ قیس بن رفاعہ

ابن مہد بن عامر بن عاص بن نیر انصاری، عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: شاعر تھے، اسلام کا زمانہ پایا، اسلام لائے۔ ابن اثیر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عرب کے شعراء میں سے تھے۔ *

میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، ان کے دادا کا نام لکھنے میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے: بنون۔ بعض نے کہا: بہاء۔

۴۱۷۲ قیس بن زید بن حبیب

بن امری القیس بن ثعلبہ بن ذبیان بن عوف بن انمار، ابن کلثی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، سردار تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں بنو سعد بن مالک پر جھنڈا باندھ کر دیا، اسی طرح طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن قحون اور ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۷۳ (ز) قیس بن زید بن عامر

بن سواد بن کعب بن ظفر انصاری ظفری، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔

۴۱۷۴ قیس بن زید بن جبار

جذامی ہیں، ناکل بن قیس شامی کے والد ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس اغری ہیں۔ ابن سکین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن عامر، بعض کا قول ہے: قیس بن زید، صحابی ہیں۔

بخاری اور ابن حبان رحمہما کا قول ہے: قیس جذامی ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بخاری اور بخوی نے بطریق کثیر ابن مرہ، بحوالہ قیس جذامی جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”شہید کو چھ خصلتیں عطا ہوں گی....“۔ (الحدیث)

ابن ابی حاتم کی کتاب میں ہے: قیس جذامی، انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ ان سے عقبہ بن عامر وغیرہ نے روایت کی، ان سے کثیر بن مرہ وغیرہ نے روایت کیا میں نے ایک نسخے میں لکھا ہوا دیکھا: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ واللہ اعلم ابو الحسن نے فرمایا: احمد بن عمیر بن جوصاء حافظ فرماتے ہیں کہ ہم سے منصور بن ولید بن سلمہ بن یحییٰ نے بحوالہ قیس بن زید ابن جبار جذامی نقل کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں بستی پر امیر بنایا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بنو سعد کے صدقات تین مرتبہ لے کر گئے۔ قیس فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے دعا کی، فرمایا: ”اے قیس! اللہ تمہیں برکت دے“۔ پھر فرمایا: ”تم ابو طفیل ہو“۔ قیس کی جب وفات ہوئی تو وہ سو (۱۰۰) سال کے تھے، ان کے سر کے بال سفید تھے، جن بالوں پر آپ ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا وہ بال سیاہ تھے۔ اسی وجہ سے انہیں قیس اغری کہا جاتا تھا۔

اسے ابن مندہ نے بحوالہ احسن، عن احمد بن عمیر، عن ایبہ طویل نقل کیا ہے۔ اسے ابو علی بن سکین نے بحوالہ ابن جوصاء اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ طبقہ اہل فتح میں فرماتے ہیں: قیس بن زید بن جبار بن امری القیس ابن ثعلبہ بن حبیب، جذام تک ان کا نسب بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: سردار ہیں، نبی کریم ﷺ نے جب وہ وفد میں آئے، اپنی قوم کی سرداری کا جھنڈا باندھ کر دیا، ان کے بیٹے ناکل شام میں جذام کے سردار تھے۔

میں کہتا ہوں: جہاں تک مجھے لگتا ہے کہ وہ قیس جذامی کے علاوہ ہیں، احمد اور نسائی رحمہما نے جن کی حدیث نقل کی ہے۔

بخاری رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: شام میں رہائش پذیر تھے، ان کے ہاں ان کی حدیث ہے۔

۶۱۶۵ قیس بن زید

بنو ضبیعہ سے ہیں، اُحد میں شہید ہوئے، ابن اسحاقؒ نے سیرت کبریٰ میں ذکر کیا ہے کہ حارث بن سوید منافق تھا، وہ غزوہ اُحد میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا، جب لوگوں کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے مجذربن زیاد بلوی اور قیس بن زید جو بنو ضبیعہ میں سے ہیں، ان پر حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور مکہ چلا گیا، پھر قصہ نقل کیا۔

اسی طرح کی قیروانی نے ہدایہ کی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابن اسحاق کا حوالہ نہیں دیا، نہ کسی اور کی طرف نسبت کی، ابن ہشام نے تہذیب السیرۃ میں اس سے انکار کیا ہے کہ حضرت قیس بن زید کو حارث نے قتل کیا، اس پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کا اُحد میں شہید ہونے والوں میں ذکر نہیں کیا، وہ عجیب استدراک ہے کہ ان کا ان لوگوں میں ذکر رہ گیا ہے، یا کفار کے ہاتھوں شہید ہونے والوں کے ذکر کو مختصر کیا ہے، یہ دھوکے سے اس شخص کے ہاتھوں شہید ہوئے جس نے اسلام کا اظہار کیا تھا، اصل قصہ نزول آیت کے بارے میں ہے، اسے سنائی نے صحیح سند سے بحوالہ ابن عباس نقل کیا ہے، لیکن اس میں قیس بن زید کا نام نہیں لیا۔ واللہ اعلم

۶۱۶۶ قیس بن زید

بعض کا قول ہے: ابن یزید جھنی، طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق جریر بن ایوب، جو ضعیف راوی ہیں۔ بحوالہ قیس بن زید جھنی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نفل روزہ رکھا، جنت میں اس کے لیے کھجور کا درخت لگایا جائے گا، جس کا پھل انار سے چھوٹا اور سیب سے نرم ہوگا۔“ (الحدیث)

۶۱۶۷ قیس بن سائب

ابن عویر بن عائد بن عمران بن مخزوم، بعض کا قول ہے: ان کے نسب میں عمران کے بجائے عبداللہ بن عمر ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی والدہ راحلہ بنت وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم ہیں۔ ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ حنظلہ خزاعیہ ہیں، مجاہد کا قول ہے: میں نے قیس بن سائب کو فرماتے ہوئے سنا: رمضان کے مہینے میں آدمی فدیہ دیتا ہے، اس میں ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے، میری طرف سے ہر روز ایک مسکین کو ایک صاع دو۔ قیس کا قول ہے: جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ میرے شریک تھے، وہ اچھے شریک تھے، لڑتے جھگڑتے نہیں تھے۔ اسے بغوی اور حسن بن سفیان وغیرہ نے بطریق محمد بن مسلم طائفی، بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے۔ اس ابوشردولابی نے کئیوں میں اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: ابوقیس بن سائب، اسی طرح ان کے ہاں

السيرة النبوية (۱۲۴/۲) * اسد الغابہ (۴۳۴۲) تجرید (۲۰/۲)

المعجم الكبير (۳۶۵/۱۸) مجمع الزوائد (۱۸۳/۳) جامع المسانيد والسنن (۴۶۵/۱۰)

اسد الغابہ (۴۳۴۶) استيعاب (۲۱۵۷) تجرید (۲۰/۲) * المعجم الكبير (۳۶۳/۱۸)

ہے، قیس بن سائب زیادہ صحیح ہے۔ ابن ابی خثمہ کا قول ہے: اصحاب مجاہد نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابراہیم بن میسرہ، جو پہلے گزر چکا ہے اس کا ذکر کیا، ابراہیم بن مہاجر، بحوالہ سائب فرماتے ہیں: اعمش کا قول ہے: عنہ، عن عبد اللہ بن سائب، فرماتے ہیں: صحیح وہی ہے جو ابراہیم بن میسرہ نے کہا۔

ابن ابی حاتم نے علل میں بحوالہ اپنے والد، ابراہیم بن میسرہ اور اعمش کے روایت بیان کی ہے، فرماتے ہیں: سلیمان نے بحوالہ مجاہد فرمایا: سائب بن ابی سائب تھے۔ ابو حاتم کا قول ہے: قیس بن سائب میرے خیال میں وہ عبد اللہ بن سائب کے بھائی ہیں، عبد اللہ بن سائب نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جوان تھے۔

میں کہتا ہوں: شریک ہونے میں کیا صحیح ہے؟ فرماتے ہیں: ان کے بیٹے کا شریک ہونا زیادہ صحیح ہے۔

ابن شاپین نے بطریق مسلم اعمور، بحوالہ قیس بن سائب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب آسمان پر روشنی چھا جاتی تو فجر کی نماز پڑھتے تھے اور زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھتے تھے۔۔۔۔۔ (الحديث) مسلم اعمور ضعیف ہے۔ عبید اللہ بن ابی زیاد نے بحوالہ قیس بن سائب فرمایا: ان کے والدین دودھ بلوتے جب کھن آ جاتا تو اسے برتن میں ڈالتے پھر کہتے: اسے معبودوں کی طرف لے جاؤ۔ فرماتے ہیں: پھر کتا آتا، دودھ پی جاتا اور کھن کھا لیتا، پھر اپنا پاؤں اٹھاتا اور ان پر پیشاب کر دیتا۔

اسے ابوسہل بن زیاد قطان نے اپنے فوائد کے جزء رابع میں نقل کیا ہے۔ طبرانی * نے بطریق یزید بن عیاض اور وہ نہایت کمزور راوی ہے۔ بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے کہ قیس بن سائب بوڑھے ہو گئے، یہاں تک کہ ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال ہو گئی، اور کمزور ہو گئے تو ان کی طرف سے کھانا کھلایا۔

ابن سعد نے بطریق موسیٰ بن ابی کثیر، بحوالہ مجاہد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ آیت میرے مولیٰ قیس بن سائب کے بارے میں نازل ہوئی * وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پر فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا *۔ * مفید بن نعمان رافضی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں نقل کیا ہے کہ قیس بن سائب مخزومی ان دو آدمیوں میں سے تھے، جنہیں فتح مکہ کے موقع پر حضرت ام حانی رضی اللہ عنہا نے پناہ دی تھی۔

۷۱۶۸) قیس بن سعد بن عبادہ *

ابن دہیم انصاری خزرجی، ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، ان کی کنیت میں اختلاف ہے، بعض نے کہا: ابوالفضل، عبد اللہ، اور عبد الملک ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، ان کی والدہ ان کے والد کی چچا زاد ہیں، ان کا نام فکیہہ بنت عبید بن دہیم ہے۔

ابن عیینہ نے بحوالہ عمرو بن دینار فرمایا: قیس صحت مند، خوبصورت اور دراز قد تھے، جب گدھے پر سوار ہوتے تو ان کے پاؤں زمین پر لگتے تھے، واقدی کا قول ہے: بخ، کریم اور بہادر تھے۔

* المعجم الكبير (الحديث: ۳۶۳/۱۸) * سورة البقرة الآية (۱۸۴)

* اسد الغابہ (۴۳۴۸) استیعاب (۲۱۵۸) تجرید (۲۰/۲)

بغوی نے بطریق ابن شہاب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت قیس بنی اللہ کے پاس انصار کا جھنڈا تھا، وہ لوگوں میں سے صاحب رائے تھے، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں گھر ملا، پھر حضرت علی بنی اللہ کی نگرانی میں آ گیا۔ طبرانی کے مکارم اخلاق میں بطریق عروہ بن زبیر مروی ہے، حضرت سعد بن عبادہ فرماتے تھے: اے اللہ! مجھے مال عطا فرما، کیونکہ ہر کام مال سے درست ہوتا ہے۔ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ وہ کھوسا تھے، ان کے چہرے پر داڑھی نہیں تھی۔ فرماتے ہیں: انصار کہتے تھے: ہم چاہتے ہیں کہ قیس بن سعد کے لیے اپنے مالوں سے داڑھی خریدیں، ابو عمرؓ کا قول ہے: اسی طرح شریح اور عبد اللہ تھے، ان کے چہروں پر بال نہیں تھے۔

صحیح بخاری میں بحوالہ انس مروی ہے: قیس بن سعد کو نبی کریم ﷺ کے ہاں محافظ کی حیثیت حاصل تھی۔ بخاری نے تاریخ میں بطریق خرم بن اسد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے قیس بن سعد کو دیکھا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی دس سال خدمت کی تھی، ابو عمرؓ کا قول ہے: جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ عرب کے بہادر تھے، صاحب رائے، باریک بین، شریف، سخی اور بہادر تھے، وہ بلا مقابلہ اپنی قوم کے صاحب شرفات انسان تھے، ان کے والد اور دادا بھی ایسے تھے۔

صحیح میں بحوالہ جابر، حبش العسره کے قصے میں مروی ہے کہ وہ اس لشکر میں تھے۔ وہ اونٹ نحر کرتے اور کھانا کھاتے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے انہیں قرض لینا پڑتا۔ انہیں لشکر کے امیر نے روکا وہ ابو عبیدہ ہیں، بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سخاوت، بیت اللہ والوں کی نشانی ہے۔"ؓ

ہم نے اسے غیلانیات میں روایت کیا ہے، اسے ابن وہب نے بطریق بکر بن سوادہ، بحوالہ ابو حمزہ بن جابر نقل کیا ہے۔ ابن مبارک نے بحوالہ موسیٰ بن ابوموسیٰ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت قیس بن سعد سے تیس ہزار (۳۰۰۰۰) قرض لیا، جب واپس کیا تو آپ نے لینے سے انکار کیا، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے، نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ان کے والد سے جھنڈا لیا اور انہیں دے دیا۔

قیس بن سعد نے نبی کریم ﷺ سے اور اپنے والد سے روایت کی۔ ان سے حضرت انس، ثعلبہ بن ابوما لک، ابو میسرہ، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، عروہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

حضرت قیس بنی اللہ حضرت علی بنی اللہ کے ساتھی تھے۔ ان کے ساتھ جنگوں میں رہے۔ انہوں نے انہیں مصر کا گورنر بنایا تھا۔ امیر معاویہ بنی اللہ نے انہیں اپنے ساتھ ملانا چاہا لیکن وہ حضرت علی بنی اللہ کے ساتھ ہی رہے، چنانچہ انہوں نے حضرت علی بنی اللہ کے ساتھیوں کو ملانا چاہا، یہاں تک کہ ان سب نے محمد بن ابی بکر کی ولایت کو بہتر طور پر پیش کیا، تو آپ نے انہیں مصر کا گورنر بنا دیا۔ قیس وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت علی بنی اللہ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے، پھر حضرت حسن بن علی بنی اللہ کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ حضرت معاویہ بنی اللہ سے صلح ہو گئی پھر قیس مدینہ لوٹ آئے، وہیں مقیم ہو گئے۔

ابن عیینہ نے بحوالہ عمرو بن دینار روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس نے فرمایا: اگر اسلام نہ ہوتا تو میں ایسی چال چلتا کہ عرب اس کا جواب دینے کی طاقت نہ رکھتے۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے: حضرت معاویہ بنی اللہ کی خلافت کے آخر میں مدینہ میں وفات

پائی، ابن حبان کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھاگ نکلے۔ فرماتے ہیں، بعض کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: حضرت خلیفہ اور ان کی پیروی کرنے والوں کا قول صحیح ہے۔

۴۱۷۹ (ن) قیس بن سعد بن عدس

جعدی، وہ نابذہ ہیں، ابن ابی حاتم نے اسی طرح ان کا نام لیا ہے۔ مسند حسن بن سفیان میں ہے کہ ہم سے سفیان نے بحوالہ قیس بن سعد بن عبد اللہ بن جعدہ بن نابذہ بحوالہ جعدہ بیان کیا ہے۔

۴۱۸۰ (ن) قیس بن سعد بن ارقم

ابن نعمان کندی، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے رشتہ دار عدی بن عیسرہ بن زرارہ بن ارقم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان کے بیٹے وہ آخری شخص تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے اہل کوفہ سے ناراض ہو کر کوفہ سے چلے گئے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا اکرام کیا۔

۴۱۸۱ (ن) قیس بن سفیان

ابن ہذیل، ان کے والد سفیان کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی تو ان کے بارے میں شاعر نے کہا: ص
”اگر قیس اپنے راستے پہ چل پڑا ہے تو قیس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کیا ہے، اور سلام پڑھا ہے۔“

۴۱۸۲ (ن) قیس بن سکن

ابن زعوراء، بعض کا قول ہے: سکن اور زعوراء کے درمیان ایک اور قیس ہیں، انصاری ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن ابی حاتم کا قول ہے: میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا: وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن جمع کیا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان لوگوں کے نام میں جنہوں نے قرآن جمع کیا، مروی ہے: ابو زید، انس کا قول ہے: ان کے چچاؤں میں سے ایک ہے، اسے ابو نعیم نے مستخرج میں بحوالہ بخاری، ابن حبان، ابن سکن اور ابن مندہ، اس طریق سے نقل کیا ہے جس سے بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کا نام قیس بن سکن ہے۔ بنو عدی بن نجار سے تھے، ان کی اولاد نہیں تھی، ہم ان کے وارث ہوئے۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی یوم حسر ابی عبید میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تابعین میں قیس بن سکن ابو ابی، کوفی ہیں جو بحوالہ ابن مسعود اور اشعث، عاشوراء کے روزے کے بارے میں روایت کرتے ہیں، مسلم نے ان کی روایت نقل کی ہے،

۷۰ کے بعد وفات پا گئے۔

۷۱۸۳ قیس بن سلع

انصاری، بخاری، ابن سکین اور ابن حبان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بخوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش پذیر تھے۔ ابن حبان کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی۔ ابو عمر کا قول ہے: بعض کا قول ہے: قیس بن سلع۔ ابو عمر کا قول ہے: اس کی کچھ حیثیت نہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے، ابن فتحون نے اس پر تنبیہ کی ہے کہ ابن ابی حاتم نے حرف الف میں، یاء میں سے قیس نامی لوگوں میں اور حرف سین میں یاء میں سے قیس نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دونوں میں مروی ہے: انصاری ہیں، دوسرے قول میں ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اس پر تنبیہ نہیں کی کہ وہ پہلے والے ہیں۔

طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق ابی عاصم، سعد بن زیاد، بحوالہ نافع مولیٰ حسنہ، انہوں نے قیس بن سلع انصاری سے نقل کیا ہے کہ ان کے بھائی رسول اللہ ﷺ سے ان کے بھائی کا شکوہ کیا، انہوں نے کہا: وہ بہت زیادہ مال صرف کرتے ہیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے قیس! تمہارے بھائیوں کا کیا کہنا ہے، وہ تمہارے بارے میں شکوہ کر رہے ہیں۔“ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کھجوروں میں سے اپنا حصہ لے لیتا ہوں اور اسے اللہ کی راہ میں اور اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے قیس! خرچ کرو، اللہ تم پر خرچ کرے گا۔“

طبرانی کا قول ہے: انہوں نے قیس سے اس سند کے علاوہ روایت نہیں کیا، سعد ابو عاصم اس کے روایت کرنے میں متفرد ہیں، وہ بخاری و ترمذی کے ہاں اس طریق سے مختصراً منقول ہے۔

۷۱۸۴ قیس بن سلمہ بن شراحیل

یا شراحیل بن شیطان بن حارث بن اصہب جضی۔ ابن اثیر نے ابن امین کی پیروی کرتے ہوئے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن کلی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے نسب میں ذکر کیا ہے کہ اصہب کا نام عوف بن کعب ابن حارث ہے، فرماتے ہیں: اپنی والدہ ملیکہ کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، اپنے بھائی سلمہ بن ملیکہ کا مرثیہ کے اشعار نقل کیے ہیں: ع

”کئی رونے والی میرے سامنے اپنا بین کرتی ہیں۔ خبردار! میرے کئی بین تمہارے ارد گرد ہیں (اے رونے والی!) تو دیکھ لے، میں نے دیکھا کہ مٹی پاٹنے والا میرے اور اس کے درمیان تھا، اللہ کے لیے میری خوبی ہے۔ اس وقت میرا کیا حال ہوگا۔“

اسد الغابہ (۴۳۰) استیعاب (۲۱۶۰) تجرید (۲۱/۲) جامع المسانید والسنن (۴۳۷/۱۰)

استیعاب (۳۵۳/۳) استیعاب (۳۵۳/۳) تاریخ کبیر (۱۴۱/۷) جامع المسانید والسنن (۴۳۷/۱۰)

تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۲) اسد الغابہ (۴۹۹/۳)

ان کے دادا شراحیل کی حدیث ان کے چچا زاد سلمان بن شامہ بن شراحیل کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ جب ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو ان کی وفات کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: وہ ابن ملیکہ بنت حلوانی جعفیہ ہیں، وہ ان کی والدہ ہیں، ان سے ایک روایت ہے۔ ان کے چچا عبداللہ بن شراحیل شاعر تھے۔

۴۱۸۵ (ز) قیس بن سلمہ بن یزید

ابن مشجع بن مجمع بن مالک جعفی۔ ابن ملیکہ کے نام سے معروف ہیں، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ ابن اشیرؒ نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۱۸۶ قیس بن صرمہ

بعض کا قول ہے: صرمہ ابن قیس، بعض کا قول ہے: قیس بن مالک، ابوصرمہ۔ ایک قول ہے: قیس بن انس، ابوصرمہ، ابن حبانؒ نے قیس بن مالک اور قیس بن صرمہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، حرف صا میں صرمہ بن قیس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۸۷ قیس بن صعصعہ

ابن وہب بن عدی بن غانم بن غنم بن عدی بن نجار انصاری خزرجی، عدوی کا قول ہے: اُحد میں شریک ہوئے، مالک بن صعصعہ کے بھائی ہیں، حدیث معراج کے راوی ہیں جو صحیحین میں بحوالہ انس، ان سے مروی ہے۔

۴۱۸۸ قیس بن ابی صعصعہ

ابوصعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے عقبہ میں اور بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابواسود نے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں لشکر کے ساتھ پر مقرر کیا۔ ابوعبید نے فضائل قرآن میں ان کا ذکر کیا، محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں اور طبرانی وغیرہ نے بطریق حبان بن واسع بن حبان عن ابیہ، عن قیس بن ابی صعصعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ”یا رسول اللہ! میں کتنے دنوں میں قرآن ختم کروں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر پندرہ دنوں میں“۔ فرماتے ہیں: مجھ میں اس سے زیادہ کی طاقت ہے..... (المحدث)

ابن ابی حاتم نے اس قصے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن فرمایا: قیس بن صعصعہ، صحیح ابن ابی صعصعہ ہے، ابن سکین نے دو طریق سے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن صعصعہ، بعض کا قول ہے: ابن ابی صعصعہ، ابن حبان کا قول ہے: قیس بن ابی

اسد الغابہ (۴۳۵۱) اسد الغابہ (۵۰۰/۳)

اسد الغابہ (۴۳۵۴) تجرید (۲۱/۲)

استیعاب (۲۱۶۱) تجرید (۲۱/۲)

المعجم الكبير (۸۷۷/۱۸) مجمع الزوائد (۲۶۹/۲) اسد الغابہ (۵۰۱/۳)

تجرید (۲۱/۲)

صحة، ان کا نام عمرو ہے، عقبہ میں شریک ہوئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں مساقہ پر مقرر کیا تھا، ابن سکین کا قول ہے: ان سے حدیث مروی ہے، ابن لہیعہ اس کے نقل کرنے میں متفرد ہیں۔

۴۱۸۹ قیس بن ابی صلت غفاری

ابن سعد اور طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ دونوں کہتے ہیں: غنیہ میں فروکش ہوئے۔ خندق سے مشرکین کے لوٹ جانے کے بعد اسلام لائے، یہ وہی ہیں حارث بن ہشام جب بدر کے دن بھاگا تو ان کے پاس آیا۔ قیس نے اسے اپنے اونٹ پر سوار کرایا یہاں تک کہ اسے مکہ چھوڑ آئے، پھر دونوں کی اسلام میں سقیا مقام پر ان سے ملاقات ہوئی، تو دونوں نے اسلام کی طرف ہدایت پر اللہ کی تعریف کی دونوں کہنے لگے: ہم نے کئی بار اس راستے میں باطل کے لیے مال ضائع کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاپین کے ہاں مروی ہے: ابوالصلت اسی طرح تجرید میں ہے۔

۴۱۹۰ قیس بن صیفی

ابن اسلت، اسلت کا نام عامر بن جشم بن وائل بن زید بن قیس بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ہے۔ صفی، ابو قیس بن اسلت ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، غربانی اور ابن ابی حاتم نے بطریق عدی بن ثابت نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو قیس بن اسلت وفات پا گئے، انصار کے نیک لوگوں میں سے تھے۔

ان کے بیٹے قیس نے ان کی زوجہ کو نکاح کا پیغام دیا، انہوں نے کہا: میں تمہیں بیٹا سمجھتی ہوں، اور تم اپنی قوم کے نیک لوگوں میں سے ہو، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور آپ سے اس کا ذکر کیا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿یعنی جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا، ان سے نکاح نہ کرو، سوائے اس کے جو پہلے گزر چکا ہے﴾۔ اس کی سند قیس بن ربیع نے بحوالہ اشعث بن سوار روایت کی ہے، وہ دونوں ضعیف ہیں، اس کے باوجود یہ روایت منقطع ہے۔

حصن بن ابی قیس بن اسلت کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ اپنے والد کی جن زوجہ کے ساتھ ان کا قصہ پیش آیا وہ کہیں بہت معن ہیں، اسی طرح ابن کلبی نے ان کا نام لیا ہے، مقاتل نے ان کی مخالفت کی ہے، انہوں نے یہ قصہ قیس کے لیے ذکر کیا ہے۔ ابوالفرج اصہبانی کے ہاں روایت سے یہ وہم ہوتا ہے کہ قیس جاہلیت میں قتل ہوا، انہوں نے ذکر کیا ہے کہ یزید بن مرداس سلمی، عباس ابن مرداس کا بھائی ہے، اس نے قیس بن ابوقیس بن اسلت کو کسی جنگ میں قتل کیا، اس کے چچا زاد عوف بن نعمان بن اسلت نے اس کی دیت کا مطالبہ کیا اور یزید بن مرداس کو موقع پا کر قتل کر دیا، فرماتے ہیں: قیس کے لیے اس کے والد فرماتے ہیں: ﴿اے قیس! اگرچہ تو ہلاک ہو گیا ہے، پھر بھی تو زندہ ہے۔ تیری مہربانیوں سے فقیر محروم نہیں رہتا۔﴾

احتمال ہے کہ یہ واقعہ اسلام میں ہوا، اس کے باوجود قیس کی وفات ان کے والد سے پہلے اس کے مقتضاء کے مانع ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد زندہ رہے۔ اس سے متعین ہوا کہ ان کے کوئی اور بیٹے ہیں یا ابوقیس کوئی اور ہیں۔

ابن کلبی نے یہ اشعار ابوقیس کے لیے نقل کیے ہیں، لیکن اس کے آخر میں فقیہ کے بجائے عدیم فرماتے ہیں، ابن جریج کی روایت میں بحوالہ یونس مروی ہے کہ یہ واقعہ ابوقیس بن اسلت کے ساتھ پیش آیا، جو اپنے باپ اسلت کی بیوی کا مالک بن بیٹھا، اس کا نام سمرہ اُم عبید اللہ تھا، اسے سیف نے اپنی تفسیر میں اس طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح مستغفری نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے، ابو عمر نے یہ ابوقیس کے سوانح میں ذکر کیا ہے، کئیوں میں اس کے بارے میں آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

۴۱۹۱ قیس بن ضحاک

ابن جبیرہ، ابوجبیرہ، بغوی کا قول ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ان کا نام قیس بن ضحاک ہے۔

۴۱۹۲ قیس بن طخفہ

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مدینہ میں رہائش پذیر ہوئے، ابن حبان کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: قیس بن طخفہ، ان سے ان کے بیٹے یعیش نے روایت کی۔ میں کہتا ہوں: طخفہ بن قیس کے سوانح میں اس کے بارے میں اختلاف گزر چکا ہے۔

۴۱۹۳ قیس بن طریف

نبی کریم ﷺ کی بدر کے دن کے بارے میں تعریف کی، اسی طرح تجرید میں ہے، ابن ہشام نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن طریف اشجعی، نبی کریم ﷺ کی تعریف کرتے ہیں اور نبی تفسیر کی جلا وطنی کا ذکر کرتے ہیں: ”وہ ایسے نبی ہیں جن پر اللہ کی طرف سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ ان سے اندازے سے غیب کی کسی بات کا سوال مت کرو، میری زندگی کی قسم اے قریش! تمہارے لیے قلیب ململم میں بڑی عبرت ہے وہ وطن کی طرف سے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کی شریعت والے ہیں، حق نے کوئی نقاب نہیں اوڑھا ہوا۔“

ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۴۱۹۴ قیس بن عاصم

ابن اسید بن جعونہ بن حارث بن عامر بن نمیر بن عامر بن مصعبہ نمیری، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ”اے اللہ! انہیں اور ان کے ساتھیوں میں برکت دے۔“ ابو عبید اور طبری نے ان کا اسی طرح ذکر کیا ہے، قرہ بن دعووس کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، یزید بن نمیر کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ ابن کلبی کا قول ہے: ان کے بارے میں شاعر کہتے ہیں: ”

تجرید (۲۱/۲) * تجرید (۲۱/۲) * تجرید (۲۱/۲) * تجرید (۱۲۴)

اسد الغابہ (۴۳۶۳) * تجرید (۲۲/۲) * اسد الغابہ (۵۰۲/۳)

”اے لوگوں میں سے بہترین انسان کے بیٹے قیس بن عاصم! میں تم تک بڑے کام سے مشقت اٹھا کر تکلیف زدہ ہو کر آیا ہوں۔“

قیس بن عاصم

ابن سنان بن مقر بن خالد بن عبید بن مقاس، ان کا نام حارث بن عمرو بن لعب بن سعد بن زید مناة بن قسیم تیمی منقری ہے، ان کی کنیت ابوعلی تھی۔ ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوطلحہ ہے اور ابو قیسہ ہے، پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔ اس پر بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن ابی حاتم نے اعتماد کیا ہے کہ وہ ابوطلحہ ہے، ابن سعد کا قول ہے: انہوں نے جاہلیت میں شراب کو حرام کر لیا تھا، پھر وفد بنو نمیم میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پھر اسلام لے آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خیمے والوں کا سردار ہے۔“ وہ سردار، سخی تھے، پھر حسن سند سے جسے وہ حسن تک لے گئے ہیں، بحوالہ قیس بن عاصم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، جب میں آپ کے قریب ہوا، فرماتے ہیں: ”یہ خیمے والوں کا سردار ہے۔“۔ پھر حدیث ذکر کی۔

اس میں ہے: انہوں نے قیس سے کہا: ”تم دودھ دینے والے جانور تھے میں کیسے دیتے ہو؟“ قیس نے عرض کیا: میں ہر سال سو (۱۰۰) دودھ دینے والے جانور تھے میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم عاریت پر کیسے دیتے ہو؟“ پھر حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: قیس نے فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو ان کی تھوڑی تعداد اپنے پاس چھوڑ دوں گا۔ حسن کا قول ہے: اللہ کی قسم! انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر ان کی وصیت کا ذکر کیا۔ ابن سکین کا قول ہے: علقندہ بردبار تھے، ان کی اقتداء کی جاتی تھی۔

ابو عمر کا قول ہے: اخف سے کہا گیا: آپ نے بردباری کہاں سے سیکھی؟ فرماتے ہیں: قیس بن عاصم سے، میں نے انہیں ایک دن کرا اور پنڈلیوں سے پٹکا باندھ کر بیٹھے ہوئے دیکھا، ان کے پاس ایک بندھا ہوا اور دوسرا مستول شخص لایا گیا، کہا گیا: یہ آپ کا بھتیجا ہے، اس نے آپ کے بیٹے کو قتل کیا ہے، وہ اپنے بھتیجے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے بھتیجے! تم نے برا کیا، اپنے رب کے گنہگار ہوئے، قطع رحمی کی، اپنے حصے کو ختم کر دیا، پھر اپنے دوسرے بیٹے سے کہا: اے بیٹے! کھڑے ہو، اپنے بھائی کو دفن کرو، اپنے چچا زاد کی مشکلیں کھولو اور اس کی ماں کی طرف اس کے بیٹے کی دیت کے سو (۱۰۰) اونٹ لے جاؤ، وہ مسافر ہے۔

زہیر نے موفقیات میں بحوالہ عبداللہ بن مصعب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قیس بن عاصم سے کہا: تمہیں لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے پہ کس چیز نے آمادہ کیا؟ وہ پہلا شخص تھا جس نے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا تھا، انہوں نے کہا: مجھے یہ خوف ہوا کہ غیر میں ان کی شادی نہ ہو جائے، انہوں نے کہا: اپنا حال بیان کرو، انہوں نے کہا: جاہلیت میں عیسٰی نے کوئی ملامت کا کام نہیں کیا، نہ ہی مجھ پر کوئی تہمت لگی۔ میں ہمیشہ حملہ آور شہسواروں میں، خاندان کی مجلسوں میں اور مجرموں کی حمایت میں رہتا تھا۔ رہا اسلام میں میرا حال تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اپنی پاکی بیان نہ کرو﴾ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ بات اچھی لگی۔

اسد الغابہ (۵۰۲/۳) * اسد الغابہ (۴۳۶۴) تجرید (۲۲/۲) * طبقات الکبریٰ (۲۳/۷)

نسائی (۱۸۵۰) مستدرک حاکم (۶۱۲/۳) مسند احمد (۸۲/۵) معجم الکبیر (۸۷۰/۱۸) مجمع الزوائد (۱۰۸/۳)

سورة النجم الآية (۳۲)

حضرت قیس بنی لہویؓ نے نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں، ان سے ان کے دو بیٹوں حکیم اور حصین نے پوتے خلیفہ ابن حصین، اخف بن قیس، منفعہ بن توام اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

ابن مندہ کا قول ہے: ہمیں علی بن عباس عدی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم سے محمد بن حماد طہرانی نے بحوالہ سماک بن حرب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے نعمان بن بشیر سے فرماتے ہوئے سنا: میں نے حضرت عمر بن خطابؓ کو فرماتے ہوئے سنا اور اس آیت کے بارے میں سوال کیا: ﴿جب زندہ گاڑھی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا﴾۔ ﴿فرماتے ہیں: قیس بن عاصم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: میں نے اپنی آٹھ (۸) بیٹیوں کو جاہلیت میں دفن کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر ایک کی طرف سے غلام آزاد کرو۔“ ﴿انہوں نے کہا: میرے پاس اونٹ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہو تو ہر ایک کی طرف سے ایک اونٹ قربانی کے لیے مکہ بھیجو۔“ ﴿مجھے یہ روایت عالی سند سے حدیث طہرانی سے ملی ہے۔

سنن اور مسند احمد میں نبی کریم ﷺ سے ان کی تین احادیث ہیں، ان میں سے ایک کو انہوں نے بطریق خلیفہ بن حصین، بحوالہ ان کے دادا قیس بن عاصم نقل کیا ہے کہ وہ اسلام لائے تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ پانی اور پیری کے پتوں سے غسل کریں، دوسری حدیث کو امام احمد اور نسائی رحمہما نے بطریق حکیم بن قیس، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ پر نوحہ کرنا کیونکہ نبی کریم ﷺ پر نوحہ نہیں کیا گیا..... (الحدیث)

نسائی نے اسے مختصر نقل کیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: اللہ سے ڈرو، اپنے بڑے کو سردار بناؤ، کیونکہ لوگ جب اپنے بڑے کو سردار بناتے ہیں تو ان کے باپ کا نام زندہ رہتا ہے۔ سوال کرنے سے بچو کیونکہ یہ آدمی کی سب سے آخری کمائی ہے..... پھر بقیہ وصیت کا ذکر کیا، یہ نفع دینے والی ہے۔ تیسری روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے حلف میں نقل کیا ہے۔

حضرت قیس بصرہ میں فروکش ہوئے اور وہیں وفات پائی، جب ان کی وفات ہوئی تو عبیدہ بن طیب نے ان الفاظ میں مرثیہ کہا: ﴿

”اے قیس بن عاصم! تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمت ہو جب تک سلامتی مانگی جائے۔“

اس میں وہ کہتے ہیں: ﴿

”قیس کی وفات ایک شخص کی ہلاکت نہیں بلکہ وہ ایک بنیاد ہے جو ہل گئی۔“

ابن حبان کا قول ہے: ان کے تینتیس بیٹے تھے۔

بغوی نے بحوالہ یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ قیس بن عاصم کی کنیت ابو ہر اسہ تھی۔ ابن شاپین نے بطریق مدائنی، بحوالہ ابو معشر اور دوسرے راویوں سے ذکر کیا ہے۔ وفد بنو تمیم سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں قیس بن عاصم، خیم بن بدر اور عمرو بن اہتم آئے، قیس بن عاصم نبی کریم ﷺ کے پاس تھوڑی تاخیر سے آئے، آپ ﷺ سے عقبہ نے کہا: مجھے اجازت دیجئے کہ ان سے جہاد

﴿سورة التكویر الآية (۸)﴾ المعجم الكبير (الحدیث: ۳۳۷/۱۸) مجمع الزوائد (الحدیث: ۱۳۴/۷)

﴿المعجم الكبير (۳۳۷/۱۸)﴾

کروں۔ ان کے مردوں کو قتل کر دوں اور ان کی عورتوں کو قیدی بنالوں۔ آپ ﷺ نے ان سے اعراض فرمایا۔ قیس آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ خیمے والوں کا سردار ہے۔“ پھر وہ آئے اور اسلام لے آئے، آپ ﷺ سے حضرت نعمان بن مقرن نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ یہ میرے ہاں مہمان ٹھہریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں۔“ اسی اثناء میں کہ وہ چلے جا رہے تھے کہ نعمان کے بھائی نے کہا: عتبہ نے بری بات کہی، قیس نے ان سے کہا: اس نے کیا کہا؟ انہوں نے انہیں بتایا، صبح وہ نبی کریم ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا: کیا واپس لوٹنے کا کوئی راستہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ فرماتے ہیں: اگر میرے پاس واپس لوٹنے کا کوئی راستہ ہوتا تو میں عتبہ اور اس کی عورتوں کو ذلیل کرتا۔

۴۱۹۶) قیس بن ابی العاص

ابن قیس بن عدی بن سعید بن سہم قرشی سہمی، ابن سعد نے فتح مکہ کے دن اسلام لانے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوسعید بن یونس کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حنین میں شریک ہوئے، مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں۔ ابن سعد نے صحیح سند سے بحوالہ یزید بن حبیب، انہوں نے اس شخص سے جنہوں نے یہ دور پایا ہے، نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص کو لکھا کہ اپنے یہاں ان لوگوں کو حاضر کرو جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ پھر ان کے لیے سو (۱۰۰) دینار مقرر کرو۔ اپنے لیے اپنی گورنری کی وجہ سے خارجہ بن حذیفہ کے لیے ان کی شجاعت کی وجہ سے، قیس بن ابی عاص کے لیے ان کی ضیافت کی وجہ سے دو۔

ابن یونس نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ یزید بن ابی حبیب نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمرو کی طرف لکھا کہ قیس کو مصر کا قاضی بنادیں۔ یزید کا قول ہے: وہ اسلام کے دور میں مصر کے پہلے قاضی تھے۔ وہ تھوڑا عرصہ قاضی رہے، پھر وفات پا گئے۔ سعید بن عفیر کا قول ہے: دار ابن رمانہ کے سامنے قیس کو حکومت کی طرف سے گھرملا، ابو عمر کندی نے مصر کے قضاۃ میں بطریق حارث بن عثمان بن قیس بن ابی عاص ذکر کیا ہے کہ ان کے دادا قیس ربیع الاول ۲۳ھ میں وفات پا گئے۔

۴۱۹۷) (ز) قیس بن عامر جذامی

ابن زید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۱۹۸) قیس بن عبادہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی حدیث سلیمان بن عبد الرحمن نے بحوالہ قیس بن عبادہ، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خود کشی کرنے والے کے بارے میں روایت کی ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا درست نہیں، ابو نعیم نے ان کی متابعت کی ہے۔

۴۱۹۹ قیس بن عائد احمسی *

ابو کمال، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، بخاری اور ابن ابی حاتم * کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: قبیلہ کے امام تھے، اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۰ (ز) قیس بن عباہ

ابن عبید بن حارث خولانی، بنو حارث بن حارث بن اوس کے حلیف ہیں۔ ابن مسیح نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبقہ اولیٰ میں ان کا شمار کیا ہے۔ عبد الجبار بن محمد بن مہنا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہوئے، اس وقت نو جوان تھے، فتوح شام میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے، اس وقت وہ اذیر عمر تھے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرتے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی۔

۴۲۰۱ قیس بن عبداللہ بن عدس *

جعفی ہیں۔ بعض کا قول ہے: وہ نابغہ کا نام ہے، حرف نون میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۲ قیس بن عبداللہ *

ابن قیس بن وہب بن نفیر بن امری القیس بن معاویہ کندی، نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلی کا قول ہے، رشاطی نے ان کی متابعت کی ہے۔

۴۲۰۳ قیس بن عبداللہ اسدی *

موی بن عقبہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی بیٹی آمنہ، نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعی والدہ تھیں۔ وہ عبید اللہ بن جحش کے رضاعی والد تھے جو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا شوہر تھا، اور حبشہ میں عیسائی ہو گیا تھا۔

ابن سعد * کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ میں اسلام لائے اور حبشہ کی طرف دوسری مرتبہ ہجرت کی، ان کے ساتھ ان کی زوجہ برکہ بنت یسار تھی، مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، اسی طرح ابن ہشام نے بحوالہ ابن اسحاق روایت کیا ہے، بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ بعض نے ان کا نام زقیشا لیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ غلط ہے۔

۴۲۰۴ (ز) قیس بن عبداللہ ہمدانی

بخاری نے اپنی تاریخ میں فرمایا: محمد بن ربیعہ نے بحوالہ قیس بن عبداللہ روایت کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، میں

* اسد الغابہ (۴۳۶۵) استیعاب (۲۱۶۵) * الجرح والتعديل (۱۰۲/۷)

* اسد الغابہ (۴۳۶۸) استیعاب (۲۱۶۷) تجرید (۲۲/۲) * تجرید (۲۲/۲)

* اسد الغابہ (۴۳۶۷) استیعاب (۲۱۶۶) تجرید (۲۲/۲) * طبقات کبریٰ (۲۷۷/۸)

نے اس احتمال کی وجہ سے ان کا یہاں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو سن تیز کو پہنچ چکے تھے، اگرچہ آپ ﷺ سے نہیں سنا۔

۴۲۰۵ قیس بن عبد العزیٰ

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی سزا کو روکتا رہے گا، جب تک لوگ اسے نہیں پڑھیں گے، پھر اپنے خونوں کی بہتری کے لیے اپنے دین کو گھٹانا شروع کر دیں گے جب ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، تم نے جھوٹ کہا۔[❦] اسے ابن مندہ نے بروایت ابوسہیل، بحوالہ انس ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، ان کی سند میں حجاج ابن نفیر ہے اور وہ کمزور راوی ہے۔

۴۲۰۶ قیس بن عبد المنذر انصاری

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں شہید ہوئے، ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿جو اللہ کی راہ میں شہید ہوں انہیں مردہ نہ کہو﴾۔[❦] پھر بطریق ابن کلبی، ان کی تفسیر سے، بحوالہ ابوصالح، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے بارے میں مروی ہے کہ ﴿جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں انہیں مردہ نہ کہو﴾۔ یہ آیت بدر کے شہیدوں کے بارے میں نازل ہوئی، کیونکہ بدر کے شہیدوں کے بارے میں لوگ کہتے تھے: فلاں شخص مر گیا، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی، فرماتے ہیں: اس دن انصار کے آٹھ مسلمان شہید ہوئے، ان میں سے قیس بن عبد المنذر بھی ہیں، ابو نعیم کا قول ہے: صحیح مبشر ابن عبد المنذر ہے۔

۴۲۰۷ (ن) قیس بن عبید

ابن حریر بن عبید انصاری، میامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر ہے۔

۴۲۰۸ قیس بن عبید انصاری

ابو بشیر مازنی، اپنی کثیت سے مشہور ہیں، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۰۹ (ن) قیس بن عدی سہمی

ابن اسحاق نے سیرۃ الکبریٰ میں اور عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں نبی کریم ﷺ نے حنین کی شیموں میں سے تالیف قلبی کے لیے سو (۱۰۰) سے کم اونٹ دیئے۔[❦] واقعہ[❦] نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں سو (۱۰۰) اونٹ دیئے۔ عدی بن قیس سہمی کا ذکر گزر چکا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا وہ ایک ہیں، اور نام بدل گیا یا وہ ہیں۔

❦ اسد الغابہ (۴۳۷/۱) تجرید (۲۵/۲) ❦ جامع المسانید والسنن (۴۴۸/۱۰) اسد الغابہ (۵۰۵/۳)

❦ تجرید (۲۲/۲) ❦ سورة البقرہ الآیۃ (۱۵۴) ❦ مغازی (۹۴۶) ❦ مغازی (۹۴۶)

(۷۲۱۰) (ز) قیس بن ہذیل

قیس بن سفیان میں ان کا ذکر آئے گا۔

(۷۲۱۱) (ز) قیس بن عمرو بن زید

ابن عوف بن مبدول بن مازن انصاری مازنی، طبرانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ہوازن سے ہیں جو انصار کے حلیف ہیں، سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ انہوں نے گھڑ سواروں کے دستے پہ انہیں امیر بنایا تھا، کئی مرتبہ گزر چکا ہے کہ وہ صرف صحابہ کو ہی امیر بناتے تھے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ قیس بن ابی حصصہ ہیں، جن کا ذکر گزر چکا ہے، ابی حصصہ کا نام عمرو ہے۔

(۷۲۱۲) (ز) قیس بن عمرو بن سہل

ابن ثعلبہ بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں جو مشہور تابعی ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس بن سہل، ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسے بیان کیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ بعض کا قول ہے: قیس بن فہد، یہ مصعب زہیری کا قول ہے، اسے ابن ابی حاتم وغیرہ نے ان کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ ابن ابی خثیمہ نے اس میں خطا کی ہے، زیادہ واضح یہ ہے کہ قیس بن فہد، قیس بن عمرو بن سہل کے علاوہ ہیں، اس لیے بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قیس بن عمرو، یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس کے بارے میں مزید قیس بن فہد کی سوانح میں آئے گا۔

واقفی رحمہ اللہ نے قیس بن عمرو بن سہل کو منافقین میں شمار کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ شروع میں ایسا ہو، وہ اسلام پر بہت لمبا عرصہ قائم رہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

ان سے ان کے بیٹے سعید بن قیس، قیس بن ابی حازم، محمد بن ابراہیم تمیمی نے روایت کیا۔ امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے بروایت سعد بن سعید بن قیس، بحوالہ قیس بن عمرو نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صبح کے بعد دو رکعتیں پڑھتے ہوئے، دیکھا تو فرمایا: ”صبح کی چار رکعت ہیں“۔ ترمذی کا قول ہے: ہم اس روایت کو حدیث سعد بن سعید سے پہچانتے ہیں، ابن عیینہ کا قول ہے: عطاء بن ابی رباح نے یہ حدیث سعد بن سعید سے سنی، ترمذی کا قول ہے: محمد بن ابراہیم نے قیس سے نہیں سنا۔

میں کہتا ہوں: احمد نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن سعید سے سنا کہ وہ اپنے دادا کے حوالے سے اسی مفہوم میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ اگر ضمیر عبداللہ کے لیے ہے تو وہ مرسل روایت ہے۔ کیونکہ انہوں نے ان کا زمانہ نہیں پایا، اور اگر ضمیر سعید کے لیے ہے تو اس میں محمد بن ابراہیم ہوں گے ان کی متابعت بھی کی گئی ہے۔ ابن مندہ نے اسے بطریق اسد بن موسیٰ، بحوالہ یحییٰ بن ابیہ، عن جده نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غریب ہے، اسد اس کے موصولاً روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ دوسرے راویوں

ابن الغابہ (۴۳۷۶) استیعاب (۲۱۶۸) تجرید (۲۳/۲)

ابوداؤد (۱۲۹۷) ترمذی (۴۲۲) ابن ماجہ (۱۳۸۷)

کا قول ہے: عن لیث، عن یحییٰ، ان کی حدیث مرسل ہے۔ واللہ اعلم

۴۲۱۳ (ز) قیس بن عمرو بن قیس

ابن زید بن سواد بن مالک بن نجار انصاری خزرجی بخاری، ابن اسحاق * نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے یہ اضافہ کیا ہے: وہ اور ان کے والد دونوں، یہ ابو عمر کا قول ہے، * فرماتے ہیں: قیس کے بدر میں شریک ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد نے ام حرام بنت ملحان کی سوانح میں جوام سلیم کی بہن ہیں، ان کا نکاح عمرو بن قیس سے ہوا، جس سے قیس کی ولادت ہوئی، وہ انس کے خالہ زاد ہیں۔

۴۲۱۴ (ز) قیس بن عمرو بن لبید

ابن ثعلبہ بن ثنان انصاری، عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے، اسی طرح ابن قداح نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن امین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۱۵ (ز) قیس بن عمرو بن مالک

ابن عمیرہ بن لوی، اصغر۔ ابن سلمان بن عمیرہ بن معاویہ بن سفیان ارجبی، ابو زید، ہمدانی نے الاکلیل میں، ہمدان میں اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسے ان سے رشاطی نے بیان کیا ہے۔

۴۲۱۶ (ز) قیس بن عمیر

فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، اسلام لایا، میں نے اپنی قوم کا جھنڈا لیا، آپ ﷺ نے مجھے ان پر امیر بنایا، * پھر میں آیا۔ میرے ساتھ دس (۱۰) بھائی اور چچا زاد تھے، میرے والد ہم میں سب سے زیادہ قاری تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ ہمیں امامت کروائیں، اسے ابن قانع نے نقل کیا ہے، ان کی سند میں علی بن قرین ہیں، وہ متروک ہے۔

۴۲۱۷ (ز) قیس بن غریبہ

ابن اثیر * نے اسے لکھا ہے: زاء کی زیر کے ساتھ ان کے بعدی ثقیلہ ہے، احمسی۔ ابن سکن نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عروہ بن قیس کے والد ہیں۔ یہ وہی شخص ہیں جن سے ابو دائل نے روایت کی، بطریق طارق بن حبیب، بحوالہ قیس بن غریبہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس احمس کے پانچ سو (۵۰۰) افراد میں آئے۔ آپ ﷺ کے پاس حجاج بن ذی اسحق احمسی اپنے قبیلے کے ساتھ آئے، جریر، قیس کے دو سو (۲۰۰) افراد کے ساتھ آئے، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک دوسرے کو آوازیں دینے لگے، آپ ﷺ نے ان کے ساتھ تین سو (۳۰۰) مسلمان انصار اور

* استیعاب (۲۱۶۹) تجرید (۲۳/۲) * السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) * استیعاب (۳۵۶/۳)

* اسد الغابہ (۴۳۷۷) تجرید (۲۳/۲) * تجرید (۲۳/۲) * اسد الغابہ (۵۰۷/۳)

* اسد الغابہ (۴۳۸۰) * اسد الغابہ (۱۳۳/۴)

دوسرے عرب میں سے بھیجے، ان کا یمن میں خشم مقام پر مقابلہ ہوا، مستغفری نے وفد میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے۔ پھر واپس لوٹ گئے، پھر اپنی قوم کو اسلام کی طرف بلایا۔

۴۲۱۸) قیس بن ابی عزرہ

ابن عیسر بن وہب بن حراق بن حارث بن غفار غفاری۔ بعض کا قول ہے: جہنی یا بجلی، بخاری اور ابن ابی حاتم کا قول ہے: غفاری، بعض نے کہا: جہنی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ”اے تاجروں کی جماعت! اس خرید و فروخت میں یہودہ باتیں اور قسمیں کھائی جاتی ہیں لہذا تم اسے صدقے کے ساتھ ملاؤ۔“

اس کے شروع میں ہے: ہم اس کا نام ساسرہ رکھتے ہیں، اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق منصور، بحوالہ قیس بن ابی غرزہ غفاری نقل کیا ہے، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے.... پھر حدیث کا ذکر کیا، اسے اصحاب سنن نے بروایت ابوداؤد ان کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: کوئی ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے: ابن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ مسلم اور ازودی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان سے روایت کرنے میں متردد ہیں اور اسے صحیح قرار دیا ہے، ابوعمر کا قول ہے: ان سے حاکم نے روایت کیا، مجھے معلوم نہیں کہ کیا ان سے سنایا نہیں، دوسرے راویوں نے یقین کیا ہے کہ ان کے حوالے سے روایت مرسل ہے۔

۴۲۱۹) (ن) قیس ابن ام عراك

ارجسی، ہمدان سے ہیں، مرزبانی نے بمعجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، آپ ﷺ نے انہیں اپنی قوم کی طرف بھیجا، وہ اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دیتے، اس پر اضافہ نہیں کیا۔

۴۲۲۰) (ن) قیس بن غنام أنصاری

بعض کا قول ہے: ابوجہر کا نام ہے جنہوں نے کہا: وتر واجب ہیں۔

۴۲۲۱) قیس بن غنیم

جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے، بخاری نے اپنی تاریخ کے نسخہ قدیمہ میں ان کا اسی طرح عنوان قائم کیا ہے، اسی طرح ابن حبان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل بصرہ میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے بیٹے نے روایت کیا۔

میرا خیال ہے وہ قیس ابوعصمہ الآبی ہیں۔ ”ابو“ کی ”ابن“ سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ احتمال ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہوں

اسد الغابہ (۴۳۷۹) استیعاب (۲۱۷۰) تجرید (۲۳/۲) الشوب - الخلط

ابوداؤد (۳۳۲۲) ترمذی (۱۲۰۸) نسائی (۳۸۰۶) ابن ماجہ (۲۱۴۵) مسند احمد (۶۰/۴) مستدرک حاکم (۵/۲)

بیہقی (۲۶۵/۵) مسند ابوداؤد (۳۱۱) المعجم الكبير (۹۰۵/۱۸)

تجرید (۲۳/۲)

جن کی کنیت ان کے والد کے نام کی طرح ہو، پھر مجھے ابن سکن کی کتاب میں قابل اعتماد روایت مل گئی، فرماتے ہیں: قیس بن غنیم، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، ان سے کئی اشعار مروی ہیں، جن میں وہ رسول اللہ ﷺ کا مرثیہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ان سے کوئی روایت کتابوں میں نہیں ملتی، اہل بصرہ میں ان کا شمار ہے پھر غنیم بن قیس تک اپنی سند سے بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرے والد نے جو اشعار کہے میں انہیں بھولا نہیں، پھر اشعار ذکر کئے، حرف عین میں ان کے بیٹے غنیم بن قیس کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

ابو عمر کا قول ہے: قیس بن غنیم اسدی، غنیم کے والد ہیں، کوئی ہیں، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ طبقات ابن سعد میں ایسی بات ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے والد کا نام سفیان ہے۔

۴۲۲۲ قیس بن قارب ضبی

دارقطنی نے افراد میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق جعفر بن زبیر، بحوالہ قیس بن قارب ضبی روایت کی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابن آدم کے گناہوں کا چالیس (۴۰) دن تک مواخذہ نہیں کرتا، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش طلب کرے۔“

اس کی اسناد بہت ضعیف ہے، دوسرے طریق سے بحوالہ جعفر گزر چکا ہے، صحابی کے نام میں اختلاف ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ فروہ بن قیس، ابو خارق۔

۴۲۲۳ قیس بن قبیصہ

عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو موسیٰ نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عبد اللہ البہانی، بحوالہ قیس بن قبیصہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے وصیت نہ کی، اسے مردوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا وہ باتیں کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔“ اس کی سند ضعیف ہے۔

۴۲۲۴ قیس بن قہد

انصاری ہیں، قیس بن عمرو میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابو نصر ابن ماکولا نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان سے قیس بن ابی حازم اور ان کے بیٹے سلیم بن قیس نے روایت کی، بدر میں شریک ہوئے۔ ابن ابی شیمہ کا قول ہے: مصعب زہیری کا خیال ہے وہ یحییٰ بن سعید کے دادا ہیں، انہوں نے اس کے بارے میں خطا کی، کیونکہ وہ ابو مریم کے دادا ہیں جو عبدالغفار بن قاسم انصاری ہیں۔

اسد الغابہ (۴۳۸۲) تجرید (۲۳/۲) * اسد الغابہ (۴۳۸۳) تجرید (۲۳/۲)

جامع المسانید والسنن (۴۵۶/۱۰) اسد الغابہ (۵۰۸/۳)

اسد الغابہ (۴۳۸۴) استیعاب (۲۱۷۱) تجرید (۲۴/۲) * الاکمال (۱۹۰/۲)

میں کہتا ہوں: مجھے مصعب کی دوسری مستند روایت ملی ہے، اسے ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن سعد ابی انی یحییٰ، بحوالہ قیس بن عمرو نقل کیا ہے، وہ ابن قہد ہیں.... پھر حدیث ذکر کی۔

عبدالرحمن کا حال مجھے معلوم نہیں، اگر وہ روایت ان کی اپنی جانب سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اسے مصعب سے لیا ہو، ورنہ وہ اس کے شاہد ہیں، ابو عمر* کا قول ہے: ایسا ہی ہے جو انہوں نے کہا: ان سب نے اس کے بارے میں خطا کی ہے۔ ابن حبان نے عجیب بات کہی ہے، انہوں نے دونوں اقوال کو جمع کیا ہے کہ وہ قیس بن عمرو ہیں اور قہد عمرو کا لقب ہے۔ بغوی نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: قہد کا نام خالد ہے۔ انہوں نے ان کے اور قیس بن عمرو کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابن سکین نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ وہ خولہ بنت قیس جو حمزہ بن عبدالمطلب کی زوجہ ہیں، کے بھائی ہیں۔ ابو نعیم نے بھی عجیب بات کہی ہے: وہ قیس بن عمرو بن قہد بن ثعلبہ ہیں۔ پھر فرمایا: بعض کا قول ہے: وہ قیس بن سہل ہے۔

بخاری* نے اپنی تاریخ میں جید سند سے بطریق ابراہیم بن حمید، بحوالہ قیس بن ابی حازم ان کی حدیث نقل کی ہے کہ مجھے قیس بن قہد نے بتایا کہ ان کا امام کئی دن بیمار رہا، فرماتے ہیں: ہم نے اس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، اسے بغوی نے اس طرح سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ قیس بن قہد سے ان کے علاوہ کسی نے روایت کی ہے، اس کی سند بیان نہیں کی، یعنی نبی کریم ﷺ سے مرفوع ذکر نہیں کیا۔

۴۲۲۵) قیس بن قیس انصاری*

ابن کلبی نے صفین کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر* نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۲۶) قیس بن ابی قیس*

ابن اسلت، ابن صفی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۲۲۷) قیس بن کعب نخعی*

ارطاة کے بھائی ہیں، ارقم کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے بھائی ارطاة کی سوانح میں ہے کہ وہ قادسیہ میں شہید ہوئے۔

۴۲۲۸) (ن) قیس بن ابی کعب

ابن قیس انصاری، کعب بن مالک کے چچا ہیں، شاعر ہیں، ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔

۴۲۲۹) قیس بن کلاب کلابی*

ابن قانع وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر* کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل مصر کے ہاں ان

* استیعاب (۳۵۷/۳) تاریخ کبیر (۱۴۲/۴) * اسد الغابہ (۴۳۸۵) استیعاب (۲۱۸۵) تجرید (۲۴۱/۲)

* استیعاب (۳۶۱/۳) * اسد الغابہ (۴۳۸۶) استیعاب (۲۱۷۲) تجرید (۲۴/۲) * تجرید (۲۴/۲)

* اسد الغابہ (۴۳۸۸) استیعاب (۲۱۷۳) تجرید (۲۴/۲) * استیعاب (۳۵۷/۳)

کی حدیث ہے، ہمیں ان کی حدیث ابن مندہ کی کتاب میں عالی سند سے ملی ہے، بطریق ابن عبدالحکم، بحوالہ سعید بن بشیر قرشی کہ وہ ہمیشہ مسجد میں رہتے تھے، پھر ان کی فضیلت بحوالہ قیس بن کلاب کلابی بیان کی، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ٹیلے کے پیچھے سے لوگوں کو تین باریہ پکارتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور اموال حرام کئے ہیں“۔ (الحدیث) *
ابن قانع کا دعویٰ ہے کہ وہ عطیہ بن قیس کلابی کے والد ہیں جو شامی تابعی ہیں۔ کسی نے ان کی متابعت نہیں کی، سوائے اس کے کہ فضل کلابی نے اپنی تاریخ میں فرمایا: مجھ سے اہل شام میں سے بنو عامر کے ایک شخص نے بحوالہ عطیہ بن قیس بیان کیا۔ وہ تابعین میں سے تھے، ان کے والد صحابی ہیں۔ ۵

۷۲۳۰ قیس بن مالک بن سعد *

ابن مالک بن لؤی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب ارجبی، طبری اور ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے: مجھ سے حبان بن ہانی بن مسلم بن قیس بن عمرو بن مالک بن لؤی ہمدانی پھر ارجبی نے بحوالہ ان کے شیوخ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن مالک ارجبی آئے، وہ مکہ میں تھے، پھر ان کے اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا، ابن ماکولانے * ابن کلبی کے شیخ کا نام حاء کی زیر اور باء کی تشدید سے قلمبند کیا ہے جبکہ اوروں نے حاء کے زیر اور یاء کی تخفیف اور آخر میں راء یعنی حیار لکھا ہے۔

ابن شاپین نے ان کا قصہ بطریق منذر بن محمد قابوسی نقل کیا ہے کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ ہشام کلبی اپنی سند سے نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے کہ ان کی قوم اسلام لے آئی، فرماتے ہیں: قوم کے نمائندے قیس تھے۔ اور اپنی انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا، ان کا عہد اپنی قوم ہمدان کے عربوں اور موالی پہ اور مخلوط لوگوں پہ لازم کیا کہ وہ ان کی بات سنیں گے اور مانیں گے اور ان لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے جب تک نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں، ہمیشہ اللہ کے مال سے تین سو (۳۰۰) فرق جاریہ کو کھانے کے لیے دیں گے۔

ابن مندہ نے بطریق عمرو بن یحییٰ، بحوالہ عمرو بن سلمہ ہمدانی نقل کیا ہے کہ مجھ سے میرے والد نے عن ابیہ، عن جده نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قیس بن مالک کو لکھا: ”تم پر سلامتی ہو، اما بعد! میں تمہیں تمہاری قوم پر عامل مقرر کرتا ہوں۔“۔ (الحدیث) *
وہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جسے ابن شاپین نے ذکر کیا ہے۔

۷۲۳۱ قیس بن مالک بن محسر *

بعض کا قول ہے: سین پہلے ہے، بقول بعض: اس میں مالک نہیں ہے، اسی پر مؤرخین میں سے مرزبانی وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: ابن محل وہ کنانی لیشی ہیں، ابن اسحاق * نے سریہ ام قرقہ فزاریہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلنے

* جامع المسانید والسنن (۵۷/۱۰) (۵۰۹) * اسد الغابہ (۴۳۸۹)

* الاکمال (۷۲/۱) * اسد الغابہ (۵۰۹/۳) * تجرید (۲۴/۲)

* السيرة النبوية (۲۰۰/۴)

والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ قیس اس عورت کے قتل میں شریک تھے، فرماتے ہیں: انہوں نے اسے بہت بری طرح قتل کیا اور نعمان بن سعد کو قتل کیا، یہ رمضان ۷ھ کا واقعہ ہے۔ ابن اسحاق * نے بھی غزوہ موتہ میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سیرۃ کبریٰ میں فرماتے ہیں: حضرت خالد بن ولید نے قیس بن سحر یحمری کو حکم دیا کہ جو کچھ ان سے ہوا ہے اس کی معذرت کریں: ﴿

”جعفر کے بعد دل جوش مار کر موتہ میں رونے لگا، لیکن کسی پانے والے کو مقصد میں کامیابی فائدہ نہیں دیتی۔“

﴿۴۲۳۲﴾ قیس بن مالک بن انس *

مازنی انصاری ہیں، یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ فرماتے ہیں: بعض نے کہا: مالک بن قیس۔ میں کہتا ہوں: قیس بن صرمہ میں گزر چکے ہیں، بغوی نے بحوالہ موسیٰ بن ہارون حمال ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابوصرمہ کا نام: قیس بن مالک بن انس ہے۔ محمد بن حیان کے چچا ہیں۔

﴿۴۲۳۳﴾ (ز) قیس بن محرث انصاری

محمد بن سعد نے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن عمارہ ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو احد کے دن ثابت قدم رہے۔ فرماتے ہیں: جب مسلمانوں نے پیٹھ پھیری، وہ کھڑے ہوئے اور انصار کی ایک جماعت میں مشرکین سے لڑنے لگے، وہ پہلے شہید تھے جنہیں نیزوں میں پرویا گیا، جبکہ انہوں نے ان کے کئی آدمی مار ڈالے تھے، ابن شاہین نے یہ قیس بن حارث میں نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن محمد ابن عمارہ نے قیس بن حارث کے لیے اس قصے کا انکار کیا ہے، یہ قیس بن محرث کے لیے ثابت ہے۔ واللہ اعلم

﴿۴۲۳۴﴾ (ز) قیس بن محسر *

ابن مالک میں ان کا ذکر آئے گا۔

﴿۴۲۳۵﴾ قیس بن محصن *

ابن خالد بن خالد بن عامر بن ذریق انصاری زرقی، ابن اسحاق * نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر * کا قول ہے: بدر اور احد میں شریک ہوئے۔

﴿۴۲۳۶﴾ قیس بن مخرمہ *

ابن مطلب بن عبد مناف بن قصی قرشی مطلبی، ابو محمد ہیں، بعض کا قول ہے: ابوسائب مکی ہیں۔ ان کی والدہ بنت عبداللہ بن

* السیرۃ النبویۃ (۲۰۰/۴) * اسد الغابہ (۴۳۹۰) استیعاب (۲۱۷۴)

* اسد الغابہ (۴۳۹۱) استیعاب (۲۱۷۵) * اسد الغابہ (۴۳۹۲) استیعاب (۲۱۷۶) تجرید (۲۴/۲)

* السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲) * استیعاب (۳۵۸/۳)

* اسد الغابہ (۴۳۹۵) استیعاب (۲۱۷۷) تجرید (۲۵/۲)

الْأَكْبَلُ فِي شَيْبَةِ النَّبِيِّ ﷺ (جلد ۱۲۳)

سبع بن مالک غنویہ ہیں۔ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی سال میں پیدا ہوئے، ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد فرمایا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک سال پیدا ہوئے۔

ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ بن قیس نے روایت کیا، ابن سکین کا قول ہے، حجازی ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، محمد بن اسحاق نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جنہیں تالیف قلب کے لیے مال دیا گیا، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا اسلام سنور گیا۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث قباث کی طرح روایت کیا جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ اور محمد نے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: جامع ترمذی میں ان کی حدیث ہے۔ اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں بطریق محمد بن اسحاق، * بحوالہ مطلب بن عبد اللہ بن قیس بن مخزوم عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ امام الفیل میں پیدا ہوئے، ترمذی نے یہ اضافہ کیا ہے: فرماتے ہیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم کے بارے میں سوال کیا..... پھر حدیث ذکر کی۔ قباث میں گزر چکے ہیں، بعض کا قول ہے: وہ تیز آواز میں سیٹی بجاتے تھے، بیت اللہ کے پاس سیٹی بجاتے تو اس کی آواز غار حراء تک جاتی۔

۴۲۳۷ قیس بن مغلہ *

ابن ثعلبہ بن صغیر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ بن مالک بن مازن بن الحجار الانصاری۔ ان کا موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے ابن شہاب (زہری) سے کہ یہ غزوہ بدر کے شرکاء میں سے ہیں اور غزوہ أحد میں شہید ہوئے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۲۳۸ قیس بن المسحور *

ان کے والد کا نام مسحور یا مسحل ہے۔ ان کا تذکرہ قیس بن مالک کے تحت گزر چکا ہے۔

۴۲۳۹ قیس بن مغبہ

ان کا تذکرہ یزید بن عبد بن معبد کے بیان میں آئے گا۔

۴۲۴۰ قیس بن المكشوح المراری *

ان کا تذکرہ قسم ثانی میں آئے گا۔ ابن عبد البر * نے کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل نہیں ہے اور یہ بھی کہا

* الجرح والتعديل (۱۰۳/۷) السيرة النبوية (۱۳۰/۱) * السيرة النبوية (۱۳۰/۱)

* اسد الغابہ (۴۳۹۴) الاستيعاب (۲۱۷۸) * سيرت ابن هشام (۲۶۳/۲)

* اسد الغابہ (۴۳۹۷) الاستيعاب (۲۱۷۹) * الاستيعاب (۲۱۷۹) * الاستيعاب (۳۵۹/۳)

گیا ہے کہ ان کو شرف صحابیت حاصل ہے، ملاقات اور رؤیت کے ساتھ، اور جس نے کہا ہے کہ ان کو صحبت حاصل نہیں تو اس نے کہا یہ خلافت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے، اور بعض نے کہا کہ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ ابن عبدالبر نے کہا کہ یہ ان صحابہ میں سے ہیں جو فتح نہادند میں شریک ہوئے اور فتوحات میں ان کا خاص ذکر موجود ہے۔

۴۲۴۱ (ن) قیس بن مُلَیْکَہ الجُفَیّی

ان کا تذکرہ قیس بن سلمہ کے بیان میں ہے۔

۴۲۴۲ قیس بن المنتفق

ان کا تذکرہ عبداللہ بن المنفق العقیلی کے بیان میں گزر چکا ہے، حسن بن سفیان نے محمد بن مجاہدہ کے طریق سے مغیرہ یثکری سے انہوں نے اپنے والد صاحب سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو اس میں ایک آدمی تھا اسے قیس بن المنفق کہا جاتا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ بیان کیا میرے لیے رسول اللہ ﷺ نے پس بھیڑ ہوگئی، آپ ﷺ پر تو میں نے کہا یا رسول اللہ..... (الحدیث) ابو موسیٰ نے کہا ہے ان کے نام میں اختلاف ہے اور مشہور قول یہ ہے کہ ان کا نام ذکر کیا گیا۔

۴۲۴۳ قیس بن نُشبہ

(نشبہ نون کے ضمہ اور شین کے سکون کے ساتھ اس کے بعد باء ہے) یہ سلمیٰ ہیں کہا گیا ہے کہ وہ عباس بن مرداس کے چچا ہیں یا چچا زاد بھائی ہیں۔ ابوالحسن مدائنی نے کہا کہ ابن شاپین نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابو معشر نے یزید بن رومان سے انہوں نے اسامہ بن زید لیشی سے انہوں نے اپنے والد سے، اور عبدالرحمن بن ابی الزناد سے انہوں نے اپنے والد سے دوسروں میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے انہوں نے کہا قیس بن نشبہ سلمیٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے غزوہ خندق کے بعد اور کہا میں اپنے چچے اپنی قوم کا قاصد ہوں اور وہ میری اطاعت کرتے ہیں اور میں آپ سے ایسے مسائل پوچھنے والا ہوں جن کو صاحب وحی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پس اس نے آپ ﷺ سے ساتوں آسمانوں اور ان کی مخلوق کے بارے میں سوال کیا کہ ان کا کھانا پینا کیا ہے پس آپ ﷺ نے ان کے سامنے سات آسمان بیان کیے اور فرشتوں اور ان کی عبادت کا ذکر کیا اور زمین کا اور جو کچھ زمین کے اندر ہے اس کا ذکر کیا۔ سو وہ مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا اے بنی سلیم تحقیق میں نے روم و فارس کے حالات سنے اور عرب کے اشعار اور ان کے قصے سنے اور خمیر کی باتیں سنی ہیں اور محمد (ﷺ) کا کلام ان کے کلام سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا، پس محمد (ﷺ) کے متعلق تم میری اطاعت کرو اس لیے کہ تم اس کے ماموں ہو اگر اس کو کامیابی ہوئی تو تمہیں بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور سعادت ملے گی اور اگر معاملہ دوسرا ہوا (یعنی ناکامی کا) تو عرب لوگ تم پر چڑھائی نہیں کریں گے۔ پس میں ان کے پاس اس حال میں گیا کہ میرا دل پتھر سے زیادہ سخت تھا اور میں اسی حالت پر رہا یہاں تک کہ ان کی باتوں سے میرا دل نرم ہو گیا۔

تجريد اسماء الصحابة (۲۵/۲)

مسند احمد (۳۸۳/۶) (۴۷۲/۳) معجم كبير (۵۴۷۸/۶) مجمع الزوائد (۴۳/۱)

اسد الغابہ (۴۴۰/۱) تجريد (۲۵/۲) اسد الغابہ (۵۱۳/۳)

راوی نے کہا کہ کہا گیا ہے کہ ان باتوں کا سائل اصم برعلی تھا، اور اس کا نام عباس ہے۔
 اور ذکر کیا ہے یعقوب بن شیبہ نے ابوالحسن احمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابو حفص سلمیٰ سے اور وہ اقصیٰ بن قیس بن خثعمہ کی
 اولاد سے ہیں، انہوں نے کہا کہ قیس زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے، انہوں نے اپنا اونٹ بیچا خریدنے والے نے ان کا حق مار لیا، تو
 انہوں نے کھڑے ہو کر یہ شعر کہا: **ع**
 ”اے آل فہر! میں اس حرم میں ہوں حرمت کے گھر میں اور اخلاقی کریمانہ میں میرے اوپر ظلم کیا گیا اور ظالم کو
 کسی نے نہیں روکا۔“

راوی نے کہا کہ اس کی خبر عباس بن مرداس تک پہنچی تو انہوں نے ان کی طرف چند اشعار لکھے، ان میں سے ایک یہ ہے: **ع**
 ”اور تو جاہلیت میں اور ہستی والوں سے مدد مانگ اور مل تو ابن حرب کو اور مل تو عباس کو۔“

کہا پس کھڑے ہوئے عباس بن عبدالمطلب اور ان کو ان کا حق دلویا اور کہا میں تیرا مددگار ہوں جب تک تو مکہ میں رہے
 پس قیس اور بنو ہاشم کے درمیان محبت ہو گئی، یہاں تک کہ نبی ﷺ کی بعثت ہو گئی تو قیس آپ ﷺ کے پاس وفد لے کر گئے اور
 انہوں نے کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ اس کے بعد راوی نے ان کے اسلام کا قصہ ذکر کیا اور اس بارے میں شعر کہا۔

صاعد بن حسن ربیع لغوی نزیل اندلس کی کتاب ”الفصوص“ میں میں نے پڑھا ہے ابوعلی القالی، ابن درید سے وہ ابو حاتم سے
 وہ ابو عبیدہ سے وہ بنی سلیم کے ایک شیخ سے کہ مجھ سے حکیم بن عبد اللہ بن وہب بن عبد اللہ بن عباس بن مرداس سلمیٰ نے بیان کیا کہ قیس
 جاہلیت میں خدا رسیدہ انسان تھے، سابقہ کتابوں کا مطالعہ کرتے جب نبی ﷺ کا ذکر سنا تو آپ کے پاس آئے، پوچھا گیا: آپ اللہ
 کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ کا نسب پوچھ کر کہنے لگے: آپ اپنی قوم میں صاحب شرافت انسان ہیں،
 نبوت والے گھر میں ہیں، آپ مجھے کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام کے اہم امور و احکام پیش کیے
 اور انہیں وہ چیزیں بتائیں جن کا آپ حکم دیتے اور جن سے منع کرتے ہیں۔ تو وہ کہنے لگے: آپ تو جن چیزوں کا حکم دیتے ہیں وہ
 واقعی اچھی ہیں اور جن سے منع کرتے ہیں وہ واقعتاً بری ہیں۔ اچھا مجھے بتائیں! یہ (سرگیس نیلی چھت کیا ہے) کل؟ آپ ﷺ نے
 فرمایا: آسمان ہے۔ انہوں نے کہا: (کچھڑ والی چیز) محل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: زمین ہے۔ پوچھا: یہ دونوں کس کی ملک ہیں؟
 فرمایا: اللہ تعالیٰ کی۔ پوچھا: ان دونوں میں سے اللہ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دونوں میں۔ پہلے بھی اسی کا حکم تھا اور پھر بھی اسی کا
 رہے گا۔ کہنے لگے: آپ صادق ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو نبی ﷺ انہیں بنی سلیم کا عالم کہتے تھے۔
 جب کبھی وہ حاضر مجلس نہ ہوتے تو فرماتے: بنی سلیم! تمہارا عالم کہاں ہے؟ قیس بن خثعمہ کے اشعار ہیں: **ع**

”میں نے دین محمد ﷺ کی پیروی کر لی اور اسے اپنی امانت اور دین کے لیے پوری طرح پسند کر لیا، یہ ایسے شخص
 ہیں جن سے میں نے بحث و مباحثہ کر کے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں تو ایک عرصہ سے ان کا منظر
 تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں ہدایت لکھی تھی۔ میری مراد آمنہ کے بیٹے امین ہیں جن کی وجہ سے میں ذلت
 کے عذاب سے سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔“

صاعد فرماتے ہیں: اہل لغت کو آسمان کا نام ”محل“ اسی حدیث سے معلوم ہوا۔

میں کہتا ہوں: ممکن ہے یہ لفظ عربی نہ ہو، اسی بنا پر اہل لغت نے اس کا ذکر نہیں کیا اور نبی ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس کا علم ہوا ہو، اور قیس بن نعیم نے کتابوں میں یہ لفظ پڑھ رکھا تھا۔ ابن سیدہ کا قول ہے کہ ابو عبیدہ نے نقل کیا ہے کہ کل سخت سال کو کہتے ہیں۔

۴۲۴۲ قیس بن نعمان السکونی

اور کہا گیا ہے العسّی، ابن ابی حاتم نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ ان کو شرف صحبت حاصل ہے اور ان کی حدیث کو ثقیین میں روایت کیا ہے، اس کو ابیاد بن لقیط نے انہی سے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہما ہجرت کے ارادہ سے غار کی طرف چلے تو ایک غلام پر گزر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا، اس نے کہا میرے پاس دودھ بیاری بکری کوئی نہیں ہے تو آپ ﷺ نے ایک بکری پکڑی اور اس کے تھنوں پر ہاتھ ملا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دودھ نکالا تو ان دونوں نے پیا، پس اس غلام نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں۔ پس وہ غلام مسلمان ہو گیا۔

اور اس روایت کو طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے اور اس کی روایت مکمل ہے اور بخاری اور حاکم نے مستدرک میں اس کو روایت کیا ہے عبید اللہ بن ابیاد بن لقیط کے طریق سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے کہا بیان کیا ہم سے قیس ابن نعمان نے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن پڑھا تھا کہا میں آیا نبی علیہ السلام کے پاس اور میں نے آپ کو ہدیہ دیا آپ نے اس سے انکار فرما دیا۔ تو اس نے کہا: ہم ایسی قوم ہیں کہ ہدیہ رد کرنا ہمیں شاق گزرتا ہے۔

اور ذکر کیا ہے اس کو ابویعلیٰ بن سکین نے ابن ابی حاتم کی روایت کی طرح اور بخاری رحمہ اللہ نے تفریق کی ہے تاریخ کبیر کے بعض نسخوں میں اس میں جن صاحب نے ہدیہ کی حدیث روایت کی اور فرمایا کہ اس میں ابولید ہیں اور ان میں جن صاحب نے حدیث الغار روایت کی اور دونوں حدیثوں کو ذکر کیا ہے ایک ہی ابیاد بن لقیط کے طریق سے اور وہ ایک ہی شخص ہے بلاشبہ۔

۴۲۴۵ قیس بن نعمان العبّدی

ابولید۔ بغوی نے کہا انہوں نے بصری میں سکونت اختیار کی، پھر بیان کیا عوف الاعرابی کے طریق سے ابی قموص زید بن علی سے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے وفد کے ایک آدمی نے (عوف الاعرابی کے گمان کے مطابق وہ قیس بن نعمان ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھیر (کھجور کے تنے کا بنا ہوا برتن) اور زفت (جس برتن پر تیل وغیرہ مل کر اس کے مسام بند کر دیئے گئے ہوں) میں نہ پیا کرو۔

اور ایسے ہی امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اس طریق سے ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ”قیس ابن نعمان“ کہا عبد اللہ ابن عبد الوہاب نے بیان کیا ہم سے خالد بن الحارث نے انہوں نے سنا ابوقموص یعنی زید بن علی سے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم

اسد الغابہ (۴۴۰۲) استیعاب (۲۱۸۰)

معجم کبیر (۸۷۴/۱۸) مجمع الزوائد (۳۱۳/۸) جامع المسانید (۴۶۳/۱۰) اسد الغابہ (۵۱۳/۳)

اسد الغابہ (۴۴۰۳) تجرید (۲۵/۲)

سے وفد کے ایک آدمی نے، امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کا متن ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ نے دعویٰ کیا ہے کہ بخاری نے اس حدیث کو اور اس کے ماقبل حدیث کو ایک شمار کیا ہے۔

تاریخ بخاری میں جو ہے اس کا خلاصہ بیان کرتا ہوں۔ انہوں نے ان صاحب میں جن سے ایاد بن لقیط روایت کرتے ہیں اور ان میں جن سے ابوالقموں روایت کرتے ہیں فرق کیا ہے۔ ابن مندہ کے الفاظ ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث کو فیوں اور بصریوں سے مروی ہے۔ ان سے ایاد اور زیادہ روایت کرتے ہیں۔ اور ابن مندہ نے ابوالقموں کی حدیث بیان کی جو دوسری سند سے بواسطہ عبداللہ بن عبد الوہاب ان کی سند سے مروی ہے، اس میں فرماتے ہیں: انہوں نے آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کیا جو مجھوروں پر مشتمل تھا، آپ نے فرمایا: عبد قیس! کیا ہی اچھا قبیلہ ہے، اپنی مرضی سے اسلام لائے کسی کے دھمکانے سے نہیں۔ جس نے انہیں ایک شخصیت سمجھا ہے اس کی دلیل ”دونوں حدیثوں میں ہدیے کا ذکر ہے“۔ جبکہ ایسا نہیں کیونکہ پہلی حدیث میں صراحت ہے کہ ان کا ہدیہ واپس کر دیا گیا تھا، خلاف دوسرے کے۔ اور السکونی یمن کے ہیں اور عبد القیس، ربیعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کئی ایک ائمہ حدیث نے ان میں فرق کیا ہے یہی معتبر ہے۔

(۷۲۳۶) (ن) قیس بن نمط

ابن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لؤی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب الہمدانی ثم الارحبی، اس کو ذکر کیا ہے ہمدانی نے انساب حمیر میں۔ اور جو کہا ہے علماء خیر نے کہ قیس بن نمط زمانہ جاہلیت میں حج کے لیے گئے، پس ٹھہرے نبی ﷺ کے پاس اور آپ ﷺ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے تو آپ ﷺ کو نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تیری قوم کے پاس کوئی طاقت (محافظ) ہے؟“ تو قیس نے آپ ﷺ سے کہا ہم عرب کے مضبوط لوگ ہیں اور میں نے اپنے پیچھے ایک شہسوار کو اپنا نائب بنایا ہے جو اطاعت گزار ہے، اس کی کنیت ابویزید ہے اور اس کا نام قیس بن عمرو ہے، آپ اس کے لیے کچھ لکھ دیں تاکہ میں اور وہ آپ کی موافقت کریں۔ راوی نے آگے لمبا قصہ ذکر کیا ہے۔

اور پیچھے قیس بن مالک کا تذکرہ گزر چکا ہے وہ بظاہر اس کا دادا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اشکال ہے، اور جو ظاہر ہے وہ یہ کہ یہ ایک ہی شخص ہے اس کے نام اور نسب میں اختلاف ہوا ہے، اور بعض حضرات نے یہ بھی کہا ہے یہ قصہ جس شخص کا ہے وہ نمط بن قیس ہے اور بعض نے کہا وہ مالک بن نمط ہے۔ واللہ اعلم

(۷۲۳۷) قیس بن ہنام

(نون مشد کے ساتھ) عسکری نے اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ قسم اخیر میں مذکور ہے اور میرا گمان اس کے علاوہ کا ہے۔

(۷۲۳۸) قیس بن الہیثم السلیمی

اور کہا گیا ہے کہ یہ سامی ہیں (سین کے ساتھ) ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے، اور کہا اس کے لیے صحابیت ثابت ہے۔

روایت کیا ان سے عطیۃ الدعاء نے کہ وہ عبدالقاہر بن سری کا دادا ہے، اور ایسے ہی کہا ابن ابی حاتم نے، اور کہا ابن مندہ نے: ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے وُحْدَان میں۔ اور نہیں ذکر کیا اس کے لیے حدیث کو، اور ابو نعیم نے کہا: ذکر کیا اس کو ابو احمد عسّال نے اہل بصرہ کے تابعین میں سے۔

۴۲۳۹) قیس بن ابی ودیعہ *

ابن عمرو بن رفاعہ بن حارث بن سوادہ بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار انصاری بخاری، اور کہا جاتا ہے: وہ قیس بن وہرز فارسی انباری انصار کے حلیف تھے۔ ذکر کیا اس کا حاکم نے اور اس نے لیا محمد بن عباس فضی سے، اس نے محمد بن عبد اللہ قیس سے کہ خبر دی، ہم کو محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم بن عیسیٰ بن قیس بن ابی ودیعہ.... آخر نسب تک۔ کہا: اور بیان کیا ہم کو محمد بن عباس نے، کہا: میں نے سنا ابو اسحق احمد بن محمد سے وہ کہہ رہے تھے: میں نے سنا احمد بن محمد بن داؤد بن مقرن بن قیس بن ابی ودیعہ سے، وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے سنا اپنے باپ سے اور اپنے چچا سے، وہ بیان کرتے ہیں اپنے دادا سے کہ بیان کیا مجھ کو میرے باپ نے اپنے باپ قیس بن ابی ودیعہ سے کہ قیس بن ابی ودیعہ نجران کے عاقب کے ساتھ وفد میں آئے، پھر ان کو اسلام کی طرف دعوت دی، سو عاقب اسلام نہیں لایا، اور چلا گیا، بہر حال قیس بن ابی ودیعہ بیمار ہو گئے اور شہر (مدینہ) میں سعد بن عبادہ کے ہاں مہمان بن کر اقامت اختیار کی۔ پس ان پر اسلام پیش کیا اور وہ اسلام لے آئے اور حضور موت کی طرف گئے اور اسود غسانی کے قتال میں حاضر ہوئے۔ پھر حضور ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ آئے، اور اُن کا شمار ان جوان مردوں میں ہوتا ہے جنہوں نے سیف بن ذی یزن کے ساتھ مل کر حبشہ میں قتال کیا۔ اور اس کے والد کا نام دھرز تھا، اور ابو ودیعہ اس کی کنیت تھی۔ راوی نے کہا کہ وہ حکم بن عمرو غفاری کے ساتھ خراسان آیا، پھر لوٹا، پھر اس میں مُہَلَّب کے ساتھ آیا، پھر بلخ کو وطن بنا لیا، وہیں ان کی آل و اولاد ہے۔ اسی طرح بُہران اور یہ عمر طویل پانے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۴۲۵۰) (ز) قیس بن وہب

ابن وہبان بن ضباب قرشی، عامری۔ اور وہ عبدالواحد بن ابی سعد بن قیس کے دادا ہیں جو عبدالملک بن مروان کے زمانے میں رقبہ کا گورنر تھا۔ اور وہیں وفات پائی اور عبد اللہ بن قیس رقیات نے ان کا مرثیہ کہا ہے، اور وہ اس کے قبیلہ میں سے تھے: ص
”اے جزیرے میں زمانہ گزر جانے کے بعد قبیلہ عس کے بہترین شخص! اور عبد الواحد فوت ہو گیا۔“
زیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۵۱) قیس بن وهرز الفارسی قریب میں جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۲۵۲) قیس بن یزید الجہنی قیس بن زید کے تذکرے میں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۲۵۳ قیس بن زید

ذکر کیا اس کو ابواسلمی المستملی نے اہل بلخ کے طبقات میں، اور وہ عباس بن زیناب کے طریق سے لائے۔ وہ اپنے باپ سے وہ ضحاک سے، وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا تک بن قیس سے، وہ اپنے باپ قیس بن یزید سے۔ کہا: اور میں وادی سج میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، پھر میں اسلام لایا اور میں نے بیعت کی اور مجھ کو ایک خط لکھ کر دیا۔ اور مجھ کو ایک عصا (ڈنڈا) دیا، پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا، اور ان کو اسلام کی دعوت دی، پھر وہ پہاڑ پر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ کہا جاتا ہے اس کے بارے میں کہ وہ سلمان جی ہوتے ہیں۔

۴۲۵۴ قیس الانصاری

کہا جاتا ہے وہ عدی بن ثابت کے دادا کا نام ہے، اور تحقیق اس میں اختلاف کا بیان گزر چکا ہے، اور اس سے درنگی کا بیان ثابت بن قیس کے ترجمہ میں ہے (ثابت حرف ثاء کے ساتھ ہیں)۔

۴۲۵۵ قیس التمیمی

ذکر کیا ان کا بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں، اور لیا قیس بن ربیع کے طریق سے انہوں نے جابر جعفی سے۔ انہوں نے مغیرہ بن شبل سے، انہوں نے قیس نخعی سے، کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ...
بغوی نے کہا: اس کے ذریعے قیس بن ربیع تھا ہو گئے (منفرد ہو گئے)۔

میں کہتا ہوں: وہ اور اس کا شیخ دونوں ضعیف ہیں۔ اور کہا ابن سکین نے: اس کی حدیث لی گئی ہے جابر جعفی سے، اور وہ ثابت نہیں اور ذکر کیا اس کو ابن عبدالبر نے اس اسناد کے ساتھ اور اس سے ایک دوسری خبر میں ہے کہا: مجھے جریر نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وفد کی شکل میں بھیجا۔

۴۲۵۶ قیس الجذامی

ذکر کیا ان کو بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے، اور لیا کثیر بن مرہ کے طریق سے۔ اس نے قیس جذامی سے۔ وہ ایسے آدمی ہیں جن کے لیے صحبت یعنی صحابیت کا شرف ہے، کہا قیس جذامی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہید کو چھ مرتبہ دیئے جائیں گے۔ اور لیا احمد اور نسائی نے کثیر بن مرہ کے طریق سے، انہوں نے قیس جذامی سے، انہوں نے عقبہ بن عامر سے بطور حدیث کے اور تحقیق امام بخاری کا کلام گزر چکا ہے اور ابن ابی حاتم کا کلام قیس بن زید جذامی کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اور میرے لیے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بے شک وہ اس کا غیر ہے۔ اور بے شک وہ راوی جو عقبہ سے روایت کرنے والے ہیں، انہوں نے اس کے باپ

اسد الغابہ (ت: ۴۳۲۰) * اسد الغابہ (ت: ۴۳۲۲) الاستیعاب (ت: ۲۱۹۶)

معجم کبیر (حدیث: ۹۳۶/۱۸) مجمع الزوائد (حدیث: ۱۲۹/۵) جامع المسانید (۴۷۰/۱۰)

استیعاب (۳۶۱/۳) * اسد الغابہ (ت: ۴۳۲۶) الاستیعاب (ت: ۲۱۸۷)

مسند امام احمد (حدیث: ۲۰۰/۴)

کے نام میں اختلاف کیا ہے، سو بعض حضرات نے کہا وہ عامر ہے اور بعض نے کہا زید ہے اور بعض نے کہا زید ہے اور بے شک زید کا بیٹا اس کا غیر ہے، جیسا کہ اس کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

۴۲۵۷ (ز) قیس الجعدی

وہ فصیح ہیں، اختلاف کیا گیا ہے ان کے باپ کے نام میں، اور عنقریب اس کا ترجمہ ”نون“ میں آئے گا۔

۴۲۵۸ (ز) قیس الخزاعی

یا اسلمی۔ لائے اس کو مستغفری اور ابو موسیٰ اپنے طریق سے، پھر لیا مسلم بن ابراہیم کی روایت سے۔ اس نے ام اسود خزاعیہ سے، اس نے ام نائلہ خزاعیہ سے، اس نے بریدہ بن حصیب اسلمی سے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک آدمی کے بارے پوچھا جن کا نام ”قیس“ تھا اور فرمایا: اس کو زمین قرار نہیں دے گی۔ پھر جب وہ زمین میں داخل ہوا تو ٹھہرا نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں: نہیں ہے اس میں وہ جو دلالت کرے اس بات پر کہ بے شک وہ مسلمان تھا۔

۴۲۵۹ (ز) قیس الغضاری

ابو الصلت۔ ان کا تذکرہ صلت کے ذکر کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

۴۲۶۰ قیس الکلابی *

عطیہ بن قیس کے والد، ان کی حدیث سنن نسائی میں آئی ہے۔ اور عنقریب اس کا بیان قسم رابع میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۴۲۶۱ (ز) قیس الہمدانی

ذکر کیا ان کا تجرید میں * اور سکھایا ان کو علامہ قحی بن مخلد نے۔

۴۲۶۲ قیس، والد غنیم

المازنی یا الاسدی۔ ذکر کیا ان کا ابن ابی حاتم نے اور کہا کوئی میں جن کے لیے شرف صحابیت ثابت ہے۔ روایت کیا اس سے اس کے بیٹے نے، اور ابو عمرو نے اس کی مثل کہا۔ اور بغوی نے کہا: نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، اور ابن سکین نے کہا: وہ صحابی ہیں اور ان کی نبی کریم ﷺ سے کوئی روایت نہیں۔

اور بخاری اور بغوی نے عاصم احول کے طریق سے لیا ہے، اس نے غنیم بن قیس سے، کہا غنیم نے: میں نے اپنے باپ سے چند کلمات سنے جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی وفات مبارک پر کہے اور وہ یہ ہے: **ع**
”سنو! میرے لیے محمد ﷺ کی مخالفت کی بناء پر ہلاکت ہے، میں آپ کی زندگی میں گویا اپاچ تھا (کہ ملنے نہ

* دلائل النبوة (حدیث: ۲۴۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۳۸۸) الاستیعاب (ت: ۲۱۷۳)

* تجرید (۱۲۵)

آسکا) میں اپنی رات کل آئندہ تک امن وامان سے گزارتا تھا۔
 ذکر کیا اس کا قیس کے ترجمہ میں، اور میں نے پرانے نسخہ میں قیس بن غنیم کا ذکر پایا ہے، اور تحقیق اس کی طرف میں نے
 ماقبل میں اشارہ کر دیا ہے۔

۴۲۶۳ قیس، والد محمد

ذکر کیا ان کا طبرانی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں، اور لیا ابن جریر کے طریق سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عثمان بن
 محمد بن عقیس سے، کہا میرے باپ نے میرے ہاتھ میں کوڑا دیکھا جس کی لنگن نہ تھی.... پھر کہا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک
 آدمی سے فرمایا تھا: ”اپنے کوڑے کی لنگن اچھی سی بناؤ، اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال و اچھائی کو پسند کرتا ہے۔“ اسی طرح لائے اس
 کو ابو نعیم طبرانی سے اور اتباع کیا ان کا ابو موسیٰ نے، اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ حدیث محمد بن قیس کی روایت سے ہے۔ وگرنہ دادا پر
 باپ کا اطلاق کرنا بڑے گا۔ پھر حدیث ہوگی عثمان بن قیس کی روایت سے، اور میں نے ایک پرانے نسخہ میں عثمان اور محمد کے
 درمیان ضبہ کو دیکھا، گویا کہ وہ عثمان سے روایت کرتے ہیں، جو محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں، جو اپنے باپ سے روایت
 کرتے ہیں۔

۴۲۶۴ (ن) قیس

بعض حضرات نے کہا: وہ اس ابو محمد کا نام ہے جو کہتا تھا کہ وتر واجب ہے، اور اختلاف کیا ہے اس کے اور اس کے باپ کے
 نام میں۔

۴۲۶۵ (ن) قیس

بعض حضرات نے کہا: یہ اس اسرائیل کے باپ کا نام ہے جس نے دھوپ میں پیدل حج کیا، اور تحقیق اختلاف کیا ہے اس
 کے نام میں، اور عنقریب ان کا ذکر کئیوں میں آئے گا۔

۴۲۶۶ (ن) قیس

محمد بن اُحِث کا دادا، لیا مستغفری نے محمد بن قیس کے طریق سے اس نے محمد بن اُحِث بن قیس سے، اس نے اپنے باپ
 سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، اسی طرح اس میں یہ ہے کہ اس نے حدیث بیان نہیں کی، ابن اثیر نے
 کہا: میں اس کو کندی گمان کرتا ہوں۔
 میں کہتا ہوں: اگر وہ اسی طرح ہو تو اس کے لیے صحابیت کا شرف نہیں ہے اور نہ روایت ہے۔ اس لئے کہ وہ جاہلیت کے
 زمانہ میں فوت ہوئے۔ اور ممکن ہے کہ وہ کندی کا نانا ہو۔

قیسبہ

۷۲۶۷

یاء ساکنہ کے ساتھ، پھر سین مفتوح کے ساتھ، پھر گول تاء۔ ابن کثوم بن حباشہ بن ہذم بن عامر بن خولی بن وائل کنڈی۔ ابن یونس نے کہا: ان کے لیے جاہلیت کے زمانے میں مرتبہ تھا، پھر ان کے لیے قصہ ذکر کیا، پھر بیان کیا کہ بے شک وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وفد کی صورت میں حاضر ہوئے، اور بے شک وہ فتح مصر میں حاضر ہوئے۔ * کہا کہ اس نے ایک مسجد کے لیے کچھ جگہ متعین کی، پھر جب جامع مسجد تعمیر ہوئی تو اپنا خطہ زمین وقف کر دیا، پھر مسجد میں توسیع کی گئی اور اس کا معاوضہ پیش کیا گیا تو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کے بارے میں شاعر نے اپنے بیٹے عبدالرحمن سے کہا:

”تیرے باپ نے اپنے گھر کے سپرد کر دیا اور اس کو مباح قرار دیا۔ اس لیے کہ اس کی پیشانی کے رکوع و سجود کا محور و مرکز بنی ہوئی تھی (یعنی لوگ اس کی حد درجہ تعظیم کرتے تھے)، یا تیرے باپ نے اپنے گھر کو سپرد کر دیا اور مباح قرار دیا۔ اس لئے کہ اس کی پیشانی ایسی قوم تھی جو رکوع و سجدہ کرنے والی ہے۔“

قیضی بن قیس

۷۲۶۸

ابن لؤذان بن ثعلبہ بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث انصاری اوسی۔ منسوب کیا اس ابن قذاح نے یا اس کا نسب ابن قذاح ہے۔ اور ذکر کیا اس کا ابن سعد اور بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں، * اور واقدی نے کہا: حاضر ہوئے، اُحد میں وہ * اور تین اس کی اولاد میں سے، عقبہ، عبداللہ اور عبدالرحمن، اور حشر کے دن قتل کئے گئے، اور قیضی شہید کئے گئے لشکروں کے ساتھ، اور بغوی نے کہا: میں اس سے حدیث کو نہیں پہچانتا۔

قیوم الازدی

۷۲۶۹

ان کا ذکر عبدالقیوم کے تذکرے میں گزر چکا ہے۔

القسم الثانی از حرف قاف - ان کے بیان میں جن کو بغیر رضی اللہ عنہم کا دیدار نصیب ہوا

باب قاف کے بعد الف

القاسم

۷۲۷۰

ہمارے سردار رسول اللہ ﷺ کے بیٹے اور آپ ﷺ کا پہلا بچہ۔ اور آپ ﷺ کے ہاں سب سے پہلے پیدا ہونے والے، اور انہی کے ساتھ آپ ﷺ کی کنیت پڑی۔ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور بچپن میں فوت ہو گئے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ سن تمیز (سوچھ بوجھ والی عمر، اچھے اور برے میں فرق کرنے والی) کے بعد فوت ہوئے۔ اور زبیر بن بکارت نے کہا: بیان کیا مجھ کو محمد بن نفلہ

* تجرید (۲۶/۲) * اسد الغابہ (۵۱۵/۳) * اسد الغابہ (ت: ۴۴۱۲) استیعاب (ت: ۲۱۹۸) تجرید (۲۶/۲)

* الطبقات الكبرى (۳۵۰/۸) * مختصر تاریخ دمشق (۱۲۸/۱۹) * اسد الغابہ (ت: ۴۲۶۶) تجرید (۱۰/۲)

نے بعض مشائخ سے، کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قاسم کو جنا، پھر زندہ رہے یہاں تک کہ چلنے لگے۔ اور ابن سعد نے محمد بن جبیر بن مطعم کے طریق سے لیا ہے، قاسم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کی عمر دو سال تھی۔ اور قتادہ سے اس کی مثل روایت کیا گیا۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ سات سال زندہ رہے اور کہا فضل علانی نے کہ بعثت کے بعد سترہ مہینے زندہ رہے۔

اور یونس بن کبیر نے زیادہ مغازی میں تخریج کی ہے، ابن عبد اللہ بن عصفی سے کہ وہ جابر ہے، جو محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ قاسم اس عمر کو پہنچ چکے تھے کہ وہ سواری پر سوار ہو لیتے تھے۔ اور متانت کے ساتھ چلتے تھے۔ پھر جب وفات ہوئی تو عاص بن وائل نے کہا: البتہ تحقیق محمد رضی اللہ عنہ دم کٹا، بے اولاد ہو گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّا آعْطَيْنَاكَ الْكُوفَرُ﴾ ”بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے“۔ بدلے میں آپ کی مصیبت کے۔ اے محمد رضی اللہ عنہ! جو قاسم کی وجہ سے پہنچی۔ سو یہ دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بے شک قاسم رضی اللہ عنہ بعثت کے بعد فوت ہوئے۔

اور ایسے ہی وہ جس کو ابن ماجہ اور طحاوی اور حربی نے لیا فاطمہ بنت حسین کے طریق سے، انہوں نے اپنے باپ سے، کہا جب قاسم فوت ہوئے تو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول رضی اللہ عنہ! قاسم کی دودھاری کا دودھ زیادہ ہو گیا، سو کاش اللہ ان کو زندہ رکھتے، یہاں تک کہ ان کی رضاعت مکمل ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی رضاعت جنت میں مکمل ہوگی، یعنی رضاعت کی تکمیل وہاں ہوگی۔

حربی نے کہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ بے شک وہ اس پر غمگین ہیں یہاں تک کہ ان کا دودھ تو اس کی وجہ سے زیادہ ہوا۔

اور سنن ابن ماجہ میں ہے اس کے بعد ”اس نے اپنی رضاعت مکمل نہیں کی“ پھر کہا: اگر میں اس کو جانتی اے اللہ کے رسول! تو البتہ مجھ پر اس کے معاملہ کو آسان کر دیا جاتا، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ آپ کو اس کی آواز سنا دے گا“۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا۔

اور یہ بہت زیادہ ظاہر ہے اس بات میں کہ بے شک وہ حالت اسلام میں فوت ہوئے، لیکن سند میں ضعف ہے۔ اور بہر حال ابو نعیم کا قول کہ میں اپنے سے پہلوں میں سے کسی کو نہیں جانتا، کہ اس نے اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کیا ہو۔ تحقیق ذکر کیا بخاری نے تاریخ اوسط میں سلمان بن بلال کے طریق سے۔ اس نے ہشام بن عروہ سے، بے شک قاسم رضی اللہ عنہ اسلام سے پہلے فوت ہوئے، لیکن عنقریب فاطمہ بنت اسد کے ترجمہ میں حدیث آئے گی، ”کسی کو قبر کے بھینچنے سے معافی نہیں سوائے فاطمہ بنت اسد کے“ بعض حضرات نے کہا اور نہ ہی قاسم اور کہا نہ قاسم نہ ابراہیم۔ اور ابراہیم ان دونوں میں سے چھوٹے تھے اور یہ اور فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہ کا اثر ہشام بن عروہ کی روایت کے خلاف پر دلالت کرتا ہے۔

۴۲۷۱ القاسم الانصاری

صحیحین میں سالم کے طریق سے ہے، جو ابی جعد کے بیٹے ہیں، وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، کہا: انصار کے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام اس نے قاسم رکھا، پھر انصار کہنے لگے: ہم آپ کی کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے۔ اور نہ آپ کو اپنا منظور نظر بنائیں گے۔ سونبی کریم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”تم نام رکھو میرے نام کے ساتھ اور نہ کنیت بناؤ میری کنیت کے ساتھ“۔ اور تحقیق اس میں سے کچھ عبدالرحمن کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد باء

۴۲۷۲ قبیصہ بن ذؤیب

ابن خلحہ بن عمرو بن کلیب بن أصرم بن عبد اللہ بن قیس بن حبشیہ، ابواسحق خزاعی۔ اور کہا گیا، ابوسعید مدنی جو شام میں اترے، اس کے والد کا ذکر حرف ذال معجمہ میں گزر چکا ہے۔ اور ابن شاپین نے اس کا ذکر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کیا ہے۔ ابن قانع نے کہا: اس کے لیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ثابت ہے۔ اور حاکم ابواحمد نے لیا ولید بن مسلم کے طریق سے، اس نے سعید بن عبدالعزیز سے، کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیصہ بن ذؤیب کو لایا گیا، تاکہ اس کو دعاء دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایسا آدمی ہے۔ فتح مکہ کے دن پیدا ہوا، اور بعض نے کہا حنین کے دن۔ اور یحییٰ بن معین نے کہا، اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جب پیدا ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعاء دی۔

اور ابو عمر نے کہا: بعض حضرات نے کہا کہ وہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوا، اور انہوں نے اس کی پیروی کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت ہے۔ اور حضرت عمر، عثمان، بلال، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے روایت کیا ان سے ان کے بیٹے اسحق اور زہری، مکحول، رجاء بن حیوۃ اسماعیل بن عبد اللہ اور ان کے علاوہ نے کہا رجاء بن حیوہ نے مکحول سے روایت ہے: میں نے ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

اور ابن سعد نے کہا: وہ عبدالملک بن مروان کی مہر پر تھے یا انجام پر تھے، اور اس کے نزدیک نیک ترین لوگوں میں سے تھے۔ اور حدیث میں ثقہ اور مامون تھے۔ اور ڈاک کا معاملہ اس کے سپرد تھا۔ اور وہ خطوط کو پڑھتے تھے عبدالملک سے پہلے، پھر اس کو خبر دیتے اس سے جو کچھ اس میں ہوتا تھا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے لیا: بے شک اس کو سعید بن مسیب کے مرتبہ کا آدمی شمار کیا جاتا تھا۔ اور پاکدامنی اور زہد میں عردہ کے مرتبہ کا اور شععی نے کہا کہ لوگ زید بن ثابت کے فیصلہ سے زیادہ جانتے تھے۔ اور عمرو بن علی فلاس نے کہا۔

اسد الغابہ (ت: ۴۲۴۳) کتاب الادب (حدیث: ۶۱۸۸) مسند احمد (۳۰۱/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۲۵۷) الاستیعاب (ت: ۲۱۲۴)

مسلم، کتاب النکاح (۲۴۲۲) اسد الغابہ (۴۷۰/۳) تجرید (۱۱/۲)

اسی طرح نقل کیا گیا، یحییٰ بن معین سے، اور یہ ایسا عبدالملک کی صحبت سے پہلے تھا۔ اور شعبی نے کہا، اس کو لوگ زید بن ثابت کے فیصلہ سے زیادہ جانتے تھے۔ اور ابو زناد اس کا شمار اہل مدینہ کے فقہاء میں کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے خرّج کی ہے کہ یہ سند صحیح ہے اور زہری کہتا تھا۔ وہ اس اُمت کے علماء میں سے ہیں۔ چھیا سی (۸۶) سال کی عمر میں فوت ہوئے، اور بعض نے کہا: اس سے پہلے، اور ابو عمر ضریر نے کہا: وہ ۸۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

باب قاف کے بعد ثاء

(۷۲۷۳) (ز) قثم بن ابی الحکم

ابن ابی ذئب بن شعبہ بن عبد اللہ بن ابی قیس قرشی عامری، مغیرہ بن ہشام بن ابی ذئب کے چچا کے بیٹے، اور ان کی ماں صفیہ بنت صفوان میں امیہ، ذکر کیا ان کا زبیر نے، اور انہوں نے نہیں ذکر کیا ان کے باپ کے لیے، صحبت کو، گویا کہ وہ فتح مکہ سے پہلے کافر ہو کر فوت ہوئے۔

باب قاف کے بعد راء

(۷۲۷۴) قُرط

اور ان کے بارے کہا گیا: قریط بن ابی رمنہ تمیمی۔ اس کا نسب آئے گا اس کے والد کے ترجمہ میں لگتی ہیں۔ اور ذکر کیا اس کا ابو موسیٰ نے زئیل میں ابن مندہ پر استدراک کرتے ہوئے، اور کہا ہجرت کی اپنے باپ کے ساتھ، پس جب نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوئے تو ابی رمنہ کو کہا: ”تیرا بیٹا یہ ہے؟“ کہا: جی ہاں، میں اس کے بارے گواہی دیتی ہوں۔ کہا: ”بہر حال بے شک وہ آپ پر جنایت نہیں کرے گا اور تو اس پر جنایت نہیں کرے گا۔“ اور قرط کو بلایا اور اس کو اپنی گود میں بٹھایا، اور اس کے لیے برکت کی دعا کی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور سیاہ عمامہ پہنایا۔ اور وہ أنضر بن قریط کا والد ہے، جو ان رؤساء میں سے ایک تھا، جو ابی مسلم کے ساتھ تھے۔ اور أنضر کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اور قریط کی کنیت ابو جحوب ہے۔ اور ابی رمنہ کا نام یثربی بن رفاعہ ہے۔ اور قریط کے علاوہ اس کی کوئی اولاد نہیں، اور تحقیق رسول اللہ ﷺ نے اس کو کہا تھا: ”تو نے اس کا نام قریط کیوں رکھا؟“ کہا: کان کی بالی (ایسرنگ) کے پائے جانے کے، ذکر کیا اس تمام کو ابن شاپین نے اور ذکر کیا عبدان نے اس کے بعض کو۔

کہا ابو موسیٰ نے: ابی رمنہ کا قصہ اپنے والد کے ساتھ مشہور ہے۔ علاوہ اس کے کہ بے شک بہت کم بیان کیا گیا اس کے بیٹے کا۔ اور ایسے ہی ابن یاسین نے بھی اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا۔

اسد الغابہ (ت: ۴۲۹۱)

کتاب الدیات تخریج ابوداؤد (الحديث: ۴۴۹۵) تخریج نسائی کتاب القسامۃ (الحديث: ۴۸۴۷)

تخریج ابن ماجہ کتاب الدیات (الحديث: ۲۶۶۹)

باب قاف کے بعد پاء

٤٢٤٥) قيس بن ابي حازم الأحمسي *

خطیب نے کہا: کچھ ثابت نہیں ہے۔ اور یہ حدیث اگر اس کے لیے اصل ہو تو تحقیق اس کے اندر ایسی غلطی واقع ہے جو بزار کی روایت سے مسند بزار میں ظاہر ہے، قیس کے طریق سے۔ کہا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، سو میں نے ان کو پایا اس حال میں کہ وہ فوت ہو چکے تھے۔ پس میں نے ابو بکر کو کہتے ہوئے سنا، گویا کہ پہلی روایت ہے جس میں تھا۔ اچانک ابو بکر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، لیکن اس کا قول سات سال کی عمر کا ہے یا آٹھ سال کی عمر کا جو صحیح نہیں ہے۔ سو یہ قول آیا ہے اسماعیل سے سند صحیح کے ساتھ کہ بے شک وہ بڑا تھا یہاں تک کہ وہ سو سال سے دو سال متجاوز تھا۔ اور تحقیق اختلاف کیا گیا ہے اس کی وفات میں، جو کئی اقوال پر ہے۔ ان میں سے ایک کہ بے شک وہ فوت ہوا نوے (۹۰) سال کی عمر میں۔ اس بناء پر اس کی پیدائش ہجرت سے پانچ سال قبل ہوگی۔ اور

نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت اس کی عمر دس سال ہوگی، اور نہیں صحیح وہ جو اثر اوّل میں ہے کہ جب وہ خطبہ سن رہے تھے تو سات سال یا آٹھ سال کے تھے۔

قسم الثالث احراف قاف

باب قاف کے بعد الف

(۷۲۷۶) (ن) القاسم بن یثغرہ

یاء کے فتح کے ساتھ اور نون کے سکون کے ساتھ اور خاء اور راء کے ضمہ کے ساتھ۔ ان دونوں کے درمیان سین ہے۔ اور اس کے آخر میں ہاء ہے۔ اس کو ابو احمد عسکری نے ضبط کیا، اس کے لیے ادراک ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کرا آیا۔ بخاری رضی اللہ عنہ نے اسماعیل بن سوید کے طریق سے لیا ہے۔ اس نے قاسم بن یثغر سے لیا ہے۔ کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر مجھ کو مر جبا کہا اور مجھ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر تلاوت کی

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾

”عنقریب اللہ ایسی قوم لائے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔“

پھر کہا: میں ہمیشہ گمان کرتا رہا ہوں کہ بے شک وہ قوم تمہارے میں ہے، اے اہل یمن!

باب قاف کے بعد باء

(۷۲۷۷) قبیصہ بن جابر

ابن وہب بن مالک بن عمیرہ۔ پہلے کے فتح کے ساتھ یعنی قاف کے فتح کے ساتھ، ابو العلاء اسدی کوئی۔ اس کے لیے ادراک ہے۔ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہوئے، یعنی صحبت اٹھائی۔ اور اس کے خطبہ جابیہ میں حاضر ہوئے۔ اور اس کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ ہے۔ کہا یعقوب بن شیبہ نے اس کو اہل کوفہ کے فقہاء میں سے پہلے طبقہ میں شمار کیا گیا۔ اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے رضائی بھائی تھے۔ اور ابو عبد اللہ بن اعرابی نے نوادر میں کہا کہ بے شک وہ فصیح تھا۔ اور وہ اس بات کا قائل ہے۔ میں ایک قوم میں حاضر ہوا، میں نے ان کو دیکھا پس میں نے کوئی آدمی نہیں دیکھا جو کتاب اللہ کا بڑا قاری ہو، جو اللہ کے دین میں زیادہ سمجھ بوجھ رکھنے والا ہو عمر رضی اللہ عنہ سے، اور میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کی صحبت اٹھائی، سو میں نے ان سے بڑا انعامات عطا کرنے والا نہیں دیکھا۔ اور میں نے معاویہ کی صحبت اٹھائی، میں نے ان سے زیادہ کسی کو بردبار نہیں دیکھا۔

اور امام بخاری رضی اللہ عنہ اس کلام کو تاریخ میں لائے ہیں، عبد الملک بن عمیر کے طریق سے، ان سے ہے اور اس کا لفظ یہ ہے: میں نے کسی کو کتاب اللہ کا زیادہ قاری نہیں دیکھا، اور نہ اچھا پڑھانے والا، اور زیادہ کیا: اور میں نے عمرو بن عاص کی صحبت اٹھائی،

میں نے اس سے زیادہ طرق کے اعتبار سے واضح نہیں دیکھا۔

اور ذکر کیا اس کا تیرا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے۔ اور ابو زرہ دمشقی نے جریر بن حازم کے طریق سے لیا، اس نے عبدالملک بن عمیر سے، اس نے قبیصہ بن جابر سے کہا: میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر آیا، سوانہوں نے میری ضروریات کو پورا کیا، میں نے اس سے کہا: آپ اس معاملے کے لیے اپنے بعد کس کو مناسب سمجھتے ہیں؟ پس کہا: نہ تو اور نہ وہ، تو میں نے کہا: وہ کیوں؟ بے شک میں رشتہ داری میں قریب ہوں، محبت والا سینہ رکھتا ہوں۔ شرافت میں عظیم ہوں۔

اور مقرر نے کہا: عبدالملک بن عمیر سے ہے، وہ قبیصہ بن جابر سے روایت کرتے ہیں، میں محرم تھا، سو میں نے ہرن کو دیکھا، پھر میں نے تیر کو دیکھا اور تیر کو نشانہ پر لگایا۔ پس وہ مر گیا۔ پس میرے دل میں کھٹکا ہوا، تو میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا، پس میں نے ان کے پہلو میں عبدالرحمن بن عوف کو پایا، پھر میں ان کی طرف متوجہ ہوا۔ پس کہا: میں بکری کو دیکھ رہا ہوں جو تجھ کو کافی ہے۔ کہا: جی ہاں! پھر مجھ کو حکم دیا یہ کہ میں بکری کو ذبح کروں، پھر قصہ ذکر کیا۔

اور تحقیق حضرت علی، طلحہ، ابن مسعود، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ سے روایت کی گئی ہے۔

روایت کیا ان سے شعبی، عبدالملک بن عمیر، محمد بن عبداللہ بن قارب رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ نے، کہا علی بن مدینی نے، ابن عیینہ سے روایت کی ہے۔ پس ذکر کیا اس کو اہل کوفہ نے اس حال میں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر آئے اور کہا خلیفہ بن خیاط نے ۶۹ھ میں فوت ہوئے۔ اور ذکر کیا اس کا تابعین کے طبقہ اولی میں۔

(۷۲۷۸) قبیصہ بن مسعود

ابن عمر بن عامر بن عبداللہ بن حارث بن نمیر عامری، پھر نمیری۔ اس کے لیے ادراک ہے۔ اس کا والد ہمام بن یزید بن معاویہ کے زمانے میں اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور مزین رج زہط کے دن قتل کیا گیا۔ اور اس کا وارث ابن مقل بناء، ایک قصیدہ میں تعریف ہے، جس کا پہلا شعر:

”اے قیس کے ناک کو کاٹنے والے ہمام کے بعد.....“

ذکر کیا اس کا ابن کلین نے۔

باب قاف کے بعد تاء

(۷۲۷۹) قتادہ الملکجی

اس کے لیے ادراک ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا: یحییٰ بن سعید سے۔ اس نے عمرو بن شعیب سے، بے شک بنی مدینہ کا ایک آدمی جس کو قتادہ کہا جاتا ہے، اس کے بیٹے کو تلوار ماری گئی، پھر اس کی پنڈلی کو لگی، پس اس کا خون نکل گیا اور وہ فوت ہو گیا، پھر سراقہ بن جعشم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے پھر ان کو خبر دی۔ پس کہا، میرے لیے ایک سو بیس اونٹوں کو شمار کر اؤ ماء قدید پر، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو ان سے سواونٹ لے لیے اور اس کو اس کے مقتول بھائی کے لیے دے دیئے، اور کہا رسول

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”قاتل کے لیے کچھ نہیں ہے۔“

عبدالرزاق نے بطریق سلیمان بن یسار اسی مفہوم میں یہ قصہ روایت کیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا، فرماتے ہیں: بخود مجھ سے ایک شخص نے کہا: اس کا سکا بھائی اس کا وارث قرار دیا اور اس کے باپ کو اس کی دیت میں کسی چیز کا وارث نہیں بنایا۔

باب قاف کے بعد حاء

(ن) قحیف بن السلیک المالکی (۷۲۸۰)

یہ بنی ہالک سے تعلق رکھتے ہیں، جو بنی اسد کی شاخ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مشرف باسلام ہوئے، جس وقت طلحہ بن خویلد الاسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو انہوں نے حضرت ضرار بن الازور اور قضاعی بن عمرو اور ابی سنان کے ساتھ مل کر مدعی نبوت سے لڑائی کی تھی۔ قحیف بہادر اور بہت دلیر تھے، ان کے ساتھیوں نے انہیں طلحہ پر حملہ کرنے کا کہا تو کیونکہ ان کی تلوار بازی مشہور تھی، جب انہوں نے اس پر حملہ کیا تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا، اسی اثناء میں طلحہ کے ساتھیوں نے قحیف پر دھاوا بول دیا اور ان کو شہید کر دیا۔ جب طلحہ کو کچھ افاقہ ہوا تو اس نے زخم کا علاج معالجہ کر کے یہ بات مشہور کر دی کہ مجھ پر تیز تلوار اثر نہیں کرتی جس سے اس کے ساتھی بڑے متاثر ہوئے، اور مزید فتنہ میں پڑ گئے۔

باب قاف کے بعد دال

قدامہ بن عبد اللہ بن منجاب (۷۲۸۱)

انہیں دور نبوت حاصل ہے، یہ مصعب بن زبیر کے زمانہ حکومت تک زندہ رہے۔

باب قاف کے بعد راء

قرشع الضبی (۷۲۸۱)

انہیں دور نبوت حاصل ہے، کوفہ ان کا مسکن تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے علاوہ سلمان فارسی، ایوب انصاری اور ابو موسیٰ انصاری رضی اللہ عنہما وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔

علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ ”وکان من القراء الاولین“ (یہ اولین قراء میں ہیں)۔ اس روایت کی تخریج نسائی کے علاوہ مسیب بن رافع اور قرظہ بن یحییٰ وغیرہ نے بھی کی ہے۔

خطیب کہتے ہیں: یہ حضرمی تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام بھی پایا ہے۔ خلافت عثمانی میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔ ان کی مرویات شامل اور کتب السنن الثلاش میں موجود ہیں۔

۷۲۸۳ (ز) قرقرہ بن زاهر التیمی

انہیں دور نبوت حاصل ہے، سیف اور طبرانی نے ان کو سعد بن ابی وقاص وغیرہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جب انہوں نے رعب کا اظہار کیا تو رستم کے مقابلہ میں جانے والے لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۲۸۴ قرہ بن نصر العدوی

یہ عدی تیم سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ان لوگوں میں جن کے عامل کسری مکعب نے ”المشقر“ کی باری چھوڑنے کے فیصلے پر راز دان بنایا تھا، دراصل ہوا یوں کہ انہوں نے کسری کے مال پر دھاوا بولا، قرہ بن نصر نے مکعب کو کہا کہ وہ کوئی زبردست پلان تیار کریں، چنانچہ انہوں نے ان کو ولیمہ کی دعوت دی، بہت سے لوگ محل میں داخل ہوئے۔ مکعب نے ان کو قتل کر دیا، اور جو قتل ہونے سے بچ نکلے ان میں قرہ، حزن اور مشجعہ بنوا نصر بھی تھے۔ ان کو ایک جماعت کے ساتھ کسری کی طرف بھیج دیا، اس نے مشجعہ کو بطور خطیب اور حزن کو بطور ترجمان اپنے پاس ہی رکھا۔ جب مسلمانوں نے ان کے ساتھ جہاد کیا تو یہ لوگ مسلمانوں کی طرف چلے گئے اور مشرف بہ اسلام ہو کر ان کے ساتھ ہو لیے۔ یہ بات عبید نے ”یوم المشقر“ کے قصہ میں ذکر کی ہے۔

ابونعامة سے منقول ہے کہ انہوں نے مشجعہ کو پایا ہے۔ وہ جہاں کہیں سے گزرتے ڈرتے بالکل نہیں تھے، کیونکہ وہ باؤاز بلند تنبیغ و تکبیر کا درد کرتے رہتے تھے، بنی عدی کے ساتھ بہت نیکی اور احسان کرنے والے تھے۔

۷۲۸۵ قریب بن ظفر

ان کو ادراک حاصل ہے، فتح نہادند کے قصہ میں یہ سعد بن ابی وقاص کے قاصد تھے، عمر کی جانب۔ جب یہ عمر کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے اور ان کے والد کے نام سے نیک شگون پکڑتے ہوئے کہا: ”ظفر قریب ہے“ (جلد ہی فتح نصیب ہوگی)۔ یہ ۲۱ ہجری کی بات ہے۔

باب قاف کے بعد سین

۷۲۸۶ قامہ بن أسامہ الکنانی

ان کو ادراک حاصل ہے، ابن عساکر نے ”کتاب الفتوح“ میں ابو حذیفہ اسحاق بن بشیر کے حوالہ سے ان کو شرموک میں شریک ہونے والوں میں سے لکھا ہے۔

۷۲۸۷ قسامہ بن زہیر المازنی

ان کو ادراک حاصل ہے، عمر بن حُفَہ نے ”اخبار البصرة“ میں ان کا ذکر کیا ہے، یہ عتبہ بن غزو ان کے ساتھ مل کر ”الابلہ“ کو شروع کرنے والوں میں ہیں، یہ اس لڑائی کے سرکردہ افراد میں سے ہیں، ان کی ایک مرسل حدیث کو ابن شاپین نے ”الصحابہ“ میں ذکر کیا ہے، اس کی سند یہ ہے: یزید الرقاشی عن موسیٰ بن یسار عن قسامہ بن زہیر قال قال رسول اللہ ﷺ

((ابی اللہ علیٰ فی قتال المؤمن)) ”اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی مؤمن کو قتل کریں۔“

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کے ہاں انہوں نے ابو موسیٰ اشعری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ قتادہ، عمران بن حذیر اور ہشام بن حسان وغیرہ نے ان سے روایت کیا ہے۔ ”عجلی“ اور ”ابن حبان“ نے ان کو ثقافت تابعین میں ذکر کیا ہے۔ یثیم اور خلیفہ نے اہل بصرہ کے تابعین میں ان کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کی وفات ۸۰ ہجری کے بعد ہوئی ہے۔

۴۲۸۸ قسامہ بن زید الملیثی

ان کا ذکر ان کے بھائی فرات بن زید کے تعارف میں گزر چکا ہے۔ عمر نے ان کا کہا ہوا ایک شعر نقل کیا ہے۔

باب قاف کے بعد طاء

۴۲۸۹ قطن بن عبد عوف الہلالی

ان کو ادراک دور نبوی حاصل ہے۔ ابن ابی طاہر فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عامر نے ان کو کرمان کا عامل مقرر کیا تھا، اور ان کو وادی کے انعامات میں سے چار ہزار دیئے، ابن عامر نے اس قدر دینے سے انکار کیا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اسی بارے میں شاعر کا قول ہے: ط

”بنی ہلال کے معزز لوگوں کی رشتہ داریوں پہ میرا جان مال قربان انہی لوگوں نے معد میں عطیات دینے کی رسم نکالی جو ایک رات کی مہمان نوازی ہوتی ہے۔“

ابن درید کہتے ہیں: یہی اصلی نام ہے، ابن قتیبہ کہتے ہیں عبد اللہ بن عامر نے قطن کو فارس پر عامل مقرر کیا، جب اخف یہاں سے گزرا تو وہ لشکر کے ساتھ ایک ہل پر کھڑا ہو گیا اور وہ لوگوں کو مال ان کے بقدر دینے لگا، اور جب لوگ کافی ہو گئے تو کہتا ہے کہ سب کو انعام دو۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے جائزہ (انعام) کا طریقہ جاری کیا۔

میں کہتا ہوں: کہ مذکورہ بالا حضرات کے اقوال کا حاصل یہ ہے کہ ”جائزہ“ مشتق ہے جواز سے، حدیث صحیح میں ہے: ”فی الضیف جائزہ یوم اللیلۃ“ اور مذکورہ بات بھی اسی طرح مشہور ہے۔ اس بارے میں مزید تفصیل ”کتاب الادا کل اور فتح الباری“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۴۲۹۰ القلاخ العنبری

بزرگ شاعر ہیں۔ مرزبانی نے محم الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مخضری تھے۔ سکنف بصرہ میں اختیار کی، میرا خیال ہے کہ ”القلاخ“ ان کا لقب ہے، حضرت معاویہ کے قصبے میں ان کا بھی ذکر ملتا ہے، ان کی ولادت آپ ﷺ سے پہلے کی ہے، انہوں نے امیہ بن شمس کو دیکھا مگر تب جب ان کی بصارت چلی گئی تھی اور ان کو ان کا غلام چلایا کرتا تھا، یہ غلام اہل صفورہ سے

تھا، اس کو ذکاوانہ کہا جاتا ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ اس کا لڑکا ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ یہ تو آپ لوگ کہہ رہے ہو، اس بارے میں القلاخ کہتے ہیں:

یسألنی معاویہ بن ہند
لقیْتُ ابا سلالۃ عبدالشمس
فقلت له: رأیتُ اباك شیخاً
کبیر السنّ مضروباً بطمس
يقود به الفیج عبد سوء
فقال بل انہ لیزیل لبسی

مرزبانی کہتے ہیں: قلاخ نے زندگی بسر کی حتیٰ کہ.....

دعبل بن علی خزاعی نے ”اخبار الشعراء فی بصرہ“ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک حکایت ذکر کی ہے، کہتے ہیں: مقسم نامی ایک غلام قلاخ کے لیے لڑا، تو اس نے اس غلام کا نام معلوم کرنے کے لیے اس کا تعاقب کیا، اور جب یہ ایک قوم کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کے نام کی بابت دریافت کیا، کہنے لگا:

أنا القلاخ جنت أبغی مقسماً
أقسمت لا اسام حتی یساما

ابو بشر الآمریؒ نے القلاخ کو ق کے ضم لام اور خ کے تخفیف کے ساتھ لکھا، ضبط کیا ہے۔ ابن ماکولاؒ نے بھی اس کا ضبط بیان کیا ہے۔ تاہم اس کے اور القلاخ بن حزن السعدی کے درمیان فرق بیان کیا ہے، ثانی الذکر کی کنیت ابو خراش ہے، اول الذکر کے بارے میں ابن ماکولا فرماتے ہیں کہ دعبل نے اس کا ذکر کیا ہے، ثانی الذکر بنو امیہ کے دور کا مشہور شاعر گزرا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ دونوں ایک ہی ہوں، الآمری نے اس نام کا تیسرا شخص القلاخ السعری نامی بھی ذکر کیا ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۴۲۹۱ قیس بن سفیان

ان کو ادراک حاصل ہے اجنادین میں شہادت واقع ہوئی۔

۴۲۹۲ قیس بن بجرہؒ

یہ ابن عقیل کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ ان کی والدہ کا نام بھی ہے۔ ان کا تعلق بنو شمع بن فزارہ سے تھا۔ مرزبانیؒ

ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: انہوں نے جہالت میں اچھا خاصہ وقت گزارا ہے، اور اسلام میں بھی زمانہ دراز رہے عامر بن طفیل کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں ان کا ذکر ملتا ہے، بعد میں وہ اسلام لے آئے، اسی سلسلے میں کہا گیا: فاما نربنی واحداً باراً اهلہ۔

(ز) قیس بن ثعلب الأزدی (۷۹۳)

یہ ابوسفہ کے ساتھ وفد کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے، ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(۷۹۴) قیس بن ثور

قیس بن ثور بن مازن بن خثیمہ السلووی، عمرو کے والد ہیں، ان کو ادراک حاصل ہے، ان کی کنیت ابو بکر ہے، یہ بات ابو حاکم نے امام مسلم اور نسائی کے اتباع میں کہی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:.... یہ مصر کی فتح میں شریک تھے، پھر حص چلے گئے، وہاں رہائش اختیار کر لی، ابوسعید بن یونس نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

سوید بن قیس ان سے روایت کرتے ہیں کہ قیس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہجرت کی، وہ کہتا ہے: ہم نے ایک محلہ میں ٹھہراؤ کیا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم ان سے ملے، ہم نے دیکھا کہ انہوں نے سر اور داڑھی پر خضاب لگایا ہوا ہے، اس روایت کی یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں کی ہے، مزید اس کو راوی یزید بن حارث الحمسی عن عمرو ابن قیس کے طریق سے ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے: میں اپنے والد کے ساتھ یزید بن معاویہ کے پاس آیا تھا جس وقت حضرت معاویہ فوت ہوئے تھے۔

(۷۹۵) (ز) قیس بن الحارث المرادی

ان کو ادراک حاصل ہے۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں یمن سے آئے تھے، انہوں نے خوب فقہ حاصل کی یہاں تک کہ ان کا شمار فتویٰ دینے والوں میں سے ہونے لگا۔ یہ عمرو بن العاص کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے تھے۔ یہ بات سعید بن یونس نے کہی ہے۔

ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں کہا ہے کہ عبدان نے ”الصحابة“ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ میرا خیال ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، مسند نہیں ہے، تاہم بعض محدثین کو میں نے دیکھا ہے کہ ان کی حدیث کو مسند میں شمار کرتے ہیں۔ میں نے ان کا تذکرہ کیا ہے تاکہ ان کی پہچان ہو جائے۔ ابوداؤد نے ان کی حدیث کو مراسیل میں ذکر کیا ہے، وہ بطریق حسن بن ثوبان عن النبی ﷺ ((ماذا فی الامرین من الشفاء: الصبر والتقی))۔ قیس بن رافع نے بھی ابو ہریرہ، عبد اللہ بن عمرو العاص وغیرہ سے روایت کی ہے، اور ان سے یزید بن ابی حبیب، ابراہیم بن نشیط اور حارث بن یعقوب نے روایت کیا ہے۔

ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے، ابن یونس، ابن ثوبان کے طریق سے کہتے ہیں کہ میں قیس کے پاس آیا وہ اہل علم و سیر میں سے تھے۔

بنغوی نے بطریق عبدالکریم بن حارث عن قیس بن رافع نے ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: ”ویل عن دینہ دنیاہ، و ہمہ بطنہ“ (ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس کا دین اس کی دنیا ہے اور فکر بس پیٹ ہی کے متعلق)۔ ایک دوسری جگہ ان کا ذکر اس طرح ہے: قیس بن رافع تابعی ہیں، کوفہ کے رہنے والے، انہوں نے جریر سے روایت کیا ہے اور عبداللہ بن حارث نے ان سے روایت کی ہے۔ یہ بات ابن حبان نے ثقات التابعین میں ذکر کی ہے۔

۴۲۹۶ قیس بن ابی حازم

قیس بن ابی حازم الجبلی ثم احسی، ابو عبداللہ، ابی حازم کا نام حصین بن عوف ہے، عوف بن عبدالحارث کے علاوہ عبدالعوف بن الحارث بن عوف بھی ان کا نام بتایا جاتا ہے۔ ابوحاتم کو صحبت (زیارۃ النبی ﷺ) حاصل ہے، قیس آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، قیس کی آپ ﷺ سے ملاقات نہ ہوئی تھی کہ آپ ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما چکے تھے۔ انہوں نے کہا صحابہ سے روایت کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اکٹھے عشرہ مشرہ سے ان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے بعض تذکرہ بالا میں سے روایت نہیں کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے حضرت بلال، معاذ بن جبل، خالد بن ولید، ابن مسعود اور مرداس اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا ہے۔ ان سے تابعین اور تبع تابعین نے روایت کیا ہے، جیسے اسماعیل بن ابی خالد، مغیرہ بن ثعلب، حکم بن عتیہ، اعمش اور بنان بشر وغیرہ کے علاوہ بہت سارے حضرات ہیں۔

ابن حبان نے ”اللفقات“ میں فرماتے ہیں: ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں قیس سے زیادہ صحابہ سے روایت کرنے والا کوئی نہیں۔ ابو عبیدہ الآجری البوداد کے حوالہ سے کہتے ہیں: قیس بن ابی حازم سند کی حیثیت سے بہترین تابعی ہیں۔ سند بزار میں قیس ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کی طرف گیا، مگر آپ ﷺ میرے پہنچنے سے پہلے دنیا سے رخصت فرما چکے تھے اور جب میں پہنچا تو۔

ابن سعد * نے سند صحیح کے ساتھ قیس سے روایت ذکر کی ہے، قیس کہتے ہیں: حضرت خالد بن ولید نے تبوک کے دن ایک کپڑے میں ہمیں نماز پڑھائی، ان کے پیچھے صحابہ کھڑے تھے۔

یعقوب بن شبیبہ کہتے ہیں: قیس قدیم تابعین میں سے ہیں، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا ہے۔ یہ کامل انسان تھے۔ مزید فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ عشرہ مشرہ سے جس طرح انہوں نے روایت کیا اس طرح کسی دوسرے نے نہیں کیا ہے، البتہ حضرت عبدالرحمن سے ان کا سماع ہمارے علم میں نہیں۔ تاہم ایک جماعت نے ان کی توثیق کی ہے۔

یحییٰ بن ابی عتبہ اسماعیل بن ابی خالد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: قیس نے ۱۰۲ سال کی طویل زندگی پائی ہے، بڑھاپے کی وجہ سے سٹھیا گئے تھے۔ عمرو بن علی کہتے ہیں: انہوں نے سن ۸۴ میں وفات پائی ہے، بیثم عدوی کہتے ہیں: سلمان بن عبدالمکک کے دور خلافت میں فوت ہوئے ہیں، خلیفہ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ قیس سن ۹۸ میں فوت ہوئے ہیں۔ یہ دونوں اقوال بھی مذکورہ بالا بات کی تائید

کرتے ہیں۔

۴۲۹۷) قیس بن رافع القیسی *

قیس بن رافع قیسی اشجعی، البورافع، البوعروان کی کنیت بتایا جاتا ہے، مصر میں ڈیرہ ڈالا تھا۔ بغوی نے ”الاصحاب“ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: یہ زمانہ جاہلیت سے ہیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے روایت نہیں کیا۔

۴۲۹۸) (ز) قیس بن ربیعہ

قیس بن ربیعہ بن عامر المرادی۔ ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

۴۲۹۹) قیس بن سمی

قیس بن سمی بن الازھر بن عمرو بن مالک بن سلمہ النجیمی، ان کو ادراک حاصل ہے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک ہوئے تھے، انہوں نے عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے، اور ان سے سوید بن قیس نے روایت کیا ہے، یہ حیوۃ بن رفاع بن عبد الملک بن قیس کے دادا ہیں، مصر میں سکونت اختیار کی تھی۔ تاہم بعد ازاں افریقہ چلے گئے۔

۴۳۰۰) قیس بن سمی الکندی

ان کو ابو قیس بھی کہا جاتا ہے، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: یہ حضرمی تھے، کوفہ میں رہائش اختیار کی تھی۔ انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ہیں:

فسبقناهم ببأس، ونیل
و بمجر مستطرف وفعال

۴۳۰۱) قیس بن صہبان الجہنی

ان کو ادراک حاصل ہے، ان کا بیٹا حارث۔ یہ مہلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ یہ بات ابن کلبی نے ذکر کی ہے۔

۴۳۰۲) (ز) قیس بن طہفہ *

قیس بن طہفہ بن بنی رفاعہ بن مالک بن نہد الہندی، ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: یہ اپنے زمانہ کے سردار تھے، انہوں نے اشعث بن قیس کی بیٹی سے شادی کی تھی، مگر بعد میں میاں بیوی میں اُن بن ہوئی جس وجہ سے انہوں نے اس کو طلاق دے دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ میں رُبح لینے کے لیے والی مقرر کیا تھا۔

❖ أسد الغابہ، تجرید (۲۰/۲)

❖ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲۱/۲)

۴۳۰۳ (ز) قیس بن عباد

قیس بن عباد القیسی البصری، سکونت بصرہ میں تھی، ان کو ادراک حاصل ہے، ابن قانع نے ”الصحابة“ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی ایک حدیث مرسل بھی ذکر کی ہے۔ ابن ابی حاتمؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ تشریف لائے تھے، اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت بھی کیا، اس کے علاوہ ابو زر، علی، ابوسعید، عمار، عبداللہ بن سلام وغیرہ سے روایت کی ہے۔

ان کے بیٹے عبداللہ کے علاوہ حسن، ابن سیرین اور ابو جحزم وغیرہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

ابن سعدؒ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ہیں اور قلیل الحدیث ہیں (کم احادیث بیان کرنے والا) عجلی نے ان کو تابعین میں ذکر کرتے ہوئے کہا ہے: یہ ثقہ تھے، اور بڑے صالحین میں سے تھے، نسائی وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے، ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے، ابن حبان کہتے ہیں: یہ بہت سخی تھے، ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی، قیس بن ثعلب کے بیٹے تھے اور بصرہ سے ان کا تعلق تھا۔

یعقوب بن سفیان ”تاریخ“ میں عمارہ بن ابی حفصہ، عن ابی جحزم عن قیس بن عباد کے طریق سے روایت ذکر کی ہے، قیس ابن عباد کہتے ہیں: میں مدینہ منورہ علم و شرف تلاش کرنے آیا تو میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا، ان کے کندھے پر حضرت عمرؓ ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔ خلیفہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے، ابن سعد نے الطبقة الاولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوجحیف کہتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے تھے جو احدث کے ساتھ نکلے تھے اور جن کو حجاج نے قتل کروایا تھا۔

۴۳۰۴ (ز) قیس بن عبداللہ الجعدیؒ

ان کا ذکر النابغہ الجعدی کے عنوان سے ”نون“ کے باب میں ہوگا۔

۴۳۰۵ (ز) قیس بن عبد یغوثؒ

یہ ابن الکثوح ہیں۔ عنقریب ان کا ذکر ہوگا۔

۴۳۰۶ (ز) قیس بن عدی اللخمیؒ

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، اس لشکر کے امیر عمرو بن العاص تھے، ابن یونس نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۳۰۷ (ز) قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب العامری۔ مرزبانی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مختصری تھے، ان کے دادا خویلد ہیں، یہ وہی ہیں جن کے بارے ”الصبیح“ کہا جاتا ہے۔ یہ عمر کو کہتے ہیں:

✽ جرح و تعدیل (۱۰۱/۷) ✽ طبقات کبریٰ (۹۰/۷) ✽ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲۲/۲)

✽ جامع المسانید (۴۴۵/۱۰) ✽ اسد الغابہ، استیعاب، تجرید (۲۲/۲) ✽ تجرید (۲۳/۲)

ألا أبلغ أمير المؤمنين رسالة

ایک دوسرے شعر جس میں عاتلین (گورز) کی مذمت کرتے ہیں:

إذا التاجر الهندي جاء بفارة

من المسك أضحت في مفارقهم تجرى

(ن) قیس بن عمرو (۶۳۰۸)

قیس بن عمرو بن مالک بن معاویہ بن خدیج بن الحماص بن ربیعہ بن الحارث بن کعب الحارثی۔ یہ نجش کے مشہور شاعر تھے۔
مزید ان کی تفصیل باب ”نون“ میں آئے گی۔ ان شاء اللہ

(۶۳۰۹) قیس بن عمرو العجلی

مرزبانی نے ”نجم الشعراء“ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مخضری تھے۔

(ن) قیس بن فروہ (۶۳۱۰)

قیس بن فروہ بن زرارہ بن أرقم بن العنمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ان کو ادراک حاصل ہے۔
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے..... (قیس نے پھر وہ خطبہ ذکر کیا ہے)۔

یہ بات ان پر محبت ہے جو کہتے ہیں کہ قیس نے آپ ﷺ کی زیارت کی ہے۔

ابن ابی حاتم * نے اپنے والد کے حوالے سے کہا ہے کہ قیس نے زمانہ جاہلیت پایا ہے، ابو نعیم نے اسماعیل بن ابی خالد عن
قیس بن ابی حازم کی روایت کی تخریج کی ہے۔ قیس کہتے ہیں: جب میں اپنے والد کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا تو آپ ﷺ خطبہ دے
رہے تھے، جس وقت میں مسجد سے نکلا تو میرے والد نے کہا: اے قیس! یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اس وقت میں ۷ یا ۸ سال کا تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر مذکورہ بالا بات ہوتی تو قیس صحابہ میں سے ہوتے، جبکہ جمہور کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ انہوں نے آپ
ﷺ کی زیارت نہیں کی، خطیب نے ایک روایت کی تخریج کی ہے جس کو ابن مندہ نے بھی تخریج کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ قیس کی
روایت ثابت نہیں، ابو حکم نے بطریق جعفر الاحمر عن سری بن یحییٰ عن قیس روایت کیا ہے، قیس کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کی طرف آیا
تاکہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کروں، میں پہنچا تو آپ ﷺ ادینا سے رخصت ہو چکے تھے، اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی جگہ
منبر پر کھڑے تھے، اللہ کی خوب ثناء کی اور بہت روئے.... *

(۶۳۰۶) قیس بن عدی اللخمی *

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، اس میں سرفہرست عمرو بن العاص تھے، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۰۷ قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن خویلد بن نفیل بن عمرو بن کلاب العامری الکلابی المرزبانی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: یہ مخضری تھے، خویلد ان کے دادا ہیں، ان کے دادا کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ”کڑک دار“ تھے۔ عمر کو مخاطب بنا کر کہتے ہیں:

إلا أبلغ أمير المؤمنين رسالة

”امیر المؤمنین کو پیام پہنچا دو یہ ان ابیات میں کہا گیا ہے۔“

جس میں وہ عثمانوں کی مذمت کرتے ہیں، کہتے ہیں:

إذا التاجر الهندي جاء بفارة

من المسك أضحت في مفارقهم تجرى

”ہندوستانی تاجر جب خوشبو لاتے ہیں تو ان سے ان کی مانگیں معطر ہوتی ہیں۔“

۴۳۰۸ قیس بن عمرو

قیس بن عمرو بن مالک بن معاویہ بن خدیج بن الحماص بن ربیعہ بن الحارث بن کعب الحارثی، نجاشی کے مشہور شاعر ہیں، ”نون“ کے باب میں انشاء اللہ مزید ذکر ہوگا۔

۴۳۰۹ قیس بن عمرو العجلی

المرزبانی نے ”معجم الشعراء“ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ مخضری ہیں۔

۴۳۱۰ قیس بن فروہ

قیس بن فروہ بن الأرقم بن النعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الأکرعین۔ ان کو ادراک حاصل ہے، ان کے والد اور بھائی اصف بن قیس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں قتل کیے گئے تھے۔ جس وقت ان کے والد کو قتل کیا گیا تو ان کے خون کے بدلے مطالبہ کرنے کے لیے نکلے۔ یہ فتح عراق میں شریک ہوئے اور عراق کے علاقہ بلخجر میں شہید ہو گئے۔ یہ سلمان بن ربیعہ الباہلی کے معرکہ کے امیر تھے، ابن الکعبی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۳۱۱ قیس بن مروان الجعفی

ان کو ابن قیس اور ابن ابی قیس بھی کہا گیا ہے۔

انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں روایت کی ہے:

((مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أَنْزَلَ فَلْيَقْرَأْ عَلٰی ابْنِ أُمِّ عَبْدِ ۞))

”جو شخص قرآن مجید کو اس انداز سے پڑھنا چاہے جیسا یہ نازل ہوا ہے تو وہ ابن ام عبد کے سامنے پڑھے (یعنی

ان سے کیے۔“

خیثمہ بن عبدالرحمن اور قرثع انسی نے ان سے روایت کیا ہے، یہ دونوں حضرات ان کے ہم صدی ہیں۔ ابراہیم النخعی عن علقمہ عن قرثع عن (قیس بن مروان) روایت کیا گیا ہے، مگر اس طریق میں علقمہ اور عمر کے درمیان ایک راوی کا ذکر نہیں کیا گیا، جبکہ صفیہ عن عمارہ بن عیسر عن قیس بن مروان میں اس کا ذکر ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے ہاں کچھ یوں ہے: عن ابی معاویہ أيضاً عن الأعمش، عن خیثمہ بن عبدالرحمن عن قیس بن مروان۔ قیس کہتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، ان سے کہا: میں کوفہ سے آیا ہوں، اور میں ایسا آدمی چھوڑ آیا ہوں جو مصاحف کو زبانی نکھوڑ رہا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر غصے ہوئے اور پوچھا کہ وہ کون ہے؟ میں نے جواباً عرض کیا وہ عبداللہ بن مسعود ہیں..... ❀

ابن حبان ”ثقات التبعین“ میں لکھتے ہیں: قیس بن مروان نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور حبیب نے ان سے روایت لی ہے، اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، ان کو نہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی ”تاریخ“ میں ذکر کیا ہے اور نہ ابن ابی حاتم نے۔

❀ ۴۳۱۲ قیس بن المضارب

ان کا تذکرہ عبداللہ بن حزن کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

❀ ۴۳۱۳ قیس بن المغفل

قیس بن المغفل بن عوف بن عمیر العامری۔ ان کا نسب نامہ ان کے بھائی حکم بن مغفل کے ذیل میں گزر چکا ہے۔ قیس بن مغفل کو ادراک حاصل ہے۔ ابن الکئی کہتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے ہیں۔

❀ ۴۳۱۴ قیس بن المكشوح المرادی

ابوشداد ان کی کنیت اور المكشوح ان کے والد کا لقب ہے، ان کے نام اور نسب میں علماء کا اختلاف ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: یہ ہمیرہ بن عبد یغوث، بن العزیز ابن بداء بن عامر بن عوبتان بن زاہر بن مراد ہیں۔

ابو عمر کہتے ہیں: ❀ یہ عبد یغوث بن ہمیرہ بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عامر بن علی بن اسلم بن احس بن اغار الجبلی، مراد کا حلیف، ہیں۔

ذیل میں ابو موسیٰ کا ان کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ قیس بن عبد یغوث بن مکشوح ہیں۔ مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ابن (الف کے ساتھ) لکھا جائے، یہ ان کے والد کا لقب ہے نہ کہ ان کے دادا کا لقب۔ ابن کلبی کہتے ہیں: ان کو مکشوح بھی کہا گیا ہے، کیونکہ ان کا کٹھ مضروب تھا یا داغا گیا تھا۔

انہوں نے صحبت پائی ہے یا نہیں؟ اس میں بھی اختلاف ہے، کہا گیا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام لائے تھے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لیکن یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اسود الغسانی مدعی نبوت

❀ مسند احمد (۱۰۲۶/۱) ❀ اسد الغابہ (۴۳۹۹) الاستیعاب (۲۱۷۹) تجرید (۲۵/۲)

❀ الاستیعاب (۳۵۹/۳) ❀ کشفہ کہتے ہیں پہلو اور ہسلوں کے درمیانی حصہ کو۔

کو قتل کرنے میں اعانت کی تھی، یہ بات تو اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ وہ آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں اسلام لے آئے تھے، کیونکہ آپ ﷺ اس دجال و کذاب (اسود غسی) کے اسی رات خبر دی تھی جس رات وہ جہنم واصل ہوا تھا، یہ واقعہ آپ ﷺ کی رحلت الی الآخرۃ سے تھوڑا عرصہ ہی قبل کا ہے۔ اس بات کا ذکر کرنے والوں میں محمد اسحاق بھی ہیں انہوں نے یہ بات ”السیرۃ“ میں ذکر کی ہے۔

قیس گھوڑ سوار اور بہادر تھے، وہ عمرو بن معدیکرب کا بھانجا تھا، یہ دونوں (قیس اور معدیکرب) ایک دوسرے سے دور تھے۔ عمرو کے بارے میں کہتا ہے:

فَلَوْ لَا قَيْتِي لَأَقَيْتُ قِرْنًا وَوَدَّعْتُ الْأُحْبَةَ بِالسَّلَامِ
 ”اگر مجھ سے تیرا مقابلہ ہوتا تو ایک بہادر سے ہوتا اور دوستوں کو سلام کہہ کر الوداع کرتا۔“

اور یہی عمرو کے قول کی مراد ہے، کہتا ہے:

أَرِيدُ حَيَاتَهُ وَ يَرِيدُ قَتْلِي عَذِيرُكَ مِنْ خَلِيلِكَ مِنْ مَرَادٍ
 ”میں اس کی زندگی اور وہ میرا قتل چاہتا ہے، مراد کی طرف سے تیرے دوست کا عذر قبول کرنے والا ہے۔“

یہ ان لوگوں میں تھا جنہوں نے یمن میں ارتداد کیا تھا، یعنی اسلام سے پھر گئے تھے، اس نے داؤدِ الفارسی کو قتل کیا تھا، جیسا کہ اس کے تعارف کے ذیل میں تفصیل گزر چکی ہے، فیروز نے اس کو بلایا تا کہ اس کو قتل کر دے، مگر یہ بھاگ کر خولان کے پاس آ پہنچا، پھر یہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے، انہوں نے ہجرت بھی کی، اور فتوحات میں شریک رہے۔ فتح عراق، جنگ قادسیہ میں ان کے غیر معمولی اثرات ہیں، علاوہ ازیں فتح نہادند وغیرہ میں شریک رہے جیسا کہ معدیکرب کے ترجمہ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

واقدی نے اپنی سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ عمر نے فیروز کو کہا: اے فیروز! آج آپ کی سچائی کا پتہ چلے گا جو پوچھا جائے سچ بتانا، داؤدِ الفارسی کو کس نے قتل کیا تھا؟ فیروز نے کہا: قیس بن کشوح نے۔

کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی بات کہی تو اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں جس بادشاہ کے بھی پیچھے چلا ہوں اس کے قتل کی خواہش ضروری ہوئی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: کیا تو اس طرح کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اگر تو ”ہاں“ میں جواب دیتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا: کیا واقعی اس طرح کرنا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں، میرے کہنے کا مقصد صرف رعب اور دھمکانا تھا۔

ابو عمرؓ کہتے ہیں، یہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور اس میں شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کا سبب یہ بنا کہ اس جماعت کے معززین نے کہا: اے ابوشداد! آج کے دن آپ ہمارا جھنڈا پکڑ لو۔

ابوشداد نے جواب دیا کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: ہمیں آپ کے علاوہ

کسی کی ضرورت نہیں۔ ابوشداد نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے جھنڈا تھا تو میں میری انتہاء ”صاحب الترس المذہب“ (سونے کی ڈھال) پر ہی ہوگی۔ یہ ایک آدمی کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بالکل قریب تھا، چنانچہ انہوں نے جھنڈا تھا یا یہاں تک کہ ”صاحب الترس“ تک پہنچ گئے، رومی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے ان کو پیچھے کی طرف دھکیلا، تو اس نے رومی کی ٹانگ پر مارا اور اس کو کاٹ لیا، بالآخر میں نے اس کو قتل کر لیا۔ پھر قیس پر تیر برسنے لگے۔ مگر اس نے پھرتی دکھائی۔ یہ بات اس شخص کی تائید کرتی ہے جو کہتا ہے کہ قیس بجلی ہے، کیونکہ انمار بنی بجیلہ میں تھا۔ پھر مجھے ابن درید کے قول سے صحیح بات کی رہنمائی ملتی ہے کہ ابن درید نے قیس بن مکشوح جس نے اسود غسی کو قتل کیا تھا اور قیس بن مکشوح البجلی جو جنگ صفین میں شریک ہوئے تھے، ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ اور یہی درست بات ہے۔

دعبل بن علی نے ”طبقات الشعراء“ میں جزم سے کہا ہے کہ ان کو شرف صحابیت (زيارة النبي ﷺ) حاصل ہے، کہتے ہیں: سعد بن ابی وقاص نے فتح عراق میں قیس بن مکشوح کو امیر بنایا، عمرو بن معدیکرب اسی لشکر میں تھے، جب انہیں معلوم ہوا کہ قیس امیر بنا دیا گیا ہے تو وہ غصے ہو گئے۔

۴۳۱۵ قیس بن مکشوح البجلی

ان کا تذکرہ ما قبل (قیس بن مکشوح) کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۴۳۱۶ قیس بن ملجم

قیس بن ملجم بن عمرو بن یزید المرادی، سکونت کوفہ میں تھی عبدالرحمن ان کا بھائی، جس نے علی کو قتل کیا تھا۔ ان کو ادراک حاصل ہے، یہ اور ان کا بھائی عبدالرحمن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ منورہ آئے اور یہیں رہنے لگے۔ قیس فتح مصر میں شریک تھے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا ذکر ملتا ہے۔

۴۳۱۷ قیس بن نخرہ الصدقی

ان کو ادراک حاصل ہے، یہ فتح مصر میں شریک تھے، ابن یونس نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۳۱۸ قیس بن ہبیرہ المرادی

ابن کلبی نے ”فتوح الشام“ میں ان کا ذکر کیا ہے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب جہاد کے نعر عام کیا گیا تو یہ اپنی قوم کے ساتھ یمن سے آئے تھے۔

۴۳۱۹ (ن) قیس بن یزید

قیس بن یزید بن قیس العامری الکلابی، مرزبانی نے ہجرت الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ مخضری تھے۔

۴۳۰ (ن) قیس خارجی

کہا گیا ہے کہ اس کے والد کا نام سعد ہے، ان کو ادراک حاصل ہے۔ ابن سعدؒ نے ان کی سند سے ذکر کیا ہے، قیس کہتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا: میرے اہل و عیال ہجرت کرنا چاہتے ہیں..... پھر قصہ ذکر کیا۔
امام نسائیؒ نے ان کو کنیت میں ذکر کیا ہے۔ نسائی کہتے ہیں: ابو مغیرہ قیس خارجی، انہوں نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے ابو اسحاق سمیعی وغیرہ نے روایت کی ہے، ابن حبان نے ان کو ثقہ تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۴۳۱ (ن) قیس العبدی

اسود کے والد ہیں، ان کے ادراک اور روایت کا ثبوت ہے۔ یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح عراق کے اوائل میں اہل حیرہ کی لڑائی میں تھے۔
امام بخاریؒ نے ”تاریخ“ میں سند صحیح کے ساتھ بطریق عن الاسود بن قیس عن ابیہ ذکر کیا ہے۔ قیس کہتے ہیں: ہماری انتہاء حیرہ کے مقام پر ہوئی، ہم نے ان کے ساتھ ہزار درہم اور زاوراہ پر صلح کی، میں نے اپنے والد سے پوچھا: آپ زاوراہ سے کیا کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جس شخص کے پاس نہیں ہے ہم اس کو دیں گے۔ ابن سعد کہتے ہیں: جمعہ کے باب میں ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۴۳۲ (ن) قیس الیربوعی

عبداللہ کے والد ہیں، ان کو ادراک حاصل ہے۔ امام بخاریؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے خالد بن ولید کے ساتھ مل کر غزوہ (جنگ) کی ہے، ان سے ان کے پوتے یونس بن عبداللہ بن قیس نے روایت کی ہے، اسی طرح ابن ابی حاتمؒ نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۳ (ن) قیس والد غنیم

ان کا ذکر پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

۴۳۴ (ن) قیس (بے نسبت) فی کیمان۔

الطبقات الكبرى (۱۱۱/۶) ابن کثیر نے ”جامع المسانید والسنن“ میں ذکر کیا ہے۔

تاریخ کبیر (۱۶۹/۴) تاریخ کبیر (۱۶۸/۴) جرح و تعدیل (۱۰۶/۷)

اسد الغابہ

قسم الرابع از حرف قاف - جس حضرات کا نام غلط لیا گیا یا انہیں غلطی سے صحابہ میں شامل کیا گیا ہے

باب قاف کے بعد الف

(ز) قابوس بن المخارق (۴۳۵)

قابوس بن مخارق یا ابن ابی مخارق الکونی، مشہور تابعی ہیں، سماک بن حرب نے ان سے روایت کیا ہے، یہ چھوٹے تابعین میں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد اور ام الفضل سے روایت کیا ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ مصر گئے، وہاں محمد بن ابی بکر الصدیق کی صحبت حاصل کی، ابن یونس کہتے ہیں: میں خطِ مغلطائی میں پڑھا ہے کہ ابن حزم نے ان کو قبی بن مخلد کی ترتیب میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے چھ مرویات ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ مرویات مراسل ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

((يُغسل من بول الجارية، وينفع من بول الغلام))۔*

”لڑکی جس چیز پر پیشاب کرے اسے دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہوگا۔“

کہا گیا کہ اس کی سند یوں ہے: سماک بن حرب عن قابوس عن أم الفضل سألت النبي ﷺ (ام فضل نے حضور ﷺ سے پوچھا)، کہا گیا ہے کہ اس طرح ہے: عن قابوس عن أبيه۔ اسے دارقطنی نے ”علل“ میں ذکر کیا ہے، اور مراسل میں کہا ہے کہ اول سند صحیح ترین ہے۔ ان کی مراسل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک آدمی آیا ہے جو میرا مال طلب کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے خلاف بادشاہ سے مدد طلب کرو، ورنہ اپنے مال کی حفاظت میں اس کو قتل کر دو۔“*

دارقطنی کہتے ہیں: اس بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کی سند یوں ہے: عن قابوس عن أبيه، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس طرح ہے: عن قابوس.... اس میں ”عن أبيه“ نہیں ہے۔ تاہم سند صحیح ترین ہے۔

(ز) قارب التميمي (۴۳۶)

التميمي نہیں بلکہ درست التميمي ہے۔ ماقبل گزر چکا ہے کہ ان کے نام میں اختلاف ہے، کہا ہے کہ ان کا نام قارب ہے۔ کہا گیا ہے کہ مارب ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اگر ان کا نام پہلے والا ہے تو ان کی نسبت غلط ہے۔ ورنہ اس کا استدراک کر لیا جاتا۔ میں کہتا ہوں: یہ التميمي ہے، وہ حدیث انہی کی حدیث ہے، لہذا استدراک میں ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

(ز) القاسم بن صفوان الزهري (۴۳۷)

یہ تابعی ہیں، جب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں تو حدیث مرسلہ ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ ان کے تعارف میں حرف

”صاد“ میں گزر چکا ہے۔

۴۳۲۸ القاسم

القاسم ابو عبد الرحمن الشامي، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے غلام، عبدان المروزی نے ان کو ”الصحابہ“ میں ذکر کیا ہے، اور بطریق یزید بن ابی حبیب، عن داؤد بن حصین، عن عبد الرحمن بن ثابت عن القاسم مولیٰ معاویہ روایت ذکر کی ہے۔ انہوں نے یوم أحد میں ایک آدمی کو مارا، اس نے کہا: اس کو پکڑو میں فارسی غلام ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آپ کو انصاری کہنے سے کس چیز نے منع کیا ہے؟ حالانکہ آپ تو اس سے ہیں، کیونکہ غلام اس قوم سے شمار ہوتا ہے جس قوم کا وہ غلام ہوتا ہے۔“

ابن اثیر کہتے ہیں: اسی طرح ابو موسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ یہ القاسم الشامي، مشہور تابعی ہیں، میرے خیال میں درست یہ ہے کہ قاسم مولیٰ ہیں معاویہ بن مالک بن عوف کے، قبیلہ انصار سے، نہ کہ معاویہ بن ابی سفیان۔

میں کہتا ہوں: اس سے مراد ابن اثیر کا روایت صحیح قرار دینا ہے، اور یہ ثابت کرنا ہے کہ قاسم جو کہ صحابی ہیں ان کا نام اور ان کے مولیٰ کا نام قاسم جو کہ مشہور تابعی ہیں ان کے نام اور ان کے مولیٰ کے نام کے ساتھ ملتا ہے/ موافقت رکھتا ہے۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ گمان کیا گیا ہے۔ باقی رہا علت خبر کہ اس خبر کا صحابی گر گیا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ قاسم الشامي مشہور تابعی کی روایت میں سے ہے۔ اگر راوی نے اس کے نام کے ضبط کرنے کا اہتمام کیا ہو، ورنہ ان کا ذکر روایت ابن اسحاق کے تحت حرف عین میں گزر چکا ہے۔

روایت کیا گیا ہے بطریق داؤد بن حصین عن عبد الرحمن بن عقبہ مولیٰ الانصار عن ابیہ، قال: میں یوم أحد اپنے آقا کے ساتھ حاضر ہوا، میں نے ایک آدمی کو مارا..... (حدیث)

جریر بن حازم نے اس کی متابعت کی ہے داؤد کے ساتھ، داؤد کے بارے میں ایک اور اختلاف ہے، قاسم شامی کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، شاید کہ رواۃ میں فی الجملہ تقلید واقع ہوئی ہے۔ مذکورہ بالا حدیث میں عقبہ صحابی ہیں، جبکہ قاسم، یہ صحابی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

باب قاف کے بعد باء

۴۳۲۹ قبات بن رستم

بعض حضرات نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مگر امام بخاری نے اسے غلط قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ غلطی اس کے والد کے نام میں واقع ہوئی۔ درست اور ٹھیک نام آشیم ہے، احمد نے اس رائے کو با وزن قرار دیا ہے۔ بغوی نے اس کے ترجمہ میں کہا ہے:

بخاری نے تاریخ کبیر (۱۶۱/۳) میں ذکر کیا ہے۔

جامع المسانید (۳۴۶/۱۰) * اسد الغابہ (۴۶۷/۳) * تجرید (۱۰/۲)

تاریخ کبیر (۱۹۲/۴)

قات بن اشیم، ابن رستم بھی کہا گیا ہے۔ قسم اول میں درست نام کے تحت ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۴۳۰ قبیصہ والد وہب

ابوموسیٰ نے اس بارے میں غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے وہم کیا ہے اور بطریق علی بن سعید العسکری کی تخریج کی ہے اور ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور عوف الاعرابی سے روایت ذکر کی ہے بطریق عوف عن حبان بن مخارق عن وہب بن قبیصہ عن ابیہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

((العیافۃ والطرق والحبب (جادوگری) من عمل الجاہلیۃ)).

”قال معلوم کرنے کے لیے پرندے کو اڑانا کہ دائیں جاتا ہے یا بائیں اور کاہن نجومی کا کنکری مار کر بخت معلوم کرنا اور غیر اللہ کی پریش جاہلیت کے اعمال ہیں۔“

اس سند میں تحریف ہوئی ہے، اور درست یوں ہے: عن قطن بن قبیصہ بن المخارق الہلالی، اسی طرح ابوداؤد، نسائی اور طبرانی نے عوف کے طریق سے تخریج کی ہے۔ صحیح رائے کے مطابق ان کا ذکر قسم اول میں گزر چکا ہے۔ طبرانی کے ہاں سند میں حماد بن داؤد، دوئوں طریق عن عوف عن حبان عن قطن بن قبیصہ بن مخارق عن ابیہ ہیں۔ پھر وہی حدیث ذکر کی ہے۔

۴۳۱ قبیصہ البجلی

امام بغوی، ابن ابی خنیسہ، ابن مندہ اور قبی بن مخلد نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان حضرات نے بطریق عبدالوارث عن ایوب عن ابی قلابہ عن قبیصہ... قبیصہ کی روایت کی تخریج کی ہے، قبیصہ کہتے ہیں: انکسفت الشمس حدیث ذکر کی ہے، اس حدیث کے آخر میں ہے:

((فصلوا کاخف صلاة صلیتموها من المکتوبۃ)).

”صلاة کسوف کی ان رکعتوں کو ایسے پڑھو جیسے تم کوئی فرض نماز مختصر پڑھتے ہو۔“

بغوی کہتے ہیں: عباد بن منصور نے ایوب سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابوقلابہ اور قبیصہ ہلال بن عامر کے درمیان اضافہ کیا ہے۔ اور بغوی قبیصہ الہلالی کے بارے میں کہتے ہیں: میں قبیصہ الہلالی کے علاوہ کسی دوسرے قبیصہ کو نہیں جانتا۔ انہوں نے قبیصہ بن الحارث الہلالی کو قبیصہ الہلالی کا غیر بنایا ہے، لیکن یہ ہے ایک ہی۔

ابن قانع، علی ابوبکر بن ابی خنیسہ ابن شاہین اور علی ابن مندہ ابو نعیم نے بغوی پر تعقب کیا ہے۔ ابو نعیم مزید کہتے ہیں کہ ہشام دستوائی نے ان کو ”النجلی“ کہہ کر تفرّد اختیار کیا ہے۔ جبکہ بقیہ رواۃ نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اس کو ”الہلالی“ کہا ہے۔ اور یہی درست ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ کہا ہے قبیصہ بن الحارث الہلالی، اور اس کو ”النجلی“ بھی کہا گیا

اسد الغابہ، تجرید (۱۱/۲) العیافۃ کہتے ہیں پرندوں کی آوازوں اور ان کے نام سے تقاضل پکڑنا۔

اسد الغابہ، تجرید (۹/۲) ابوداؤد (۱۱۸۵) نسائی (۱۴۸۵) مسند احمد (۶/۵)

ہے، صحیح بات یہ ہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی شخص ہے۔

۴۳۲۲ قبیصہ

بغیر کسی نسبت کے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کرتے ہوئے ایک روایت کی تخریج کی ہے بطریق محمد بن الفضل عن عطاء عن ابن عباس، قال: آپ ﷺ کے پاس ایک ان کے ماموں میں سے ایک قبیصہ نامی آدمی آیا، اس نے آپ ﷺ پر سلام کیا..... (حدیث)

اس بات کی پیروی کرتے ہوئے ابو نعیم نے کہا ہے کہ وہ قبیصہ بن الخارق الہلالی ہے، اسی طرح طبرانی نے ایک دوسرے طریق سے تخریج کی ہے: عن عطاء عن ابن عباس، قال: ابن عباس کہتے ہیں کہ قبیصہ بن الخارق الہلالی آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو سلام کیا، اور ان کو اھلا وسہلا مرحبا (خوش آمدید) کہا..... پھر بیعتہ اس طرح حدیث ذکر کی ہے۔

”من اخوالہ“ سے کیا مراد ہے؟ قبیصہ کی والدہ ہلالیہ ہے۔ ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ ”أخوالہ“ کی ضمیر آپ ﷺ کی طرف لوٹ رہی ہے، جبکہ آپ ﷺ کے ماموں بنی ہلال سے نہیں ہے۔ لہذا ابن مندہ نے اس بات میں تفرق کیا ہے۔ اور مزید یہ ہے اگر یہ درست ہو تو اس سے قبیصہ نامی چار اشخاص بن جائیں گے، حالانکہ ایسی نہیں ہے۔

۴۳۳۳ قبیصہ بن شبرمہ

قبیصہ کہتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، پس میں نے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے:

((أحل المعروف في الدنيا أهل المعروف في الآخرة)).

”دنیا میں معروف آخرت میں بھی معروف ہوں گے۔“

اسی طرح ابوموسیٰ نے روایت ذکر کی ہے، اور اس کو ابوبکر بن ابی علی کی طرف منسوب کیا ہے۔ مذکورہ ذیل طریق سے محمد بن صالح عن علی بن ابی ہاشم، عن نصیر بن عمیر بن یزید بن قبیصہ بن شبرمہ، شبرمہ کہتے ہیں: میں نے شبرمہ بن لیث بن حارثہ کو انہوں نے سنا ہے، قبیصہ بن شبرمہ الاسدی کو.... فذکرہ (پھر بقیہ حدیث ذکر کی)۔

یہی حدیث اسی سند کے ساتھ امام طبرانی رحمہ اللہ نے بطریق علی بن طبران (یہ علی بن ابی ہاشم ہی ہیں) تخریج کی ہے۔ البتہ اس میں قبیصہ بن برمہ کہا گیا ہے۔ درست رائے کے مطابق ان کا مفصل ذکر گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے علی بن ابی ہاشم سے اسی سند سے قبیصہ بن برمہ کے ترجمہ میں ایک دوسری حدیث ذکر کی ہے، یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ قبیصہ کے والد نے جب اپنا نام تبدیل کیا تو ابوبکر بن ابی علی کو یہ گمان ہوا کہ یہ کوئی دوسرا شخص ہے، حالانکہ فی الواقعہ یہ بات نہیں۔

اسد الغابہ (۲۶۶۲) مسند احمد (۶۰/۵) جامع المسانید (۶۰/۱۰)

اسد الغابہ (۴۷۳، ۴۷۲/۳) مسند احمد (۴۲۵۸)، تجرید (۱۱/۲)

جامع المسانید (۳۵۴/۱۰) اسد الغابہ (۴۷۱/۳)

باب قاف کے بعد تاء

۴۳۳۲ قتادہ الیثی

ابن شاپین نے ان کو صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر ہے، شمار کیا ہے اور ایک حدیث بھی ذکر کی ہے، بطریق عبد اللہ بن عبید بن عمیر الیثی عن ابیہ عن جدہ قال، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے۔ * ابن شاپین کہتے ہیں: عبد اللہ بن عبید کے دادا کا نام قتادہ ہے۔

ابوموسیٰ نے ابن شاپین کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ان کے دادا کا نام عمیر بن قتادہ ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں: بیشک عمیر ابن قتادہ معروف صحابی ہیں، ان کا ذکر گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

یہ حدیث قسم اول میں عمیر بن کعب کے ترجمے میں گزر چکی ہے (حرف عین میں)، وہاں میں نے واضح کیا تھا کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے، مزید اس کی تخریج ابن السکن اور نعیم وغیرہ نے عبید بن عمیر کے والد عمیر بن قتادہ کے ذیل میں کی ہے۔

۴۳۳۵ قتادہ بن النعمان

ابن حبان نے قتادہ بن النعمان کے ترجمہ (تعارف) میں اشارہ کیا ہے کہ یہ انصاری ہے اور مشہور صحابی ہیں، بعض حضرات کہتے ہیں کہ قتادہ بن النعمان دو شخص ہیں، اس پر ابن حبان کہتے ہیں: جو شخص یہ کہتا ہے کہ قتادہ بن نعمان دو ہیں، اس کو وہم ہوا ہے۔ * صحیح یہی ہے جو ابن حبان نے کہا ہے کہ یہ ایک ہی شخصیت ہے۔

۴۳۳۶ قتر

ابن الامین نے ”استیعاب“ میں اور ابو الولید القشی نے حاشیہ میں اس کا ذکر کیا ہے، ان دونوں حضرات نے ان کی نسبت ابن قانع کی طرف کی ہے۔ معتمد نسخہ میں ”قانع“ کے بجائے قین کا لفظ مذکور ہے، اس پر مزید تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۳۳۷ قتبیلہ

مغیرہ بن شعد بن الاخرم کے والد ہیں، ان دونوں نے ان کا نام عبدان رکھا تھا۔ بخاری کہتے ہیں: ان کا نام عبد اللہ ہے، یہی صحیح بات ہے۔

* اسد الغابہ، تجرید (۱۲۳) * ابن ماجہ (حدیث: ۸۶۵)

* اسد الغابہ (ت: ۴۲۷۱)، الاستیعاب (ت: ۲۱۳۱)

* جامع المسانید (۳۶۷/۱۰) * تجرید (۱۲/۲)

* تجرید اسماء الصحابة (۱۲/۲)

باب قاف کے بعد وال

۴۳۳۸ (ز) قدامہ بن حاطب

ابن قانع نے ان کا ذکر ”الصحابة“ میں کیا ہے، یہ چھوٹے تابعی ہیں، ان کے نام میں نسبت کے پردادا کی طرف ہے۔ ان کے والد کا نام ابراہیم بن محمد بن حاطب ہے، قدامہ کی تابعین سے کثیر روایات ہیں، ابن قانع کی حدیث بطریق عن ابن قانع من روایت ہشام بن زیاد القرظی، سمعت عبد الملک بن قدامہ الحاطبی، یہ اپنے والد سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون پر چار تکبیریں پڑھیں.... (حدیث) یہ حدیث یا تو مرسل ہے یا معطل۔ (تفصیل شروع میں اصطلاحات حدیث میں دیکھیں۔ [عامرتی ندوی])

۴۳۳۹ (ز) قدامہ

(بغیر کسی نسبت کے) ابن شاپین نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے، ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کرتے ہوئے وہم کیا ہے کہ یہ قدامہ بن عبد اللہ العامری ہیں۔ اور بغوی اور ابن مندہ نے ان کے لیے اسی حدیث کی تخریج کی ہے جس حدیث کو ابن شاپین نے قدامہ بن عبد اللہ کے ترجمہ (تعارف) میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تفصیلی بیان قسم اول میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد راء

۴۳۴۰ قرہ بن النافرة الجزامی

مرزبانی نے ان کو ”مجم اشعراء“ میں حرف قاف میں ذکر کیا ہے، اور مرزبانی ان کا ایک قصہ بھی ذکر کیا ہے، یہ قصہ ہم فروہ جذامی کے تعارف میں ذکر کر چکے ہیں۔ رضی شاطبی مرزبانی کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مرزبانی کو ان کے والد اور ان کے نام میں اشتباہ ہوا ہے، ان کا نام فروہ بن نفاث ہے۔

باب قاف کے بعد سین

۴۳۴۱ قیس بن ساعده

قیس بن ساعده بن حذافہ بن زفر بن ایاد بن نزار الایادی، مشہور خطیب اور مبلغ تھے، ابوعلی السکن، ابن شاپین، عبدان المرزوزی اور ابو موسیٰ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا، ابن السکن نے صراحت کی ہے کہ یہ بعثت سے قبل فوت ہو گئے تھے۔ ابو حاتم السجستانی

اسد الغابۃ (ت: ۴۲۷۹) مجمع الشعراء (۲۲۳)

اسد الغابۃ، تجرید (۱۵/۲) المعمرین (۸۲)

نے ”معمرین“ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے وہی نسب ذکر کیا ہے جس کا بھی ہم اوپر ذکر کیا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: انہوں نے تین سو اسی (۳۸۰) سال زندگی پائی ہے، آپ ﷺ نے ان کی حکمت کے بارے سن رکھا تھا، یہ وہ پہلے شخص ہیں جو آپ ﷺ کی بعثت پر ایمان لائے جاہل لوگوں میں سے، اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خطبہ میں عصا (لاٹھی) کا سہارا لیا، اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کلام میں ”امّا بعد“ کہا۔ اور یہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتابت میں ”مِن فلانِ اِلٰی فلان“ لکھا۔

ابن کلبی نے ان کے آخری خطبہ سے کچھ کلام نقل کیا ہے:

”اگر زمین پر اس دین سے افضل کوئی دین ہوتا تو اس کا زمانہ تم کو تباہ و برباد کر چکا ہوتا، اور تم اس کا انجام دیکھ چکے ہوتے، پس خوش خبری ہے اس شخص کے لیے جس نے اچھا زمانہ پایا اور اس کی اتباع کی، اور ہلاکت اس شخص کے لیے جس نے اس کی ممانعت کی۔“

عرب ان (قیس بن ساعدہ) کی بہت تعظیم کرتے تھے، اور ان کے پُر حکم اقوال کو شعراء اپنے شعروں میں ذکر کرتے۔ اُسی نے ان کے بارے قصیدہ میں کہا ہے:

وأحلم من قسّ من الذی بذی الغیل من حَقّان أصبح حادراً
”قیس سے زیادہ عقلمند جو ذی الغیل میں سے موٹا تازہ ہو گیا۔“

طیّبہ کہتا ہے:

وأقول من قسّ و أمضى کما مضى من الرمح إن مس النفوس نکالها
”قس سے زیادہ خطیب اور نیزہ جب اس کا پھل جسموں کو لگے اس سے زیادہ تیزی سے گزرنے والا۔“

اور لیبید کہتا ہے:

و أخلف قسالیتنی و لعلنی و أعبا علی لقمان حکم الله بر
”قس کو میرے لیت و لعل نے چھوڑا اور لقمان کو تدبیر نے تھکا دیا۔“

اس شعر سے یہ شاعر قیس کی اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے:

وما قد تولی فهو قدفات ذاهبا فهل یفنعنی لبتنی و لعلنی
”جو گزر گیا اس نے ختم ہو جانا ہے، بھلا مجھے لیت اور لعل کہنا کچھ فائدہ دے گا۔“

اور مرزبانی * کہتے ہیں: اکثر اہل علم نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے سو سال زندگی بسر کی اور یہ ایک اچھے خطیب، طبیب اور عقلمند تھے، ان کا ایک مقام و مرتبہ تھا۔ مرزبانی نے ان کے لیے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

یا ناعی الموت والأموات فی جدث علیہم بقایا بزہم فرق
دعہم فإن لهم یوماً یصاح بهم کما ینبہ نوماته الصق

”اے موت کی خبر دینے والے مردے و اموات تو قبروں میں ہیں ان کے کفن جو باقی رہ گئے ہیں وہ پھٹ رہے ہیں انہیں چھوڑو، ان کا ایک دن ہے جس میں انہیں آواز دی جائے گی جیسے مدہوش کو جگایا جاتا ہے۔“

بعض افراد نے قس کی حدیث ایک طریق کے ساتھ علیحدہ ذکر کی، اس حدیث میں شعر اور ان کا خطبہ بھی ہے، یہ حدیث طبرانی کی مطولات میں موجود ہے، مگر اس حدیث کے تمام طرق ضعیف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جس کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے زیادات الزہر تخریج کیا ہے، یہ روایت خلیف بن اعین کے طریق سے ہے، کہتے ہیں: جب بکر بن وائل کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قس بن ساعدہ الایادی کا کیا بنا؟ تو وفد نے جواباً کہا: وہ فوت ہو چکا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لگ رہا ہے جیسے میں اس کو عکاظ کے بازار میں سرخ اونٹ پر سوار دیکھ رہا ہوں۔ (الحدیث) * (بعثت سے پہلے آپ نے انہیں بازار عکاظ میں دیکھا تھا)۔

جاہظ * نے ”البيان والتبيين“ میں قس اور اس کی قوم کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں: ان کو اور ان کی قوم کو وہ فضیلت حاصل ہے جو عرب میں کسی دوسرے کو نہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے اس کی بات کو نقل کیا ہے اور عکاظ میں اونٹ کی صورت، اس کا موقف بھی اور اس کا وعظ بھی نقل کیا ہے، اس کے بہترین کلام کو آپ ﷺ نے پسند کیا ہے اور اس کی تصویب بھی فرمائی ہے۔ یہ ایسا شرف عظیم ہے جس کے بعد نہ تعریف کی ضرورت ہے اور نہ پاس و امید کی۔ اور اللہ کا کرم ہے جو اس نے ان پر کیا ہے تاکہ ان سے توحید الہی کے ساتھ اظہار اخلاص بھی ہو اور ساتھ بھی بعثت پر ایمان لانا، پھر قس عرب کے مایہ ناز خطیب تھے۔

ان احادیث میں ایک وہ بھی ہے جس کی تخریج ابن شاہین نے کی ہے بطریق ابن ابی عیینہ الہلبی، عن کلبی، عن ابی صالح، عن ابن عباس، کہتے ہیں: جب ابوذر حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: ”قس بن ساعدہ کا کیا ہوا؟“ ابوذر کہتے ہیں: میں نے جواب دیا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ قس پر رحم کرے، گویا میں اس کو جمل اور ق پر دیکھ رہا ہوں، اس نے ایسی بات کی جس میں حلاوت تھی، مجھے اس کی وہ بات یاد نہیں ہے۔“ * حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے یاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سناؤ۔“ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی بات ذکر کی، اس میں شعر بھی، اس میں یہ تھا: قوم کے ایک آدمی نے کہا: میں نے قس کی ایک عجیب بات دیکھی ہے، میں شام میں سمعان نامی پہاڑی پر ایک درخت کے سائے تلے بیٹھا ہوا تھا، اس کے ایک جانب بیٹھا چشمہ تھا، بہت سارے درندے، جانور اس چشمہ سے پانی پینے کے لیے آرہے تھے، اگر ان میں سے کوئی دوسرے پر حملہ کرنے لگتا تو قس اس کو اپنی لاٹھی سے مارتا اور کہتا: صبر کرو، پہلے آنے والے کو پانی لینے دو پھر پینا، جب میں نے یہ منظر دیکھا تو میرے دل میں ان کا رعب بیٹھ گیا۔ قس کہنے لگے: آپ مت ڈریں، آپ کے لیے کوئی پریشانی نہیں۔

باب قاف کے بعد طاء

قطبہ بن جزی

ابو عمر نے ان کے اور قطبہ بن قنادہ میں فرق کیا ہے، اور ایک کی کنیت ابو حوہیصلہ ہے، ان کا تذکرہ ہو چکا ہے، اور جو راوی دو

جگہوں میں مذکور ہے وہ مقاتل بن معدان ہے، اس سے قبل میں ابن ابی حاتم کا وہم بیان کر چکا ہوں۔

باب قاف کے بعد عین

۴۳۳۳ القعقاع بن عبد اللہ

القعقاع بن عبد اللہ بن ابی مدر الاسلمی، ابن عبد البر* نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: اس نے دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے: ((تمعدوا،* واخشوا شئوا)).* ”معد کی مشابہت اختیار کرو اور کھر درا کھڑا پہنو“۔ اور دوسری حدیث مَرِّ بَقُومٍ يَنْفُسُلُونَ، فقال: ”تیر اندازی کرو بے شک تمہارے آباء تیر انداز تھے“۔ ابو عمر* کہتے ہیں: قعقاع کو صحبت رسول حاصل ہے اور ان کے والد کو بھی، بعض حضرات قعقاع کی صحبت کی تضعیف کی ہے کہ اس کی حدیث میں عبد اللہ بن سعید المقمری راوی آتا ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: پہلی حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اس کی تخریج کی ہے بطریق عبد اللہ بن سعید عن ابیہ عن القعقاع بن ابی حدر، وہ صحابی ہیں جیسا کہ قسم اول میں کہا جا چکا ہے۔ البتہ قعقاع بن عبد اللہ تو یہ اس کے بھائی کا بیٹا ہے، ان کو کوئی صحبت حاصل نہیں ہے۔ باقی رہی دوسری حدیث اس کی سند یوں ہے: القعقاع بن عبد اللہ بن ابی حدر عن ابیہ۔ جیسا کہ حرف ”عین“ میں عبد اللہ بن ابی حدر کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

انہوں نے ابو عمر کا اس بارے میں جو وہم ہے اس پر ابن فتحون نے تنبیہ کی ہے۔ خلیفہ سے نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں: عبد اللہ اور القعقاع یہ دونوں ابو حدر کے بیٹے ہیں، اور ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ القعقاع بن ابی حدر ہیں اور ان کو صحبت حاصل ہے اور عبد اللہ بن سعید سے ان کی روایت بھی لا یُصَحِّح، ابن ابی حاتم بھی اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے یہی بات کہتے ہیں، مذکورہ بالا دونوں حضرات فرماتے ہیں: جس نے کہا: ”القعقاع بن عبد اللہ“ پس اس کو وہم ہے۔

ابن فتحون کہتے ہیں: اگر قعقاع بن عبد اللہ کو صحبت حاصل ہے تو مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابو عمر کہیں کہ ان کو ان کے والد اور دادا کو صحبت حاصل ہے، کیونکہ ابو حدر صحابی تھے۔

میں کہتا ہوں: جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اس بارے میں بہترین بات یہ ہے کہ ان کو صحبت حاصل نہیں ہے، کیونکہ المقمری کی روایت، ان کی روایت اپنے والد سے، لہذا صحبت ان کے والد کے لیے تو ثابت ہوئی مگر خود ان کے لیے نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۳۳۳ القعقاع* (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، کہتے ہیں: واقعہ حنین میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس بات کا تعاقب کیا جاتا

* أسد الغابہ (۴۳۰۸)، استیعاب (۲۱۴۴)، تجرید (۱۶/۲) * استیعاب (۳/۳۴۵) * تمعد الغلام، إذا شب و غلظ

* طبرانی (حدیث ۸۴/۱۹) جامع المسانید (۳۱۶/۱۰) اسد الغابہ (۳/۴۸۸) * استیعاب (۳/۳۴۵) تجرید (۱۶/۲)

ہے کہ یہ القعقاع بن معبد بن زرارہ التمیمی ہیں، جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

باب قاف کے بعد نون

۴۳۴۵ قنفل التمیمی

ابوموسیٰ نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یحییٰ بن عبدالوہاب بن منہد اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، مگر یہ غلطی ہے، انہوں نے اس کی تخریج کی ہے بطریق الحارث بن ابی اسامہ، عن الواقدی، عن الولید بن کثیر، عن سعید بن ابی ہند، حدثنی قنفل التمیمی، یہ کہتے ہیں: میں نے آپ ﷺ کو قبر اور منبر کے درمیانی جگہ پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، میں نے اس کو کہا، وہ کہتا ہے: میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ”میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“ اور وہ جو مسند الحارث میں ہے: حدثنی قنفل التمیمی، کہتے ہیں: میں نے ابن زبیر کو دیکھا... الخ۔ یہ بات درست ہے، اس حدیث میں صحابی ابن زبیر ہیں، بخلاف اس بات کے جس کو یحییٰ نے بیان کیا، کیونکہ اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ قنفل نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے اور انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا ہے، اور کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے.... یہ تو واضح غلطی ہے۔

باب قاف کے بعد یاء

۴۳۴۶ (ن) قیس بن تمیم طائی

الکیلانی الاشج۔ عرب کے اشج کی طرز پر اور رتن الہندی کی لڑی سے الجندی کی تاریخ الیمین میں، میں نے پڑھا ہے انہوں نے پانچ سو سترہ ہجری (۵۱۷ھ) نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث بیان کی ہے۔ اس سے ابوالخیر الطالقانی، محمود بن صالح الطرازی، محمود بن عبید اللہ بن صاعد المروزی سب بحوالہ اس کے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے شہر سے نکلا، ہم ساڑھے چار سو (۴۵۰) افراد تھے۔ چلتے چلتے ہم راہ بھول گئے۔ ہمیں ایک شخص ملا، جس نے ہم پر حملہ کر دیا، ہر وار میں اس نے ہمارے سو سے زیادہ افراد قتل کر دیے۔ اب ہمارے تراسی (۸۳) آدمی رہ گئے۔ ان لوگوں نے اس سے امان کا مطالبہ کیا تو اس نے انہیں امان دے دی۔ تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں لے کر حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے، آپ بدر کی فتحیں تقسیم کر رہے تھے۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا تو میں آپ کے ساتھ رہنے لگا، پھر میں نے آپ سے اپنے اہل و عیال کے پاس جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی، میں روانہ ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوٹ آیا، اور آپ کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔ آپ کی سواری کی خدمت پہ مامور تھا۔ مجھے ایک فخر نے لات ماری جس سے میری پیشانی سے خون کا فوارہ

اسد الغابہ (۴۳۱۷) استیعاب (۲۱۹۶) تجرید (۱۷/۲)

صحیح لابن حبان کتاب الحج باب فضل المدینہ (۳۷۵۰) جامع المسانید (۴۱۸/۱۰)

پھوٹا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے سر پہ ہاتھ پھیرا، آپ فرما رہے تھے: ”شیخ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں بہت اضافہ فرمائے۔“ کہتے ہیں: میں اس کے بعد اپنے گھر واپس آ گیا اور عبادت میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ الپ ارسلان بادشاہ بنا، اس نے میرا تذکرہ سنا، میری طرف پیام بھیجا، میں نے خواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ مجھے منع کر رہے ہیں۔ تو میں مدینہ بھاگ گیا وہاں سے طبرستان پھر گیلان جا پہنچا، پھر اس نے چالیس احادیث سنائیں جن کے بارے میں اس کا گمان ہے کہ اس نے نبی ﷺ سے سنی ہیں۔

۴۳۴۷ (ز) قیس بن الحارث

تابعی ہیں، ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کے وہم کی وجہ سے بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ روایت یہ ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پہرہ داروں کی حفاظت کرنے والے پر رحم فرمائے۔“ ابن السکن لکھتے ہیں: قیس بن حارث تمیمی ایک شخص ہیں جن سے عمر بن عبد العزیز روایت کرتے ہیں، بقول بعض: صحابی ہیں، مشہور نہیں۔ پھر لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ یہ حدیث جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ان کے والد سے بحوالہ عقبہ بن عامر ہے سند صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں: اس کا مدار صالح بن محمد پر ہے جو ابو واقد المدنی ہے اور ضعیف راوی ہے۔

۴۳۴۸ (ز) قیس بن حارث التمیمی

ابن فتوح نے ان میں اور قیس بن حارث بن یزید تمیمی میں فرق کیا ہے، جبکہ دونوں ایک ہیں۔ ابن سعد نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور ابن اسحاق نے نہیں کہا جس کی وجہ سے ابن فتوح نے سمجھا دو آدمی ہیں۔

۴۳۴۹ (ز) قیس بن الخطیم انصاری

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے، کیونکہ اہل مغازی کا بیان ہے وہ مکہ آئے تو نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان کے سامنے قرآن پڑھا، جس پر انہوں نے کہا: میں نے عجیب کلام سنا ہے، اس سال مجھے اپنے بارے میں غور کا موقعہ دیجئے، پھر میں آپ کے پاس آؤں گا لیکن سال سے پہلے وہ فوت ہو گئے۔ یہ اوس کے مشہور شاعر تھے۔ جنگ بعاث جو اوس و خزرج میں ہوئی اس میں ان کے بہت سے اشعار ہیں۔

❖ اللالی المصنوعة (۱۰/۱)

❖ اسد الغابہ (۴۳۳۰) استیعاب (۲۱۴۹) تجرید (۱۹/۲)

❖ ابن ماجہ کتاب الجہاد باب فضل الحرس والتکبیر فی سبیل اللہ (۲۷۶۹)

❖ سنن الدارمی (۲۰۳/۲) السنن الکبریٰ (۱۴۹/۹)

❖ اسد الغابہ (۴۳۲۸) تجرید (۱۹۳)

❖ الطبقات الکبریٰ (۲۹۴/۱)

❖ السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴)

۴۳۵۰ (ز) قیس بن رافع

تابعی ہیں، کوئی حدیث مرسل بیان کی ہے جس کی وجہ سے عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے جو وہم ہے، قسم ثانی میں میں ان کا ذکر کر چکا ہوں۔

۴۳۵۱ (ز) قیس بن زہیر

ابن جذیمہ بن رواحہ... العنسی مشہور شہسوار جاہلیت میں جن کے ہاتھ پر جنگ داحس اور غمرہ بنی عس اور بنی فزارہ کے درمیان جاری رہی۔ * حسن بن عرفة نے اپنی "کتاب الخیل" میں لکھا ہے: یہ خلافت فاروقی تک حیات رہے، لوگوں نے ان سے گھوڑوں کے متعلق پوچھا، وہ کہنے لگے: میں نے تو جنگوں میں سب سے زیادہ صبر آزمایا سرخ سیاہ (کیت) گھوڑا پایا ہے۔ شاید اس روایت سے ابن کالظ چھوٹ گیا ہے۔ ابن میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابن قیس سے پوچھا، ادھر اہل مغازی کا بیان ہے: وفد بنی عس میں ابن قیس بن زہیر تھے۔ قسم ثالث میں ان کے پوتے کا تذکرہ حرف میم میں مساور بن ہند بن قیس بن زہیر میں ہوگا۔ مشہور یہ ہے کہ قیس بن زہیر بعثت سے پہلے فوت ہو گئے۔

ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے: ابن درید نے اپنے امالی میں بحوالہ ابو حاتم * انہوں نے اصمعی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس ابن زہیر نے نمر بن قاسط کے پڑوس میں رہے، تاکہ وہ ان کے ہاں قیام کریں، ان لوگوں نے ان کا اکرام کیا اور جگہ دی، انہوں نے کہا: میں مسافر اور جنگجو ہوں میرے لیے ایسی خاتون تلاش کرو، جسے امیر شخص نے ادب سکھایا ہو اور فقیر نے رسوا کیا ہو، وہ حسب اور جمال والی ہو، میں اس سے شادی کروں گا، انہوں نے اس شرط کے مطابق اس کا نکاح کر دیا، وہ اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ ان کے ہاں اولاد ہوئی، جب وہ ابتداء میں ان کے پاس ٹھہرا تو کہا میں اس وقت تک تمہارے پاس نہ ٹھہروں گا جب تک اپنا اخلاق تمہیں نہ بتا دوں، میں فخر کرنے والا، غیرت والا اور متکبر ہوں، لیکن میں اس وقت تک غیرت نہیں کرتا جب تک دیکھ نہیں لیتا، میں فخر نہیں کرتا جب تک ابتداء نہ کی جائے اور میں تکبر نہیں کرتا جب تک ظلم نہ کیا جائے، جب وہ ان سے جدا ہوا تو ان سے اپنی وصیت بیان کی۔

مرزبانی * کا قول ہے: شریف، شاعر، باہمت، صاحب رائے تھے۔ قبیلہ عس ان کی رائے سے جنگوں میں نکلتے تھے، وہ داحس گھوڑے والے ہیں، جنہوں نے حذیفہ بن بدر سے ان کے گھوڑے غمرہ کے ساتھ مقابلہ کیا، قیس جیت گئے، ان دونوں کا جھگڑا ہو گیا یہاں تک کہ معاملہ جنگ تک جا پہنچا، حذیفہ بن بدر لڑائی میں قتل ہوا، قیس نے اس کا مرثیہ کہا، ان کے والد زہیر کے دس (۱۰) بیٹے، دس (۱۰) بھتیجے، دس (۱۰) بھائی اور دس (۱۰) بھانجے تھے۔ جاہلیت میں پورے قبیلے غطفان کے سردار رہے، اس سے پہلے کسی کی قیادت میں اکٹھے نہیں ہوئے، ان کے والد قیس سرخ رنگت، دائیں بائیں دونوں ہاتھوں سے کام کرنے والے اور والدین

کے پہلو ٹھے تھے، انہوں نے یہ شعر کہا:

”میں نے اپنے بھائیوں کے بدلے اپنی قوم کے سرداروں کو قتل کیا جو زمانے کے لیے امان تھے، اگر میں نے اس سے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی ہے تو ان کی وجہ سے میں نے اپنے ہی پورے کاٹے ہیں۔“

۴۳۵۲ قیس بن زید

چھوٹے طبقے کے تابعی ہیں، مرسل حدیث روایت کی، اسے ایک جماعت نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، ان میں سے حارث ابن ابواسامہ ہیں، ابن ابی حاتم وغیرہ نے بخاری کی متابعت میں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابونعیم ازدی نے ضعفاء میں ان کا ذکر کیا ہے، حارث کا قول ہے: ہم سے غطفان نے بحوالہ قیس بن زید نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، ان کے پاس ان کے ماموں قدامہ اور عثمان بن مظعون کے بیٹے ہیں، آئے وہ رونے لگیں..... (الحدیث) اس میں ہے: ”مجھ سے جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیں وہ روزہ رکھنے والی، قیام کرنے والی ہیں، وہ جنت میں آپ کی بیوی ہیں۔“

اسے ابن ابی خثیمہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی سوانح میں اس طریق سے نقل کیا ہے، اسی طرح حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ متن کے سیاق میں ایک اور وہم ہے کیونکہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ کے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح سے پہلے وفات پا گئے، کیونکہ وہ بالاتفاق اُحد سے پہلے وفات پا گئے تھے، اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر اُحد سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور بالاتفاق نبی کریم ﷺ نے ان سے اُحد کے بعد نکاح کیا تھا۔

ابو حاتم نے اسی طرح فرمایا: قیس بن زید، یہ وہی ہیں جنہوں نے بحوالہ شریح قاضی روایت کیا، اس سے ان کی مراد وہ حدیث ہے جسے صدقہ بن موسیٰ نے بحوالہ اہل مصر کے قاضی سے روایت کیا اور وہ شریح ہیں، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

۴۳۵۳ قیس بن سعد

ابن ثابت انصاری، مستغفری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق عیسیٰ بن حماد، بحوالہ قیس بن سعد بن ثابت انصاری ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے، انہوں نے حج کا ارادہ کیا اور اپنے سر کی ایک جانب گنگھی کی، تو ان کا غلام کھڑا ہوا اور ان کی تقلید کرنے لگا، قیس نے دیکھا کہ ان کی تقلید کی گئی ہے تو انہوں نے بائیں جانب گنگھی نہیں کی۔

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: میرا خیال ہے کہ وہ قیس بن سعد بن عبادہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے اسماعیلی نے اپنے مستخرج میں اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حسن بن سفیان نے بحوالہ عقیل نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: حضرت قیس بن سعد انصاری، رسول اللہ ﷺ کے علمبردار تھے، انہوں نے حج کا ارادہ کیا تو

اسد الغابہ (۴۳۴۳) استیعاب (۲۱۵۶) تجرید (۲۰/۲)

مستدرک حاکم (۱۵/۴) المعجم الكبير (۹۳۴/۱۸) مجمع الزوائد (۲۴۵/۹) اسد الغابہ (۴۹۶/۳)

اسد الغابہ (۴۳۴۷) تجرید (۲۰/۲) المعجم الكبير (۲۹۷۴) مجمع الزوائد (۲۸۸/۳)

تقصی کی، اسی طرح مجسم طبرانی میں ہے، لیکن ان کے دادا کا نام نہیں لیا، اسے ابو داؤد نے مسند مالک میں ان کی روایت سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس، ان کے والد کا نام نہیں لیا۔

اسے اسماعیلی نے بطریق یونس بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن سعد بن عبادہ، اسے حمیدی نے مسند قیس بن سعد بن عبادہ میں نقل کیا ہے، اطراف کے مصنفین نے ان کی پیروی کی ہے، اسی طرح رجال البخاری میں ہے، اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے بغوی نے اپنے مجسم میں بطریق یونس بن یزید، بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: قیس بن سعد بن عبادہ بنی تميم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انصار کے علمبردار تھے، احتمال ہے کہ سند میں یوں تھا: عن قیس بن سعد بن ابی ثابت، ”ابی“ میں لفظی غلطی سے ”ابن“ ہو گیا۔ سعد بن عبادہ کی کنیت ابو ثابت ہے۔

۴۳۵۳ قیس بن شماس انصاری

ثابت کے والد ہیں، علی بن سعید عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق ابن عطاء بن ابی مسلم، بحوالہ ان کے والد، عن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ مروی ہے میں مسجد آیا، نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، جب سلام پھیرا تو میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا..... (الحدیث) اس میں ہے: میں نے کہا: یہ فجر کی دو رکعتیں ہیں، میں اپنے گھر سے نکلا اور میں نے انہیں نہیں پڑھا تھا، آپ ﷺ نے کچھ نہ فرمایا۔ اسی طرح قبی بن مخلد نے اپنی مسند میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے: اسے ابن جریج نے بحوالہ قیس بن سہل اسی طرح نقل کیا ہے۔ حدیث قیس بن سہل، اس سیاق کے علاوہ نقل کی ہے۔ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

اختلاف کا بیان ان کے والد کے نام کے بارے میں ہے۔ ابن عطاء کے حوالے سے جو اس کا راوی ہے، اس سے غلطی ہوئی ہے، وہ ہلاک ہونے والا ہے، قیس بن شماس جاہلیت میں فوت ہو گیا، ہو سکتا ہے کہ سند میں عن ابن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ ہو، اور لفظ ابن رہ گیا ہے۔

ثابت بن قیس بن شماس معروف صحابی ہیں۔ اپنی جگہ پہ ان کے حالات گزر چکے ہیں۔ بحوالہ قیس بن شماس ایک اور حدیث ہے، جس سے ان کے صحابی ہونے کا وہم ہوتا ہے، اسے ابو داؤد نے بطریق فرج بن فضالہ، بحوالہ عبد الخیر بن ثابت بن قیس بن شماس، عن ابیہ، عن جدم نقل کیا ہے۔ اس نسب سے ایک نام رہ گیا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ قیس صحابی ہوں جبکہ ایسا نہیں۔ عبد الخیر، وہ قیس بن ثابت بن قیس ہیں، پہلا قیس رہ گیا ہے اور حدیث ثابت سے مروی ہے۔

۴۳۵۵ قیس بن شیبہ

ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اور یعقوب بن شیبہ کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ انہوں نے اس میں ابن امین کی پیروی کی ہے، اور ان کے دادا کا نام عامر لیا ہے، وہ خطا ہے جو ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی سے پیدا ہوئے

بخاری (۲۹۷۴) * اسد الغابہ (۴۳۵۳) تجرید (۲۱/۲)

المعجم الكبير (۱۳۱۹/۲) مجمع الزوائد (۲۲۸/۲) * تجرید (۲۱/۲)

وہ شبہ ہیں، پہلی قسم میں صحیح گزر چکا ہے۔

۴۳۵۶) قیس بن صعصعہ

ابو عمرؒ کا قول ہے: مجھے ان کا نسب معلوم نہیں، ان کی حدیث ابن لہیعہ کے ہاں بحوالہ حبان بن واسع، عن ابیہ، عن مروی ہے، فرماتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کتنے عرصے میں قرآن ختم کروں؟ (الحدیث)۔
یہ وہی قیس بن ابی صعصعہ انصاری ہیں، ابوعلی بن سکن نے کہا: قیس بن ابی صعصعہ انصاری، بعض کا قول ہے: قیس بن صعصعہ، پھر بطریق ابی مریم، بحوالہ ابن لہیعہ حدیث نقل کی، ابن عبدالبرؒ نے قیس بن صعصعہ کا ایک اور عنوان قائم کیا ہے۔ لیکن انہوں نے اس میں یہ حدیث ذکر نہیں کی، ابن مندہ نے قیس بن ابی صعصعہ کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن اثیرؒ نے یقین کیا ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں۔

۴۳۵۷) قیس بن طلق

ابن علی حنفی یمانی، مشہور تابعی ہیں، عبدان مروزی مستغفری، اور ابوبکر بن ابی علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، عبدان کا قول ہے: ہم سے ابواشعث غلی نے بحوالہ قیس بن طلق ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت طلق بن علی کو نبی کریم ﷺ کے پاس بچھو نے کاٹ لیا، آپ ﷺ نے اس پر دم کیا اور ہاتھ پھیرا۔ انہوں نے یہ روایت قیس بن طلق سے انہوں نے اپنے والد سے سنی ہے۔ اسی طرح اسے ابن حبان اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ مستغفری نے بطریق محمد بن مجاہد، بحوالہ محمد بن قیس، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے دائیں جانب مٹی ملاؤ۔“
ابوموسیٰ کا قول ہے: اس میں محفوظ یہ ہے: عن محمد بن مجاہد، عن قیس بن طلق، عن ابیہ، اس میں محمد کا ذکر نہیں۔
ابوبکر بن ابی علی نے بطریق ابوبکر بن ابی شیبہ، بحوالہ قیس بن طلق نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے کہ وفد عبدالقیس آیا.... پھر مشروبات کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

اس میں عن ابیہ رہ گیا ہے، اسی طرح ابن ابی شیبہ کی مسند اور مصنف میں ہے، اسی طرح اسے جوالیقی اور عبید بن غنم وغیرہ نے بحوالہ ابوبکر نقل کیا ہے، محدثین کے ہاں حنفی نہیں کیونکہ وہ مشہور تابعی ہیں۔

۴۳۵۸) (ن) قیس بن عباد

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق بدیل بن میسرہ، بحوالہ عبید اللہ بن شقیق، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: فلاں شہید ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس عبا کی وجہ سے جو اس نے خیانت کی وہ آگ میں

اسد الغابہ (۴۳۵۵) استیعاب (۲۱/۲) تجرید (۲۱/۲) استیعاب (۳۵۳/۳)

المعجم الكبير (۸۷۷/۱۸) مجمع الزوائد (۲۶۹/۲) استیعاب (۳۵۳/۳)

اسد الغابہ (۵۰۰/۳) اسد الغابہ (۴۳۶۱) تجرید (۲۱/۲) اسد الغابہ (۵۰۲/۳)

السنن الكبرى (۱۳۵/۱) اسد الغابہ (۴۳۶۶) تجرید (۲۲/۲)

الْأَكْبَلِيْنَ فِي مَنَاصِبِ الصَّخَاةِ (جلد ۵) ۲۰۸

ہے۔ اس سند سے صحابی کا نام رہ گیا، قیس بن عباد مشہور تابعی ہیں، بعض نے کہا: مخضری ہیں، جیسا کہ قسم ثالث میں گزر چکا ہے۔

(ز) قیس بن عبد اللہ

یحییٰ بن یونس شیرازی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابن ہبیرہ، ان کے حوالے سے، خندق کے دن، عصر کی نماز کے بارے میں اسے نقل کیا ہے۔ مستغفری نے تعاقب کیا ہے کہ حدیث مرسل ہے اور قیس تابعی ہیں۔

(ز) قیس بن عدی

ابن سعید بن ہبیم سہمی، ابن جوزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، مغلطائی نے ان کا تعاقب کیا ہے، جو میں نے ان کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ وہ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ پہلی قسم میں ان کے پوتے قیس بن حارث بن قیس بن عدی میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

(ز) قیس ابو اقلح

ابن عسمر بن مالک بن امیہ بن ضبیہ، اوس کے حلیف ہیں، بدر میں شریک ہوئے، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ان کا دادا عاصم بن ثابت بن ابی اقلح جاہلیت میں فوت ہو گیا، اسی طرح ان کا بیٹا ثابت بھی فوت ہو گیا، جو صحابی ہیں اور بدر میں شریک ہوئے وہ عاصم ہیں، ان کا یہ قول کہ وہ اوس کے حلیف ہیں غلط ہے، بلکہ وہ انہی میں سے ہیں۔ ضبیہ وہ ابن زید بن مالک، اوس کے بطن سے ہیں جو معروف ہیں۔ فرماتے ہیں: ابو موسیٰ نے یہ کسی سے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: بلکہ مستغفری نے مغازی ابن اسحاق سے ان کا ذکر کیا ہے۔ یا تو ثابت اور عاصم کاتب سے رہ گئے ہیں، یا کسی راوی نے یہ سند اپنی یادداشت سے نقل کی ہے، جس سے وہم ہوا۔

(ز) قیس بن مغلہ

ابن ثعلبہ بن مازن بن نجار، ابو موسیٰ نے ان کے اور قیس بن مغلہ بن ثعلبہ بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن کے درمیان فرق کیا ہے، نسب میں ثعلبہ اور ثعلبہ کے درمیان نام رہ گیا ہے، قسم اول میں صحیح گزر چکا ہے، وہ بدری ہیں۔

(ز) قیس بن ہنام

عسکری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، دوسرے راویوں کا قول ہے: تابعی ہیں، انہوں نے مرسل حدیث نقل کی ہے، ابن ابی حاتم قیس بن عبد اللہ بن حارث بن قیس نے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے دادا قیس بن ہنام، بروایت مغیرہ بن مقسم، بحوالہ

التاریخ الكبير (۱۴۵/۴) * اسد الغابہ (۴۳۶۹) تجرید (۲۲/۲)

اسد الغابہ (۴۳۱۹) تجرید (۱۷/۲) * اسد الغابہ (۴۹۰/۳)

اسد الغابہ (۴۳۹۶) استیعاب (۲۱۷۸) تجرید (۲۵/۲)

قیس بن عبداللہ، اسلام لائے، ان کے نام کے بارے میں قول ہے کہ وہ ہام ہیں، ایک قول ہے کہ ہیان ہے، بقول بعض: ہبار، ایک قول ہے: ہبان۔ مشروبات کے بارے میں ان کی حدیث نسائی میں ان کی روایت سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، احتمال ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہوں جن کا عسکری نے ذکر کیا ہے۔

۴۳۶۴ (ن) قیس

ابو اسرائیل، ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور لفظی غلطی کی ہے، صحیح تفسیر ہے۔

۴۳۶۵ (ن) قیس

ابی، میرہ کے دادا ہیں، ابو موسیٰ کا قول ہے: بعض نے ان کا نام قیس لیا ہے۔ صحیح سند یوں ہے: ان کے دادا کے حوالے سے شیمان۔ فجر سے پہلے اذان کے بارے میں ان کی حدیث ہے، اسی طرح سحری کے بارے میں روایت ہے، حرف شین میں صحیح گزر چکا ہے۔

۴۳۶۶ قیس جعدی

ذہبی نے تجرید میں ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اور مسند قحی بن مخلد کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ یہ تابعہ جعدی ہیں، قیس بن عبداللہ بن عدس میں ان کا ذکر ہے۔

۴۳۶۷ قیس

ابو جبرہ، وہ ابن شحاک ہیں، جنہوں نے ان کا تہما ذکر کیا ہے، اس کے بارے میں وہم پہلے گزر چکا ہے۔

۴۳۶۸ قیس

عطیہ کلابی کے والد ہیں، تابعی ہیں، میں نے ابن قانع کی اس کے بارے میں وہم پر پہلی قسم میں قیس بن کلاب میں متنبہ کر دیا ہے، نسائی میں حدیث طخفہ بن قیس میں جو نیند کے بارے میں ان کی سند سے لکھا ہے، جب اس میں اوزاعی وغیرہ سے آگے اختلاف کا ذکر کیا تو اس کے بعض طرق میں ہے: اسے قیس بن اسماعیل نے بحوالہ محمد بن ابراہیم نقل کیا ہے کہ مجھ سے عطیہ بن قیس نے بیان کیا۔

۴۳۶۹ (ن) قیصر

ندوی نے مختصر المسبہات میں فرمایا: وہ ابو اسرائیل ہیں۔ گویا نسخے میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ جو خطیب کے مسبہات میں اصل نسخے میں ہے وہ تفسیر ہے۔

اسد الغابہ (۴۲۹۶) تجرید (۱۵/۲) تجرید (۲۵/۲) التجرید (۱۲۴)

اسد الغابہ (۴۳۲۴) استیعاب (۲۱۸۳) تجرید (۱۸/۲) اسد الغابہ (۴۲۹۶) تجرید (۱۵۶)

طبقات الکبریٰ (۲۵۹/۱) (۲۶۱)

۴۳۷۰ قیس

ابوموسیٰ نے اسماء میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، اس میں وہم ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ مبہمات میں ان لوگوں میں ان کا ذکر ہوتا، جن کا نسب مذکور ہے لیکن نام نہیں لیا گیا، ان کا ذکر آئے گا، نسا کی میں ان کی حدیث ہے۔

۴۳۷۱ قین اشجعی

اصحاب عبداللہ بن مسعود میں سے ہیں، تابعی ہیں، ان کے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان قصہ پیش آیا، ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیس اشجعی نے کہا: ہم جوف دار پتھر جس سے وضو کیا جاتا ہے، اس کا کیا کریں؟

یہ حدیث بروایت محمد بن عمرو، بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معروف ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے اٹھے تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالے۔ ان سے قین اشجعی نے کہا: جب پتھر کے وزنی برتن میں پانی ہو تو ہم کیا کریں؟

اعمش نے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث نقل کی ہے، اعمش کا قول ہے: میں نے اسے ابراہیم کے لیے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اصحاب عبداللہ بن مسعود نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پتھر کے وزنی برتن جس سے وضو کیا جاتا ہے، کیا کرتے تھے؟

۴۳۷۲ (ز) قین (بے نسبت)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں وہم ہوا، وہ ابوقین ہیں جیسا کہ صحیح کتیبوں میں آئے گا۔ ابن امین نے ذیل کے استیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے ہاں اس کے آخر میں را ہے، نون نہیں ہے۔ انہوں نے نون کے ساتھ ابن قانع کی طرف منسوب کیا ہے۔ میں نے استیعاب کے حاشیہ میں ابودلید قشی کی طرف منسوب دیکھا ہے کہ انہوں نے قاف تشدید اور راء کے ساتھ لکھا ہے، پہلا قول قابل اعتماد اور صحیح ہے۔ واللہ اعلم



حرف کاف

قسم اول از حرف کاف

باب کاف کے بعد باء

۴۳۴۳ کباثہ

ابن اوس بن قنفلی أنصاری، حاشی، عرابہ کے بھائی ہیں، دارقطنی نے اسے لکھا ہے، ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن ابی حاتم نے کنانہ نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۴۳۴۴ کبیر

ازدی، البوامیہ، جنادہ کے والد ہیں، ان کے بیٹے جنادہ کی سوانح میں ان کا ذکر ہے، دارقطنی نے اسے باء کے ساتھ لکھا ہے، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۴۵ کبیس

تغیر کے ساتھ ہے، ابن ہوزہ سدوسی، ابن شاپین اور ابن مندہ نے بطریق سیف بن عمر، بحوالہ ایاد بن لقیط، انہوں نے کبیس بن ہوزہ سے جو بنو حارث بن سدوسی میں سے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھوا کر دی۔

ابن مندہ کا قول ہے: غریب ہے، بحوالہ حدیث ابن شبرمہ، اس طریق کے علاوہ ثابت نہیں، میں نے معجم ابن شاپین کے قدیم نسخے میں اسے باء کے بجائے نون کے ساتھ پایا ہے۔

باب کاف کے بعد ثاء

۴۳۴۶ کثیر

ابن زیاد بن شاس، بن ربیعہ بن رباح بن عوف بن ہلال بن شح بن فزارہ فزاری، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں:

مسند احمد (۳۸۲/۲) تجرید (۲۶/۲) اسد الغابہ (۴۴۱۶) تجرید (۲۷/۲) اسد الغابہ (۵۱۷/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۴۲۰) تجرید اسماء الصحابة (۲۷/۲)

نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے، قادیسیہ میں شریک ہوئے، اسی طرح طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن فقون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۷۷) کثیر بن سائب قرظی

ابن شاپین، ابن مندہ اور ابو نعیم نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کئی طرق سے اسے نقل کیا ہے، ان میں سے یہ ہے: عن حجاج بن منہال، عن حماد بن سلمہ، عن ابی جعفر غطی، عن عمارہ بن خزیئہ، عن کثیر بن سائب، فرماتے ہیں: ہمیں قرظہ کے دن پیش کیا گیا، جو بالغ ہوتا یا زیر ناف بال ہوتے، اسے قتل کر دیا جاتا، ورنہ چھوڑ دیا جاتا۔

یہ حسن سند ہے، ابن مندہ کے ہاں یوم حنین لکھا ہے، ابو نعیم نے اس میں غلطی کی ہے۔

نسائی نے حدیث بطریق اسد بن موسیٰ، بحوالہ حماد نقل کی ہے، انہوں نے سند میں کثیر بن سائب کے بعد یہ اضافہ کیا ہے: مجھ سے قرظہ کے نو جوانوں نے بیان کیا کہ وہ پیش کئے گئے، اگر اسد نے اسے یاد رکھا ہے تو کثیر کے صحابی ہونے پر دلالت نہیں کرتا، لیکن حجاج، اسد کے مقابلے میں زیادہ حافظے والے ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہوں جو پیش کئے گئے، لیکن انہوں نے اپنی قوم سے باوجود صغریٰ کے حدیث یاد رکھی، ابن ابی حاتم نے اسی روایت کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: کثیر بن سائب، انہوں نے قرظہ کے نو جوانوں سے روایت کیا، ان سے عمارہ نے نقل کیا ہے۔

ابن حبان نے ثقات تابعین میں کثیر بن سائب کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے محمود بن لبید سے روایت کیا، ان سے عمارہ بن خزیئہ اور عروہ بن زبیر نے روایت کیا۔ واللہ اعلم!

۴۳۷۸) کثیر بن سعد جذامی

پھر عبدی، بنو عبد اللہ بن غطفان سے ہیں، عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ربیع بن موسیٰ نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے دادا حکم بن حرز بن زہر سے بیان کرتے ہوئے سنا، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا عبد بن عمرو بن شیبان سے انہوں نے کثیر بن سعد عبدی سے جو جذام کے قبیلہ غطفان سے ہیں، کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے انہیں جبرین کے ضلع میں عمیق مقام بطور جاں نثاری دیا، عبدان کا قول ہے: اس کی اسناد مجھول ہیں، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۷۹) کثیر بن شہاب بن حصین

ابن یزید بن قتان بن سلمہ بن وہب بن عبد اللہ بن ربیعہ بن حارث بن کعب، ابو عبد الرحمن مازنی، کوفہ میں فردکش ہوئے، بعض کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے قادیسیہ کے دن جالینوس کو قتل کیا تھا۔

ابن عساکر کا قول ہے، بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن سعد کا قول ہے: ان کے دادا حصین ارتداد میں قتل

اسد الغابہ (۴۴۲۱) تجرید (۲۷/۲) جامع المسانید والسنن (۴۷۷/۱۰) اسد الغابہ (۵۱۸/۳)

اسد الغابہ (۴۴۲۲) تجرید (۲۷/۲) اسد الغابہ (۴۴۲۳) استیعاب (۲۲۰۰) تجرید (۲۷/۲)

الکتاب فی تفسیر القرآن (جلد ۲۱۳)

ہوئے، ان کے بیٹے شہاب نے اپنے دادا کے قاتل کو قتل کر دیا۔ کثیر بن شہاب مدح کے سردار بن گئے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ابن عبد البر کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ ابن کلبی کا قول ہے: کثیر بن شہاب کو بہت زیادہ بخیل کہا جاتا تھا۔ وہ سردار رہے، یہاں تک کہ کوفہ میں مدح کے سردار تھے، معاویہ کی طرف سے رزی وغیرہ کے امیر تھے۔ مرزبانی نے عبد اللہ بن حجاج بن محسن کے سوانح میں فرمایا: شاعر تھے، بہادر تھے، ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے شراب پی، تو کثیر بن شہاب نے انہیں شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگائے۔ اس وقت وہ رزی میں تھے۔ رات کو وہ آئے اور ان کے چہرے پر اتنے زور سے مارا کہ نشان پڑ گیا، یہ واقعہ کوفہ میں پیش آیا، وہ بھاگ گئے۔ انہیں عبد الملک بن مروان نے طلب کیا، انہوں نے اس کے بارے میں شعر کہے، عبد الملک نے اس کے بعد انہیں امان دی۔

عجلی کا قول ہے: کوئی، تابعی اور ثقہ ہیں، بخاری کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، اس پر اضافہ نہیں کیا، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: تابعی ہیں، ابوزرعہ کا قول ہے: قزوین فتح کرنے والوں میں سے ہیں، ابن عساکر نے بطریق صریح، بحوالہ حمزہ زیات نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کثیر بن شہاب کو لکھا: اپنے لوگوں کو حکم دیں کہ وہ تازی روٹی پیر کے ساتھ کھائیں، وہ زیادہ دیر تک پیٹ میں رہتی ہے۔

میں کہتا ہوں: جس روایت سے تقویت ملتی ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پہلے گزر چکا ہے کہ وہ صحابہ کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انہیں خط لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ امیر تھے۔ ہم نے بنوئی کی جہدیات میں بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا ہے کہ میں نے قرظہ بن ارطاة سے کثیر بن شہاب کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے سنا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خیر کے بارے میں پوچھا، فرمایا: خیر دودھ اور کھیس سے بنایا جاتا ہے، لہذا اسے کھاؤ اور اللہ کا نام لو، تمہیں اس کے دشمن دھوکے میں نہ ڈالیں۔

(ز) کثیر بن شہاب

دوسرے ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن اثیر نے انہیں پہلے والے کے ساتھ ملایا ہے۔ وہ بہتر نہیں ہے، کیونکہ ابن مندہ نے بطریق احمد بن عمار بن خالد، بحوالہ عمر بن حفص بن غیاث نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے ہمارے والد نے حدیث بیان کی ہے جو میں اعمش سے، عن عثمان بن قیس، عن ابیہ، عن عدی بن حاتم، عن کثیر بن شہاب اس شخص کے بارے میں روایت کرتا ہوں جس نے دوسرے شخص کو طمانچہ مارا، لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے اوپر کئی والی ہوں گے، ہم زیادہ صالح اور زیادہ متقی کے بارے میں سوال نہیں پوچھتے بلکہ اوروں کے بارے میں پوچھتے ہیں: ”سنو اور اطاعت کرو“۔

ابو نعیم کا قول ہے: احمد بن عمار نے اسے یاد نہیں رکھا، پھر بطریق حسن بن سفیان، بحوالہ عدی بن حاتم نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! پھر اسے ذکر کیا، اس میں اعمش اور کثیر بن شہاب کا ذکر نہیں کیا، پھر طبرانی نے اسے بحوالہ علی بن

الاصناف في سيرة الصحابة (الجزء الثاني) (جلد ۲۱۳)

عبدالعزیز اور ابو زرہ دمشقی، دونوں نے عمر بن حفص سے نقل کیا ہے، اسی طرح ان تینوں نے احمد بن عمار کے خلاف روایت کی ہے۔ انہوں نے سند میں اعمش اور کثیر بن شہاب کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں احتمال ہے، وہ مازنی کے علاوہ ہیں، کیونکہ مازنی کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اگر راوی نے اسے یاد رکھا ہے تو وہ یقیناً صحابی ہیں۔ واللہ اعلم

۴۳۸۱) کثیر بن عبد اللہ

بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی روایت نقل نہیں کی۔ میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ وہ عقبہ بن مسلم کے شیخ ہیں، جن کا ذکر آ رہا ہے۔

۴۳۸۲) کثیر بن عمرو سلمیٰ

ابو العباس سراج نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور محمد بن حسن کے طریق سے بحوالہ ابواسحاق * نقل کیا ہے کہ انہوں نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن عبد البر * کا قول ہے: اس روایت کے علاوہ مجھے ان کا ذکر نہیں ملا۔ ابن ہشام نے ان کا ذکر نہیں کیا، احتمال ہے کہ وہ عتف بن عمرو ہوں جن کا ذکر حرف ثاء میں گزر چکا ہے، دونوں ناموں میں سے ایک لقب ہے۔

۴۳۸۳) کثیر

براء بن عازب کے ماموں ہیں، براء کا قول ہے: میرے ماموں کا نام قلیل تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام کثیر رکھا اور ان سے فرمایا: ”اے کثیر! ہم نماز کے بعد قربانی کریں گے“ *۔ اسے ابن مندہ نے بطریق جابر مٹھی، بحوالہ براء نقل کیا ہے، محفوظ یہ ہے کہ براء کے ماموں ابو بردہ بن نيار ہیں، مشہور یہ ہے کہ ان کا نام ہانی ہے، عنقریب ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۸۴) کثیر (بے نسبت)

بخاری کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، ان سے عقبہ بن مسلم تبھی نے روایت کیا ہے، ابن سکین کا قول ہے: صحابہ میں سے ہیں، مجھے ان کے نسب کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا، اہل مصر میں ان کا شمار ہے، ان سے ایک حدیث مروی ہے، بعض کا قول ہے: وہ انصار میں سے ہیں، ابو عمر کا قول ہے: وہ ازدی ہیں، ابن یونس کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حسن بن سفیان، بخوی، ابن قانع اور ابن مندہ نے بطریق ابن وہب نقل کیا ہے کہ میں نے حیوۃ بن شریح سے سنا، میں نے عقبہ بن مسلم سے آگ پر پکی ہوئی چیزیں کھانے کے بعد وضو کرنے کے بارے میں پوچھا، فرماتے ہیں: کثیر جو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب

* اسد الغابہ (۴۴۲۶) تجرید (۲۷/۲) * التاريخ الكبير (۲۱۷/۴)

* اسد الغابہ (۴۴۲۷) استیعاب (۲۲۰۳) تجرید (۲۸/۲) * السيرة النبوية (۲۴۳/۲)

* استیعاب (۳۶۹/۳) اسد الغابہ (۴۴/۹) استیعاب (۲۱۹۹) تجرید (۲۷/۲)

* اسد الغابہ (۵۱۷/۳) تجرید (۲۸/۲)

میں سے ہیں، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھا گیا، ہم نے کھایا پھر نماز کی اقامت کہی گئی، پھر ہم کھڑے ہوئے، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، اس کے رجال ثقات ہیں۔

ابن یونس نے ذکر کیا ہے کہ وہ معلول ہیں، گویا انہوں نے عقبہ بن مسلم سے آگے اختلاف کی طرف اشارہ کیا، کیونکہ یہ ان سے ایک اور طریق سے عن عبد اللہ بن حارث بن جزد، کثیر کے بجائے مروی ہے۔ الجبزی نے مصری صحابہ میں لکھا ہے کہ کثیر اہل مصر کی ان سے ایک روایت ہے، اگر صحیح ہے تو وہ حدیث حیوہ عن عقبہ بن مسلم ہے، پھر اس کا ذکر کیا، اس میں مشہور یہ ہے: عقبہ بن مسلم عن عبد اللہ بن حارث ہے۔

❖ کثیر ❖ (۴۳۸۵)

بے نسبت، دوسرے ہیں بقول ابن مندہ، ان سے ایک منکر حدیث بروایت حسن عن عبد الرحمن بن عوف عن ابیہ مروی ہے کہ میں نے کثیر سے کہا: وہ صحابی تھے اسی طرح انہوں نے اس کا مختصر ذکر کیا ہے، ابونعیم نے اس سے زیادہ ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔

باب کاف اس کے بعد وال

❖ کدن ❖ (۴۳۸۶)

میں نے سلفی کے قلم سے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے: بقول بعض: کذر جیسا کہ منذری کے قلم سے لکھا دیکھا ہے، پہلا زیادہ بہتر ہے، ابن عبد، بقول بعض عبید بن کثوم عکلی، ابن قانع، طبرانی ❖ اور دولابی وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سب نے بطریق امیہ، بحوالہ لقاف عن ابیہ کدن بن عبد روایت کی ہے کہ میں یمن سے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیعت ہوا اور اسلام قبول کیا۔ ❖

❖ کذیر ❖ ضبی (۴۳۸۷)

بعض کا قول ہے: ابن قتادہ، ان کی حدیث زہیر بن معاویہ نے بحوالہ کدیری نقل کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی آ کر کہنے لگا: اللہ کے رسول! آپ مجھ سے وہ بات کیوں نہیں بیان کرتے جو مجھے جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم حق بات کہو اور زائد مال عطا کرو۔۔۔۔۔ (الحدیث) ❖

اسے احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، بخوی نے اپنے معجم میں اور ابن قانع نے ان سے نقل کیا ہے۔ اس کے رجال ابی اسحاق تک صحیح کے رجال ہیں، لیکن ابوداؤد نے احمد سے اپنے سوالات میں لکھا ہے کہ میں نے احمد سے کہا: کیا کدیری صحابی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا: زہیر ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، انہوں نے فرمایا کہ زہیر نے تو ابواسحاق سے سنا ہے۔ اسے طیالسی ❖ نے اپنی مسند میں بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے کہ میں نے کدیری ضبی سے پچاس (۵۰) سال ہوئے سنا ہے،

❖ اسد الغابۃ (۴۴۳۱) تجرید (۲۸/۲) ❖ اسد الغابۃ (۴۴۳۲) تجرید (۲۸/۲) ❖ معجم الکبیر (۴۴۱/۱۹)

❖ معجم الکبیر (۱۸۷/۱۹) مصنف عبدالرزاق (۱۹۶۹۱) ❖ اسد الغابۃ (۴۴۳۳) تجرید (۲۸/۲)

❖ المعجم الکبیر (۱۸۷/۱۹) ❖ مسند طیالسی (۳۶۱)

الاصحاب في تبيين الصحابة (الرد)

فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا.... پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اسی طرح اسے ابن خزیمہ نے بطریق اعش، بحوالہ ابواسحاق نقل کیا ہے، فطر بن خلیفہ، ثوری اور معمر وغیرہ نے جو اصحاب ابواسحاق ہیں ان کی متابعت کی ہے، ابن خزیمہ کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ ابواسحاق نے کدیر سے سنا ہے۔

میں کہتا ہوں: شعبہ نے عن ابی اسحاق اس کی صراحت کی ہے۔ ابن شاہین نے اسے بطریق سعید بن عامر ضعیف، بحوالہ شعبہ نقل کیا ہے کہ میں نے ابواسحاق سے چالیس (۴۰) سال ہوئے سنا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کدیر ضعیف سے تیس (۳۰) سال ہو گئے سنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں: کدیر ضعیف ان سے ابواسحاق نے اور ان سے سماک بن سلمہ نے روایت کیا ہے اور انہیں ضعیف قرار دیا ہے، جب مغیرہ بن مقسم نے اس روایت کو عن سماک بن سلمہ نقل کیا کہ میں کدیر ضعیف کی عیادت کے لیے ان کے پاس گیا تو وہ نماز پڑھتے ہوئے یہ دعا کر رہے تھے: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی النَّبِیِّ وَالْوَصِیِّ۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں کبھی تمہاری عیادت کے لیے نہیں آؤں گا۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: میں نے ان سے متعلق اپنے والد سے پوچھا، انہوں نے فرمایا: کتاب الضعفاء سے منقل ہو گئے ہیں، اور مراسل میں بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ یہ صحابی نہیں ہیں۔

باب کاف کے بعد راء

۴۳۸۸ (ز) کرام الجزار

زقاق والے ہیں، جو مدینہ میں مشہور ہیں۔ بنو کعب بن عمرو نے جب ہجرت کی تو زقاقہ کی جانب فروکش ہوئے۔ عمرو بن شہب نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۸۹ کرامہ بن ثابت انصاری

جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے والے صحابہ میں ابن کلیبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۹۰ کردم بن ابی سائب انصاری

بخاری اور ابن سکین فرماتے ہیں: صحابی ہیں، ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں پھر تابعین میں ان کا دوبارہ ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں، مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں: کردم بن ابی سائب انصاری، ایک قول ہے: ثقفی ہیں، ایک قول ہے: صحابی ہیں، مدینہ کے رہائشی تھے، اہل کوفہ سے ان کی حدیث مروی ہے، ابن فتحون نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ جتنے لوگوں نے صحابہ کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں انہوں نے انہیں ابن ابی صائب لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں: انہوں نے جو یہ کہا ہے بقول بعض ثقفی، مجھے اس کا ان سے پہلے کوئی پیر نہیں ملا، ان کی حدیث بغوی اور ابن سکین وغیرہ کی کتابوں میں ہے، جس کی طرف امام بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے اور وہ عقلی کی کتاب میں حارث کے حالات میں جو عبدالرحمن کے والد ہیں،

الاصحاب في الحديث النبوي (جلد ۲۱۷)

بطریق عبدالرحمن بن اسحاق، عن ابیہ عن کردم بن ابی سائب انصاری مرقوم ہے۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا، یہ پہلی بات ہے جو انہوں نے ذکر کی۔ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک بکری والے کے پاس رات ہو گئی، جب آدمی رات ہوئی تو ایک بھیڑیا آیا، اس نے بکری کا مینہ اٹھا لیا، وہ چرواہا بولکھلا کر اٹھا اور کہنے لگا: اے اس وادی کے آباد کرنے والے، تیرا پڑوسی، اتنے میں ایک منادی نے آواز دی، اے سرحان! اسے چھوڑ دے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مینہ بھاگتا ہوا آیا اور بکریوں میں داخل ہو گیا اور اسے خراش تک نہ پہنچی، جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿اور یہ کہ انسانوں کے کچھ مرد، جنات کے کچھ مردوں کی پناہ طلب کرتے تھے، جس سے ان کی سرکشی بڑھ گئی﴾۔

ابن مردویہ نے تفسیر میں اسی سند سے اسے نقل کیا ہے اور حدیث معاویہ بن قرہ عن ابیہ سے اس کا شاہد نقل کیا ہے۔ عقبہ نے بطریق ضعیف، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جاہلیت میں لوگ جب کسی وادی پر سے گزرتے تو کہتے: ہم اس وادی کے غالب کی پناہ چاہتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے مخالف روایت بھی ہے۔

حدیث معاویہ بن قرہ سے جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا تو میں مسلمان ہونے کے لیے گیا، حدیث کردم کا شاہد نقل کیا ہے۔ اس کے آخر میں ہے: میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا۔

۴۳۹۱ کردم بن سفیان ثقفی

طارق بن مرقع کے حالات میں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، بخاری، ابن سکین اور ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، احمد نے بطریق میمونہ بنت کردم نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس نذر کے بارے میں پوچھا، جو انہوں نے جاہلیت میں مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا کسی بت کے لیے یا کسی ٹھب کے لیے؟“ انہوں نے کہا: ”نہیں! اللہ کے لیے۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نذر پوری کرو۔“

ابن ابی شیبہ نے اس طریق سے اسے بیان کیا تو فرمایا: حضرت میمونہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ان کے والد رسول اللہ ﷺ سے ملے، وہ ان کے پیچھے سوار تھیں، انہوں نے عرض کی: میں نے نذر مان رکھی ہے.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔

امام احمد اور بخاری نے اسے ان الفاظ میں طویل نقل کیا ہے، میں نے جاہلیت میں نذر مانی کہ بوانہ کے آستانے پر کئی بکریاں ذبح کروں گا۔ پھر وہ واقعہ نقل کیا۔ اور یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ کردم نے کہا: مجھے بدلے کے ساتھ ایک نیزہ کون دے گا؟.... پھر مکمل حدیث ذکر کی۔ جسے میں میمونہ بنت کردم کے حالات میں بیان کروں گا۔

۴۳۹۲ کردم بن قیس

ابن ابی السائب بن عمران بن ثعلبہ النخعی۔ ابن اسکن نے ان کا ذکر کیا ہے ان میں اور کردم بن سفیان ثقفی میں، اسی طرح ابو حاتم الرازی اور طبرانی نے بھی ان دونوں میں فرق کیا ہے اور سب نے یہ روایت نقل کی ہے کہ کردم بن قیس فرماتے ہیں: میں اور

سورة الجن الآية (۶) * اسد الغابہ (۴۴۳۵) استیعاب (۲۲۰۷) تجرید (۲۸/۲)

* مسند امام احمد (۴۱۹/۳) المعجم الكبير (۴۲۷/۱۹) جامع المسانيد والسنن (۴۹۴/۱۰)

میرا چچا زاد بھائی جن کا نام ابولثبلہ تھا، سخت گرمی کے دن باہر نکلے میرے پاس جوتے تھے اور وہ جوتوں کے بغیر تھے، مجھے کہنے لگے: مجھے اپنے جوتے دے دو، میں نے کہا: ہاں! اگر مجھ سے اپنی بیٹی کی نسبت کر دیں۔ انہوں نے کہا: مجھے دو، میں نے تم سے اس کا نکاح کر دیا۔ جب ہم واپس ہوئے تو انہوں نے میری طرف میرے جوتے بھیج دیے اور کہنے لگے: ہمارے پاس تمہاری بیوی نہیں، میں نے نبی علیہ السلام سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چھوڑ واسے، اس میں تمہارے لیے بہتری نہیں“۔ میں نے عرض کی کہ میں نے فلاں جگہ یہ اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہاں جاہلیت کی کوئی عید یا قطع رحمی کی کوئی رسم یا کوئی غیر ملوک چیز ہوئی ہے؟“ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو، پھر فرمایا: ”قطع رحمی اور غیر ملوک چیز میں نذر نہیں ہے۔“ (الحدیث) *

اس حدیث کی سند ضعیف ہے، کیونکہ وہ بروایت اسماعیل بن عیاش اور عبدالعزیز بن عبید اللہ مروی ہے، ابن مندہ کا قول ہے: میرے خیال میں وہ ایک ہیں یعنی ابن سفیان اور ابن قیس، کیونکہ ان دونوں کی حدیث کے الفاظ ایک ہیں، اسی طرح مروی ہے، فرق واضح ہے، کیونکہ اس روایت میں طارق کے ساتھ قصہ پیش آیا، اور اس روایت میں ابولثبلہ کے ساتھ مروی ہے، اس روایت میں نیزہ مانگنے کے بارے میں ہے اور دوسری روایت جو تا مانگنے کے بارے میں مروی ہے، انہوں نے اپنی غیر موجود بیٹی کے ساتھ معلق کیا، انہوں نے موجودہ بیٹی سے نکاح کرنے کا وعدہ کیا۔ ابن اثیر نے ابن مندہ پر ان کا نسب نشنی بتانے پر تکبر کی ہے، باوجودیکہ خود انہیں ثقفی کہنا جائز سمجھتے ہیں، لکھتے ہیں: کیسے دونوں جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ بات قابل توجہ ہے۔ فرماتے ہیں: اگر وہ ان دونوں کو ثقفی قرار دیتے تو پھر قابل توجہ تھا کہ دونوں واقعے ایک ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ نسبت اور قصے میں فرق ہے، ادھر سکُن نے نسبت اور واقعے میں دونوں نسبوں اور اسباب کے اختلاف کی وجہ سے فرق کو قوی قرار دیا ہے۔ لیکن ثقفی اور نشنی کا یکجا ہونا بعید نہیں، جس کا یہ احتمال ہے کہ ایک نسبی اعتبار سے اور دوسرا حلیف ہونے کے اعتبار سے ہو جائے۔

(۴۳۹۳) (ن) کردمہ

بغوی کا قول ہے: صحابی ہیں۔

(۴۳۹۴) کردوس * (بے نسبت)

حسن بن سفیان، عبدان مروزی، ابن شاپین اور علی بن سعید وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بطریق مروان بن سلم، بحوالہ ابن کردوس، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عید کی رات اور نصف شعبان کی رات عبادت کی اس کا دل اس وقت نہیں مرے گا، جب دل مرجائیں گے۔ * یہ مروان مٹروک راوی ہے، اس پر کذب کی تہمت ہے۔

* مسند احمد (۱۹/۳) معجم الکبیر (۱۹/۴۲۷) جامع المسانید والسنن (۱۰/۴۹۴)

* اسد الغبابہ (۴۴۳۹) جامع المسانید والسنن (۲۰/۴۹۶) اسد الغابہ (۳/۵۲۳)

۴۳۹۵) کُزْبَن جابر

ابن حسل بن أجب بن حبيب بن عمرو بن شيان بن محارب بن فهر قشقي فهری، اسلام لانے سے پہلے مشرکین کے سردار تھے، ایک مرتبہ مدینہ کی جگہ پر حملہ کیا تو نبی کریم ﷺ اسے تلاش کرنے کے لیے نکلے، یہاں تک کہ سفوان پہنچے، کرز غائب ہو گئے، یہ غزوہ بدر اوائلی کہلاتا ہے، پھر اسلام لے آئے۔

طبرانی نے بطریق موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تمیمی، عن ابیہ بخوالہ سلمہ بن اکوع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جب عرینین نے نبی کریم ﷺ کے غلام پر حملہ کیا اور اونٹوں کو ہٹا کر لے گئے، نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے شہسوار بھیجے، ان کے امیر کرز بن جابر فہری تھے..... (الحدیث) موسیٰ ضعیف راوی ہیں، لیکن یزید بن رومان نے ان کی پیروی کی ہے، واقدی کا قول ہے: ہم سے خارجہ بن عبداللہ نے بخوالہ یزید بن رومان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عرینہ سے آٹھ (۸) آدمی آئے اور اسلام لائے، مدینہ کی فضا انہیں موافق نہ آئی..... (الحدیث)

اس میں ہے: یہاں تک کہ وہ تندرست اور صحت مند ہو گئے تو اونٹنیوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے۔ یسار مولیٰ رسول اللہ ﷺ نے انہیں جا پکڑا اور ان سے لڑنے لگے۔ ان لوگوں نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے، ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چھوئے، وہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ان کے پیچھے بیس (۲۰) شہسوار بھیجے، ان کے امیر کرز بن جابر تھے۔ صبح ہوئی تو ایک عورت اونٹ کا کندھا اٹھائے ہوئے آ رہی تھی، کہنے لگی: میں ان لوگوں کے پاس سے گزری، انہوں نے اونٹ ذبح کیا تھا، انہوں نے مجھے یہ دیا ہے۔ وہ لوگ اسی میدان میں تھے، چنانچہ وہ چلے اور ان لوگوں کو جا پکڑا اور انہیں قیدی بنالیا..... (الحدیث) موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بخوالہ ابن شہاب اور ابواسود، انہوں نے عروہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ سے نقل کیا کہ فتح مکہ کے دن شہید ہوئے، وہ اور جمیش بن خالد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ابن اسحاقؒ کا قول ہے: لشکر سے جدا ہو گئے تھے اور دوسرے راستے پر چل پڑے، اور شہید کر دیئے گئے۔ اسی طرح بخاری کے ہاں بروایت ہشام بن عروہ، عن ابیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ کے بالائی حصے سے داخل ہوں، اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے شہسواروں میں سے دو شخص شہید ہوئے۔ وہ جمیش بن اشعر خزاعی اور کرز بن جابر فہری ہیں۔

۴۳۹۶) کرز بن حبیش

کرز بن علقمہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۳۹۷) کرز بن زہدم انصاری

حافظ رشید الدین بن عطار نے خطیب کی کتاب مبہمات کے حاشیے میں ان کا ذکر کیا ہے، جس میں میں نے ان کی تحریر سے پڑھا، فرماتے ہیں: یہ وہی ہیں جو اپنی قوم کو نماز پڑھا رہے تھے اور پڑھ رہے تھے ﴿کہہ دو! اللہ ایک ہے﴾.... (الحدیث) اس میں ان

اسد الغابہ (۴۴۴۳) استیعاب (۲۲۱۱) تجرید (۲۹/۲) السیرۃ النبویۃ (۳۹/۴)

اسد الغابہ (۴۴۴۴) استیعاب (۲۲۱۲) تجرید (۲۹/۲)

الاضواء فی سیرۃ النبی ﷺ (جلد ۲۲۰)

کا قول ہے: یہ رحمن کی صفت ہے، مجھے پسند ہے کہ میں اسے پڑھوں۔ انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ابن طاہر کی صفۃ التصوف میں یہ نقل کیا ہے، انہوں نے بحوالہ عبدالوہاب بن ابی عبداللہ بن مندہ، عن ابیہ نقل کیا ہے۔

میں نے اپنے شیخ سراج الدین بلقینی کی تحریر سے پڑھا کہ ان کا نام کلثوم بن زہد ہے، فرماتے ہیں: اسے وہم ہوا ہے جس نے کہا کہ وہ کلثوم بن ہدم ہیں جو ان کا بیٹا ہے۔ وہ اس قصے سے بہت پہلے وفات پا گئے تھے، گویا انہوں نے رشید عطار کی تحریر پر اعتماد کیا ہے۔

کرز بن علقمہ

ابن ہلال بن یزید، ابن عبدنہم بن حلیل بن حبشیہ بن سلول خزاعی، بعض کا قول ہے: کرز بن حبش، ابن سکن نے بخاری کی بیرونی کرتے ہوئے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن سکن کا قول ہے: فتح مکہ کے دن اسلام لائے اور طویل عمر پائی، آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کے پتھروں کی تجدید کی تھی۔ بغوی کا قول ہے: مجھ سے میرے چچا نے بحوالہ ابوسعیدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کرز بن علقمہ خزاعی، بنو عبدنہم سے ہیں، یہ وہی ہیں جو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے گئے تھے جب وہ غار میں داخل ہوئے تھے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کے پتھروں کی تجدید کی تھیں وہ آج تک ایسے ہی ہیں۔

ابن کلیبی نے اس قصے کو ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حرم کی بعض حدود لوگوں سے مخفی ہو گئیں، مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں لکھا، انہوں نے انہیں جواب میں لکھا کہ اگر کرز زندہ ہیں تو انہیں کہو کہ وہ حدود حرم کی تجدید کریں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ فرماتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں حدود حرم کی تجدید کی۔ یہ مینار آج تک مکہ میں موجود ہے۔ بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش تھی، ابن شاہین کا قول ہے: عسقلان آتے تھے، ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہجرت کی تو مشرکین انہیں اجرت پر ساتھ لے کر آپ ﷺ کے پیچھے گئے، یہاں تک کہ غار ثور تک پہنچ کر رک گئے۔ اس نے غار کے دروازے پر کڑی کا جالا لٹکھا، اور کہا: یہاں تک ان کے پاؤں کے نشانات ختم ہو گئے ہیں، پھر مجھے معلوم نہیں، دائیں یا بائیں چلے گئے ہیں یا پہاڑ پر چڑھ گئے ہیں۔ یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے جب نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک کے نشانات دیکھے تو کہا: یہ قدم، مقام ابراہیم پر قدم کے نشانات کی طرح ہیں۔

اوزای نے بحوالہ عروہ بن زبیر نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے کرز بن علقمہ خزاعی نے بیان کیا، فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا اسلام کی کوئی انتہاء ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! اللہ تعالیٰ عرب یا عجم میں سے جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اسے اس میں داخل کر دیتا ہے۔ پھر فتنے بادلوں کی طرح نمودار ہوں گے اور تم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو گے۔ اس دن لوگوں میں سے افضل وہ شخص ہوگا جو پہاڑ کی کسی گھاٹی میں فتنوں سے الگ ہو کر اپنے رب کی عبادت کرے

اور لوگوں کو اپنے شر سے بچائے۔*

امام احمد رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا ہے اور عالی سند سے اسے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے۔ ابن حبان نے اس طریق سے اسے درست قرار دیا ہے۔ احمد کی روایت میں اس سند سے کرز بن حیش ہیں، اسے حاکم نے اس سند سے بطریق سفیان نقل کیا ہے، ابن عدی نے بطریق اوزاعی اس ارشاد سے نقل کیا ہے، حدیث متن کے لحاظ سے غریب ہے۔

(۷۳۹۹) (ن) کرز

بعض کا قول ہے: کرز بن علقمہ بکری نجرانی، نجران کے وفد میں تھے، مغازی میں ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے بریدہ بن سفیان نے بحوالہ کرز بن علقمہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے نصاریٰ میں سے ستر (۷۰) سوار آئے، ان میں سے چوبیس (۲۴) آدمی ان کے معزز اور مختلف کاموں کے نگران تھے۔ ان میں سے تین افراد یہ ہیں: العاقب ان کا امیر اور علبر دار تھا، اس کا نام عبداسح تھا۔ ان کے لیے پانی کا انتظام کرنے والا۔ ان کی سواریوں اور اجتماع کے نگران کا نام ”الیہم“ تھا۔ ابو حارثہ بن علقمہ جو بنو بکر بن وائل میں سے تھے۔ تو رات پڑھنے کی جگہ کے نگران تھے، ابو حارثہ ان میں سے معزز تھا۔ روم کے بادشاہوں نے اسے معزز اور امیر بنایا تھا، جب انہیں ان کے علم اور دین میں اجتہاد کے بارے میں معلوم ہوا تو انہوں نے اس کے لیے کنیسہ بنایا، جب وہ لوگ نجران سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ابو حارثہ اپنے خچر پر بیٹھا تھا، اس کی ایک طرف اس کا بھائی کرز بن علقمہ تھا، وہ دونوں ساتھ ساتھ جا رہے تھے، اچانک ابو حارثہ کا خچر پھسل گیا، کرز نے کہا: ہلاک ہو دور والا، اس سے مراد محمد ﷺ تھے، اس سے ابو حارثہ نے کہا: بلکہ تم ہی ہلاک ہو۔ اس نے کہا: کس لئے اے بھائی؟! اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ وہ نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔ پھر کرز نے اس سے کہا: تم یہ جانتے ہو تو تمہیں ان کی اتباع سے کس نے روکا ہے؟ اس نے کہا: ان لوگوں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے، ہمیں معزز بنایا، مال دیا اور ہماری عزت کی۔ ان لوگوں نے ان کی پیروی نہیں کی۔ اگر میں ان کی پیروی کروں جو کچھ میرے پاس ہے وہ مجھ سے چھین لیں۔

ان کے بھائی کرز بن علقمہ نے ان سے اصرار کیا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد وہ اسلام لے آئے۔ اسی طرح ابن اسحاق کے ہاں کرز ہے۔ ابن مندہ نے اسے کرز بن علقمہ خزاعی کی سوانح میں نقل کیا ہے، خطیب اور ابن ماکولا* نے ان کی مخالفت کی ہے، کیونکہ قصے والے صاحب بکری ہیں جو بنو بکر بن وائل سے ہیں، جیسا کہ ابن اسحاق کے سیاق میں ہے۔ انہوں نے ٹھیک قرار دیا کہ وہ کرز ہے، طبقات ابن سعد میں کرز ہے، جیسا کہ ابن اسحاق کے ہاں ہے، انہوں نے بحوالہ علی بن محمد قرشی ذکر کیا، وہ فوفلی ہیں، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف لکھا، آپ کے پاس ان کے ہاں ان کے معزز نصاریٰ چودہ (۱۴) آدمی وفد میں آئے، ان میں عابث کندہ کا شخص تھا، اور ابو حارثہ بن علقمہ بن ربیعہ تھا، اس کا بھائی کرز، سید اور اس جو حارثہ کے بیٹے تھے، پھر قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: ابو حارثہ بن علقمہ کا بھائی کرز ان سے آگے بڑھ گیا۔ وہ کہہ رہا تھا: ص

”اس کی اونٹنی آپ کی طرف دوڑ رہی ہے، جس کے پیٹ میں بچہ جوڑائی میں پڑا ہوا ہے، اس کا دین نصاریٰ

کے دین کے خلاف ہے۔“

وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہلے آیا، اس کے بعد وفد آیا، ابن اشیر* نے دوسروں کی پیروی کرتے ہوئے ملا دیا ہے: غزاعی اور نجرانی، صحیح یہ ہے کہ الگ مالگ ہیں۔ واللہ اعلم!

۴۴۰۰ کرز تمیمی*

ابو حاتم رازی، بغوی اور مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن شاپین اور ابن مندہ نے بطریق یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ ہم سے ابن مہدی نے بحوالہ بنت کرز تمیمی، عن ایہا نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پہاڑ پر چٹان کے پاس کھڑے اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں تھیں جنہوں نے پہاڑوں کے درمیان راستے کو بند کر دیا تھا۔* مطین نے اضافہ کیا ہے: یوم حدیبیہ تھا۔

اسے ابن ابی حاتم نے الآحاد والشافی میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔ عجل نے ثقات میں فرمایا: کرز تمیمی، ثقہ تابعی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ ان کے علاوہ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ان کی حدیث نسائی کی مسند علی میں ہے، وہ دوسرے ہیں، لیکن نسائی کی روایت میں تمیمی ہے۔

ابن ابی حاتم* نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کرز، فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، عبد اللہ بن بدیل نے بنت کرز سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

۴۴۰۱ کرکرہ*

مولیٰ رسول اللہ ﷺ تھے۔ وہ نوبی تھے، آپ ﷺ کو ہوزہ بن علی حنفی یمامی نے ہدیہ میں دیا، آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا، ابوسعید نیشاپوری نے شرف مصطفیٰ ﷺ میں ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی کوئی روایت مشہور نہیں، واقدی کا قول ہے: خیر کے دن لڑائی کے وقت نبی کریم ﷺ کی سواری کی لگام پکڑتے تھے، بلاذری کا قول ہے کہ بعض نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں وفات پائی جبکہ وہ غلام تھے۔

بخاری رحمہ اللہ نے حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جانوروں پر کرکرہ نامی ایک شخص مامور تھا، پھر وہ فوت ہو گیا، پھر ترہیب میں خیانت کے بارے میں حدیث ذکر کی۔

بخاری رحمہ اللہ نے اسے زبریا زیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن قرقول نے نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا: دو کاف کے ساتھ اور زیر کے ساتھ ہے۔ جس کا تقاضا ہے کہ اس میں چار (۴) لغات ہوں، نووی کا قول ہے: اختلاف پہلی کاف میں ہے۔ رہی دوسری کاف تو اس میں یقینی طور پر زیر ہے۔

* اسد الغابہ (۵۲۵/۳) * اسد الغابہ (۴۴۴۲) تجرید (۲۹/۲)

* الجرح والتعديل (۱۷۰/۷) * جامع المسانید والسنن (۵۰۴/۱۰) اسد الغابہ (۵۲۴/۳)

* الجرح والتعديل (۷۰/۷) * تجرید (۲۹/۲) * مغازی (۶۸۱)

۴۳۰۲ کرب بن ابرہہ

قسم ثالث میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۰۳ کریم بن سامہ

ابو نعیم کا قول ہے: اکثر کے نزدیک تصغیر کے ساتھ ہے، ابو نعیم فرماتے ہیں: وہ بنو عامر بن لؤی سے ہیں، ابن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بطریق رجال بن منذر عامری کہ ہم سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد، انہوں نے کریم بن سامہ سے نقل کیا ہے، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے کہ نابغہ جعدی نے کہا: ص

”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے جب آپ ہدایت لے کر آئے۔“

آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارا منہ سلامت رکھے۔“

فرماتے ہیں: ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی، جب ان کا کوئی دانت گرنا تو اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آتا۔

ابو نعیم نے اس طریق سے نقل کیا ہے، حدیث کہ نبی کریم ﷺ نے بنو سلیم کو سرخ جھنڈا باندھ کر دیا، اس طریق سے ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: بنو عامر پر لعنت کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! بنو عامر کو ہدایت دے، رجال، ان کا، ان کے والد کا اور ان کے دادا کا حال معلوم نہیں۔“

ابن اثیر* نے بیان کیا ہے کہ وہ ابن مندہ کے ہاں کثیر بن سلمہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: جو مجھے معلوم ہوا ہے، اس میں ہے: ابن سامہ مگر ابو عمر نے ذکر کیا ہے کہ وہ اُسامہ ہے۔

۴۳۰۴ کریم بن حارث

ابن عمرو سہمی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی، ابن قانع نے ان کی حدیث نقل کی ہے، جسے ان کے پوتے یحییٰ بن زرارہ بن کریم بن حارث نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے کہ ان کے دادا نے ان سے بیان کیا ایسا لگتا ہے کہ انہیں وہم ہوا ہے کہ ضمیر یحییٰ کے لیے ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ وہ زرارہ کے لیے ہیں، اسے نسائی نے ان الفاظ سے نقل کیا ہے: میں نے اپنے والد سے فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا ہے۔ طبرانی میں بحوالہ یحییٰ بن زرارہ بن کریم بن حارث کہ مجھ سے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، ابوداؤد کے ہاں ہے کہ بحوالہ زرارہ بن کریم، انہوں نے اپنے دادا حارث بن عمرو سے روایت کیا ہے، اس کی مراد واضح ہے۔

بزار کے ہاں بطریق ابی عاصم مروی ہے کہ مجھ سے یحییٰ بن زرارہ بن کریم بن حارث نے جو بنو سہم کے ایک شخص ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد اور دادا نے بیان کیا، فرماتے ہیں، میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے بخشش طلب کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تمہیں بخش دے....“ (حدیث) فرع اور عتیرہ کے بارے میں ہے، یہ

* اسد الغابہ (۴۴۵۰) تجرید (۲۹/۲) * اسد الغابہ (۵۲۷/۳)

* اسد الغابہ (۴۴۵۲) تجرید (۳۰/۲) * ابوداؤد (۱۷۴۲) نسائی (۴۲۳۸)

بغوی کی روایت کی نظیر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ حدیث حارث بن عمرو کی ہے۔ اگر بخاری رحمہ اللہ سے یہ منقول نہ ہوتا کہ حضرت کریم کو شرف صحابیت حاصل ہے تو میں آخری قسم میں ان کا ذکر کرتا۔ بخاری رحمہ اللہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو بغیر سوچے سمجھے بات کریں۔
حارث بن عمرو کا ذکر بروایت زید بن حباب گزر چکا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ حدیث، حارث کے والد عمرو سے مروی ہے۔

باب کاف کے بعد سین

۴۳۰۵ کسد جہنی

عمر بن شبہ نے اخبار مدینہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فنحون نے ان کے حوالے سے اپنے استدراک میں بطریق واقد بن عبد اللہ جہنی، عن عمہ، عن جدہ کسد بن مالک، نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان دونوں کو ابوسفیان کے قافلے کی نگرانی کے لیے کسد بن مالک کا امیر بنا کر بھیجا، جب آپ ﷺ نے بیع مقام پر قبضہ کیا تو وہ کسد بن مالک کو جاگیر میں دے دیا۔
انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں بڑا ہوں، لیکن یہ میرے بھتیجے کو دے دیجئے۔ آپ ﷺ نے وہ انہیں دے دی۔ ان سے حضرت عبدالرحمن بن سعد بن زرارہ نے تیس (۳۰) ہزار میں خرید لی، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد کو اس کا نگران بنادیا۔

ابن فنحون کا قول ہے: میں نے طویل حدیث سے اسے مختصر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: واقدی نے بحوالہ واقد ان کی حدیث روایت کی ہے۔ اگر وہ محفوظ ہو، ابوصمیم نے اس کی پیروی کی ہے۔
میں کہتا ہوں: عمر بن شبہ کی روایت، واقدی رحمہ اللہ کے طریق کے علاوہ ہے۔

باب کاف کے بعد عین

۴۳۰۶ (ز) کعب بن ثعلبہ

جہینہ سے ہیں۔ بنو ظفر کے حلیف ہیں، یہ بعد والے ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، یحییٰ بن سعید اموی کی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق مروی ہے۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۰۷ کعب بن حمان

ابن ثعلبہ بن خرضہ، بعض کا قول ہے: ابن ثعلبہ بن عثمان، بنو ساعدہ جہنی کے حلیف ہیں۔ بعض نے کہا: غسانی ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، بنو ساعدہ سے ہیں جو غسان سے ان کے حلیف ہیں، اسی طرح ابن اسحاق نے کہا ہے، لیکن فرماتے ہیں: جہینہ سے ان کے حلیف ہیں، ابن کلی نے ان کی موافقت کی ہے۔

ان کے والد کا نام ابن حبیب نے بحوالہ ابن کلبی لکھا ہے: حِجْمَان۔ دارقطنی، ابن ماکولا، * اور ابو عمر نے جواز، بعض کا قول ہے: وہ لفظی غلطی ہے۔ مغازی کے نسخے میں، اموی کی روایت ہے کہ بنو طریف کے حلیف ہیں، وہ ابن خزرج بن ساعدہ ہیں۔

۴۲۰۸ کعب بن حیان قرظی

ابن سلیم کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۴۲۰۹ کعب بن خداریہ کلابی *

بنو بکر بن کلاب سے ہیں، صحابی ہیں۔ ابی رزین عقیلی کی طویل حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں یعنی ابورزین اور ان کا ساتھی ان لوگوں میں سے ہیں، جن کے بارے میں میں نے بتایا کہ دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ متقی ہیں۔“ * کعب بن خداریہ نے ان سے کہا: بنو ابوبکر بن کلاب میں سے ایک ہیں، یا رسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بنو متقی ہیں، آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔

حدیث کی سند حسن ہے، جیسا کہ حرف لام میں لقیط بن عامر کی سوانح میں میں اسے بیان کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اسے ابن ابی خثیمہ وغیرہ نے بروایت لہم بن أسود بن عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن منفق، عن جدہ، عن عتمہ لقیط بن عامر نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں گئے، ان کے ساتھ ان کے ساتھ ہیک بن عاصم تھے، پھر طویل حدیث ذکر کی۔

۴۲۱۰ کعب بن جَمَاز

یا ابن حمار، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۲۱۱ کعب بن خزرج انصاری *

بنو حارث بن خزرج سے ہیں، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، تاریخ میں، محمد بن میمون ابن کعب بن خزرج کی سوانح میں فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عبد الرحمن انصاری نے محمد بن میمون سے، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غزوہ تبوک میں حکم بن ابی حکم میرے ساتھ تھے، وہ اچھے ساتھی تھے۔ * ابوحاتم کا قول ہے: محمد بن میمون مجہول ہیں، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۲۱۲ کعب بن زہیر *

ابن ابی سلمیٰ، ان کا نام ربیعہ بن رباح ہے، ابن قرط بن حارث بن مازن بن خلاوہ ابن ثعلبہ بن ثور بن لاطم بن عثمان بن مزینہ المرنی، مشہور شاعر اور معروف صحابی ہیں، ابن ابی عاصم نے الاحاد والثنائی میں نقل کیا ہے کہ ہم سے یحییٰ بن عمر بن جریج بحوالہ

* الإكمال (۲۲۴/۱) * اسد الغابہ (۴۴۵۶) تجرید (۳۰/۲)

* مسند احمد (۱۶۱۸۶) * اسد الغابہ (۴۴۵۷) تجرید (۳۰/۲)

* جامع المسانید والسنن (۵۰۹/۱۰) * اسد الغابہ (۴۴۵۸) استیعاب (۲۲۱۸) تجرید (۳۱/۲)

الْاَكْبَرُ فِي تَنْبِيْهِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمُنَادِيْنَ (ارو)

(جلد ۵)

۲۲۶

ججاج بن ذی رقیبہ بن عبد الرحمن بن کعبہ بن زہیر، عن ابیہ، عن جدہ، فرماتے ہیں: کعب اور بحیر دونوں روانہ ہوئے اور ابرق کے پاس پہنچے، بحیر، کعب سے کہنے لگے: تم یہاں ہماری بکریوں میں ٹھہرو، یہاں تک کہ میں اس آدمی سے مل آؤں اور دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔ تو بحیر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، کعب کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: ص

”میری طرف سے بحیر کو یہ پیغام پہنچا دو تمہیں ہلاکت کا رستہ کس نے بتایا، ایسے اخلاق جس پہ تم نے نہ اپنے ماں باپ کو پایا ہے، نہ اپنے بھائی کو، تمہیں ابو بکر نے سیراب کرنے والا ایسا جام پلایا ہے جسے حکم دیا گیا، ہلاک ہو کر رہ گیا۔“

رسول اللہ ﷺ کو ان کے اشعار کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کعب سے جو ملے، اسے قتل کر دے اور اس کا خون معاف کر دیا۔ بحیر نے ان کی طرف یہ بات لکھی بھیجی کہ بچاؤ کی کوئی صورت تلاش کرو، پھر انہیں لکھا کہ جو شخص ان کے پاس مسلمان ہو کر آئے تو یہ ان کا عذر قبول کر لیتے ہیں اور اس کی سابقہ لغزشیں معاف کر دیتے ہیں۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو کر آگئے، مسجد کے دروازے پر اپنی سواری باندھی، کہتے ہیں کہ میں نے نشانیوں سے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا، چند قدم بڑھا کر آپ ﷺ کی مجلس میں پہنچا اور آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اسلام قبول کر لیا، پھر میں نے عرض کی: اللہ کے رسول! امان کا طلبگار ہوں، میں کعب بن زہیر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم وہی ہو جو کہتے ہو، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: سنا نا وہ شعر کیسے ہیں؟ تو انہوں نے تینوں اشعار ذکر کیے۔ فَنَهَلَكَ الْمَمُودُ پے پہنچے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے یوں نہیں کہا تھا، میں نے تو کہا تھا: مامون۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس میں رہے۔ پھر انہوں نے اپنا قصیدہ بان السوار سنایا، ہمیں ابراہیم بن دیزیل، الکبیر کے رسالہ میں عالی سند سے روایت ملی ہے۔ ابن قانع نے زہیر بن یکار روایت نقل کی ہے کہ جب کعب بن زہیر کو ابن حنظل کے قتل کا علم ہوا اور انہیں یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی وہی وعید سنائی ہے جو ابن حنظل کو سنائی تھی تو کسی نے کعب سے کہہ دیا کہ اگر تم نے اپنی جان کا تدارک نہ کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے۔ چنانچہ وہ مدینے آگئے اور پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا سب سے نرم دل ساتھی کون ہے؟ تو کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پتہ بتایا، ان سے ساری بات کی، چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آگے آگے اور کعب ان کے پیچھے پیچھے نقاب اوڑھے چلتے رہے، یہاں تک کہ نبی ﷺ کے سامنے جا بیٹھے، عرض کی: ایک آدمی ہے جو بیعت ہونا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور انہوں نے ساتھ ہی چہرے سے نقاب اتار دیا اور اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کر دیا: ص

”مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ڈانٹ پلائی ہے۔ جبکہ اللہ کے رسول سے غنودہ گزر کر اُمید کی

جاتی ہے۔ رسول تو ایک نور ہیں، جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور اللہ کی تلواروں میں سے ہے نیام تلوار ہیں۔“

نبی ﷺ نے انہیں پہننے کے لیے ایک چادر دی، جسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی اولاد سے خرید لیا، جسے خلفاء عیدین میں پہنا کرتے تھے، ابن ابی دنیا کی روایت ہے کہ شععی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نابذ ذبیانی نے نعمان بن منذر کے سامنے یہ شعر پڑھا:

”ز میں تجھے اس حیثیت سے دیکھتی ہے کہ اگر تو فوت ہو گیا تو ہلکا پھلکا ہوگا اور اگر زندہ رہا تو زمین کو بوجھ کی

پروا نہیں۔“

تو نعمان نے اس سے کہا، یہ ایسا شعر ہے کہ جب تک دوسرا شعر اس کی وضاحت میں بیان نہیں کرو گے جو کے زیادہ قریب

ہے، تو نابذہ کے لیے شعر کہنا مشکل ہو گیا تو نعمان نے اسے تین دن کی سہلت دی اور کہا اگر تم نے شعر کہہ لیا تو تمہیں پالان والے سو (۱۰۰) اونٹ دوں گا، ورنہ تلوار کی ضرب ہے جہاں تک پہنچ جائے۔ نابذہ وہاں سے گھبرائے ہوئے آئے، ان سے زہیر بن ابی سلمیٰ کی ملاقات ہوئی، انہوں نے ان سے ذکر کیا، انہوں نے کہا: چلو جنگل کی طرف چلتے ہیں، کعب ان کے پیچھے گئے تو زہیر نے لوٹا دیا، نابذہ نے اس سے کہا: چھوڑ دو، اپنا بھتیجا ہے، ہمارے ساتھ آئے گا، پھر اسے پیچھے بٹھالیا، ان دونوں کے ذہن میں کچھ نہ آیا تو کعب نے نابذہ سے کہا: اے چچا! آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے: ﴿

”اگر تو اس تلوار کے ذریعے کسی کم عقل کو مار کر دندانہ دار کرے گا تو اس کی دونوں جانب کو مائل ہونے سے روک دے گا۔“

نابذہ کو یہ شعر پسند آیا، صبح وہ نعمان کے پاس گیا، اس کے سامنے شعر کہا، اس نے اسے سو (۱۰۰) اونٹ دے دیئے، اس نے کعب بن زہیر کو وہ اونٹ دیئے اس نے لینے سے انکار کیا، ابن درید نے اپنے امالی میں اس طریق کے علاوہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے سکین بن سعید نے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نابذہ نے زہیر سے ملاقات کی، اس نے اونٹ نخر کیا، اس کی عزت کی اور شراب لے آیا، وہ دونوں بیٹھے تو اس نے ان دونوں کے سامنے اپنا شعر پیش کیا، نابذہ نے پہلا شعر کہا، اس کے بعد یہ کہا:

”تم اس میں سے عزت کے مقام پر فروکش ہوئے۔“

رک کر زہیر سے کہا: اسے پورا کرو۔ وہ تھوڑی دیر گنگنائے، لیکن ذہن میں کچھ نہ آیا، اس وقت یہ بچوں کے ساتھ مٹی سے کھیل رہے تھے، دیکھا کہ دونوں سرگرم بیان ہیں، تھوڑی دیر سوچنے کے بعد کہا: ابا جان! کیا ہوا؟ میں آپ کو غمگین دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے کہا: پرے ہٹ! تیری ماں نہ ہو۔ تو نابذہ نے انہیں بلایا اور بلا کر اپنی ران پر بٹھالیا اور ان کے سامنے شعر پڑھا، اس نے کہا:

آپ اس طرح کیوں نہیں کہتے: ﴿

”اس کی دونوں جانب کو مائل ہونے سے روک دے گا۔“

اس کے والد نے اسے سینے سے لگا لیا، رب کعب کی قسم! میرا ہی بیٹا ہے۔
عسکری فرماتے ہیں: زہیر کی وفات بعثت سے پہلے ہوئی، ابن اسحاق * کا قول ہے: کعب بن زہیر، غزوہ طائف کے بعد آئے۔ خلف الأحمر فرماتے ہیں: اگر زہیر کے قصائد نہ ہوتے تو میں کبھی بھی انہیں ان کے بیٹے پر فضیلت نہ دیتا، زہیر اور ان کے دونوں بیٹے ہجیر اور کعب اور کعب کے دونوں بیٹے عقبہ اور ذوالعوام شعراء گزرے ہیں۔ حلیہ شاعر نے کعب بن زہیر سے کہا: تمہارا گھرانہ ایسا ہے کہ شعر میں تمہیں سند سمجھا جاتا ہے، لہذا اپنے شعروں میں میرا ذکر کیا کرو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

ابو عمر * کا قول ہے کہ کعب کے عمدہ اشعار میں سے چند ایک یہ ہیں: ﴿

”اگر میں کسی چیز پہ تعجب کرتا تو مجھے نوجوان کی کوشش پر تعجب ہوتا، جس کے لیے تقدیر چھپی ہوئی ہے۔ جوان ایسے کاموں کے لیے کوشش کرتا ہے جنہیں وہ نہیں کر سکتا، دل ایک ہے اور پریشانیوں کئی، آدمی جب تک زندہ

رہتا ہے، اس کی امید بڑھتی رہتی ہے، جب تک عمر ختم نہیں ہوتی آنکھ نہیں بھرتی۔“

۴۳۱۳ کعب بن زید بن قیس

ابن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن نجار انصاری، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی طرح ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے، خندق میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: انہیں نامعلوم تیر لگا جس سے شہید ہو گئے۔ واقدی کا قول ہے: انہیں ضرار بن خطاب نے شہید کیا، ابو نعیم نے غفاریہ عورت کی سوانح میں ذکر کیا ہے، انہوں نے اس میں غلطی کی، وہ دوسرے ہیں، انہیں زید بن کعب کہا جاتا ہے، بعض کا قول ہے: کعب بن زید۔

۴۳۱۴ کعب بن زید

جلیل بن زید کے شیخ ہیں، بقول بعض: زید بن کعب (ترجمہ نمبر ۲۹۳۰ ج ۱)۔ بعض نے کہا: عبداللہ بن کعب، غفاریہ کے قصے میں ان کی حدیث ہے، ان کے پہلو پر برص کا نشان تھا، اس میں اختلاف کا بیان حرف زاء میں گزر چکا ہے۔

۴۳۱۵ کعب بن سلیم

ابن اسد، بعض کا قول ہے: کعب بن حبان قرظی، محمد کے والد ہیں، قرظہ کے ان قیدیوں میں سے تھے جن کا نسب معلوم نہیں، نہ ان سے کوئی روایت ہے، یہ ابن عبدالبر کا قول ہے، اسے ابن حبان نے ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی، ابن مندہ نے اپنے سوانح میں حدیث نقل کی ہے، جس میں وہم ہے، عبدالرحمن بن عظمیٰ کے سوانح میں ذکر کیا ہے۔

۴۳۱۶ (ن) کعب بن ضئہ

وہ یسار بن ضئہ ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں.... ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۱۷ کعب بن عاصم اشعری

مزنی کا قول ہے: صحیح یہ ہے کہ وہ ابومالک اشعری ہیں، جن سے عبدالرحمن بن غنم نے روایت کی، وہ اپنی کنیت سے معروف ہے، یہ اپنے نام سے مشہور ہیں، کنیت سے نہیں۔ جس نے کنیتوں کے بارے میں کتاب لکھی، انہوں نے ان کی یہی کنیت لکھی ہے: ابومالک۔ ان میں نسائی، دولابی، ابواحمد حاکم ہیں، ابواحمد نے اس کے بارے میں طویل بحث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کی کنیت کے بارے میں حدیث اسماعیل بن عبداللہ بن خالد پر عن ابیہ، عن جده اعتماد کیا ہے۔

اسد الغابہ (۵۲۹/۳) استیعاب (۳۷۶/۳) اسد الغابہ (۴۴۵۹) استیعاب (۲۲۱۹) تجزید (۳۱/۲)

السیرۃ النبویۃ (۲۶۳/۲) مغازی (۱۶۵) اسد الغابہ (۴۴۶۰)

اسد الغابہ (۴۴۶۱) استیعاب (۲۲۲۰) تجزید (۳۱/۲) استیعاب (۳۷۶/۳)

اسد الغابہ (۴۴۶۳) استیعاب (۲۲۲۲) تجزید (۳۱/۲)

فرماتے ہیں: میں نے ابوماک اشعری کعب بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا.... پھر حدیث ذکر کی۔

بخاری کا قول ہے: صحابی ہیں، اسماعیل بن اویس کا قول ہے: ان کی کنیت ابوماک ہے، بغوی کا قول ہے: کعب بن عاصم مصر میں رہائش پذیر تھے، ان سے ام درداء نے روایت لی ہے۔ احمد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم وغیرہ کے ہاں ان کی حدیث ہے: ”سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں“۔*

احمد رحمہم کے ہاں لام تعریف کے بجائے تینوں بڑ، صوم اور سفر میں میم کے ساتھ ہے۔ ان سے ایک اور حدیث مروی ہے بروایت جابر بن عبد اللہ، ان کے حوالے سے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ایام نحر کے درمیانے دن، جمرہ کے پاس خطاب کرتے ہوئے دیکھا، اسے بغوی نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غریب ہے، اسے ابن سکین نے نقل کیا ہے۔

۴۳۱۸ کعب بن عامر سعدی*

صحابی ہیں، یہ جعفر مستغفری کا قول ہے: ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: الساعدی، اسی طرح باوردی نے بطریق عبید اللہ بن ابی رافع، صحابہ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہونے والوں کے ناموں میں کعب ابن عامر کا ذکر کیا ہے، بنو ساعدہ سے ہیں، بدری ہیں، اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۴۳۱۹ کعب بن عامر

کعب بن عمرو میں ان کا ذکر ہے، بہت ضعیف ہیں۔

۴۳۲۰ کعب بن عجرہ*

ابن امیہ بن عدی بن عبید بن خالد بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد بن مری بن آراشہ بلوی، بقول بعض: ابن خالد بن عمرو ابن زید بن لیث بن سواد بن اسلم قضائی۔ انصار کے حلیف ہیں، واقدی کا دعویٰ ہے کہ وہ انصاری ہیں، ان کے کاتب محمد بن سعد نے اسے رد کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے انصار میں ان کا نسب تلاش کیا، مجھے نہیں ملا، اسی طرح مطلق کہا ہے کہ وہ انصاری ہیں۔ فرماتے ہیں: مدنی ہیں، صحابی ہیں، ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ ابن سعد نے اپنی اسناد سے ان کا ذکر کیا ہے، بعض نے کہا: ان کی کنیت ان کے بیٹے اسحاق پر ابو اسحاق ہے، بعض نے کہا: ابو عبد اللہ ہے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں، عمرہ حدیبیہ میں شریک تھے۔ ان کے قصے میں فدیہ کے بارے میں آیات نازل ہوئیں، صحیحین میں یہ کئی طرق سے مروی ہے، اس میں ابن ابی حیح کی بحوالہ کعب بن عجرہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے، وہ حالت احرام میں تھے۔ ہڈیا کے نیچے آگ سلگ رہی تھی اور ان کے چہرے سے جوئیں گر رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اپنا سرموٹھ اور چھ (۶) مساکین کو ایک فرق کھلاؤ...“۔ (الحدیث)* اس کے بعض طرق

* نسائی (۲۲۵۴) ابن ماجہ (۱۶۶۴) مسند احمد (۴۳۴/۵) سنن کبریٰ (۲۴۲/۴) طبرانی (۳۸۵/۱۹)

جامع المسانید والسنن (۵۱۴/۱۰) * اسد الغابہ (۴۴۶۴) تجرید (۳۱/۲)

* اسد الغابہ (۴۴۶۵) استیعاب (۲۲۲۳) تجرید (۳۱/۲) * ترمذی (۹۵۳)

میں ہے: میرا خیال ہے کہ وہ تکلیف اتنی بڑی نہیں تھی جتنی ہم سمجھتے ہیں، اس میں ہے: کعب فرماتے ہیں: یہ حکم میرے لیے خاص ہے اور تمہارے لیے عام ہے۔ اس کے واقعے کے طرق میں سے ایک عجیب طریق وہ ہے جسے ابن مقرئ نے اپنے فوائد میں بطریق عبد اللہ بن سلیمان طویل، بحوالہ نافع نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ جو بنو سالم سے تھے، انہیں سر میں تکلیف ہوئی تو انہوں نے سرمندوا دیا، اور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: میں اس کی کیا قربانی دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک گائے کے گلے میں قلاوہ ڈال کے ہاٹک دو، پھر اسے عرفہ میں روکو، پھر لوگوں کے ساتھ روانہ ہو، اسی طرح ہڈی کے ساتھ کر۔

بغوی کی روایت بطریق ابان بن صالح، بحوالہ حسن اس کے معارض ہے۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نے کعب بن عجرہ سے کہا: اے ابو محمد! تمہارا کیا فدیہ تھا، انہوں نے کہا: ایک بکری طبرانی نے اوسط میں بطریق ضام بن اسماعیل، بحوالہ کعب بن عجرہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے آپ کا چہرہ متغیر دیکھا، میں گیا، ایک یہودی اپنے اونٹوں کو پانی پلا رہا تھا، میں نے ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور پر اس کے لیے پانی پلایا، جب کچھ کھجوریں جمع ہو گئیں تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا.... (الحديث)

ابن سعد نے جید سند سے بحوالہ ثابت بن عبید نقل کیا ہے کہ کعب کا ہاتھ کسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا، پھر کوفہ میں رہائش پذیر ہوئے۔

ان سے حضرت ابن عمر، حضرت جابر، ابن عباس، طارق بن شہاب، زید بن وہب اور دوسرے لوگوں نے روایت کی، اسی طرح ان سے ان کی اولاد نے بھی روایت کی: اسحاق، محمد، عبد الملک، ربیع، بعض کا قول ہے: مدینہ میں ۵۱ھ میں فوت ہوئے، بقول بعض: ۵۲ھ یا ۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی تکمیل (۷۵) یا چوتھ (۷۴) سال عمر تھی۔

کعب بن عدی تنوخی

اہل مصر کے ہاں ان کی حدیث ہے، ان سے ناظم بن انیل نے حسن حدیث روایت کی، اسی طرح ابن عبد البر نے اسے مختصر کیا ہے، ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس ان کا نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن عدی بن عمرو بن ثعلبہ بن عدی بن ملک، ابن عذرہ بن زید اللات، یہ وہی ہیں جنہیں تنوخی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ملک بن عوف، تنوخی کے حلفاء ہیں، وہ حیرہ کے عباد ہیں، اسی طرح ابن یونس نے تاریخ مصر میں فرمایا ہے۔

ابن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، بغوی، اور ابن قانع نے ان کے حوالے سے فرمایا: ہم سے ابواوص، محمد ابن یثیم نے بحوالہ کعب بن عدی بیان کیا، فرماتے ہیں: میں اہل حیرہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے ہم پر اسلام پیش کیا، ہم اسلام لے آئے، پھر ہم حیرہ واپس چلے گئے، ہم تھوڑا عرصہ ہی رہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی،

مختصر تاریخ دمشق (۷۸/۲)

المعجم الكبير (۲۰۷/۱۹) جامع المسانيد والسنن (۵۱۷/۱۰) اسد الغابہ (۳/۲) www.KitaboSunnat.com

اسد الغابہ (۴۴۶۶) استيعاب (۲۲۲۴) تجريد (۳۱/۲) استيعاب (۳۷۹/۳)

میرے ساتھی شک میں پڑ گئے، کہنے لگے: اگر وہ نبی ہوتے تو وفات نہ پاتے۔ میں نے کہا: آپ سے پہلے انبیاء وفات پا چکے ہیں، میں اسلام پر ثابت قدم رہا۔ پھر میں مدینہ کے ارادے سے نکلا اور راہب کے پاس سے گزرا، ہم اپنا کوئی کام اس کی رائے کے بغیر نہ کرتے تھے، میں اس کے پاس آیا، اور کہا: مجھے ایسے کام کے بارے میں بتائیں جس کا میں نے ارادہ کیا ہے، میرے دل میں اس کے بارے میں کھٹک ہے، اس نے کہا: اپنا کچھ نام بتاؤ، میں نے کعب بتایا، اس نے کہا: ان بالوں میں اسے ڈال دو، جسے وہ لے کر آیا تھا۔ میں نے ”کعب“ نام اس میں ڈال دیا، تو اس سے نبی کریم ﷺ کی صفات ظاہر ہوئی جیسا کہ میں نے انہیں دیکھا تھا، اور ان کی وفات جس وقت انہوں نے وفات پائی، میری ایمانی بصیرت مضبوط ہو گئی، میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو بتایا، کچھ عرصہ آپ کے پاس ٹھہرا، آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا، میں وہاں سے واپس آیا، پھر مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی بھیجا۔ میں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس واقعہ یرموک کے بعد اس کا خط لے کر آیا، مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس میں کیا ہے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ رومیوں نے عربوں کو قتل کیا اور ان کو شکست دی ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ میں نے کہا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ اپنے دین کو سب پہ غالب کرے گا، وہ اپنے وعدے کے خلاف کرنے والا نہیں۔ فرمایا: عرب نے رومیوں کو عار کی طرح قتل کر دیا، تمہارے نبی نے سچ فرمایا۔ پھر مجھ سے بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، اور انہیں ہدیہ بھیجا۔ میں نے ان سے کہا: آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ زندہ ہیں، انہیں بھی ہدیہ بھیجیں۔

کعب فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا شریک تھا، جب فوجیوں کی رجسٹریشن ہوئی تو میرا نام بنو عدی بن کعب میں لکھا۔

بنو عدی کا قول ہے: مجھے کعب بن عدی کی اس کے علاوہ روایت معلوم نہیں، اسی طرح ابن قانع نے اسے بحوالہ بغوی نقل کیا ہے، لیکن اس قول تک نقل نہیں کیا کہ ان سے پہلے انبیاء وفات پا گئے، ابن شاپین نے بحوالہ ابوالأحوص نقل کیا ہے، ابویعم نے بحوالہ بغوی طویل نقل کیا ہے۔ اسے ابن سکین نے طویل روایت بحوالہ ابوالأحوص، بروایت عبد اللہ بن سعید بن عفیر ان کے والد کے حوالے سے طویل نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: میں نے کعب نام اس میں ڈال دیا، اس میں لفظی غلطی ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں شریک تھا۔

ابن سکین کا قول ہے: یہ سعد کے علاوہ مروی ہے، انہوں نے عمرو بن حرث اور ناعم کے درمیان یزید بن ابی حبیب کا اضافہ کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن یونس نے تاریخ مصر میں بطریق ابراہیم بن ابی داؤد برسی روایت کیا ہے کہ انہوں نے عمرو بن حارث کی کتاب میں ان کی تحریر سے پڑھا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا کہ ناعم نے بحوالہ کعب بن عدی ان سے بیان کیا، فرماتے ہیں: میرے والد حیرہ کے پادری تھے، جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو فرمایا: تم میں سے ایک جماعت کو اس شخص کی

طرف جانا چاہیے تاکہ تم اس کی بات سنو، کل وہ فوت ہو گیا تو تم کہو گے: کاش! ہم اس کی بات سنتے، وہ حق پر تھا۔ ان لوگوں نے چار (۴) آدمیوں کو چنا اور انہیں بھیجا، میں نے اپنے والد سے کہا: میں ان کے ساتھ جاؤں گا، انہوں نے کہا: تم کیا کرو گے؟ میں نے کہا: میں دیکھوں گا۔ تاہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے، جب صبح کی نماز پڑھتے تو ہم آپ کی بات اور قرآن سنتے۔ ہمیں کوئی منع نہ کرتا۔ ہم تھوڑے دن ٹھہرے کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی تو چاروں آدمیوں نے کہا: اگر ان کا معاملہ سچا ہوتا تو نہ مرتے، واپس چلو۔ میں نے کہا: تھوڑا سا ٹھہروں یہاں تک کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ان کا قائم مقام کون ہوگا۔ یہ دین ختم ہو جائے گا یا پورا ہوگا؟ وہ لوگ چلے گئے اور میں ٹھہرا رہا، نہ میں مسلمان تھا نہ نصرانی، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یمامہ کی طرف لشکر بھیجا تو میں ان کے ساتھ گیا، جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو میں ایک راہب کے پاس سے گزرا، پھر اس کے ساتھ اپنا قصہ ذکر کیا، اس میں کہتے ہیں: میرے دل میں ایمان گھر کر گیا۔ جس وقت میں حیرہ سے گزرا تو اس وقت ایمان لے آیا، ان لوگوں نے مجھے عار دلائی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات پا چکے تھے۔ انہوں نے مجھے مقوقس کے پاس بھیجا، پھر اسی مہوم میں روایت کی۔

پھر ابن یونس نے سعید بن عفیر کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: صحیح وہ ہے جو کتاب میں ہے۔ اس میں عمرو بن ناعم کا نام نہیں آیا۔

میں کہتا ہوں: ابن یونس نے اس پر اعتماد کیا ہے جو اس روایت میں ہے، وہ سوانح کے شروع میں فرماتے ہیں: اہل حیرہ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور وہ لوگ اسلام نہیں لائے، یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے، وہ جاہلیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کپڑے کی تجارت میں شریک تھے۔ ۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقوقس کی طرف قاصد بن کراسکندر یہ آئے، فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں حکومت کی طرف سے گھرلا، ان کی اولاد مصر میں بنو عدی بن کعب میں وظیفہ لیتی تھی، یہاں تک کہ امیر مصر نے یزید بن عبد الملک کے زمانے میں انہیں دیوان قضاء کی طرف منتقل کر دیا، مصر میں ان کی اولاد عبد الحمید بن کعب بن علقمہ بن کعب بن عدی سے ہے، مصر میں ان کی ایک حدیث بھی ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔

ابن یونس کی ابو عبد اللہ ابن مندہ نے بیرونی کی ہے اور بخوالہ ابن یونس، بطریق یزید بن ابی حبیب نقل کیا ہے، ابن یونس فرماتے ہیں: میں نے اسی طرح پرانی تحریر اور نوشتہ میں دیکھا ہے جیسا کہ مجھ سے محمد بن موسیٰ نے عن ابن ابی داؤد، عن کتاب عمرو بن حارث بیان کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے، ہم اسے اس سند سے جانتے ہیں۔ سعید بن عفیر کی سند کا سیاق جو ان کی عالی روایت سے، عن احمد، عن قاری، عن عبید اللہ بن سعید، عن ابی مروی ہے اس کا متن بیان نہیں کیا بلکہ اسے یزید بن ابی حبیب کی روایت سے جوڑ دیا ہے، دونوں میں اختلاف ہے۔ سعید بن عفیر کی روایت میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہوئے اور یزید بن ابی حبیب کی روایت میں ہے کہ وہ عہد صدیقی میں ہی مسلمان ہوئے۔ دونوں روایتوں کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ یزید بن ابی حبیب کی روایت میں یہ نہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، بلکہ اس کے بارے میں خاموشی ہے، یہ ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد نہ مسلمان ہوئے نہ نصرانی رہے۔ سعید کی روایت میں نبی ﷺ کے پاس ان کے اسلام لانے کی صراحت ہے، اور اس کے بعد

ذکر کیا کہ ان کا ایمان اور یقین بڑھ گیا، جس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ نبی ﷺ کے بعد ان کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کسی شخص کو اسلام کے بارے میں تردد ہو اور وہ اسلام سے پھر گیا ہو، جب وہ مسلمانوں کی مدد کا مشاہدہ کرتا ہے تو دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آتا ہے، اور پھر اسے یقین ہو جاتا ہے، لہذا اس بناء پر انہیں صحابہ میں شمار کیا جائے گا، اس واسطے کہ اگر ان کے لیے واضح طور پر ارتداد واقع ہوا پھر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو صحابی ہونے کا نام برقرار رہے گا۔ جیسے اشعث بن قیس وغیرہ جو مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام لے آئے، میں نے پہلے ابن یونس کے قول پر اعتماد کیا تھا، اور ان کا تذکرہ حضرت مین میں کر دیا تھا۔ پھر میرے نزدیک ابن عقیق کی روایت راجح معلوم ہوئی تو میں نے اس قسم میں انہیں منتقل کر دیا۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے ان کے حالات میں ایک واقعہ نقل کیا ہے، جو ان سے ابو ثور فہمی کی روایت کو شامل ہے، جسے بطریق ابن وہب نقل کیا ہے کہ مجھے عبدالرحمن بن شریح، عن یزید بن عمرو، عن ابی ثور الہمی بتایا ہے کہ کعب العبادی جاہلیت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ اسکندریہ آئے تو ان لوگوں کی عید تھی جو سو (۱۰۰) سال بعد آتی تھی۔ وہ لوگ اکٹھے تھے، یہ لوگ ان میں شامل ہوئے یہاں تک کہ جب عید کی رسومات سے فارغ ہوئے تو ان میں ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: لوگو! ہماری پچھلی عید تم میں سے کس نے دیکھی ہے، وہ بتائے کہ ان دونوں عیدوں میں سے کون سی افضل ہے، یہ یا پچھلی؟ تو کسی نے جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے کئی بار یہ سوال دہرایا، تو وہ کہنے لگا: جان رکھو! جس نے ہماری گزشتہ عید دیکھی ہے وہ اس عید میں شامل نہیں ہوا، وہ ہماری آئندہ عید میں شامل نہیں ہو سکے گا۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ان کی یہ عید تین سو (۳۰۰) سال کے بعد آتی تھی۔ اسد الغابہ کے مصنف کی کتاب میں ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ خلافت صدیقی میں حیرہ کے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے والے وفد کے ایک رکن تھے۔ جاہلیت میں نبی کریم ﷺ کے شریک تھے۔ ۱۵ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے مقوقس کی طرف قاصد بن کر آئے، فتح مصر میں شریک تھے۔ یہ ابن مندہ کے کلام سے منقول ہے جن لوگوں نے ان کے حالات بیان کئے ہیں، انہوں نے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے شریک تھے، لیکن ابن مندہ کے ہاں ایسا نہیں ہے۔ ابو ثور فہمی کی روایت میں بھی ایسا ہی مروی ہے۔

(ن) کعب بن عمرو

ابن زید انصاری، عبداللہ بن وہب نے قریش کے ایک شخص کے حوالے سے ان کی حدیث نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو بعض لوگوں کو بہت بھوک لگی، انہوں نے ان کا ایک قلعہ فتح کیا تو کسی مسلمان نے چربی کی تھیلی لے لی، حضرت کعب بن عمرو بن زید انصاری جو غشیوں کے گران تھے، انہوں نے اسے دیکھ لیا تو ان سے وہ تھیلی لے لی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”انہیں یہ تھیلی دے دو“۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس اسے لے گئے، اس کی سند میں انقطاع کے ساتھ ضعف ہے۔

صحیح میں بحوالہ عبداللہ بن مغفل ان کا خیبر کے دن قیدی کی تھیلی لے لینے کا قصہ ہے۔ گویا اس روایت میں بعض المسلمین سے وہی مراد ہیں۔ ابو عمر نے عبادلہ میں ان کا ذکر کیا ہے: عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔ بدر کی غنیمتوں کے گران تھے، معلوم ہوتا

ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہیں۔

۷۴۲۳ کعب بن عمرو

ابن عباد بن عمرو بن سواد بن غنم انصاری۔ ابوالیسر۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۴ کعب بن عمرو

ابن عبید بن حارث بن کعب بن معاویہ بن مالک بن نجار انصاری، اُحد اور اس کے بعد کے واقعات میں شریک ہوئے۔
یہاں * میں شہید ہوئے۔ عدوی نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن اثیر * نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۲۵ کعب بن عمرو

ابن مصرف الیامی، ابن مُصَرَف کے دادا ہیں، بعض کا قول ہے: عمرو بن کعب بن مُصَرَف ہیں، ابوداؤد کے پاس ان کی حدیث ہے۔ مہمات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۶ کعب بن عمرو

ابوشرح خزاعی، بعض کا قول ہے: خویلد بن عمرو کا نام ہے، خویلد مشہور ہیں، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۲۷ کعب بن عمرو

ابوزنہ شاعر ہیں، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ ان کے نام میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: کعب، بعض کا قول ہے: عبداللہ، ایک قول ہے: عامر بن کعب، ایک قول ہے: کعب بن عامر، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۴۲۸ کعب بن عمیر غفاری

ابو عمر * کا قول ہے: کبار صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، نبی کریم ﷺ نے انہیں سریہ پر امیر بنایا وہ شہید ہو گئے۔
مویٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابواسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر کیا ہے، دونوں فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے حضرت کعب بن عمیر انصاری کو بقاء سے ذاتِ اُطلاح کی طرف بھیجا، کعب اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے۔ *
ابن سعد * نے طبقہ ثالثہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا قصہ ربیع الاول ۸ھ میں پیش آیا، اس میں ہے، ان کے تمام ساتھی شہید ہو گئے، وہ سوار ہو کر مدینہ آ گئے، ان کے شیخ واقدی * نے قصہ نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں فرمایا: شہیدوں میں ایک شخص زخمی تھا، جب رات ہوئی تو آ گیا۔ اسی طرح ابن اسحاق * نے بحوالہ عبداللہ بن ابی بکر ذکر کیا ہے، حضرت کعب بن عمیر اس دن شہید ہوئے۔

* اسد الغابہ (۵۳۵/۳) * اسد الغابہ (۵۳۵/۳) * اسد الغابہ (۴۴۶۸) استیعاب (۲۲۲۵) تجرید (۳۲/۲)

* اسد الغابہ (۴۴۷۲) استیعاب (۲۲۲۹) تجرید (۳۲/۲) * استیعاب (۳۸۰/۳) * مختصر تاریخ دمشق (۱۸۰/۲)

* طبقات کبریٰ (۱۲۷/۲) * مغازی (۷۵۲) * السیرۃ النبویہ (۲۰۳/۴)

۴۳۲۹ کعب بن عیاض اشعری

بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل شام میں ان کا شمار ہے، ابن سکین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مسلم کا قول ہے: حضرت جبیر بن نفیر ان سے روایت کرنے میں متفرد ہیں، ابن سکین اور ازدی نے ان کی متابعت کی ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے فائدے کی بات لکھی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ نے ان سے روایت کی، بغوی کا قول ہے: ان سے ایک حدیث مروی ہے، جسے ترمذی اور نسائی نے مال کمانے کے باب میں ذکر کیا ہے۔

ابن قانع اور ابن سکین نے ایک اور حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے: ”قصاص، تین چیزوں میں ہے“۔ جبیر بن نفیر کی روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے۔ دارمیؒ نے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے وہ یہ ہے: ”اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں....“۔ یہ سب عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کی روایت ہے، عن ابیہ، عن مروی ہے۔ دارقطنی نے ان کی چوتھی حدیث بروایت خالد ابن معدان ان کے حوالے سے نقل کی ہے، وہ منقطع ہے، اسے ابن ابی داؤد اور ابن شاہین نے بطریق معاویہ بن صالح اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن عن ابی زاہریہ، عن جبیر بن نفیر، عنہ، بخاریؒ کی روایت میں بحوالہ ابوصالح اسی طرح تصریح ہے، لیکن بحوالہ معاویہ ابوصالح انہوں نے نبی علیہ السلام سے سنا، ابوہریرہؓ کا قول ہے: مال جمع کرنے کے باب میں ان کی حدیث صحیح ہے، ان سے حضرت جابرؓ نے روایت کی، بعض کا قول ہے: ام درداء نے ان سے روایت کی۔

ان کے قول ”جابر“ میں تردد ہے، جابر نے بحوالہ کعب بن عاصم روایت کی ہے، اسی طرح ام درداء کی روایت بحوالہ کعب ابن عاصم مروی ہے۔

۴۳۳۰ کعب بن عیینہ

ابن عاتقہ تیمی۔ حرف عین میں ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، حاکم نے اپنی تاریخ میں فرمایا: کعب بن عیینہ صحابی ہیں، سلمویہ بن صالح نے ذکر کیا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عامر کے ساتھ خراسان آئے، ان کی اولاد مرو میں ہے، یحییٰ بن عبدالوہاب بن عبداللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنے دادا کی کتاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۳۳۱ (ز) کعب بن فہر قرشی

دعیمہ نے ذکر کیا ہے کہ فتح یمامہ کے بعد وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ اس وقت جتنے بھی قریش میں لوگ باقی رہے اسلام لے آئے اور حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔

۴۳۳۲ کعب بن قطبہ

طبرانیؒ نے معجم الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان سے کوئی حدیث روایت نہیں کی، ابواحمد عسکری کا قول ہے: میرا خیال

اسد الغابہ (۴۴۸) استیعاب (۲۲۳۰) تجرید (۳۲/۲) استیعاب (۸۱/۳)

ترمذی (۲۲۳۶) مسند احمد (۱۶۰/۴) مستدرک (۳۱۸/۴) طبرانی (۴۰۴/۱۹) بخاری (۲۲۲/۷)

استیعاب (۳۸۱/۳) اسد الغابہ (۴۴۷۶) معجم الکبیر (۱۸۲/۱۹) اسد الغابہ (۵۳۷/۳)

ہے، ان کی روایت مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: گویا ان کے ہاں معصن حدیث ہے، لیکن دوسروں کے ہاں اس کی تصریح ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: حدیث ابی رزین عقیلی میں ان کا ذکر ہے، اسی طرح ابن امین کا قول ہے، انہیں وہم ہوا ہے۔ ابن

مندہ کا یہ قول حضرت کعب بن خدار یہ کے بارے میں مروی ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں احمد بن زہیر ثنثری کی سوانح میں ان کی سند سے علی بن ربیعہ تک، بحوالہ کعب بن قُطَہ نقل کیا ہے کہ

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجھ پر جھوٹ گھڑنے والا کسی اور پر جھوٹ گھڑنے والے جیسا نہیں ہے۔“ (الحدیث) *

اس کی سند صحیح ہے۔ لیکن ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، اسے اسحاق أزرُق نے بحوالہ علی بن ربیعہ اسی طرح نقل کیا ہے، ابونعیم

نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ سعید، عن علی بن ربیعہ، عن مغیرہ بن شعبہ۔

اسے بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الأدب میں بحوالہ ابونعیم نقل کیا ہے اور طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ کی سوانح میں بحوالہ ابونعیم نقل کیا

ہے، اس میں قرظہ بن کعب پر نوے کا ذکر ہے۔ اسی طرح مسلم اور ترمذی نے اسے کئی طرق سے بحوالہ سعید بن عبید نقل کیا ہے۔ اسے

ابن قانع نے بطریق اسحاق أزرُق، بحوالہ شیخ الطبرانی نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: کعب بن علقمہ اور وہ وہم ہے ہو سکتا ہے کہ وہم کا سبب

قرظہ بن کعب کا ذکر ہو، ہو سکتا ہے کہ اس میں لفظی غلطی ہو اور وہ بدل گیا ہو۔ واللہ اعلم

(ز) کعب بن مالک

ابن عمرو بن عون بن عامر بن ذبیان بن ذکُل بن صباح، عبدی صباحی، رشاطی نے بحوالہ ابوعروہ شیبانی ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ

قبیلہ عبد القیس کے شہسوار اور معزز لوگوں میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے پاس اشج عبد القیس میں آئے، ابن امین نے اپنے

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(ح) کعب بن مالک بن ابی کعب

ابن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ، ابن سعد بن علی بن أسد بن سارودہ، ابوعبداللہ انصاری سلمی، بعض کا

قول ہے: ابوبشیر، ایک قول ہے: ابوعبدالرحمن۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ہم سے عبداللہ بن احمد نے بحوالہ اسماعیل جو کعب بن

مالک کی اولاد میں سے ہیں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جاہلیت میں حضرت کعب بن مالک کی کنیت ابوبشیر تھی، نبی کریم ﷺ نے ان کی

کنیت ابوعبداللہ رکھی۔ کعب جو مشہور شاعر ہیں، مالک کی ان کے علاوہ اولاد نہ تھی، بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، بدر سے پیچھے رہ

گئے تھے، أحد اور بحد کے غزوات میں شریک ہوئے، جوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ان تین لوگوں میں سے تھے جن کی توبہ قبول

ہوئی۔

انہوں نے صحیحین میں اچھے سیاق سے قصہ نقل کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ، اسید بن خفیر سے روایت کی، ان سے

ان کی اولاد: عبداللہ، عبدالرحمن، عبید اللہ، معبد، محمد، ان کے پوتے عبدالرحمن ابن عبداللہ، اسی طرح حضرت ابن عباس، حضرت جابر،

* بخاری (۱۰۶) ابوداؤد (۸۶۵۱) ابن ماجہ (۳۶) * اسد الغابہ (۴۴۷۸) استیعاب (۲۲۳۱) تجرید (۳۳/۲)

الاصالة في الحديث الصحيح (كتاب الحديث في الروايات)

ابو امامہ باہلی، عمرو بن حکم، عمر بن کثیر بن ارفع وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سیرین کا قول ہے: کعب بن مالک نے دوا ایسے شعر کہے جو قبیلہ دوس کے اسلام لانے کا سبب بنے، وہ یہ ہیں: ص

”ہم نے تہامہ اور خیبر سے ہر طاق کام کر کے تلواروں کو نیام میں کر لیا، اگر ان کی زبانیں ہوتیں تو ہمیں بتاتیں، دوس اور ثقیف * کو ان تلواروں میں سے زیادہ کاٹنے والی ہوتیں۔“

جب قبیلہ دوس کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگے: اپنے بچاؤ کا سامان کرو ایسا نہ ہو جو آفت ثقیف پہ پڑی تم پہ نہ آ پڑے، ابن حبان کا قول ہے: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا انہیں دنوں وفات پائی۔ ابن ابی حاتم نے عن ابیہ فرمایا: خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ میں ان کی بیٹائی چلی گئی۔ بخاری رضی اللہ عنہ نے ان کی وفات کا مختصر ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا، ہمیں حضرت علی و معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے بارے میں ان کی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی۔ بغوی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ خلافت معاویہ میں شام میں فوت ہوئے، ابوفرج اسمعانی نے کتاب الاغانی میں شامی سند سے نقل کیا ہے، جس میں ضعف اور انقطاع ہے کہ حضرت حسان بن ثابت، کعب بن مالک اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں بحث کی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں شعر کہا، پھر وہ ان کے پاس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے، انہوں نے ان کا اکرام کیا۔

کعب بن مرہ بھڑی *

بعض کا قول ہے: مرہ بن کعب بھڑی سلمی۔ بصرہ میں رہائش پذیر تھے۔ پھر اردن رہے، ابن سکین کا قول ہے: اکثر کا قول ہے: کعب بن مرہ، اسی طرح ابو عمر * کا قول ہے، بغوی کا قول ہے: انہوں نے احادیث روایت کیں، پھر بطریق سالم بن ابی جعد، بحوالہ شریح بن سمط نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مرہ سے کہا: ”اے کعب! پس رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائیے۔“ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے معز کے لیے پانی کی دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ”اے اللہ! ہمیں ایسی بارش عطا فرما جو بھر پور سیراب کرنے والی ہو۔“ * اس میں ہے: وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس بارش کی شکایت لے کر آئے۔ انہوں نے کہا: گھر گر گئے..... (الحدیث)

بعض کا قول ہے: وہ دو ہیں، ایک وہ جو بصرہ میں رہائش پذیر تھے، ان سے اہل بصرہ نے روایت کی، اور دوسرے وہ جو شام کے رہائشی تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ابواشعث صنعانی اور شریح بن سمط نے روایت کی، بعض کا قول ہے: عن سالم بن ابی جعد، شریح بن سمط نے کہا: اے کعب بن مرہ! ہم سے ایسی بات بیان کریں جس سے ہمارے دل خوفزدہ ہوں، انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔“ * اسے ترمذی نے اس طرح نقل کیا ہے، ابن ماجہ نے طویل حدیث نقل کی ہے، اس کے بعض طرق میں نسائی ہیں۔ بعض

* اسد الغابہ (۵۳۸/۳) استیعاب (۳۸۱/۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۹۶/۲۱)

* اسد الغابہ (۴۴۷۹) استیعاب (۲۲۳۲) تجرید (۳۳/۲) * استیعاب (۳۸۳/۳)

* ابوداؤد (۱۱۶۹) ابن ماجہ (۱۲۶۹) * ترمذی (۱۶۳۴) نسائی (۳۱۴۴) طبرانی (۳۰۴/۱۸)

میں کعب بن مرہ بغیر شک کے ہے، ابن قانع کی کتاب میں تینوں طرح ہے لیکن انہوں نے اسی کے مطابق ان کا شمار کیا ہے۔

۴۳۶) کعب بن یسارؓ

ابن ضُہ، ابن ربیعہ بن قزحہ بن عبد اللہ بن مخزوم بن غالب بن قطیعہ بن عیسٰی عیسیٰ، ابن بنت خالد بن سنان عیسیٰ، جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ نبی تھے، وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، ابن یونس کا قول ہے: وہ صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے، وہاں انہیں حکومت کی طرف سے گھڑلا، بعض کا قول ہے: وہ اس میں قاضی تھے۔

انہوں نے ضحاک بن شریل کے طریق سے نقل کیا ہے کہ عمار بن سعدؓ نے انہیں بتایا کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت عمرو بن العاص کی طرف خط لکھا کہ کعب بن ضہ کو قاضی بنادیں، عمرو نے ان کی طرف پیغام بھیجا تو کعب نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اسے جاہلیت سے نجات نہیں دے گا کہ پھر وہ اس میں لوٹ آئے جبکہ اللہ نے اسے اس سے نجات دی، عمرو نے انہیں چھوڑ دیا۔

ابو عمر کندی نے قضاۃ مصر میں بطریق عبدالرحمن بن سائب بن عیینہ بن سائب بن کعب بن ضہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میرے دادا مصر کے دو ماہ قاضی رہے، پھر ان کی معزولی کے لیے حضرت عمرؓ کا خط آیا، ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ حارث بن یزید مروی ہے کہ حضرت کعب تھوڑا عرصہ قاضی رہے پھر حضرت عمر بن خطابؓ نے ان کا استعفیٰ قبول کر لیا۔

۴۳۷) (ن) کعب اقطعؓ

نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں، یمامہ کے دن ان کا ہاتھ کٹ گیا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عمرو بن حارث بحوالہ بکر بن سوادہ نقل کیا ہے کہ زیاد بن نافع نے ان سے بحوالہ کعب بیان کیا، وہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے تھے، یمامہ کے دن ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ صلاۃ الخوف ہر جماعت پر ایک رکعت اور دو سجدے ہیں، میرا خیال ہے کہ اس کی اسناد میں اقطاع ہے۔ بخاریؒ میں تاریخؓ میں فرمایا: حضرت کعبؓ کا غزوہ یمامہ میں ہاتھ کٹ گیا تھا، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان سے زیاد بن نافع نے روایت کیا۔

۴۳۸) (ن) کعب (بے نسبت)

ابن مندہ نے بطریق عبد ربہ بن عطاء عن ابن قاری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں علقمہ بن نھلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے کہا: مجھے کعب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص دس (۱۰) آدمیوں پر بھی امیر ہے اسے قیامت کے دن بندھا ہوا لایا جائے گا، یہاں تک کہ اللہ اس پر رحم کرے یا اس کے علاوہ اس کے بارے میں فیصلہ کرے۔“

اسد الغابہ (۴۴۸۰) استیعاب (۲۲۳۳) تجرید (۳۳/۲)

اسد الغابہ (۴۴۸۱) استیعاب (۲۲۳۴) تجرید (۳۳/۲) تاریخ کبیر (۲۲۴/۴)

مسند احمد (۱۸۴/۵) المعجم الکبیر (۲۲/۶) مجمع الزوائد (۲۰۵/۵) اسد الغابہ (۵۴۰/۳)

باب کاف کے بعد لام

۴۳۹ کلاب بن امیہ

ابن اسکر جندی۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابوموسیٰ نے بحوالہ عبد اللہ نقل کیا کہ انہوں نے اپنے دادا کا نام اشکر لیا ہے، بعض کا قول ہے: مہملہ اور نون کی زیادتی کے ساتھ، وہ واضح لفظی غلطی ہے۔ مستغفری نے بحوالہ بخاری و بیہقی نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، اس کی کنیت ابو ہارون تھی۔ ابو حاتم بھٹانی * نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے، بصرہ میں فروکش ہوئے ان کی طرف ”مرثعہ کلاب“ منسوب ہے۔ ابن قانع نے بطریق خلید بن علی، بحوالہ کلاب بن امیہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بخش دیتے ہیں جو استغفار کرے سوائے بدکار عورت کے اور بددیانت عشر لینے والے کے اس سند میں ضعف ہے۔“

ابن عساکر نے اسے اس طریق سے نقل کیا ہے جس سے ابن قانع نے بیان کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ان سے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: تم یہاں کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: مجھے ابلہ پر عشر لینے کے لیے عامل بنایا گیا ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے امیہ بن اسکر کی سوانح میں اسی طرح گزر چکا ہے کہ کلاب بن امیہ نے یہ حدیث بحوالہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ روایت کی، اسی طرح حاکم ابواحمد نے ذکر کیا ہے کہ کلاب نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح بطریق علی بن زید بن جدعان، بحوالہ حسن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: زیاد نے کلاب بن امیہ لیشی کو ابلہ پر بھیجا ان کے پاس سے حضرت عثمان بن ابی العاص گزرے تو فرمایا: اے ابو ہارون!..... پھر حدیث ذکر کی، اسے ابواحمد نے نقل نہیں کیا، وہ احمد، ابویعلیٰ کے ہاں اس طریق سے ہیں، اس کے آخر میں ہے۔ تمہیں یہاں کس نے بٹھایا؟ پھر اس کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: اپنے کام کے درمیان ٹکس وصول کرنے کے لیے انہوں نے فرمایا: کیا میں آپ سے وہ حدیث بیان نہ کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ ”حضرت داؤد علیہ السلام رات کو اپنے گھر والوں کو اٹھاتے اور فرماتے: اے آل داؤد، اٹھو! نماز پڑھو، اس گھڑی میں دعا قبول ہوتی ہے سوائے جادوگر اور بددیانت عشر لینے والے کے۔“ * فرماتے ہیں: امیہ نے کشتی منگوائی، اس پر سوار ہوئے پھر زیاد کی طرف لوٹ کر گئے اور کہا: اپنے کام کے لیے جسے چاہیں نگران بنا کر بھیجیں۔

صاحب تاریخ مظفری نے ذکر کیا ہے کہ کلاب بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی، تو ان کے والد نے ان کے اشتیاق میں شعر کہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنے والد سے نیکی کرنے کا حکم دیا، بعض کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب امیہ کے وہ اشعار سنے جن کے شروع میں ہے: ص

”ان بوڑھوں میں سے جنہوں نے کلاب کو باندھا ہوا ہے۔“

امیہ کے لیے ان کا دل نرم پڑ گیا۔ انہوں نے کلاب کو بھیجا، انہیں ایک ناگ نے ڈس لیا جس سے وفات پا گئے۔ امیہ کی سوانح میں گزر چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک شخص تھا، بعض کا قول ہے: کلاب نے جب اپنے والد کے پاس جانے میں دیر کر دی تو ان کے والد بہک گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں لے کر آئے، وہ امیہ کے انہیں پہچاننے سے پہلے آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اونٹنی کا دودھ دوہنے اور امیہ کو پلانے کا کہا، جب اس نے دودھ پیا تو کہا: مجھے اس میں سے کلاب کے ہاتھوں کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: یہ کلاب ہے، اسے اپنے ساتھ ملا لو۔

۴۴۰ (ز) کلاب جہنی

کلیب میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۴۱ کلاب

مولیٰ عباس بن عبدالمطلب، ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس ایک سند سے جس میں واقدی بھی ہیں، بحوالہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن مسجد میں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے خطبہ دے رہے تھے، فرمایا: ”کھڑے ہوتا میرے لیے دشوار ہے۔“ * ان سے تمیم داری نے فرمایا: کیا آپ کے لیے منبر بنا دوں جیسا کہ میں نے دیکھا ہے کہ شام میں بنائے جاتے ہیں؟ نبی ﷺ نے مسلمانوں سے اس کے بارے میں مشورہ لیا، انہوں نے منبر بنانے کی رائے دی۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا ایک کلاب نامی غلام ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ کام کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے کہو کہ اسے بنائے۔“ انہوں نے اسے جنگل میں لکڑی لینے کے لیے بھیجا، اس نے اسے کاٹا اور اس سے دو میزھیاں اور بیٹھنے کی جگہ بنائی، پھر آئے اور اسے اس جگہ پر رکھ دیا جہاں آج موجود ہے، آپ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ پر ہے۔“

۴۴۲ (ز) کلاح

وہ ذؤیب بن ششم ہیں، ان کا یہ نام تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے بدل دیا، ذؤیب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۴۳ کلثوم بن حصین

ابوہریرہ غفاری، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۴۴۴ (ز) کلثوم بن قیس

ابن خالد بن وہب بن ثعلبہ بن وائل بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر قرشی فہری، ضحاک بن قیس کے بھائی ہیں۔ وہ بڑے ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا بیٹا سوید دمشق کا گورنر رہا۔

۴۲۴۵ کلثوم بن ہدم

ابن امری القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے اہل مغازی میں ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ آئے تو قباء میں ان کے پاس فروکش ہوئے، بعض نے کہا: سعد بن خیشمہ کے ہاں فروکش ہوئے۔ واقدی کا قول ہے: کلثوم کے ہاں فروکش ہوئے، سعد بن خیشمہ کے گھرمات چیت کرتے تھے، کیونکہ ان کا گھر عربوں کا گھر تھا۔

طبری اور ابن قتیبہ کا قول ہے: وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں میں وفات پانے والے پہلے ہیں، ان کے بعد اسعد بن زرارہ نے وفات پائی۔ ان کے غلام کنج کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۴۲۴۶ کلثوم خزاعی

مطین نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اور ابن ماجہ نے بطریق جامع بن شداد بحوالہ کلثوم خزاعی ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: یا رسول اللہ! اس وقت میری کیا حالت ہوگی جب میں یہ جانتے ہوئے نیکی کروں کہ میں نے نیکی کی ہے۔ (الحدیث) * اسی طرح وہ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ میں ہے، ان میں سے کسی نے ان کے والد کا نام نہیں لیا۔

مری نے اطراف میں فرمایا: کلثوم بن مصطلق، ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، پھر ابن ماجہ کی حدیث ذکر کی، اس سے پہلے مسند ابن مسعود میں فرمایا: کلثوم بن مصطلق، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، یہ بحوالہ ابن مسعود مروی ہے، پھر بروایت زبیر ابن عدی، عنہ، عن ابن مسعود ایک حدیث نقل کی، بعض کا قول ہے: وہ اپنے جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں، وہ کلثوم بن علقمہ بن ناجیہ بن حارث بن مصطلق ہیں، اس قول کے مطابق وہ تابعی ہیں، بعض کا قول ہے: وہ کلثوم بن عامر بن حارث بن ابی ضرار بن مصطلق بن انخی جویریہ ام المؤمنین ہیں، انہوں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، وہ بھی تابعی ہیں۔

بخاری اور ابن ابی حاتم نے اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ اور مطین کے قول کا تقاضا ہے کہ وہ دوسرے کلثوم ہیں، اسی طرح بخاری نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔

۴۲۴۷ کلثوم بن حنبل

بعض کا قول ہے: ابن عبد اللہ بن حنبل، ابن قانع کے ہاں ہے: کلثوم بن قیس بن حنبل اسلمی، بعض کا قول ہے: غسانی ہیں، بنو نجح کے حلیف ہیں، وہ صفوان بن امیہ کے ماں شریک بھائی ہیں، بعض کا قول ہے: بختیجے ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: وہ ان کے بھائی عبد الرحمن بن حنبل ان لوگوں میں سے ہیں جو یمن سے مکہ کی طرف نکلے۔ ابن اسحاق * کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے حنین کے

* استیعاب (۲۲۳۷) * اسد الغابہ (۴۴۸۷) استیعاب (۲۲۳۶)

* ابن ماجہ (۴۲۲۲) جامع المسانید والسنن (۶۲۳/۱۰) بخاری تاریخ کبیر (۲۲۶/۴)

* اسد الغابہ (۴۴۸۹) * السیرۃ النبویۃ (۶۷/۴)

دن جب کہ وہ اپنے بھائی صفوان کے ساتھ شریک تھے، کہا: مسلمانوں کو شکست ہوگئی ہے، جادو باطل ہو گیا ہے، تو حضرت صفوان نے اسے ڈانٹا، یہ مشہور قصہ ہے۔ پھر اس کے بعد کلدہ اسلام لے آئے اور صفوان مکہ میں رہائش پذیر ہوئے۔

بخاری کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن کلبی کا قول ہے: عمر بن حبیب نجی کے مولیٰ ہیں، پھر بنو جحج میں ان کا نسب ہے، بعض نے کہا: ابن خنبل بن مالک، بقول بعض: ملیک بن عاتقہ بن محمد بن کلدہ۔

اصحاب سنن خلاصہ نے بطریق ابن جریج نقل کیا ہے کہ مجھے عمرو بن ابوسفیان نے بتایا کہ عمرو بن عبد اللہ بن صفوان نے انہیں بحوالہ کلدہ بن خنبل بتایا کہ صفوان بن امیہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس دودھ، کھیس اور چھوٹی ٹکڑیاں دے کر بھیجا، اس وقت آپ ﷺ مکہ کے بالائی مقام پر تھے۔ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے پاس سلام کئے بغیر گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوٹ جاؤ اور کہو السلام علیکم“۔

یہ صفوان کے اسلام لانے کے بعد کا واقعہ ہے، عمرو فرماتے ہیں: مجھے صفوان نے اس کے بارے میں بحوالہ کلدہ بن خنبل بتایا، یہ نہیں کہا کہ میں نے آپ سے سنا، ابوداؤد کے الفاظ یحییٰ بن حبیب کی روایت میں جو کہ ان کی کتاب میں امیہ بن صفوان ہے، اسی میں ہے کہ کلدہ بن خنبل نے انہیں خبر دی، ترمذی فرماتے ہیں کہ حسن غریب ہے، اسے ہم ابن جریج کی حدیث سے جانتے ہیں۔

۴۳۸ (ن) کلیب بن ابرہہ اصبیحی

ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: صحابی ہیں، اسی طرح صدر بکری کی تحریر سے میں نے پڑھا، احتمال ہے کہ وہ ان کے بھائی ہوں، مشہور یہ ہے: کریب، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۴۳۹ (ن) کلیب بن اساف جہنی

ابن شہین کا قول ہے: میں نے ابن ابی داؤد سے فرماتے سنا: اُحد میں شریک ہوئے، خالد کے بھائی ہیں۔

۴۴۰ (ن) کلیب بن اساف

ابن عبید بن عمرو بن خدیج.... بقول عدوی، ابن سعد اور طبری، اُحد میں شریک ہوئے اور یہ حبیب بن اساف کے بھائی ہیں، انہیں اور سابقہ شخصیت کو ابن یساف بھی کہا جاتا ہے۔

۴۴۱ (ن) کلیب بن اسد

ابن کلیب حضری شاعر، ابن سعد کا قول ہے: ہم سے ہشام بن محمد نے بیان کیا کہ حضرت موت میں تھناہ بنت کلیب نامی ایک عورت تھی، جس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کپڑا بنایا پھر اپنے بیٹے کلیب بن اسد بن کلیب کو بلایا کہ یہ کپڑا اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے جاؤ، چنانچہ یہ آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے، آپ نے انہیں دعا دی، وہ آپ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں: ص

”آپ وہی نبی ہیں جن کے بارے میں بتایا جاتا رہا اور علماء اور رسول ہمیں بشارت دیتے رہے۔ خوفزدہ کے دین سے جو مشقت میں قصد کرتا ہے نگے پیر اور جوتا پہن کر چلنے والوں میں سب سے زیادہ بہتر میں تدبیر کر رہا ہے دو ماہ میں نے ڈرتے ڈرتے یہ کپڑا تیار کیا جس سے اللہ کے ثواب کی امید کرتا ہوں۔“

۴۳۵۲ (ن) کلیب بن بکیر لیثی

ایاس اور اس کے بھائیوں کے بھائی ہیں، ابن عبدالبر کا قول ہے: کلیب کو ابولؤلؤ نے اس وقت شہید کیا تھا جب حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

میں کہتا ہوں: ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں بحوالہ محمد بن عمرو بن ابی سلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمن بن حاطب نے شیوخ میں ان کے والد کا نام لیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ مرغ نے چونچ ماری.... پھر طویل حدیث نقل کی۔ اس میں ہے، ابولؤلؤ نے کلیب بن بکیر کو خنجر مارا اور انہیں شہید کر دیا۔ عبدالرزاق نے بھی ان کی شہادت کا قصہ بحوالہ زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابولؤلؤ نے بارہ (۱۲) آدمیوں پر خنجر سے وار کئے، ان میں سے چھ (۶) وفات پا گئے۔ ان میں حضرت عمر اور کلیب ہیں، ان کا نسب بیان نہیں کیا، بحوالہ عمر، عن ایوب، عن نافع اسی مفہوم میں مروی ہے۔ ہم نے جزء ابی جہم میں بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا، اسی اثناء میں کہ کلیب مسجد کے پاس وضو کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قاتل ابولؤلؤ آیا، اور ان کا پیٹ پھاڑ دیا۔ نافع فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سات (۷) افراد شہید کئے گئے۔

۴۳۵۳ مکلیب بن تمیم

ابن نسر بن تمیم ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔ انصاری، بنو حارث بن خزرج میں سے ہیں۔ وادی کا قول ہے: ان کے حلیف تھے، عدوی کا قول ہے: اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ بعض کا قول ہے: ان کے دادا کا نام عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج ہے۔ ابن اسحاق نے یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کے والد کا استیعاب میں نام لکھا ہے۔ ابن اثیر * نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ وہ نون اور ہملہ کے ساتھ ہے۔

۴۳۵۴ کلیب بن حزن

ابن معاویہ بن خفاجہ بن عمرو بن عقیل عقیلی، بعض کا قول ہے: ان کے والد کا نام جزی ہے، ابن شاپن نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی داؤد کا قول ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، استیعاب میں ابن جریر ہے، جو لفظی غلطی ہے، ابن حبان کے ہاں کلیب بن حزم ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے ہاں نون کے بدلے میم کے ساتھ ہے۔ بغوی، ابن قانع، ابن شاپن اور ابن مندہ نے بطریق یعلیٰ بن اصدق، بحوالہ کلیب بن حزن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جتنا ہو سکے جہنم سے دور بھاگو اور جتنا ہو سکے جنت کو طلب کرو۔“ (الحدیث)

یعنی متروک راوی ہے، ابن شاپین کا قول ہے کہ انباری یعنی ان کے شیخ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: کلب بن حزن، میرے نزدیک صحیح ابن جزئی ہے۔ یہ روایت جسے انہوں نے درست کہا ہے اس روایت کے مخالف ہے جو ان کے علاوہ لوگوں نے نقل کی ہے، کیونکہ ان لوگوں نے یہ حدیث نقل کی ہے تو ان کی کتابوں میں حاء کے زیر، زاء کے سکون اور اس کے بعد۔

۴۲۵۵ (ز) کلب بن عہمہ

بنو ظفر بن حارث بن بھہ بن سلیم سے ہیں۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں فرمایا..... ابن حرب بن امیہ، مرداس بن ابی عامر سلمی، رجیع کے نواح میں بستی ہے، پھر ان دونوں کا قصہ نقل کیا جس میں انہوں نے حسین کو قتل کیا تھا، اسی میں ان دونوں کی موت کا واقعہ ہے۔ فرماتے ہیں: لوگوں نے اس بستی کو بانٹ لیا اور وہ ویران ہو گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو کلب بن عہمہ نے اس پر حملہ کر دیا، اس کے بارے میں عباس بن مرداس نے اس سے فیصلہ مانگا تو کلب نے کہا: ”عباس تمہارا ہر دن کسی ظالم سے کیا واسطہ، ظلم کا چہرہ تو بھیا تک اور ملعون ہے۔“

۴۲۵۶ (ز) کلب بن نسر بن تمیم، ابن تمیم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۲۵۷ (ز) کلب بن یساف جہنی ابن اساف میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۲۵۸ (ز) کلب بن یساف انصاری ان کا ذکر بھی گزر چکا ہے۔

۴۲۵۹ (ز) کلب بن جرمی قسم رابع میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲۶۰ (ز) کلب جہنی

ابوداؤد کے ہاں بطریق ابن ابی جریج ان کی حدیث ہے، میں نے بحوالہ غنیم بن کلب، عن ابیہ، عن جدہ، بتایا۔ اسے ابن مندہ نے بطریق ابراہیم بن ابی یحییٰ، عن غنیم بن کلب، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، ابراہیم ضعیف راوی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے کثیر بن کلب کی سوانح میں فرمایا: انہوں نے اپنے والد غنیم سے روایت کی، میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا۔

اسے ابن قانع نے بطریق ابراہیم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کلاب، وہ اس حدیث میں ابن جریج کے شیخ ہیں۔ ان کی شدت ضعف کی وجہ سے انہیں مہتمم قرار دیا ہے۔ کلب کی اس اسناد سے دوسری دو احادیث، بروایت واقدی، ان کے حوالے سے مروی ہیں، ان میں سے ایک آخری قسم میں کتبوں میں ابوکلب کی سوانح میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ابن قانع نے اسے وہاں نقل

معجم الكبير (۲۰۰/۱۹) مجمع الزوائد (۷۷۰/۸)

بیاض فی الاصل استیعاب (۲۲۴۱) تجرید (۳۵/۲)

معجم الكبير (۲۰۰/۱۹) مجمع الزوائد (۱۳۴۳۸) جامع الجوامع (۶۲۰/۱۰)

کیا ہے۔

۴۳۶۱) کلیب حنفی

کلیب بن مفعہ نے عن ابیہ، عن جدہ، بر کے بارے میں حدیث روایت کی، اسے ابوداؤد * اور بخاری نے تاریخ میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن جدہ، انہوں نے عن ابیہ نہیں لکھا، اور نہ ان کے دادا کا نام لیا ہے، ابن مندہ نے اسے بطریق یحییٰ حمانی کلیب نقل کیا ہے، البوصہ نے اسے غریب سمجھا ہے، ابن ابی خثیمہ کا قول ہے: ان کا نام معروف نہیں۔

۴۳۶۲) (ن) کلیب (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بحوالہ ابوبکر بن ابیعلیٰ نقل کیا ہے کہ انہوں نے بطریق صخر بن عکرمہ، بحوالہ کلیب نقل کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کے لیے گناہ، خود پسندی سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے مومن اور گناہ کے درمیان کبھی دوری پیدا نہیں کی۔“ *

باب کاف کے بعد نون

۴۳۶۳) کناز بن حصین غنوی

ابومرثد، صحابی ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنتیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۶۴) کنانہ بن عبدیلیل

آخری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۶۵) کنانہ بن عدی *

ابن ربیعہ بن عبدالحزلی بن عبدشمس، ابن اخی ابوالعاص بن ربیع، ابوعمر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ *
میں کہتا ہوں: وہ ابوالعاص کے چچا زاد ہیں، حضرت ابوالعاص نے ان کے ساتھ اپنی زوجہ حضرت زینب کو بھیجا، ان کے سامنے ہبار بن اُسود اور نافع بن عبدقیس آ گئے، ہبار کے سوانح میں اس کا ذکر آئے گا۔

باب کاف کے بعد ہاء

۴۳۶۶) (ن) کھاس رؤسی

دُغیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ یمامہ میں شریک ہوئے اور وہاں بہت سے کارنامے سرانجام دیئے۔

* ابوداؤد (۳۵۶) * جامع المسانید والسنن (۶۲۲/۱۰) اتحاف السادة المتقين (۴۴۰/۹)

* استيعاب (۲۲۴۴) تجريد (۳۵/۲) * استيعاب (۳۸۷/۳) * تجريد (۳۶/۲)

۴۳۶۷ کھمس ہلالی

بخاری کا قول ہے: صحابی ہیں، انہوں نے طیالیسی اور سمویہ نے اپنے فوائد میں بطریق معاویہ بن قرہ، بحوالہ کھمس ہلالی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اسلام لایا، پھر آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو اپنے اسلام لانے کی خبر دی، پھر تھوڑے عرصے بعد میں آپ ﷺ کی خدمت میں آیا، میں کمزور ہو چکا تھا اور میرا جسم نحیف ہو چکا تھا، آپ ﷺ نے نظر بھر کر مجھے دیکھا، پھر نظر اٹھالی، میں نے کہا: میں نے آپ کے بعد افطار نہیں ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کس نے کہا تھا کہ اپنی جان کو اذیت میں رکھو؟ صبر کے مہینے کا روزہ رکھو اور ہر مہینے ایک روزہ رکھ لو“۔ (الحدیث) *

طیالیسی نے اسے طویل نقل کیا ہے اور ابن قانع نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، کئیوں میں ابوسلمہ کی سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۳۶۸ کھیل آزدی

صحابی ہیں، اُحد کے دن بہت سے مسلمان شہید ہوئے، بہت سے زخمی تھے، ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اور راستے میں کھڑے ہو جاؤ، تمہارے پاس سے جو زخمی گزرے تو کہو: اللہ کے نام سے، پھر اس کے زخم پر دم کرو“۔ (الحدیث) * اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بروایت علقمہ بن عبد اللہ، بحوالہ قاسم بن محمد، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

باب کاف اس کے بعد واؤ

۴۳۶۹ کور بن علقمہ

کرز میں راء کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

۴۳۷۰ کوکب

ایک انصاری ہیں، جن کی طرف حش کوکب منسوب ہے۔ جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے۔ ذہبی نے تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایسی کوئی بات ذکر نہیں کی جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہو۔

* تجرید (۳۶/۲)

* معجم الکبیر (۴۳۵/۱۹) مجمع الزوائد (۱۹۷/۳) جامع المسانید والسنن (۶۲۵/۰۱)

* جامع المسانید والسنن (۶۲۵/۱۰) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۶/۲۱)

* تجرید (۳۶/۲)

* التجرید (۱۲۷)

باب کاف اس کے بعد یاء

۴۶۱ کیسان بن جریر*

مولیٰ خالد بن عبداللہ بن اسید اموی ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز کے بارے میں روایت کیا، ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن نے روایت کیا، اسے ابن ماجہ نے حسن حدیث سے نقل کیا ہے۔

ابن مندہ کیسان بن عبداللہ کا قول ہے، بعض نے کہا: ابن بشر، اہل حجاز میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے دونوں بیٹوں عبدالرحمن اور نافع نے روایت کیا، اسی طرح ابن مندہ نے انہیں کیسان بن عبداللہ بن طارق کے ساتھ ملا دیا ہے۔ بخاری، بغوی، طبرانی نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابونعیم اور ابن عساکر نے اسے درست قرار دیا ہے، وہی صحیح ہے۔

احمد کا قول ہے: ہم سے یونس بن محمد نے بحوالہ عمر بن کثیر کی نقل کیا کہ میں نے عبدالرحمن بن کیسان مولیٰ خالد بن اسید سے پوچھا: کیا تم مجھے اپنے والد کے حوالے سے حدیث نہیں سناؤ گے؟ انہوں نے کہا: مجھ سے میرے والد نے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ مطابخ سے نکلے یہاں تک کہ کنوئیں پر تشریف لائے، آپ ﷺ ازار پہنے ہوئے تھے اور آپ پر چادر نہ تھی۔ آپ ﷺ نے کنوئیں کے پاس چند غلاموں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا ازار کھول کر اس کا کچھ حصہ کندھے پہ ڈال لیا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں، مجھے معلوم نہیں کہ ظہر کی تھیں یا عصر کی۔

ابن ماجہ* نے اور ابن ابی خثیمہ نے دوسرے طریق سے، بحوالہ عبدالرحمن اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اسے بغوی نے بحوالہ یونس انہی الفاظ میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

عن عمرو نائد، عن حماد بن خالد خیاط، عن عمر بن کثیر، عن عبداللہ بن کیسان، عن ابيہ نقل کیا ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو بالائی کنوئیں، بئر ابن مطیع جواطح میں کپڑے میں لپیٹے ہوئے، ظہر یا عصر کی دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، اسے احمد نے بحوالہ حماد اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ ابن شاہین کا قول ہے: کیسان میرا خیال ہے کہ وہ مولیٰ بنو مازن بن نجار ہیں، پھر اس حدیث کو تین طریق سے نقل کیا: عن عمر بن کثیر اور بطریق معروف بن مشکان، عن عبدالرحمن بن کیسان، اس طریق کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اپنے حساب میں خطا کی، کیونکہ جو اُحد میں شہید ہو اور ان کے بیٹے نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی تو وہ بھی صحابی ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں، پھر ائمہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے، کیونکہ مازنی انصاری میں سے یا ان کے حلیف ہیں، جیسا کہ آگے آئے گا، یہ موالی آل اسید میں سے ہیں جو بنو امیہ سے ہیں۔

۴۶۲ کیسان بن عبداللہ بن طارق*

بخاری و ترمذی اور ان کی پیروی کرنے والوں نے ان کا نسب بیان کیا ہے، ابن سکین کا قول ہے: طائف میں رہائش پذیر تھے۔ ان سے ان کے بیٹے نافع نے روایت کیا۔ احمد، بغوی اور رویانی نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ نافع بن کیسان دمشق نقل کیا

الاصْبَحُ فِي تَنْبِيْهِ الصَّحَابَةِ (جلد ۲۸)

ہے کہ ان کے والد کیسان نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تجارت کرتے تھے، انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اچھی شراب لے کر آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے کیسان! وہ تمہارے بعد حرام کر دی گئی۔“

انہوں نے کہا: پھر اسے بیچ دیتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے۔“
 سلیمان خولانی نے بحوالہ نافع بن کیسان ان کی متابعت کی ہے، اسے ابو نعیم نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر، بحوالہ محمد بن عبد اللہ طائفی، عن نافع اسے نقل کیا ہے۔

ابن سکین نے اسے بطریق عامر بن یحییٰ معافری نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے بیان کیا کہ کیسان نے ان سے بیان کیا کہ دو آدمی.... پھر اس کے بارے میں قصہ ذکر کیا۔

بخاری، ابن سکین، طبرانی اور ابن مندہ نے بطریق ربیعہ بن ربیعہ، بحوالہ نافع بن کیسان، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”حضرت عیسیٰ بن مریم دمشق میں مشرقی سفید منارے کے پاس اتریں گے۔“

اسی طرح ربیعہ نے اسے فضائل شام اور تمام نے اپنے فوائد میں بطریق ہشام بن خالد، عن ربیعہ نقل کیا ہے، اس کے رجال ثقاہت ہیں۔

بعض کا قول ہے: اس میں بحوالہ نافع بن کیسان ہے، عن ابیہ نہیں ہے۔ حرف نون میں اس کا ذکر آئے گا۔
 میں نے بخاری کے بعض نسخوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں حدیث کے راوی کیسان اور شراب کی حرمت کے بارے میں حدیث کے راوی کیسان میں فرق کیا ہے، ابن ابی حاتم نے عن ابیہ نقل کیا ہے کہ جس نے حدیث نزول عیسیٰ میں یہ لکھا ہے: عن نافع بن کیسان، عن ابیہ تو اس نے خطا کی ہے، یہ اس طرح ہے: عن نافع بن کیسان، عن النبی ﷺ۔

۴۲۴۳ کیسان

مولیٰ عتاب بن اسید اموی، ان کے مولیٰ عتاب کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔ ابو نعیم نے ان کے ذکر میں یہ اشکال پیش کیا ہے کہ مولیٰ عتاب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: جس نے ان کا نام شامل کیا ہے اس نے حضرت عتاب رضی اللہ عنہ کی اس بات کو بنیاد بنایا ہے: مجھے اپنے عہدے (نبی ﷺ نے انہیں مکہ کا گورنر بنایا) صرف ایک کپڑا ملا جو میں نے اپنے مولیٰ کیسان کے لیے دے دیا۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت کیسان عہدے کے زمانے میں تھے، نبی کریم ﷺ نے اس کے بعد حج کیا اور سب لوگوں کے ساتھ حج کیا۔ مکہ کے تمام قریشی اور تمام موالی اسلام لے آئے اور آپ ﷺ کو دیکھا، میں نے کئی سوانح میں یہ بات ذکر کی ہے۔

۴۲۴۴ کیسان مولیٰ النبی ﷺ

مہران میں ان کا ذکر آئے گا، انہیں ہرمز بھی کہا جاتا تھا۔

✽ مسند احمد (۳۳۵/۴) المعجم الكبير (۱۸۶/۱) تاریخ کبیر (۲۳۲/۷) جامع المسانید والسنن (۶۳۳/۱۰)

✽ تجرید (۳۷/۲) ✽ اسد الغابہ (۵۵۱/۳)

۴۴۵) کیسان (مولیٰ النبی ﷺ)

دوسرے ہیں، ذکوان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۴۶) کیسان (مولیٰ انصار)

کیسان نامی لوگوں کے آخر میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۴۷) کیسان *

قریش کے ایک شخص ہیں، دمشق میں پیدا ہوئے، یمن کے مہاجرین میں سے ہیں، ابوحسن بن سمیع اور عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوزرعه دمشقی نے صحابہ کے طبقہ میں فرمایا: کیسان قریش سے ہیں، ان کی شام میں حدیث ہے۔ ابن عساکر نے یہ کلام کیسان کے سوانح میں، جونا فاع کے والد ہیں، نقل کیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور ہیں۔ ابن سکس کے قول سے اس کی تائید ہوتی ہے جو گزر چکا ہے، نافع کے والد طائف میں رہائش پذیر ہوئے۔

۴۴۸) (ن) کیسان ہذلی

ابوطریف، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا، ابن قانع نے ان کا نام لیا ہے۔

۴۴۹) کیسان، مولیٰ بنومازن *

ابن نجار، ابن اسحاق نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوعمر * کا قول ہے: کیسان انصاری مولیٰ بنوعدی بن نجار، اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: بنومازن بن نجار سے ہیں، بعض کا قول ہے: ان کے مولیٰ ہیں، بعض کا قول ہے، احتمال ہے کہ وہ دو ہیں۔

القسم الثانی از حرف کاف - ان لوگوں کے بیان میں جنہیں دیدار حاصل ہے

باب کاف کے بعد ثاء

۴۴۸۰) کثیر بن صلت *

ابن معدیکرب بن ولیدہ کنذی، ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے، قریش کے حلیف ہیں، بنو نجیح میں ان کا شمار ہے، پھر عباس کی طرف منتقل ہو گئے، ان کے بھائی زبید کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: ان کے چچا وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ پھر یمن لوٹ گئے، پھر مرتد ہو گئے

* تجرید (۳۷/۲) استیعاب (۲۲۴۷) تجرید (۳۶/۲) * استیعاب (۳۸۷/۳)

* استیعاب (۲۲۰۱) تجرید (۵۵۳۷) تجرید (۲۷/۲)

اور نحر کے دن قتل کئے گئے۔ پھر بنو صلت کے بیٹوں کثیرہ زبید اور عبدالرحمن نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

ابن سعد کا قول ہے: حضرت کثیرہ، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، وہ معزز تھے اور ان کا حال اچھا تھا، اسی طرح بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان، عسکری، اور ابن مندہ نے یقین کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے، بخاری کا قول ہے: انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا، ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرمایا: انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، ابن مندہ نے صحیح سند سے نافع تک نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، کثیر بن صلت کا نام قلیل تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام کثیر رکھا، ابو حاتم نے اپنی صحیح میں دوسرے طریق سے بحوالہ ابن عمر نقل کیا ہے، اس میں ہے نبی کریم ﷺ نے ان کا نام رکھا، ابن مندہ نے اسے غریب سمجھا ہے، اس کی سند میں ضعیف راوی ہے۔

پہلا قول زیادہ صحیح ہے، لیکن موصول کے لیے شاہد ہے، فاکہی نے میمون بن حکم کی روایت سے بحوالہ ابن جریج ان کا ذکر کیا ہے۔ اس وجہ سے ان کا ذکر اس قسم میں مشہور ہو گیا ہے۔ گویا وہ اپنے والد کے ہجرت کرنے سے پہلے پیدا ہوئے، اور ان کے ساتھ ہجرت کی، پھر اپنے ملک واپس لوٹ آئے۔ پھر کثیر نے ہجرت کی، حضرت کثیر بن صلت نے اسی طرح بحوالہ ابوبکر، عمر، زید بن ثابت وغیرہ ہجرت کی۔

ان سے یونس بن جبیر اور ابو علقمہ نے روایت کی، نسائی میں ان کی حدیث ہے۔ صحیح میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کا ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ کے دن نکلے..... (الحدیث) اس میں ہے: یہاں تک کہ مروان بن حکم کا دور آ گیا، میں نکلا یہاں تک کہ ہم عید کا پہنچے تو دیکھا کہ کثیر بن صلت نے مٹی اور کچی اینٹوں سے منبر بنایا ہے.... پھر قصہ ذکر کیا۔

محمد بن سلام رحمہ اللہ نے طبقات الشعراء میں شاخ کی سوانح میں فرمایا: شاخ اور ان کی زوجہ حضرت کثیر بن صلت کے پاس جھگڑے کا فیصلہ کروانے آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ وہ کندہ سے ہیں، بنو نجیح میں ان کا شمار ہے، پھر بنو عباس کی طرف منتقل ہو گئے.... پھر قصہ ذکر کیا۔

کثیر بن عباس (۷۳۸)

ابن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد ہیں، ان کی کنیت ابو تمام ہے، ان کی والدہ رومی ہیں، بعض کا قول ہے: حمیر یہ ہیں، ابوعلی بن سکین کا قول ہے: انہوں نے کم سنی میں نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا ہے، ان کا آپ ﷺ سے سماع درست نہیں۔

ابن سعد نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے طبقہ رابعہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کوئی روایت کی ہو، خطاب بنی نے ان لوگوں کی کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اور ان کے والد نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی

استیعاب (۲۲۰۱) تجرید (۵۵۳۲) تجرید (۲۷/۲)

الجرح والتعديل (۱۵۳/۷)

اسد الغابہ (۴۴۲۵) استیعاب (۲۲۰۲) تجرید (۲۷/۲)

ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ ابوعلی بن سکین اور ابن مندہ نے بطریق صباح بن یحییٰ، بحوالہ عباس بن کثیر بن عباس عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے، عبداللہ، تم اور ایک بچے کو جمع کرتے تھے، بازو پھیلا کر فرماتے: ”جو آگے نکل گیا اس کو انعام ملے گا“۔ (الحدیث) *

جریر بن عبدالحمید نے ان کی مخالفت کی ہے، فرماتے ہیں: عن یزید بن عبداللہ بن حارث آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد، عبداللہ، عبید اللہ اور کثیر کو قطار میں کھڑا کرتے، پھر فرماتے: ”جو آگے نکل گیا، اسے انعام ملے گا“۔ یہ صباح کی روایت سے زیادہ قوی ہے۔

دوسرے راویوں کا قول ہے: ۱۰ھ میں پیدا ہوئے، یہ ثابت نہیں، دارقطنی نے کتاب الاخوانہ میں فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل حدیث روایت کی، اسی طرح کثیر نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، جابر بن عمرو بن غزیہ انصاری سے روایت کیا، ان سے زہری، أعرج وغیرہ نے روایت کیا۔

یعقوب بن شیبہ کا قول ہے: اہل مدینہ کے ان لوگوں میں ان کا شمار ہے، جو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے، مصعب زہیری کا قول ہے: فقیہ تھے، صاحب فضیلت ہیں، ان کی اولاد نہیں تھی۔ ابن حبان کا قول ہے: مدینہ میں خلافت عبدالملک میں فوت ہوئے۔

باب کاف کے بعد نون

۴۳۸۲ کنانہ بن عباس

ابن مرداس سلمیٰ، ابن مندہ نے تاریخ میں فرمایا: انہیں دیدار حاصل ہے، معرفۃ الصحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا، بخاری کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ ان کے بیٹے نے ان سے روایت کیا، ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے پھر ان سے غافل ہو گئے اور ضعفاء میں ان کا ذکر کر دیا، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ یہ غلط ملط ان سے ہوا ہے یا ان کے بیٹے سے؟ ان کی حدیث ان کے والد سے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح دعا کے بارے میں ہے، اس میں ہے کہ حاجیوں کے تمام گناہ یہاں تک کہ حجات بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: ان کی حدیث صحیح نہیں۔

۴۳۸۳ کندیر بن سعید

ابن حیوۃ، ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا ہے، بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے جاہلیت میں حج کیا، میں ایک شخص

* معجم الکبیر (۲۳/۱۹) مجمع الزوائد (۲۶۳/۵) جامع المسانید والسنن (۴۸۱/۱۰)

* تاریخ کبیر (۲۳۶/۱۱) ابن ماجہ (۳۵/۳) الجرح والتعديل (۱۷۳/۷)

کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔۔۔۔۔ (الحدیث) اس میں بہت براہم ہوا ہے، ان سے ان کے والد سعید کا نام رہ گیا ہے۔ سعید بن کنذیر نے صحیح میں ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: بعض نے کہا: انہیں دیدار حاصل ہے۔ اور ان کی مذکورہ حدیث نقل کی ہے، ان سے بھی ان کے والد کا ذکر رہ گیا ہے، حدیث ان کے والد سے مروی ہے، جیسا کہ گزر چکا ہے، ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

القسم الثالث از حرف کاف - حضور میں کے بیان میں

باب کاف کے بعد ثاء

۴۳۸۳ کثیر بن عبد اللہ بن مالک

ابن ہبیرہ بن صحر بن ہشل بن دارم بن مالک بن حظلہ، ابن غریزہ نہشلی کے نام سے معروف ہیں، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرمی شاعر ہیں، حجاج کی حکومت تک باقی رہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا مرثیہ کہتے ہوئے قصیدہ کہا: ص

”تیرے والد کی زندگی کی قسم! تو ہرگز بے صبری نہ کرنا، بھلائی ختم ہوگئی ہے صرف تھوڑی رہ گئی ہے۔ لوگ اپنے دین کے بارے میں فتنے میں پڑ گئے اور ابن عفان ایک لمبے شر کو چھوڑ کر گزر گئے۔ امامہ ہم تمہارے پاس بہت دور سے آئے ہیں، محبت نے تم پر بڑی مشقت ڈال دی ہے۔“

ابو فرج اصبہانی کا قول ہے، حضرمی شاعر ہیں، جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت عباس ابن مرداس اور ان کے بھائی کے ساتھ طالقان کا جہاد کیا۔ انہوں نے اس کے بارے میں شعر کہے، اس میں سے یہ ہیں: ص

”پانی کے بادلوں نے گرج کر جو زجان کے جوانوں کی گرنے کی جگہ کو سیراب کیا ہے، میں نے رات کا سفر اس لیے اختیار نہیں کیا کہ میں اپنے پڑوسی کی شادی پر پہنچوں اور نہ اپنی قوم پر اپنی زبان سے جھجکا گیا ہے، لیکن میں ایسا ہوں کہ جب لوگ مجھے جھڑکاتے ہیں، پڑوسی کا محافظ ہوں اور بلند شان والا ہوں۔“

۴۳۸۵ (ز) کثیر بن قلیب صدفی

اعرج، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے۔

۴۳۸۶ کثیر بن مرہ حضرمی

حمص میں فروکش ہوئے، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابو زرہ نے اس طبقہ علیا میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ سے ملا ہوا ہے۔ بخاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: کثیر بن مرہ، ابو شجرہ حضرمی۔ انہوں نے معاذ سے سنا، ان کی ایک مرفوع حدیث ہے، جسے انہوں نے

اسد الغابہ (۴۴۲۶) تجرید (۲۷/۲) معجم الشعراء (۲۴۰) الأغانی (۲۷۸/۱۱)

اسد الغابہ (۴۴۲۹) تجرید (۲۸/۲) التاريخ الكبير (۲۰۸/۴)

نے مرسل نقل کیا ہے۔ عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی وجہ سے ابو موسیٰ نے کہا: ان کے علاوہ کسی نے ان میں ان کا ذکر نہیں کیا، وہ تابعی ہیں، اسی طرح خلیفہ، ابن خیاط، ابن سمیع، ابن سعد، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

عسکری کا قول ہے: ابن ابی خنیس نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو اپنی کنیت سے معروف ہیں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح بغوی نے کنیتوں میں ان کا ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے ان کا یہ نام لیا ہے: کثیر بن مرہ۔ پھر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں شک ہے۔ قدیم الاسلام ہیں، پھر بطریق ابی زاہریہ، بحوالہ ابو ثمرہ ان کی ایک حدیث ذکر کی، ان کا نسب بیان نہیں کیا، نہ ہی ان کا نام لیا ہے۔ کنیتوں میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

نصر بن علقمہ بن محفوظ کے نسخہ میں بحوالہ ابن عائد مروی ہے، فرماتے ہیں: کثیر بن مرہ فرماتے ہیں: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فقہی مسائل بیان کرتے تھے، ہم لوگ اس وقت جابیہ میں تھے مومن کون لوگ ہیں؟ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے برسام والے! تم ایسا سوال کرتے ہو؟ میں تو تمہیں اس سے زیادہ سمجھا رہا تھا، مومن وہ لوگ ہیں جو اسلام لانے کے بعد نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور روزے رکھیں۔

کثیر نے بھی بحوالہ عمرو بن عبادہ، عوف بن مالک وغیرہ سے روایت کیا، ان سے شریح بن عبید، خالد بن معدان، بحول اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

لیث نے بحوالہ یزید بن ابی حبیب فرمایا: عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرہ کو خط لکھا، انہوں نے ستر (۷۰) بدری صحابہ کا زمانہ پایا، ابن سعد، عجل، نسائی * وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا ہے، اصحاب سنن اور بخاری نے قراءۃ خلف الامام کے بارے میں ان کی حدیث نقل کی ہے، ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو ہجرت کے آٹھویں عشرے میں فوت ہوئے۔

باب کاف کے بعد راء

۴۳۸۷ کردوس بن عمرو *

بعض نے کہا: ابن ہانی، بخاری نے بطریق شعبہ مختصر ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کردوس بن ہانی، مجھ سے سلیمان نے بحوالہ کردوس بن عمرو فرمایا: وہ سابقہ کتب کا مطالعہ کرتے تھے، ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق کردوس بن عمرو روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندے کو اس لیے آزماتا ہے اور وہ اس سے محبت کر رہا ہوتا ہے تاکہ اس کی آواز سنے۔ * اسے ابو نعیم نے بطریق زائدہ بحوالہ کردوس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں انجیل میں لکھا ہوا پاتا، جب میں اسے پڑھتا: بے شک اللہ تعالیٰ بندے کو ایسی چیز سے آزماتا ہے جسے وہ ناپسند کرتا ہے، کیونکہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ اس کی طرف کیسے عاجزی کرتا ہے۔ اس روایت میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ لیکن اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے

* نسائی، کتاب البیعة، باب الحث علی الهجرة (الحديث: ۴۱۶۷)

* تجرید (۲۹/۲) * جامع المسانید والسنن (۴۹۶/۱۰) اسد الغابہ (۵۲۳/۳)



نبوت کا زمانہ پایا۔ بعض کا قول ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کردوسیہ کے مشہور علاقے سواد میں انہیں زمین کا ٹکڑا دیا۔ بعض کا قول ہے: وہ اس کی طرف منسوب ہے۔

ابو نعیم نے انہیں اس کردوس سے ملا دیا ہے، جن کی حدیث مروان بن سالم نے بحوالہ ابن کردوس، عن ابیہ نقل کی ہے۔ ابو موسیٰ نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔ انہوں نے ٹھیک کیا، ابن اشیر* نے اس پر تکبیر کی ہے، انہوں نے درست نہیں کیا کیونکہ وہ دو ہیں۔

۴۳۸۸ (ز) کرد بن ابی حبیہ

ابن احم بن عائد بن ثعلبہ بن قرہ بن جیش بن عمرو عذری، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ہد بہ بن خشرم اور زیادہ بن زید کے دادا ہیں، جو کرز کے بیٹے ہیں، ہد بہ اور ان کے چچا زاد زیادہ میں کوئی رنجش تھی، ہد بہ نے اسے عداً قتل کر دیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے سات سال تک قید رکھا، یہاں تک کہ مسور بن زیادہ بالغ ہو گیا تو اس نے سعید بن العاص سے قصاص طلب کیا، انہوں نے اسے اس کے سپرد کر دیا، اس نے اسے حرہ میں قتل کر دیا۔ ہد بہ کے اس بارے میں اشعار ہیں، مذکورہ قصہ کامل المبرز وغیرہ میں ہے۔

۴۳۸۹ کریب بن ابرہہ*

ابن صباح بن مرثد بن یکف اصحی، البورشدین، ابن عساکر کا قول ہے: ان کی کنیت البورشدین ہے، بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بطریق علی جہضمی، عن کریب بن ابرہہ اصحی، جو اصحاب نبی ﷺ سے ہیں، عن ابی ریحانہ، جو صحابی ہیں، فرماتے ہیں: ”تکبر، حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو نظروں سے گرانے کا نام ہے۔“*

ابن عساکر* نے اسے بطریق بغوی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اس میں تین وہم ہیں: ان میں سے ایک یہ قول ہے: سعید ابن مرہ، صحیح ہے کہ سعید بن مرثد، دوسرا یہ قول ہے: عن حوشب، صحیح عبدالرحمن بن حوشب ہے، تیسرا یہ کہ ان سے کریب اور ابن حوشب کے درمیان ایک شخص رہ گیا ہے، وہ ثوبان بن شہر ہیں۔

اسے یعقوب بن سفیان نے ابویمان اور علی بن عیاش نقل کیا ہے، دونوں نے صحیح قول کے مطابق حریز بن عثمان سے نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: عن سعید بن مرثد، میں نے عبدالرحمن بن حوشب سے سنا کہ بحوالہ ثوبان بن شہر حدیث بیان کر رہے تھے کہ میں نے کریب بن ابرہہ سے سنا، وہ عبدالملک کے ساتھ بدیر مزان کی چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے تکبر کا ذکر کیا تو کریب نے فرمایا: میں نے ابوریحانہ سے فرماتے ہوئے سنا: جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس میں تھوڑا سا بھی کبر ہو، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے یہ پسند ہے کہ میرے کوڑے کا دستہ اور میرے جوتے کا تمہ اچھا ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ تکبر نہیں، اللہ تعالیٰ جمیل

* اسد الغابہ (۵۲۲/۳) * اسد الغابہ (۴۴۴۸) تجرید (۲۹/۲)

* مجمع الزوائد (۸۵۸۸) الدر المنثور (۱۱۵/۴)

* مختصر تاریخ دمشق (۱۶۸/۲۱) طبقات الکبریٰ (۱۴۴/۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۶۶/۲۱)

ہے، جمال کو پسند کرتا ہے۔ تکبر، حق کو جھٹلانا اور لوگوں کو نظروں سے گرانے کا نام ہے۔

پھر ابن عساکر نے سند میں ان کے اس قول کہ کریب بن ابرہہ، اصحاب نبی ﷺ میں سے ہیں، تردد ہے، ہم نے اسے کئی طرق سے روایت کیا ہے۔ یہ اضافہ اس میں شامل نہیں ہے۔

بخاری، عیسیٰ، ابن ابی حاتم، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ جعفر مستغفری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابی حاتم کے علاوہ کسی نے ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں کیا، اسی طرح فرماتے ہیں: ہم نے ان کے والد کی کتاب میں سے کچھ نہیں دیکھا۔ کریب نے بھی بحوالہ ابودرداء مرہ بن کعب، کعب احبار روایت کیا، ان سے ثوبان بن شہر، سلیم بن عقر، یثیم بن خالد وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک تھے، حیزہ میں انہیں حکومت کی طرف سے گھرلا، جہاں تین سو (۳۰۰) کے بعد تک ان کا محل دہاں رہا، عبدالعزیز کی طرف سے کریب اسکندریہ کے راجے پر مامور تھے، اور اپنے مصر کے زمانے میں صاحب شرافت تھے۔

بطریق یعقوب بن عبداللہ بن اُح مروی ہے: میں عبدالعزیز بن مردان کے دور میں مصر آیا۔ میں نے کریب بن ابرہہ کو اس کے پاس سے جاتے ہوئے دیکھا، ان کی سواری کے ساتھ پانچ سو (۵۰۰) حمیر کے نوجوان بھاگ رہے تھے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کریب بن ابرہہ، رشدین کے والد ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام میں حمیر کے سردار تھے۔ صفین میں شریک ہوئے، حجاج کا زمانہ پایا، وہ بہت بوڑھے تھے۔

ابوعمر کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، انہوں نے صرف صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی، اس کے ساتھ انہوں نے شام کے کبار تابعین سے بھی روایت کی، ان میں سے کعب احبار، سلیم بن عامر، مرہ بن کعب وغیرہ ہیں۔ ابن یونس کا قول ہے: کریب ۷۸ھ میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن سفیان نے بحوالہ یحییٰ بن کثیر ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ وہ ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ ابن کلبی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے حجاج کا زمانہ پایا اور بہت بوڑھے تھے، حجاج اس کے بعد تیرہ (۱۳) یا سولہ (۱۶) برس زندہ رہے۔ اس اعتبار سے انہیں ادراک حاصل ہے۔ پھر میں نے تاریخ ابن عساکر میں ایسی روایت پائی جس سے اس کا پتہ چلتا ہے اور یزید بن ابی حبیب تک اپنی سند میں ذکر کیا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے کریب سے کہا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جابیہ میں خطبے کے وقت آپ موجود تھے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

۷۴۹۰ کریب بن صباح حمیری

صفین کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے، یہ عمرو بن شمر کا قول ہے، میں نے ذہبی کی تحریر سے اسے پڑھا ہے، وہ ابن عساکر کے حوالے سے مشہور ہے۔ پھر ابراہیم بن دیزیل کی کتاب صفین میں ذکر کیا اور بطریق عمرو بن شمر، بحوالہ

مصعبہ بن صوحال نقل کیا ہے کہ کریب بن صباح نے صفین کے دن مبارزت طلب کی، وہ شام میں لوگوں میں سب سے بڑے جنگجو تھے، ان سے لڑنے ایک ایک کر کے تین شخص آئے، اس نے انہیں قتل کر دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں آئے اور اسے قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: ان کے قصے میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے معلوم ہو کہ وہ صحابی ہیں، نہ ان کے زمانہ نبوت پانے کا پتہ چلتا ہے، اس لیے میں نے احتمال کی وجہ سے اس قسم میں ذکر کر دیا ہے۔

باب کاف کے بعد عین

(ز) کعب بن جعیل (۷۴۹۱)

ابن قیر بن عمرہ بن ثعلبہ بن عوف بن مالک بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم بن تغلبہ ثعلبی، مشہور شاعر ہیں، ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا خیال ہے کہ بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آنے والا قصہ ذکر کیا ہے، جس میں انہوں نے ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے وہ واقعہ اپنے چچا مصعب سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ امیر معاویہ نے کعب بن جعیل سے فرمایا: شاعر کا کوئی زمانہ نہیں ہوتا، عبدالرحمن تمہارا دوست تھا اب جب اس کی وفات ہو گئی ہے تو تم اسے بھول گئے ہو، وہ کہنے لگے: میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا، پھر انہیں وہ اشعار سنائے جو انہوں نے ان کے مرثیے میں کہے تھے۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: عبدالرحمن بن خالد کے بارے میں ان کے مدحیہ قصائد ہیں اور اتنا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ ولید بن عبدالملک کے پاس آئے، وہ شام کے شاعر تھے۔ جیسے نجاشی حارثی اہل کوفہ کا شاعر تھا، جنگ صفین میں دونوں کے درمیان سوال و جواب ہوئے۔

میں کہتا ہوں: میرے پاس جو ”معجم البغوی“ کا نسخہ ہے اس میں مجھے ان کا نام نہیں ملا، پھر ابن فحون کی کتاب کے نسخے میں مل گیا۔ مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور امیر معاویہ کے ساتھ ان کا واقعہ ذکر کیا۔ خطیب اور ابن ماکولا وغیرہ نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا کہ امیر معاویہ کے دور میں تھے۔ محمد بن سلام نے شعراء اسلام کے تیسرے طبقے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بعید نہیں کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ مرزبانی * لکھتے ہیں: اسلام کے آغاز میں وہ عجیب الکلام شاعر تھے، اہل شام کے شاعر تھے، امیر معاویہ کے ساتھ جنگ صفین میں تھے، انہوں نے یہ شعر کہے:

”خاندان کے گزر جانے کے بعد میں ان کی مجلس میں شریک رہا اور اشعار کو نقل کرنے والوں کے طریقے پرانے ہو گئے، جو گزر گیا میں اسے لوٹا سکتے والا نہیں، جیسے دودھ دوہنے والا دودھ کو تھن میں نہیں لوٹا سکتا۔“ *

(ز) کعب بن خفاجہ (۷۴۹۲)

ابن عمرو بن عقیل..... عامری عقیلی، توبہ بن حمیر بن کعب مشہور شاعر کے دادا ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، عبدالملک بن

مروان کے زمانے میں توبہ کا پہلی اخیلیہ کے ساتھ قصہ مشہور ہے۔

۷۴۹۳ (ن) کعب بن ربیعہ سعدی

مشہور شاعر ہیں۔ وہ قُبل ہیں، حرف میم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۴۹۴ کعب بن سور

ابن بکر بن عبید بن ثعلبہ بن سلیم بن ذہل بن لقیط بن حارث بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس، ازدی، ابن ابی حاتم کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ابن ابی حاتم کے بعد بصرہ کا قاضی بنا دیا۔ بخاری کا قول ہے: جمل کے دن قتل ہوئے، ابن حبان کا قول ہے۔

یہ بصرہ کے پہلے قاضی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے، جبکہ ابن ابی حاتم بحوالہ ابو زرہ فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے کہ عہد رسول اللہ ﷺ میں مسلمان تھے لیکن آپ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔ اکابر تابعین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کا ایک عجیب واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا قاضی بنا دیا تھا۔ ہوا یہ کہ ایک دفعہ ایک خاتون فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنے خاوند کی شکایت کرنے آئی وہ کہنے لگی: میرا خاوند رات بھر قیام کرتا اور دن بھر روزہ رکھتا ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ایسا کرتا ہے اس لیے مجھے آپ سے اس کی شکایت کرنا اچھا نہیں لگتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی بات کا مقصد نہ سمجھ پائے۔ وہیں یہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بتایا یہ خاتون اس بات کی شکی ہے کہ اسے اپنے خاوند سے حق نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ ان میں تم ہی فیصلہ کر دو، تو انہوں نے عورت کے لیے چار ایام میں سے ایک دن اور چار راتوں میں سے ایک شب کا فیصلہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ انہوں نے کہا: چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد (مومن) کے لیے صرف چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے، تو (اگر اس کی چار بیویاں ہوتیں تو ان میں) اس کے حصہ میں ایک رات آتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے حد خوش ہوئے اور انہیں قاضی بنانے کا فرمان جاری کر دیا۔ یہ اس واقعہ کا عجوبہ پن تھا۔ اسی واقعہ کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین کے طریق سے اور شعبی نے بھی روایت کیا ہے۔

اور زبیر بن بکّار نے ”موفقیات“ میں محمد بن معن کے طریق سے، جبکہ ابن درید نے ”الاکخبار المنثور“ میں ابو حاتم بھستانی سے بحوالہ ابو عبید نقل کیا ہے اس کے اور بھی طرق ہیں۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ان سے یزید بن عبد اللہ بن شحیر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ کعب بن سور نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فوج کا ساتھ دیا۔ جب لوگ دونوں جانبوں سے صف آراء ہوئے تو کلام شریف لے کر دونوں گروپوں کو جنگ سے باز رہنے کا قرآنی واسطہ دے رہے تھے، اتنے میں ایک ہوائی تیر آیا جس کے لگنے سے شہید ہو گئے۔ جنگ جمل ۳۶ھ جمادی الاولیٰ میں ہوئی۔

اسد الغابہ (۴۴۶۲) تجرید (۳۱/۲)

الجرح والتعديل (۱۶۲/۷)

تاریخ کبیر (۲۲۳/۴)

۴۹۵ کعب بن عاصم صدفی

بقول ابن یونس فتح مصر میں شریک ہوئے، فتح مصر کی کتب میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

۴۹۶ کعب بن عبد اللہ

ابن عمرو بن سعد بن صریم انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بن کعب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے شہید ہوئے، انہی کے ہاتھ جھنڈا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی خالد بن عبد اللہ بن عمرو جاہلیت کے شاعر تھے ان کا بھی ابن کلبی نے تذکرہ کیا ہے۔ تاریخ بخاری* میں ہے: کعب بن عبد اللہ العبدی۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جرابوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے دیکھا تھا (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ جرابیں پہنے تھے پہلے سے وضو تھا گرد و غبار دور کرنے کے لیے آپ نے ان پر تر ہاتھ پھیرا تھا نہ کہ بطور مسح علی الخفین جیسا کہ بعض لوگ سمجھیں گے۔ اس واسطے کہ جن روایات میں مسح علی الجوربین کا ذکر ہے وہ درجہ کے اعتبار سے کمزور ہیں۔ تفصیل کے لیے ”نماز پیغمبر“ دیکھیں۔ [عامرتی ندوی] پھر اس روایت کو بطریق ثوری زیر قان سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، گویا وہ یہی ہیں۔

۴۹۷ کعب بن مائع*

الحمری۔ ابواسحاق ”کعب احبار“ سے مشہور ہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: انہیں کعب الحمری بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابواسحاق تھی۔ آل ذی رعیین یا ذوالکلاع سے تعلق تھا۔ طبرانی نے یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی کے طریق سے بحوالہ عوف بن مالک روایت کی ہے کہ وہ ذوالکلاع کے کندھے پر ہاتھ رکھے مسجد میں داخل ہوئے، کعب لوگوں سے وعظ کر رہے تھے تو عوف نے ذوالکلاع سے کہا کیا تم اپنے بھتیجے کو ایسا کرنے سے روک نہیں سکتے؟ پھر آنے والی حدیث ذکر کی۔ کعب نے دور نبوت اس وقت پایا جب وہ بھرپور جوان مرد آدمی تھے، صدیق اکبر یا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اسلام لائے، بقول بعض زمانہ نبوی میں مسلمان ہوئے۔ بہر کیف رائج قول یہ ہے کہ وہ خلافت فاروقی میں مشرف باسلام ہوئے تھے۔ چنانچہ ابن سعد بطریق علی بن زید بن جعدان سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کعب سے فرمایا کہ تم عہد نبوی اور صدیقی میں مسلمان کیوں نہیں ہوئے؟ بلکہ عہد فاروقی میں اسلام لائے ہو؟ انہوں نے فرمایا: میرے والد نے میرے لیے تحریر لکھی تھی۔

رشاطی نے بحوالہ کعب احبار نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں ان کے پاس آیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے مجھے بتایا، تو میں مسکرایا، انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا: جو کچھ ہمارے پاس ہے اس کے موافق ہے، میں اسلام لایا، اور آپ ﷺ کی تصدیق کی، اور اپنے قریب کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، پھر میں اپنے اسلام پر قائم رہا، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی، اے کاش! میں ہجرت میں سبقت حاصل کرتا۔*

واقدی کے سیر میں محمد بن شجاع ملجی کی ان سے مروی روایت میں بحوالہ عمرو بن عبد اللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: کعب نے فرمایا: جب

* التاريخ الكبير (۲۲۴/۴) * اسد الغابہ (۴۴۷۷) تجرید (۳۳/۲)

* مختصر تاریخ دمشق (۱۸۰/۲۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن آئے.... پھر اسی مفہوم میں اور اس سے زیادہ مکمل ذکر کیا۔

ابوسہر کا قول ہے: کئی راویوں نے اسے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب بن لؤی کا مسکن یمن تھا، پھر اسی مفہوم میں روایت نقل کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، پھر شام آگئے اور وہیں وفات پا گئے۔

سیف نے اپنی اسانید سے ذکر کیا ہے کہ وہ ۱۲ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لائے۔

ابن سعد نے حسن سند سے بحوالہ سعید بن مسیب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت کعب بن لؤی سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسلام لانے سے کس نے روکا؟ انہوں نے فرمایا: میرے والد نے تورات میں سے میرے لیے ایک تحریر لکھی اور فرمایا: اس پر عمل کرو، تمام کتابوں پر مہر لگا دی مجھ سے وعدہ لیا کہ میں اس کی مہر نہیں توڑوں گا، جب میں نے دیکھا کہ اسلام پھیل چکا ہے تو میں نے کہا: شاید میرا والد مجھ سے علم کو غائب رکھنا چاہتے ہیں، پھر میں نے انہیں کھولا تو اس میں محمد ﷺ اور ان کی امت کی صفت تھی، تو میں اب مسلمان ہو گیا۔

ہم نے مجالست میں حسن سند سے بحوالہ عبد اللہ بن غیلان نقل کیا ہے کہ مجھ سے نیک بندے کعب احبار نے بیان کیا۔

ابن ابی شیبہ نے حسن سند سے بحوالہ ایک صحابی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت کعب وعظ کیا کرتے تھے، انہیں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوئی کہ امیر یا وہ شخص جسے امیر نے مقرر کیا ہو یا منکبر کے علاوہ کوئی وعظ بیان نہیں کرتا، ^۱ تو انہوں نے وعظ ترک کر دیا، یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو وہ اس کے بعد وعظ کہنے لگے۔

انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل اور حضرت عمر، حضرت صہیب، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث نقل کی، ان سے صحابہ میں سے حضرت ابن عمر، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن زبیر، معاویہ رضی اللہ عنہ اور کبار تابعین میں سے ابورافع صخ، مالک بن عامر، سعید بن مسیب، ان کی بیوی کا بیٹا، جمع حیر، اور ان لوگوں میں سے جو ان کے بعد ہیں: عطاء، عبد اللہ بن ضمیر، سلول، عبد اللہ بن ربیع، انصاری اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

ابن سعد نے اہل شام کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں فرمایا، وہ پہلے یہود کے دین پر تھے پھر اسلام لے آئے، اور مدینہ آ گئے، پھر شام چلے گئے اور حمص میں رہائش پذیر ہوئے، کہتے ہیں: ابن درداء نے کعب سے ذکر کیا کہ ابن حیر یہ کے پاس بہت سا علم ہے، اور بحوالہ ابن عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر فرماتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سن لو! ابودرداء صاحب حکمت ہیں اور کعب احبار صاحب علم ہے۔ بے شک اس کے پاس ایسا علم ہے جیسے سمندر، اگرچہ ہم اس کے بارے میں کوتاہی کرنے والے ہیں۔

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ان کے پاس مختار کا سر لایا گیا، میری حکومت میں جو واقعہ بھی پیش آیا، کعب نے مجھے اس کے بارے میں خبردار کیا، انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے ثقیف کا ایک شخص قتل کرے گا، یہ اس کا سر میرے سامنے ہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ جاج ان کے لیے پوشیدہ ہے، اسے فاکہی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ طبرانی نے بطریق ازرق بن قیس، بحوالہ عوف بن مالک نقل کیا ہے کہ وہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ وعظ و نصیحت کر رہے تھے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگوں کے سامنے سوائے امیر یا اس شخص کے جسے امیر حکم دے یا بناوٹ کرنے والے کے کوئی وعظ و نصیحت نہ

کرے۔ * تو وہ وعظ و نصیحت کرنے سے رک گئے۔ یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کا حکم دیا۔

حمید بن عبد الرحمن بن عوف فرماتے ہیں: میں نے معاویہ کو مدینہ میں قریش کے ایک خاندان سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا، کعب نے ذکر کیا، فرماتے ہیں: اہل کتاب میں سے محدثین سب سے زیادہ سچے ہوتے ہیں، اس کے باوجود ہم انہیں پرکھتے ہیں کہ کہیں اس میں کذب تو نہیں، بخاری رحمہ اللہ نے اسے نقل کیا ہے کہ کذب سے مراد اس چیز کا عدم وقوع ہے، جس کے بارے میں خبر دی گئی کہ وہ واقع ہوگا، اس سے مراد یہ نہیں کہ وہ جھوٹ گھڑ لیں۔ ابن ابی شیبہ نے حسن سند سے بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: خذیفہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ کعب فرماتے ہیں: آسمان قطب پر چکی کی طرح گردش کر رہا ہے، انہوں نے فرمایا: کعب نے جھوٹ کہا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو ٹٹنے سے تھامے ہوئے ہے﴾۔ *

صحیح میں کئی مقامات پر ان کا ذکر ہے، اس میں سے یہ ہے کہ مسلم کے ہاں، حدیث اعمش میں، بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ”جب بندہ اللہ کا اور اپنے موالی کا حق ادا کرتا ہے تو اس کے لیے دواجر ہیں۔“ * حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: میں نے اسے کعب سے بیان کیا، فرماتے ہیں: اس پر اور مومن جو دنیا سے بے رغبت ہو اس پر کوئی حساب نہیں۔

ابن ابی دنیا نے بطریق اسامہ بن زید، عن ابی معن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عبد اللہ بن سلام کعب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ملے، انہوں نے پوچھا: اے کعب! علماء کون ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ لوگ جو علم پر عمل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: علماء کے دلوں سے علم کس چیز سے جاتا ہے؟ انہوں نے کہا: طمع، نفس کے شر اور لوگوں سے حاجات طلب کرنے سے۔ انہوں نے فرمایا: آپ نے سچ کہا۔ ابن عساکر نے مسند محمد بن ہارون روایانی سے بطریق ابن لبیہ، بحوالہ ابو اسود نقل کیا ہے کہ قوم جالوت کے سردار نے ان سے کہا: جو کچھ بھی تم کعب سے ذکر کرتے ہو کہ وہ ہوگی تو وہ ضرور ہوگی، اگر انہوں نے تم سے کہا: وہ تورات میں لکھا ہوا ہے تو انہوں نے تم سے جھوٹ کہا ہے، اس لیے کہ تورات تمہاری کتاب کی طرح ہے سوائے اس کے کہ تمہاری کتاب جامع ہے: ﴿اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے﴾ * تورات میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سب پرندے اور شجر وغیرہ تسبیح کرتے ہیں، کعب بنی اسرائیل کے انبیاء کی کتب اور ان کے صحابہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں تو ایسا ہی ہے جو تم اپنے نبی اور صحابہ کے بارے میں بیان کرتے ہو۔

ابن سعد کا قول ہے: حمص میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ فرماتے ہیں: کئی لوگوں نے ان کی تاریخ وفات نقل کی ہے، ابن حبان نے ثقات میں فرمایا: ۳۲ھ میں وفات پائی، بعض نے کہا: ۳۲ھ۔ ان کی عمر ایک سو چار (۱۰۴) سال تھی، بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: حسن یعنی ابن رافع نے بحوالہ ضمیرہ اور وہ ابن ربیعہ ہیں اور ابن عیاش وہ اسماعیل ہیں، اس وقت خلافت عثمانی کا ایک سال باقی تھا۔ میں کہتا ہوں: یہ ابن حبان کے موافق ہے، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۵ھ کے آخر میں شہید ہوئے، ابن سعد کا قول ہے: ۳۲ھ میں حمص میں وفات پائی۔

باب کاف کے بعد لام

(۴۴۹۸) (ز) کلح ضبّی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور فتوح عراق میں شہید ہوئے، یہ وہی ہیں جنہوں نے پل اٹھایا یہاں تک کہ باندھا گیا، وہ شی ابن حارث، حاصم بن عمرو، مذکور مجلی... سیف بن عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب کاف کے بعد میم

(۴۴۹۹) (ز) الکمیت بن ثعلبہ

ابن نوفل بن نعلہ بن اشتر بن حو ان بن فقّس بن طریف بن عمرو بن تعین بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ ازدی، ابو عبیدہ کا قول ہے: الکمیت تین شاعروں میں سے ہیں: ان میں سے پہلے یہ ہیں وہ مخضرمی ہیں، اسی طرح مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ بعد والے کے جد ہیں، تیسرے کیت بن زید ہیں، وہ ان سب سے زیادہ شعر کہنے والے اور ان سب سے زیادہ مشہور ہیں، وہ اموی حکومت کے شعراء میں سے ہیں۔ ۱۲۲ھ میں وفات پائی۔

(۴۵۰۰) (ز) الکمیت بن معروف

ابن کیت بن ثعلبہ فقّس، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مخضرمی ہیں، ان کی کنیت ابوایوب ہے۔ انہوں نے سالم بن دارہ کے قصے میں یہ شعر کہا۔

مذکور ہے کہ وہ اپنے جد کی طرف منسوب ہیں، پہلا قول زیادہ ثابت ہے۔ ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں: ص
”تم لوگ اس میں زیادہ نہ جھگڑو کیونکہ جو کچھ ابن دارہ نے کہا ہے، اس سب کو تلوار نے مٹا دیا ہے۔“

مذکور ہے کہ وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، پہلا قول زیادہ ثابت ہے:

”تھوڑی دیر رکنے والے کے ساتھ میں نیکی نہیں کرتا اور نہ اپنے آپ کو غیب سمجھتے ہوئے دیکھنے والے کے لیے سامان مہیا کرتا ہوں۔ بعض دوستوں سے نزدیکی کی اکٹھا ہٹ کی وجہ سے مانوس ہوتا ہوں تو محبت کے ذریعے ان سے ملنے میں تاخیر کرتا ہوں۔“

(۴۵۰۱) (ز) کمیل بن حبان بن سلمہ

حرف حاء کی قسم اول میں ان کے والد کا نام گزر چکا ہے۔ اس کا بیان کنیتوں میں ابو یزید لقیطی کے سوانح میں آئے گا کہ وہ اس قسم میں سے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(۷۵۰۲) (ز) کمیل بن زیاد

ابن نمیک، بعض کا قول ہے: ابن عبد اللہ نخعی، مشہور تابعی ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن ابی خیشمہ اور خلیفہ بن خیاط کا قول ہے: ۸۲ھ میں وفات پائی۔ ابن ابی خیشمہ نے اضافہ کیا ہے وہ ستر (۷۰) برس کے تھے، اس طرح ہوگا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں سے اٹھارہ (۱۸) سال پائے، انہوں نے حضرت عمر، علی، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی۔ ان سے عبد الرحمن بن عابس، ابواسحاق سہمی، اعمش وغیرہ نے روایت کیا۔

ابن سعد رحمہ اللہ کا قول ہے: صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے، وہ صاحب شرافت، اطاعت گزار، ثقہ اور کم احادیث روایت کرنے والے تھے، ابن معین اور ایک جماعت نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے، ابن عمار کا قول ہے: شیعہ کے رؤساء میں سے تھے، ابن ابی دنیا نے بطریق اعمش نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یثیم بن اسود حجاج کے پاس آئے، انہوں نے ان سے کہا: کمیل بن زیاد کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: وہ بہت بوڑھے ہیں اور گھر میں رہتے ہیں، انہوں نے کہا: تو وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: وہ بہت بوڑھے ہیں اور بہک گئے ہیں، انہوں نے اسے بلایا اور کہا: تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہو؟ انہوں نے کہا: تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کیا؟ انہوں نے مجھے طمانچہ مارا تو میں نے قصاص طلب کیا۔ انہوں نے کہا: بدلہ لے لو تو میں نے معاف کر دیا۔ فرماتے ہیں: حجاج نے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ جریر کا حوالہ جریر قول ہے کہ حجاج نے کمیل بن زیاد کو طلب کیا تو وہ بھاگ گیا، انہوں نے ان کی قوم کے عطیات روک لیے۔ جب کمیل نے یہ دیکھا تو کہا: میں بہت بوڑھا ہوں میری عمر ختم ہو چکی ہے یہ مناسب نہیں کہ میری وجہ سے میری قوم کے عطیات رک جائیں تو وہ حجاج کے پاس گیا، میں چاہتا ہوں کہ تمہارے اوپر اچھا لباس دیکھوں۔ اس نے کہا: میری عمر میں سے تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ جو فیصلہ تم نے کرنا ہے کر لو، وعید سنانے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔ مجھے امیر المؤمنین نے خبر دی ہے کہ تم میرے قاتل ہو، انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تم ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ اس کی گردن مار دو، چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا۔

باب کاف کے بعد نون

(۷۵۰۳) (ن) کنانہ بن بشر

ابن غیاث بن عوف بن حارث بن قثیرہ بن حارث بن نجیب تبجیبی۔ ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوا، فلسطین میں ۳۶ھ میں قتل ہوا، ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا، میں نے اس کا ذکر کر دیا ہے، کیونکہ ذہبی رحمہ اللہ نے عبد الرحمن بن ملجم کا ذکر کیا ہے، کیونکہ اس نے نبوت کا زمانہ پایا۔ مناسب ہے کہ ان دونوں سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھی گئی کتاب پاک ہو، ولید بن عقبہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرچے میں اس شعر میں کنانہ کی طرف اشارہ کیا ہے:
”سناؤ تین کے بعد سب سے بہترین شخص اس تبجیبی کے ہاتھوں جو مصر سے آیا تھا، قتل ہونے والا ہے۔“

باب کاف کے بعد ہاء

www.KitaboSunnat.com

۴۵۰۴ کہمس ہلالی

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے معاویہ بن قرہ نے روایت کیا۔

باب کاف کے بعد واؤ

۴۵۰۵ الکواء یشکری

عبداللہ کے والد ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، بلاذری نے بطریق عوانہ بن حکم ذکر کیا ہے کہ زیاد کی والدہ اہل زندورد میں سے تھیں جو کسکر کا ضلع ہے، اس کا نام یامح تھا، اسے کویشکری نے چرایا، اور اس کا نام سمیہ رکھا، وہ اس کے بعد ایک مدت رہی انہیں استقاء کی بیماری ہو گئی وہ طائف گئے، اور عرب کے طیب حارث بن کلدہ کے پاس گئے، اس نے اسے دوا دی تو وہ تندرست ہو گیا، اس نے اسے سمیہ ہدیئے میں دی، پھر قصہ ذکر کیا، یہ جاہلیت کا واقعہ ہے، حارث کی سمیہ سے اولاد ہوئی، پھر اس نے اپنے مولیٰ عبید سے اس کی شادی کر دی، جس سے زیاد کی ہجرت کے سال ولادت ہوئی۔ سمیہ کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ

باب کاف کے بعد یاء

۴۵۰۶ کیسان ہنزی

عباد بن ربیعہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۵۰۶ کیسان

ابوسعید مقبری، مدنی، وہ ابوسعید ہیں۔ حضرت عباس والے ہیں، ام شریک کے مولیٰ ہیں، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جوان تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ میں قبریں کھودنے پر مقرر کر دیا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، ابوشرح، ابوسعید، عقبہ بن عامر وغیرہ سے روایت کیا۔ لیکن ان کی احادیث کی تعداد زیادہ نہیں، اکثر احادیث ان کے بیٹے سعید سے مروی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے سعید اور ان کے پوتے عبداللہ، عمرو بن ابی عمرو وغیرہ نے روایت کیا۔ ابن امین نے استیعاب کے ذیل میں بحوالہ واقدی بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا۔ ابن سعد نے اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں وفات

الْأَضْيَاءُ فِي تَسْبِيحِ الصَّحَابَةِ (جلد ۲۶۴)

پائی، بعض کا قول ہے: ۱۰۰ھ میں۔ طحاوی کا قول ہے: ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ یہ وہم ہے، کیونکہ یہ تو ان کے بیٹے سعید کی وفات کا سال ہے اور طحاوی نے اسی پر اپنی روایت بحوالہ ابورافع اور حسن بن علی نقل کی ہے، ابوداؤد نے بحوالہ ابورافع اپنی روایت میں سماع کی تصریح کی ہے۔ اور لہذا ان کا یہ روایت کرنا باطل ہے۔

نسائی نے اسے ثقہ کہا ہے اور ایک جماعت نے ان کی روایات کو حجت قرار دیا ہے۔ ابن حبان نے ابوسعید مولیٰ ام شریک اور وہ مقبری ہیں اور سعید صاحب عباس میں فرق کیا ہے۔

ابو احمد حاکم کا قول ہے: ہمیں بغوی نے بحوالہ ابوسعید مقبری بتایا، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس دو سو (۲۰۰) درہم لے کر آیا اور کہا: اے امیر المؤمنین! یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے، انہوں نے کہا: اے کیسان! تم توقع گئے ہو، میں نے کہا: جی ہاں۔ انہوں نے کہا: تم ہی اسے لے جاؤ اور تقسیم کر دو۔ حاکم کا قول ہے: انہیں مقبری اس وجہ سے کہا جاتا تھا کیونکہ وہ بنو دینار کی قبریں کھودتے تھے، بعض کا قول ہے: قبروں کے پاس رہتے تھے۔

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ وہ قبروں کے پاس رہتے تھے۔ بیہقی نے معرفۃ میں بطریق سعید بن ابی سعید مقبری، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ایک عورت نے خرید اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) پر مجھے مکاتب بنایا، میں نے اسے اس میں سے زیادہ ادا کر دیے۔ پھر جو باقی رہ گئے میں اس کے پاس لے گیا، اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں، میں اسے مہینہ وار یا سال بہ سال لوں گی۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: اسے بیت المال لے جاؤ۔ پھر فرمایا: یہ تمہارا مال ہے۔ ابوسعید آزاد ہے، اگر تم چاہو تو اسے لے لو، اور اگر چاہو تو مہینہ وار یا سال بہ سال لے لو۔ انہوں نے کہا: اس نے پیغام بھیج کر اسے بیت المال سے لے لیا۔

۴۵۰۸ (ن) کیسان (بے نسبت)

کشتوں میں جہاں ان کے والد کا ذکر ہوگا، ان کا ذکر آئے گا۔

القسم الرابع الحرف کاف

باب کاف کے بعد ثاء

۴۵۰۹ (ن) کثیر انصاری

بصرہ میں رہائش تھی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، میں نے انہیں دیکھا کہ جب فرض نماز پڑھتے تو اپنے بائیں طرف پھر جاتے۔

ان سے ان کے بیٹے جعفر بن کثیر نے روایت کیا، بعض کا قول ہے: ان کی حدیث مرسل ہے۔ یہ ابن عبدالبر کا قول ہے، ابن عبدالبر نے فرمایا: کثیر ہاشمی ہیں، پھر بطریق بکر بن کلیب لیثی عن جعفر بن کثیر ہاشمی، عن ابیہ نقل کیا ہے.... پھر اسی طرح

حدیث ذکر کی، اسی طرح ابو نعیم نے کیا، انہوں نے یقین کیا ہے کہ وہ کثیر بن عباس بن عبدالمطلب ہیں۔ وہ ان سے اور ابن مندہ سے وہم ہے۔ جیسا کہ ہاشمی کا قول ہے: وہ سبھی ہیں۔ رہا ابو عمر کا قول کہ وہ انصاری ہیں۔ وہم سے بعید ہے، رہا ان کا قول: بقول بعض: ان کی حدیث مرسل ہے تو اس لائق ہے کہ اس پر یقین کیا جائے۔ ابن ابی حاتم کا قول ہے: جعفر بن کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ سبھی، ان سے ان کے والد نے روایت کیا، اور ان سے بکر بن کلیب نے روایت کیا کہ میں نے اپنے والد سے یہ فرماتے ہوئے سنا۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوا کہ وہ تابعی ہیں اور ان کی حدیث مرسل ہے، کثیر بن مطلب سبھی، معروف تابعی ہیں۔ ابوداؤد، نسائی کے ہاں ان کی حدیث ہے۔ کثیر بن عباس کا جعفر نامی کوئی بیٹا نہیں، زبیر نے سوائے یحییٰ کے ان کی کوئی اولاد ذکر نہیں کی، فرماتے ہیں: کثیر بن عباس کی اولاد کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

۴۵۱۰) کثیر ہاشمی

ابن اثیر * نے انصاری سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، اگر وہ تھوڑا سا غور و فکر کر لیتے تو مذکورہ حدیث سے دونوں سوانح میں انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان دونوں حدیثوں کا راوی ایک شخص ہے، صرف ان کی نسبت میں اختلاف ہے۔

۴۵۱۱) (ز) کثیر بن عبید التیمی

مولیٰ ابوبکر صدیق، ابوسعید ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی والد ہیں، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔

بخاری، ابن حبان وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن قحون نے یہ گمان کرتے ہوئے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا یہ گمان کرتے ہوئے کہ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی ہیں، جو انہوں نے گمان کیا ایسا نہیں، یہ تو ان کے والد عبید کے بارے میں مروی ہے، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۵۱۲) کثیر بن قیس

ابن قانع نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں بہت برا وہم ہوا ہے، انہوں نے بطریق عاصم بن رجا، بحوالہ کثیر بن قیس نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”جو علم کے کسی راستے پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیں گے۔“

اسے بحوالہ عاصم نقل کیا ہے۔ اس میں سے ایک صحابی رہ گئے ہیں، اسے ابوداؤد نے بحوالہ مسند داری اور ابن ماجہ، بحوالہ نصر بن علی، ان دونوں نے بحوالہ عبداللہ بن داؤد، اس سند سے کثیر تک، بحوالہ ابودرداء نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے سنا.... اسی طرح اسے ابن حبان نے بروایت عبدالاعلیٰ بن حماد، بحوالہ عبداللہ بن داؤد نقل کیا ہے، اسماعیل بن عیاش نے بحوالہ عاصم بن رجا، ان کی متابعت کی ہے۔ اس سند میں اختلاف ہے۔ یہ وہ مقام نہیں جس کا ذکر کیا، اس میں محمد بن یونس کے شیخ سے نہیں ابن قانع سے وہم

* اسد الغابہ (۴۴۳۰) * اسد الغابہ (۵۲۰/۳) * اسد الغابہ (۴۴۲۸) استیعاب (۲۲۰۴) تجرید (۲۸/۲)

* ابوداؤد (۳۶۴۱) ترمذی (۲۶۸۲) ابن ماجہ (۲۲۳)

ہے۔ ہمیں یہ روایت ان کی حدیث سے، حدیث کے عنوان میں صحیح طور پر عالی سند سے ملی ہے۔

۴۵۱۳ کردمہ

بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ میں کردم بن سفیان سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، وہ دونوں ایک ہیں۔ بغوی نے بطریق عبد الحمید بن جعفر، بحوالہ عمرو بن شعیب، عن بنت کردمہ، عن ایسا نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے تین اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے..... (الحدیث) اسے بحوالہ عبد الحمید نقل کیا ہے، اور وہ وہم ہے۔ اسے ابن سکین نے بطریق بندار، بحوالہ ابوبکر حنفی اس سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عن میمونہ بنت کردم بن سفیان عن ایسا، اسے احمد نے کردم بن سفیان کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ وہی صحیح ہے۔

باب کاف کے بعد راء

۴۵۱۴ کردوس بن قیس

ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ غلطی ہے جو ایک حرف رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ انہوں نے بطریق وہب ابن جریر، بحوالہ کردوس جو صحابہ میں سے ایک شخص ہیں، نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اس مجلس میں بیٹھنا چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔“ اس حدیث کو علی بن جعد وغیرہ نے بحوالہ شعبہ روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: عن کردوس، عن رجل، مسند ابن شاپین سے رجل سے پہلے لفظ ”عن“ رہ گیا ہے۔

اسے احمد نے بحوالہ کردوس بن قیس نقل کیا ہے۔ وہ کوفہ میں قاضی تھے۔ فرماتے ہیں: مجھے ایک شخص نے بتایا، فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے کردوس کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۴۵۱۵ کردوس

ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا شمار کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان سے پہلے والے یعنی کردوس بن عمرو سے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، اسی طرح میں نے ذہبی کی تحریر سے تجرید میں پڑھا ہے۔

۴۵۱۶ کرز بن اسامہ

ابو عمر نے کرز نامی لوگوں میں بغیر تصغیر کے ان کا ذکر کیا ہے، پھر حرف کاف میں علیحدہ ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: کرز (تصغیر کے ساتھ) ابن سامہ، صحیح یہی ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (۴۴۰) مسند احمد (۳۶۶/۵) جامع المسانید والسنن (۴۹۹/۱۰)

التجريد (۱۲۵) الاستيعاب (۲۲۴۰) استيعاب (۳۷۰/۳)

۴۵۱۷ کرز بن وبرہ

حارثی عابد، تبع تابعین میں سے ہیں، انہوں نے مرسل روایت کی ہے۔ عبدان مروزی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ صحابی نہیں، ابوسویٰ نے اسے ذیل میں نقل کیا ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: انہوں نے بحوالہ نعیم بن ابی ہند روایت کی، ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کیا۔ ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عبادت گزار لوگوں میں سے تھے، مکہ آئے تو وہاں کے عبادت گزاروں کو انہوں نے تھکا دیا۔ مستجاب الدعوات تھے، بادل ان پر سایہ کرتے، ابن جریر کہتے ہیں کہ ان کی بہت مدح لی۔

میں کہتا ہوں: حلیہ میں ابو نعیم کے ہاں اس کے بارے میں واقعات ہیں، وہ شاعر کے اس قول کی مراد ہیں: ”اگر میں چاہتا تو عبادت گزاری میں کرز جیسا بن جاتا یا ابن طارق کی طرح بیت اللہ اور حرم کے آس پاس طواف کرتا، زندگی کی لذت کے درمیان دونوں کا حال رکاوٹ ہے اور وہ دونوں کامیابی اور سخاوت کی تلاش میں پہنچ گئے ہیں۔“

قطب یوسفی نے ذیل اطراء میں ذکر کیا ہے کہ کرز نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں اسم اعظم سکھا دیں کہ اس سے دنیا کی کسی چیز کا سوال کریں تو اسے عطا ہو اور انہوں نے یہ دعا کی کہ انہیں تلاوت قرآن کی قوت عطا فرمائیں، وہ ایک دن اور ایک رات میں تین مرتبہ قرآن ختم کرتے تھے۔

۴۵۱۸ کرز

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ایک شخص ہیں، ان سے عبد اللہ بن ولید نے روایت کی، پھر فرماتے ہیں: یہ دوسرے کرز ہیں، پھر ذکر کیا کہ ان سے ان کی بیٹی نے روایت کیا، پھر فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ آیا یہ وہی ہیں جن سے عبد اللہ بن ولید نے روایت کی یا کوئی اور ہیں۔ جن لوگوں نے ان پر حاشیہ لکھا ہے، انہوں نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ جن سے ابن الولید نے روایت کیا وہ کرز بن وبرہ ہیں۔ کرز بن وبرہ معروف تابعی ہیں جیسا کہ ابھی گزر چکا ہے۔ وصافی ان سے روایت کرنے میں معروف ہیں، بخاری رحمہ اللہ نے یہ ذکر کیا ہے۔ رہے وہ جن سے ان کی بیٹی نے روایت کیا ہے وہ دوسرے ہیں، صراحت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملاقات کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۴۵۱۹ کریب

مولیٰ رسول اللہ ﷺ ہیں، عبدان مروزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ خطا ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی، وہ حریت ابوسلی راعی ہیں، حاء میں گزر چکا ہے اور کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

اسد الغابہ (۴۴۴۵) الجرح والتعديل (۱۷۰/۷) اسد الغابہ (۴۴۴۶) الاستيعاب (۲۲۱۳)

الاستيعاب (۲۷۱/۳) اسد الغابہ (۴۴۴۹)

۴۵۲۰) کریم بن جزی

ابن ابی داؤد نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے: وہ لفظی غلطی ہے۔ صحیح خزیمہ بن جزی ہے، خاء میں صحیح گزر

چکا ہے۔

باب کاف کے بعد عین

۴۵۲۱) (ن) کعب بن ابی حزمہ

اسی طرح شیخ تاج الدین فاکہی نے شرح عمدہ میں اسے لکھا ہے، ان کا خیال ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر واپس لوٹ گئے۔ اس میں وہم ہے، یہ حدیث سنن ابی داؤد میں ہے۔ ان کا نام حزم بن ابی کعب لیا ہے۔ وہ شیخ تاج سے بدل گیا اور اس میں لفظی غلطی ہوئی، انہیں معلوم نہ ہوا، انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے حروف میں ضبط کیا، یہ اس شخص کا طریقہ ہے جو کتابوں سے حدیث لیتا ہے، ہمیں اس پر ہمارے شیخ سراج الدین بن ملقن نے شرح العمدة میں متنبہ کیا ہے۔

۴۵۲۲) (ن) کعب بن علقمہ

ابن فقہون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قانع کی طرف اس کی نسبت کی ہے، ابن قانع نے اسے بطریق اسحاق أزرق، بحوالہ کعب بن علقمہ سے نقل کیا ہے حدیث یہ ہے: جس نے مجھ پر جھوٹ گھڑا.... ان کے والد کے نام میں تبدیلی ہوئی ہے، وہ کعب بن قطبہ ہیں، اسے طبرانی نے صحیح نقل کیا ہے، جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا ہے، ابن فقہون نے اوہام ابن قانع میں اس پر متنبہ نہیں کیا۔

۴۵۲۳) کعب بن عیاض مازنی

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: اسے جعفر مستغفری نے نقل کیا ہے اور بطریق حارث بن عبد اللہ بن کعب مازنی۔ بحوالہ جابر نقل کیا ہے، مجھے کعب بن عیاض نے بتایا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عید الاضحیٰ کے دوسرے دن جمرہ کے پاس دیکھا۔
میں کہتا ہوں: اس میں دو مقامات پر خطا ہے، ایک قول مازنی ہے، حضرت کعب مازنی نہیں، گویا انہوں نے راوی الحدیث کے دادا کا نام کعب دیکھا اور وہ مازنی ہیں تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ صاحب ترجمہ ہیں۔ دوسرا قول ابن عیاض ہے، وہ ابن عصام ہیں، بغوی، ابن سکین نے کعب بن عاصم کے سوانح میں اسے نقل کیا ہے، اسی طرح اسے طبرانی نے کعب بن عاصم اشعری کی احادیث میں نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس اسناد سے طویل حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں اتنی مقدار ہے، میں نے کعب بن عیاض اشعری کے

سوانح میں بیان کیا ہے کہ مسلم نے اعتماد کیا ہے کہ جبیر بن نفیر ان سے روایت کرنے میں تنہا ہیں، تو ثابت ہوا کہ وہ کعب بن عاصم ہیں۔ واللہ اعلم

۴۵۲۳ (ز) کعب بن مالک اشعری

ابو مالک، مسلم کی کئیوں میں ان کا ذکر ہے، جو کچھ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کئیوں میں ابو مالک کے سوانح میں نقل کیا ہے۔ معروف کعب بن عاصم ہیں جیسا کہ ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ بطریق جریر بن عثمان، بحوالہ حبیب بن عبید مسنداً نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! عبید ابن مالک اشعری پر اپنی رحمت نازل فرما اور اسے بہت سے لوگوں سے ممتاز کر دے۔“ * ابن عساکر کا قول ہے: یہ وہم ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ ذعا عبید ابی عامر اشعری کے لیے تھی۔ میں کہتا ہوں: وہ ابو موسیٰ کے چچا ہیں، ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۵۲۵ (ز) کعب بن مرہ

صحابی ہیں، بصرہ میں فروکش ہوئے، ان سے اہل بصرہ نے روایت کیا۔ ابن سکین نے بیان کیا ہے کہ بعض نے بحوالہ کعب بن مرہ بھڑی ان کا تنہا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے کیونکہ بھڑی، شام اور بصرہ فروکش ہوئے، ان سے ان کے رہنے والوں نے روایت کیا۔

ابن قانع رحمہ اللہ نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: کعب بن مرہ اور ان کا نسب بیان نہیں کیا پھر بطریق ورققا، بحوالہ سالم وہ ابن ابی جعد ہیں، انہوں نے رات کے درمیانی حصہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں کعب بن مرہ سے روایت کیا ہے۔ * پھر عنوان کے بعد فرمایا: کعب بن مرہ یا مرۃ بن کعب، ان کا اسی طرح نسب نہیں لکھا۔ عمر بن مرۃ کے طریق سے بحوالہ سالم ابن ابی جعد نقل کیا ہے کہ شریح بن سبط نے کعب بن مرۃ یا مرۃ بن کعب سے کہا: ہم سے حدیث بیان کی، پھر عقبہ کی یہ طویل حدیث بیان کی۔

۴۵۲۶ (ز) کعب انصاری

ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں اسے ذکر کیا ہے، اور ابن شاہین کی طرف بحوالہ ابوداؤد اس کی نسبت کی ہے، ابن شاہین کا قول ہے: ہم سے عبد اللہ بن سلیمان نے بحوالہ کعب انصاری بیان کیا، فرماتے ہیں: عبد اللہ بن سلیمان، وہ کعب بن مالک نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی باندی کے بارے میں پوچھا کہ اس نے دھاری دار پتھر سے ذبح کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں کچھ حرج نہیں۔

میں کہتا ہوں: قول عبد اللہ بن سلیمان، ویسے کعب بن مالک یہ مردود ہے، اسے احمد بن حنبل اور مسدد نے اپنے اپنے مسند میں بحوالہ ابن کعب بن مالک، عن ابیہ اسے روایت کیا ہے، اس میں عن ابن کعب اضافہ کیا ہے، اور اسے کعب بن مالک کی طرف

منسوب کیا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری میں بروایت عبید اللہ بن عمر غزوی، بحوالہ ابن کعب بن مالک، عن ابیہ حدیث مروی ہے۔ اس میں نافع پر اختلاف ہے یہ اس کے ذکر کا مقام نہیں، ان دونوں کے درمیان فرق کرنا مقصد ہے۔ واللہ المستعان

باب کاف کے بعد لام

۴۵۲۷ کلاب بن عبد اللہ * (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور اس میں بطریق عیسیٰ بن موسیٰ غنجر، بحوالہ کلاب بن عبد اللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو یثم بن تیران نے کھانا بنایا اور رسول اللہ ﷺ کو بلایا، ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم نے کھانا کھایا اور پانی پیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بھائی کو بدلہ دو“۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کس چیز سے ہم اسے بدلہ دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے برکت کی دعا کرو، کیونکہ جس شخص کے ہاں کھانا کھایا اور پانی پیا جاتا ہے اور اس کے لیے برکت کی دعا کی جاتی ہے۔ تو وہ ان کی طرف سے اس کے لیے بدلہ ہو جاتا ہے۔“ *

میں کہتا ہوں: اس حدیث کی اصل ابن حبان نے بطریق ابی عبد الرحیم بحوالہ جابر بن عبد اللہ نقل کی ہے، اسی طرح اسے بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد میں بطریق عمارہ بن غزیہ بحوالہ جابر بن عبد اللہ نقل کیا ہے۔ لیکن ان دونوں کے ہاں ابی یثم کا قصہ نہیں ہے۔ اسی طرح اسے ابوداؤد نے بروایت عمارہ بن غزیہ، عن جابر نقل کیا ہے، متنبہ کیا ہے کہ نامعلوم شخص شریح بن سعد ہیں، میں نے احتمال کی وجہ سے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے، ورنہ گمان غالب ہے کہ ان کا قول کلاب بعض راویوں سے بدل گیا وہ جابر ہیں۔ واللہ اعلم

۴۵۲۸ کلثوم بن علقمہ *

ابن ناجیہ بن حارث بن مصطلق خزاعی، معروف تابعی ہیں، ابو عمر * نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کا صحابی ہونا درست نہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور اس میں وہم پر متنبہ نہیں کیا، ابو نعیم نے اس پر تنبیہ کی ہے، کلثوم بن مصطلق میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۵۲۹ کلفہ بن ثعلبہ *

ابن فتنون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ خطا ہے جو بدل جانے سے پیدا ہوئے، کلفہ تو بدر میں شریک ہونے والے کسی صحابی کے جد ہیں،

* تجرید (۳۴/۲) جامع المسانید والسنن (۲۲۹/۱۰)

* اسد الغابہ (۴۴۸۷) استیعاب (۲۲۳۶) تجرید (۱۳۴/۲)

* استیعاب (۳۸۴/۳) تجرید (۳۴/۲)

کتاب موسیٰ بن ثعلبہ میں اسی طرح ہے۔ سالم بن عمیر بن کلفہ بن ثعلبہ، گویا ابن حلقون کے نسخے میں ”ابن“ کی جگہ ”واو“ ہے، جس سے سالم بن عمیر اور کلفہ بن ثعلبہ ہو گیا۔ ابن عبدالبر نے، سالم بن عمیر کا صحیح نسب بیان کیا ہے، فرماتے ہیں: سالم بن عمیر بن کلفہ بن ثعلبہ، انہوں نے ابن فتحون کے وہم پر تنبیہ کر دی، اس میں شیخ ابولید ہیں۔

۴۵۳۰) کلیب بن شہاب جرمی

عاصم کے والد ہیں، ابو عمر کا قول ہے: انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ قطبہ بن علاء بن منہال نے بحوالہ اپنے والد عاصم بن کلیب، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اس جنازہ کے لیے نکلے جس میں رسول اللہ ﷺ موجود تھے۔۔۔۔ (الحدیث) اسے ابن ابی خثمہ، بغوی اور ابن قانع رحمہم اللہ نے ان سے اور ابن سکین، ابن شاپین اور طبرانی رحمہم اللہ نے بطریق قطبہ نقل کیا ہے، وہ غلطی ہے جو رہ جانے سے پیدا ہوئے۔ یہ اس لیے کہ زائدہ نے یہ حدیث بحوالہ عاصم بن کلیب نقل کی ہے، فرماتے ہیں: عن ابیہ، انہوں نے انصار کے ایک شخص سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ نکلا۔۔۔۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابو حاتم رازی اور بخاری رحمہم اللہ اور کئی ائمہ نے یقین کیا ہے کہ کلیب تابعی ہیں، اسی طرح ابو زرہ، ابن سعد اور ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

انہوں نے کلیب سے اسی طرح ابراہیم بن مہاجر سے روایت کیا، ابوداؤد نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: اہل کوفہ میں سب سے فضیلت والے تھے۔

باب کاف اس کے بعد نوں

۴۵۳۱) کنانہ بن اوس

ابن قسطلی انصاری، ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ذہبی رحمہ اللہ نے اسد الغابہ پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان دونوں نے لفظی غلطی کی ہے۔ وہ موحده اور ثاء کے ساتھ ہے، استیعاب اور اسد میں درست ہے۔ حرف کاف، پہلی قسم میں ان کا ذکر گر چکا ہے۔

۴۵۳۲) کنانہ بن عبدیا لیل ثقفی

اپنے زمانے میں ثقیف کے رئیس تھے، ابو عمر کا قول ہے: ثقیف کے ان معزز لوگوں میں سے تھے جو طائف کے محاصرے کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور کئی ائمہ نے ان کا ذکر کیا ہے، مدائنی نے ذکر کیا ہے کہ کنانہ کے علاوہ وفد ثقیف اسلام لے آئے تھے۔ اس نے کہا: قریش میں سے کوئی میرا وارث نہ ہو۔ نجران

استیعاب (۲۲۴۰) تجرید (۳۵/۲) استیعاب (۳۸۵/۳) الجرح والتعديل (۱۶۷/۷)

تجرید (۳۵/۲) التجرید (۱۲۷) اسد الغابہ (۴۴۹۹) استیعاب (۲۲۴۳) تجرید (۳۵/۲)

استیعاب (۳۸۶/۳)

کی طرف چلا گیا، پھر روم چلا گیا، وہاں حالت کفر میں مر گیا۔ مدائنی کے کلام کو ابن عبدالبرؒ کے قول سے تقویت ملتی ہے جو انہوں نے حظلہ بن ابی عامر راہب کے سوانح میں ذکر کیا کہ ابو عامر جب روم کی سرزمین میں مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے مقیم ہوا اور نصرانیت قبول کر چکا تو ہرقل کے ہاں مر گیا، اس کی میراث میں علقہ بن علاشہ عامری اور کنانہ بن ابو عبدیالیل ثقفی جھگڑا لے کر ہرقل کے پاس گئے، اس نے کنانہ کو میراث دے دی کیونکہ عامر کی طرح وہ اہل بدر میں سے ہیں۔ ابو عامر کی وفات ۱۰ھ میں ہوئی اور وہ ثقیف کے آنے اور ان کے اپنے شہروں کی طرف لوٹنے کے بعد مرا۔ واللہ اعلم

۷۵۳۳ کنذیر بن سعدؒ

ابن حیوۃ، ابن ابی حاتمؒ نے ان کا ذکر کیا ہے، میں نے قسم ثانی میں وہم کی وضاحت کر دی ہے۔ واللہ اعلم!



حرف لام

قسم اوّل از حرف لام

باب لام کے بعد الف

۷۵۳۲ لاجب بن مالک

ابن سعد اللہ، بنو جحیل سے پھر بنو مضر سے ہیں، ابن عبدالحکم نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو مصر فروکش ہوئے، سعید بن عفیر کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ بیعت کی تو انہوں نے اپنے آپ کو جعل اور مضر کی طرف منسوب کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مضر اور جعل کی طرف تمہاری نسبت نہیں تم بنو عبد اللہ ہو“۔ ابن یونس کا قول ہے: لاجب بن مالک بلوی صحابی ہیں، فتح مصر میں شریک ہوئے، ان سے کوئی روایت مروی نہیں، انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۵۳۵ لاحق بن ضمیرہ باہلی

ابوموسیٰ نے بطریق ابوشیخ، ان کی سند سے جس میں مجاہیل ہیں، سلیم ابی عامر تک نقل کیا ہے، میں نے لاحق بن ضمیرہ باہلی سے سنا، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آیا اور آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اجر اور شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس کے لیے کچھ نہیں، اللہ تعالیٰ کسی عمل کو اس وقت تک قبول نہیں کرتے جب تک وہ خالص اس کی رضا کے لیے نہ کیا جائے“۔

۷۵۳۶ لاحق بن مالک

ابوعقیل ملیبی، قصیر کے ساتھ، ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اصمعی، بحوالہ ابی عقیل لاحق بن مالک نقل کیا: میں رسول اللہ ﷺ سے بنو جعل پر ملا، میں آپ ﷺ پر ایمان لایا، آپ ﷺ نے مجھے مشروب پلایا.... پھر قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حج سے واپس آنے سے پہلے وفات پا گئے۔ انہوں نے ان کے گھر والوں کو حکم دیا تو انہوں نے انہیں ان کے ساتھ سوار کر دیا، وہ ان پر خرچ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے۔ اسی طرح بطریق اصمعی اس اسناد سے مروی ہے،

تجريد (۳۷/۲) اسد الغابہ (۴۵۱۱) تجريد (۳۷/۲) نسائی (۳۱۴۰)

اسد الغابہ (۴۵۱۲) تجريد (۳۷/۲)

ابو عقیل کا قول ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مجھ پر جھوٹ نہ گھرو، جس نے مجھ پر جھوٹ گھڑا اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔“ ❀

۷۵۳۷) لاحق بن معد

ابن ذہل، ابوموسیٰ نے اسی طرح ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوعنابیہ شاعر نقل کیا ہے اور ان کا نام اسماعیل بن قاسم ہے، بحوالہ عاصم بن حدثن نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: ہشام بن عبد الملک کے زمانے میں دیہاتوں میں قحط آیا، عرب کے وفد آئے، ہشام اپنے رؤساء کے لیے بیٹھا، وہ آئے، ان میں درواس بن حبیب بن درواس بن لاحق بن معد تھا، وہ لڑکا تھا، اس کی لٹیں اور دو شملے تھے، اس کی عمر چودہ (۱۴) برس تھی، اس نے کہا: میں اللہ کو حاضر ناظر سمجھ کر کہتا ہوں کہ میں نے ابوصیب بن درواس سے بیان کرتے ہوئے سنا، عن ابیہ، عن جدہ لاحق بن معد بن ذہل کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے، اور آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا، والی کار رعیت سے ایسا ہی تعلق ہے جیسا کہ روح کا جسد سے اس کی زندگی اس کے ساتھ ہے۔“ ❀ طویل قصہ ذکر کیا، سند میں کئی مجہول راوی ہیں، ابن عساکر نے اسے مناقب شیبان میں بطریق محمد بن احمد بن رجاہ نقل کیا ہے کہ مجھ سے یزید بن عبد اللہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں: ہم سے اُصمعی نے اسے طویل نقل کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: دریاں، میں نے اسے اپنے شیخ حافظ علانی کے شیخ کی تحریر میں باء موحده کے ساتھ دیکھا ہے جس کے نیچے نقطہ ہوتا ہے۔

۷۵۳۸) لاشربن جرثومہ

بعض کا قول ہے: وہ ابو ثعلبہ حشنی ہیں، مسلم نے ان کا نام لیا ہے، کئیوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

باب لام کے بعد باء

۷۵۳۹) لبده بن عامر

ابن خثعم، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ نے، مرح صفر سے واقعہ یرموک کے بعد، ایک لشکر کا قائد بنا کر بھیجا۔ ابن عساکر نے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا۔ میں کہتا ہوں: کئی مرتبہ گزر چکا ہے کہ اس وقت وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔

۷۵۴۰) لبده بن قیس

ابن نعمان بن حسان بن عبید خزرجی، بدر میں شریک ہوئے، یہ ابن کلی کا قول ہے۔ ابن اثیر ❀ نے اپنے استدراک میں

❀ مستدرک (۱۳۸/۲) ❀ اسد الغابہ (۴۵/۳) تجرید (۳۷/۲)

❀ بخاری (۸۹۳) سنن کبریٰ (۲۸۷/۶) مختصر تاریخ دمشق (۲۲۵/۵)

❀ اسد الغابہ (۴۵۱۳) تجرید (۳۷/۲) ❀ اسد الغابہ (۴۵۱۸) تجرید (۳۷/۲) ❀ ایضاً

اسے ذکر کیا ہے۔

۴۵۳۱) لبیہ انصاری *

طبرانی * وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: وہ ابولیبہ ہیں، ابن حبان نے ان کے پوتے محمد بن عبد الرحمن بن لبیہ کی سوانح میں فرمایا: عبد الرحمن کا نام لبیہ اور ابولیبہ تھا، اسی وجہ سے کبھی انہیں لبیہ اور کبھی ابولیبہ کہا جاتا تھا۔ بیہقی نے بطریق اسد ابن موسیٰ، بحوالہ یحییٰ بن عبد الرحمن بن لبیہ، عن جدہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں، سعد بن ابی وقاص نے دعا کی فرمایا: اے رب! میرے بیٹے چھوٹے ہیں، میری موت مؤخر کر دے تاکہ وہ بالغ ہو جائیں، اس کے بعد وہ دس (۱۰) برس زندہ رہے۔

ابن قانع نے بطریق محمد بن شریحیل، بحوالہ محمد بن عبد الرحمن بن ابی لبیہ، عن ابیہ، عن جدہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب لڑکا تین (۳) دن لگا تا روزے رکھے تو اس پر رمضان کے مہینے کے روزے واجب ہو گئے۔“ *

۴۵۳۲) لبی بن لبا *

ان کے والد لبا، عصا کے وزن پر ہیں، بخاری و ترمذی کا قول ہے: صحابی ہیں، ان سے ابو یحییٰ صغیر نے روایت کی ہے، ابو حاتم رازی کا قول ہے: واسط میں ہوتے تھے، انہوں نے اور ابو حاتم بن حبان نے فرمایا: بعض کا قول ہے: صحابی ہیں، ابن سکین کا قول ہے: ہمیں ان کا رسول اللہ ﷺ سے سماع کرنا نہیں ملا۔

بخاری، ابن ابی خنیسہ، بغوی اور ابن سکین نے بطریق محمد بن یزید واسطی، بحوالہ یحییٰ بن لبا جو اصحاب رسول ﷺ میں سے ہیں، نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: میں نے ابن فتحون کا قول دیکھا کہ ان پر ریشم کی سرخ چادر تھی اور ان کا گھوڑا آگے نکل گیا تھا تو انہوں نے اسے عدنی چادر کی جھل ڈالی۔

ابن فتحون کا قول ہے: ہم نے اسے فقیہ ابی علی لبا بروزن عصا کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ * ہم نے اسے استیعاب * کے حوالے سے دیکھا ہے، میں نے ابن مقرئ کی تحریر میں انہی الفاظ میں دیکھا ہے، اسی طرح لبی میں ہے۔

ابن دباغ نے ابویٰ کی متابعت کی ہے، اسی طرح ابن صلاح نے علوم حدیث میں فرمایا، سب نے ابن قانع کی مخالفت کی ہے، انہوں نے انہیں ابی بن کعب کے ساتھ ذکر کیا ہے، میں نے حرف الف میں اس کے بارے میں وہم کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۴۵۳۳) لبید بن ربیعہ *

ابن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن صعصعہ کلابی جعفری، ابو عقیل، مشہور شاعر ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں

* اسد الغابہ (۵۲۰) تجرید (۳۷/۲)

* المعجم الكبير (۹۲/۱۹) مجمع الزوائد (۵/۷) جامع المسانید والسنن (۶۳۹/۱۰)

* المعجم الكبير (۹۳/۱۹) مجمع الزوائد (۲۹۶/۸) جامع المسانید والسنن (۶۳۸/۱۰)

* اسد الغابہ (۵۱۹) استیعاب (۲۲۶۸) تجرید (۳۷/۲)

* تاریخ كبير (۲۵۰/۷) الإكمال (۱۴۶/۷) * استیعاب (۳۹۷/۳)

* اسد الغابہ (۵۲۱) استیعاب (۲۲۶۰) تجرید (۳۸/۲)

الاصطلاح فی تفسیر الصحیح (جلد ۲۶)

فرمایا: شہسوار، بہادر، شاعر اور مخی تھے۔ بہت عرصہ تک جاہلیت میں شعر کہے پھر اسلام لے آئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں اپنے عامل کی طرف لکھا: لبید اور اغلب عجمی سے پوچھو انہوں نے اسلام میں کون سے نئے اشعار کہے، لبید نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شعروں کے بجائے مجھے سورہ بقرہ اور آل عمران عطاء کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے وظیفے میں اضافہ کر دیا، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہوں نے حالت اسلام میں ایک شعر کہا: ع

”عظمت آدی نے اپنے نفس کی طرح عتاب نہیں کیا، اچھا ساتھی، آدی کی اصلاح کر دیتا ہے۔“

بعض کا قول ہے: انہوں نے یہ شعر کہا: ع

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، ابھی تک میری موت نہیں آئی یہاں تک کہ میں نے اسلام کا لباس پہن لیا۔“

جب اسلام لائے تو اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے، پھر کوفہ فروکش ہوئے، یہاں تک کہ ۶۱ھ میں وفات پائی، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے صلح کی۔ اسی طرح عسکری کا قول ہے: ان کے بیٹے ہستی میں چلے گئے، فرماتے ہیں: ان کی عمر ایک سو پینتالیس (۱۳۵) سال تھی، ان میں سے بچپن (۵۵) برس حالت اسلام میں اور نوے (۹۰) برس جاہلیت میں گزرے۔

میں کہتا ہوں: ان کی جو مدت حالت اسلام میں ذکر کی ہے وہ وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ تیس (۳۰) سال، اس سے ایک یا دو سال زیادہ ہیں البتہ یہ کہ اس کی بنیاد یہ ہو کہ ان کی وفات کا سال ساٹھ سے زیادہ ہے جو دیگر اقوال میں سے ایک قول ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: وہ شعر جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جب مجھے موت نہیں آئی“ یہ شعر لبید کا نہیں بلکہ قردہ ابن نفاش کا ہے، اس نے مشہور قصیدہ کہا جس کے شروع میں ہے: ع

”خبردار! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہونے والی ہے۔“

یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے سچی بات شاعر کا قول ہے، وہ لبید نے کہا۔“ پھر یہ مصرعہ ذکر کیا۔ ابو عمر کا قول ہے: اس قصیدے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ حالت اسلام میں کہا: ع

”ہر آدی ایک دن اپنی محنت کا نتیجہ دیکھ لے گا جب معبود کے سامنے اعمال نامے کھولے جائیں گے۔“

میں کہتا ہوں: جو کچھ انہوں نے کہا، اس کا تعین نہیں بلکہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی طرح کے جاہلیت کے عقلمند لوگوں جیسے قیس بن ساعدہ، زید بن عمرو کی طرح قیامت کے دن پر ایمان رکھتا تھا تو ابو عمر سے یہ بات کیسے مخفی رہ سکتی ہے کہ انہوں نے اسلام لانے سے پہلے یہ اشعار کہے تھے، جبکہ سیرت عثمان بن مظعون میں ان کا لبید کے ساتھ مشہور قصہ پیش آیا جب قریش نے یہ قصیدہ اسی طرح پڑھا، جب انہوں نے کہا الاکل شمیء.... تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے سچ کہا، جب انہوں نے کہا: ”ہر نعمت یقینی طور پر ختم ہو جائے گی۔“ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم نے جھوٹ کہا، جنت کی نعمتیں ختم نہیں ہوں گی۔ لبید غصے میں آ گئے، قریب تھا کہ قریش کے لوگ اپنی تلواروں سے ان پر حملہ کر دیتے۔ یہ لبید کے اسلام لانے سے قبل کا

❖ دیوان لبید بن ربیعہ (۳۴۹) السیرۃ النبویۃ (۲۲/۲) (۱۷۵/۲)

❖ بخاری (۳۸۴۱) مسلم (۵۸۴۸) ابن ماجہ (۳۷۵۷)

واقعہ ہے۔

ہاں! یہ احتمال ہے کہ انہوں نے خاص طور پر اسلام لانے کے بعد اس شعر کا اضافہ کیا ہو، جس نے یہ کہا کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کوئی شعر نہیں کہا، اس سے مراد پورا شعر ہوگا نہ کہ قصیدہ کی تکمیل جسے انہوں نے پہلے کہا ہے۔ واللہ التوفیق

ابوحاتم جستانی نے معمرینؓ میں بحوالہ اپنے شیوخ فرمایا: فرماتے ہیں: لبید ایک سو بیس (۱۲۰) برس زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے، فرماتے ہیں: میں نے اصمعی کو فرماتے ہوئے سنا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیاد کی طرف لکھا کہ لوگوں کے وظائف میں دو ہزار (۲۰۰۰) کا اضافہ کر دو، لبید کا وظیفہ دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) تھا، تو ان سے زیاد نے کہا: ابو عقیل! یہ دو تو خراج ہیں، اس کے علاوہ ہیں ان کا کیا کریں؟ تو انہوں نے کہا کہ ان دونوں خراجوں کو اس مستزاد کے ساتھ ملا دو۔ راوی کہتے ہیں کہ زیاد نے ان کا وظیفہ تو پورا کر دیا اور باقیوں کا مکمل نہیں کیا، لبید ابھی دوسرا وظیفہ لینے نہیں پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔

ریاشی نے بیان کیا ہے کہ لبید کے شعری مجموعے میں ابوسعید یسکری کے روایت کے علاوہ ہے۔ فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کی بددعا سے مضر پر سخت قحط آیا تو آپ ﷺ کے پاس قیس کا وفد آیا، ان میں لبید بھی تھے، انہوں نے یہ اشعار کہے: ص

”اے پوری مخلوق میں سے بہترین انسان! ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ زمانے کی تنگی سے ہم پہ جو مصیبت ٹوٹی ہے آپ ہم پہ رحم کریں، ہم اس حال میں آپ کے پاس آئے ہیں کہ دوشیزاؤں کے دودھ خون آلود ہو گئے ہیں اور حالت یہ ہو گئی ہے کہ بچے کی ماں بچے سے غافل ہو گئی ہے۔ اگر آپ بارش کی اور معافی کی دعا کریں تو آسمان بارش برسائے گا اور معاملہ اپنی اصل پر باقی رہے گا۔ اس کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ بھوک سے کمزوری کی وجہ سے اسے خاموشی سے سانپ ڈس لے نہ وہ کڑوا ہوگا نہ میٹھا۔“

صحیحین میں بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً مروی ہے: سب سے سچی بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کی یہ بات ہے: ص

”خبردار! اللہ کے سوا ہر شے باطل ہونے والی ہے۔“

مرزبانی کی کتاب معجم الشعراء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ منبر پر فرمایا تھا، مدائنی نے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ فرمایا، وہ کہتے ہیں: بنو کلاب سے تیرہ (۱۳) لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ان میں لبید بن ربیعہ بھی تھے۔ ابن ابی خثمہ کا قول ہے: لبید اسلام لائے ان کا اسلام سنور گیا، ہشام بن کلبی وغیرہ کا قول ہے: ایک سوتیس (۱۳۰) برس زندہ رہے۔

شععی رضی اللہ عنہ کا عبد الملک بن مروان کے ساتھ ایک واقعہ ہے کہ وہ ایک سو چالیس (۱۴۰) برس زندہ رہے۔ بخاریؒ کا قول ہے: اولیٰ نے بحوالہ مالک فرمایا: لبید ایک سو ساٹھ (۱۶۰) برس زندہ رہے۔ ابن مندہ اور سعدان بن نصر نے اپنے فوائد میں دوسری روایت کو ذکر کیا ہے، بطریق ہشام بن لبید، عن ابیہ، عن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ وہ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ لبید پر رحم کرے جو انہوں نے کہا: ص

”وہ لوگ چلے گئے جن کی پناہ میں زندگی گزاری جاتی تھی، میں پیچھے ایسے رہ گیا ہوں جیسے صحیح اونٹ میں سے

خارش زدہ جلد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اگر وہ ہمارا یہ زمانہ پاتے تو کیسا ہوتا؟ عروہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر رحم کرے، اگر وہ ہمارا یہ زمانہ پاتیں تو کیا کہتیں؟ ہشام نے کہا: اللہ تعالیٰ عروہ پر رحم کرے، اگر ہمارا یہ زمانہ پاتے تو کیسا ہوتا؟ اسی طرح سلسلہ سعدان اور ابن مندہ تک چلتا رہا۔

مبرد * نے کہا: جب لبید اسلام لائے تو نذر مانی کہ جب باد صبا چلے گی تو کھانا کھلاؤں گا، وہ شعر کہنے سے باز رہے، جب باد صبا چلی تو وہ محتاج تھے، انہوں نے اپنی بیٹی سے کہا: شعر کہو! یہ ولید بن عقبہ کی کوفہ پر حکومت کا واقعہ ہے، اس نے کہا:

”جب ابو عقیل کی ہوائیں چلتی ہیں تو ہم ان کے چلنے کے وقت ولید کو بلاتے ہیں۔“

پھر یہ اشعار اور واقعہ ذکر کیا اور ان کا عمدہ شعریہ ہے:

”جب تو نفس سے بات کرے تو جھوٹ بول، نفس کی سچائی، امید کو پامال کرتی ہے۔“

مرزبانی کا قول ہے: فرزدق نے ایک شخص کو لبید کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا:

”سیلاب لمبائی سے ایسے ظاہر ہوئے جیسے کتابوں کے درمیان سے قلم۔“

تو وہ اپنے خچر سے اتر کر سجدہ کرنے لگا۔ اس سے کہا گیا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں شعری سجدہ جانتا ہوں کہ کہاں کرنا ہوتا ہے جیسے لوگ سجدہ قرآن کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: عامر بن مالک ان کے دادا ہیں، اگر وہ ابوبراء ملاعب الاسدہ ہیں تو لبید کا ذکر ان لوگوں میں ہونا چاہیے جو خود ان کے والد اور دادا صحابی ہیں، حرف عین کے تحت عامر بن مالک کا اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا اور حرف راء میں ربیعہ بن عامر اور جو کچھ ان کے بارے میں کہا گیا، اس کا ذکر گزر چکا ہے، مگر میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ربیعہ کے صحابی ہونے کی تصریح کی ہو لیکن انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے خط و کتابت کی ہے۔ واللہ اعلم

بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: اویسی نے کہا کہ ہم سے مالک نے بیان کیا، فرماتے ہیں: لبید بن ربیعہ ایک سوساٹھ (۱۶۰) برس

زندہ رہے۔

۷۵۴۳ لبید بن سہل *

ابن حارث بن عروہ بن رزاح بن ظفر انصاری، رفاعہ بن زید کے سوانح میں حدیث قتادہ بن نعمان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابن عبدالبر * کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں، وہ انہی میں سے ہیں یا ان کے حلیف ہیں۔

ابن کلبی نے قبیلہ کی طرف ان کی نسبت کی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، لیکن عدوی کا قول ہے: وہ ابن کلبی سے وہم ہے، وہ ابولبید بن سہل ہیں جو بنو حارث بن مازن بن سعد عثیرہ کے ایک شخص ہیں، انصار کے حلیف ہیں۔

۴۵۳۵) لبید بن عطار

ابن حاجب تلمیذ، ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: یونیم میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والے وفد میں تھے، ان کے سرداروں میں سے ہیں۔ ۹ھ میں اسلام لائے، مجھے ان کے بارے میں اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں۔
 میں کہتا ہوں: ابراہیم حربی نے غریب حدیث میں بطریق ابن اسحاق، بحوالہ انس نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لبید ابن عطار سے اس واقعہ میں ان کے ساتھ پیش آیا، کہا: تمہاری ماں نہ ہو، انہوں نے کہا: کیوں نہیں، اللہ کی قسم! وہ چچاؤں اور ماموؤں والی ہے۔ آمدی کا کتاب الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ لبید بن عطار بن حاجب نے جاہلیت کا زمانہ پایا، ان کا اس کے بارے میں شعر نقل کیا ہے۔ ابن عساکر کا قول ہے: اہل کوفہ کے سرداروں میں سے تھے، انہوں نے ذکر نہیں کیا کہ وہ صحابی ہیں۔

۴۵۳۶) لبید بن عقبہ

ابن رافع بن امری القیس بن زید بن عبد شہل انصاری، اشہلی۔ بعض نے ان کے نسب سے عقبہ کو ساقط کیا ہے، وہ محمود بن لبید کے والد ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

۴۵۳۷) لبید ربیع بن بعکک

بعض کا قول ہے: ابوسناہل کا نام ہے، کنیتوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

باب لام کے بعد جمیم

۴۵۳۸) اللجلج بن حکیم سلمیٰ

خفاف کے والد ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابی ہیں، اہل جزیرہ میں ان کا شمار ہے، ان کی حدیث نقل کی ہے جو انہوں نے بیان کی، میں نے اسے حرف زاء میں زید بن حارثہ کے سوانح میں بیان کیا ہے، کنیتوں میں ابو خالد سلمیٰ کے سوانح میں ذکر آئے گا۔

۴۵۳۹) اللجلج غطفانی

ابو عباس سراج نے اپنی تاریخ میں اور خطیب نے متفق میں اپنے شیخ یعقوب بن سفیان کے شیوخ سے، اپنے شیخ محمد بن ابی اسامہ حلبی، بحوالہ قیس نقل کیا ہے میں نے عبدالرحمن بن عطاء بن لجلج، عن ابیہ، عن جدہ سنا، فرماتے ہیں: جب سے میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لایا ہوں، اس وقت سے میں نے اپنا بیٹ نہیں بھرا، فرماتے ہیں: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ پچاس (۵۰) سال

اسد الغابہ (۴۵۲۳) استیعاب (۲۲۶۲) تجرید (۳۸/۲) استیعاب (۳۹۶/۳)

الآمدی (۲۶۴) اسد الغابہ (۴۵۲۵) الاستیعاب (۲۲۶۳) تجرید اسماء الصحابة (۳۸/۲)

الاستیعاب (۳۹۶/۳) اسد الغابہ (۴۵۲۷) ابوداؤد (۳۰۹۰) جامع المسانید (۶۳۹/۱۰)

جاہلیت میں اور ستر (۷۰) سال حالت اسلام میں گزارے۔

عسکری رضی اللہ عنہ نے اس کے برعکس ذکر کیا ہے کہ وہ وفد میں آئے تو ان کی عمر ستر (۷۰) برس تھی۔ اس کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ ابوہریرہ بن سبیح کا قول ہے: لجلال علاء غطفانی کے والد ہیں۔

۷۵۰) اللجلال عامری *

خالد کے والد ہیں، بخاری رضی اللہ عنہ کا قول ہے: صحابی ہیں، تاریخ * میں ذکر کیا ہے۔ سیاق ان کا ہے، ادب المفرد میں، ابوداؤد اور نسائی نے کبریٰ میں بطریق محمد بن عبداللہ شعبی بحوالہ خالد بن لجلال، عن ابیہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لڑکے تھے اور بازار میں کام کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا، اسے رجم کر دیا گیا، پھر ایک شخص آیا اور ہم سے پوچھا کہ ہم اس کی جگہ بتائیں، ہم اسے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ہم نے کہا: یہ ہم سے اس ناپاک کے بارے میں پوچھ رہا تھا، جسے آج رجم کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے ناپاک نہ ہو، اللہ کی قسم! وہ اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔“ * بعض نے اسے طویل نقل کیا ہے اور بعض نے اسے مختصر اذکر کیا ہے۔

اسے ابوداؤد * اور نسائی نے دوسرے طریق سے بحوالہ خالد بن لجلال طویل نقل کیا ہے، ابن سبیح کا قول ہے: وہ مولیٰ بنوزہرہ ہیں، دمشق میں فوت ہوئے، لجلال، خالد کے والد اور لجلال علاء کے والد ایک ہیں۔ مزی، اطراف میں اسی پر چلے ہیں۔ فرماتے ہیں: لجلال علاء کے والد ہیں پھر حدیث خالد بن لجلال، عن ابیہ ذکر کی ہے، تہذیب میں فرماتے ہیں: اسی طرح انہوں نے بحوالہ معاذ ذکر کیا ہے، ان سے اسی طرح ابودرد بن ثمامہ نے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن سبیح کے قول کو عامری کے قول سے تقویت ملتی ہے، وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں لڑکے تھے، دوسرا قول کہ علاء کے والد ہیں، اس وقت وہ پچاس (۵۰) یا اس سے زیادہ سال کے تھے، اس لیے دونوں میں فرق کیا ہے۔

ابن حبان نے ثقات تابعین میں فرمایا: بعلاج حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کا نسب بیان نہیں کیا جبکہ انہوں نے کتاب صحابہ میں اس سے پہلے لکھا ہے: لجلال عامری مولیٰ بنوزہرہ صحابی ہیں۔ شام کے رہائشی ہیں، ان کی حدیث ان کے دونوں بیٹوں علاء اور خالد سے مروی ہے۔ جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ایک سو بیس (۱۲۰) برس کے تھے، تو وہ اس پر چلے کہ یہ ایک شخصیت ہیں، یہ عمر تو علی کے والد پر منطبق (Fit) ہوتی ہے۔ وہی اتنی مقدار یا اتنا عمر زندہ رہے جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہو چکا ہے، جسے سراج نے نقل کیا ہے۔

باب لام کے بعدحاء

۷۵۱) لحقم الجنی نصمیں کے جنوں میں سے ہیں، ارقم میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

* اسد الغابہ (۴۵۲۸) استیعاب (۲۶۶۹) تجرید (۳۸/۲) * تاریخ کبیر (۲۵۰/۷)

* مسند احمد (۴۷۹/۳) المعجم الکبیر (۴۸۸/۱۹) جامع المسانید (۶۴۱/۱۰) * ابوداؤد (۴۴۳۵)

باب لام کے بعد صاد

۴۵۵۲ یصب بن خيثم

ابن حرملة، ابن یونس کا قول ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ابن مندہ نے یہ ابن یونس کے حوالے سے نقل کیا ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: صحابہ میں ان کا ذکر ہے، یہ اضافہ میں نے ابن یونس کی کتاب میں نہیں دیکھا۔

باب لام اس کے بعد قاف

۴۵۵۳ لقمان بن شبة

ابن معیط، ابو حصین عسی، عیس کے وفد میں سے تھے، وہ نو (۹) لوگ تھے، ابو جعفر طبری نے ان کے نام لیے ہیں، حارث بن ربیع بن زیاد کے سوانح میں ان کے نام گزرے چکے ہیں، لقمان نے وہاں ان کی کنیت سے ذکر کیا ہے۔

۴۵۵۴ لقيط بن ارقطاة سكوني

ابن مندہ کا قول ہے: اہل شام میں ان کا شمار ہے، ابن ابی حاتم کا قول ہے، مسلمہ بن علی نے بحوالہ لقيط بن ارقطاة ان کی حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نانوے (۹۹) مشرکین قتل کئے۔
میں کہتا ہوں: باوردی اور طبرانی وغیرہ نے بطریق ہشام بن عمارہ، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، مسلمہ ضعیف ہیں۔
طبرانی وغیرہ نے بطریق نصر بن خزیمہ، بحوالہ نصر بن علقمہ اس اسناد سے لقيط تک نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے دونوں پاؤں میڑھے تھے، وہ زمین پر نہیں لگتے تھے۔ آپ ﷺ نے میرے لیے دعا کی تو میں زمین پر چلنے لگا۔

۴۵۵۵ لقيط بن ربيع عشمي

بعض کا قول ہے: وہ ابو العاص کا نام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے داماد اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کتبوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۵۵۶ لقيط بن صبره

ابن عبد اللہ بن مشق بن عامر بن عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صصہ عامری، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت

اسد الغابہ (۴۵۲۹) تجرید (۳۸/۲) * اسد الغابہ (۴۵۳۱) استیعاب (۲۲۷۰) تجرید (۳۸/۲)

اسد الغابہ (۴۵۳۲) استیعاب (۲۲۶۴) تجرید (۳۹/۲) * اسد الغابہ (۴۵۳۲) الاستیعاب (۲۲۶۴) تجرید (۳۹/۲)

المعجم الكبير (۴۸۵/۱۹) مجمع الزوائد (۴۰۰/۹) * اسد الغابہ (۴۵۳۴) تجرید (۳۹/۲)

کی، ان سے ان کے بیٹے عاصم نے روایت کیا، میں نے فاطمہ بنت منجا پر بحوالہ عاصم بن لقیط بن صبرہ، عن ابیہ پڑھا، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کامل وضو کرو، انگلیوں کا غلغل کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی چڑھاؤ، سوائے اس کے کہ تم روزہ دار ہو۔“ *

یہ حدیث صحیح ہے، اسے احمد نے شیخ سے بحوالہ سفیان نقل کیا ہے، ہم نے ان کے شیخ کے شیخ میں عالی سند سے ان کی موافقت کی ہے، اسے ترمذی نے بحوالہ تھیمہ اور نسائی نے بحوالہ اسحاق بن ابراہیم، دونوں نے بحوالہ کعب، نسائی نے بھی بحوالہ سفیان ثوری نقل کیا ہے، ہمیں اس سے دو درجہ عالی سند کے ساتھ یہ روایت ملی ہے۔

اسے ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے بروایت یحییٰ بن سلیم، بحوالہ اسماعیل بن کثیر بعض نے طویل نقل کیا ہے، اس میں ہے: میں بنو مشفق کا نمائندہ تھا، اس میں ان کا طویل قصہ ہے جو نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا، اسے ابن حبان * نے اپنی صحیح میں طویل نقل کیا ہے۔

۴۵۵۷ لقیط بن عامر *

ابن مشفق بن عامر عامری، ابورزین عقیلی ہیں، بنو مشفق کے نمائندے تھے، ان سے ان کے بھتیجے و کچ بن عدس، عبداللہ بن حاجب، عمرو بن اوس ثقفی نے روایت کیا۔ علی بن مدینی، خلیفہ بن خیاط، ابن ابی خنیسہ، محمد بن سعد، مسلم، بغوی، دارمی، باوردی، ابن قانع وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ لقیط بن صبرہ کے علاوہ ہیں، جن کا اس سے پہلے ذکر ہوا ہے۔ ابن معین کا قول ہے: وہ دونوں ایک ہیں، جس نے لقیط بن عامر کہا، انہوں نے ان کے جد کی طرف ان کی نسبت کی ہے، وہ لقیط بن صبرہ ہیں۔

جامع الاصول میں لقیط بن عامر بن صبرہ ہے، فقہ نے اسے لکھا ہے اور بنو عامر کی طرف ان کی نسبت کی ہے، اثرم نے اسے بحوالہ احمد نقل کیا ہے۔ اس طرف امام بخاری کا میلان ہے۔ ابن حبان، ابن سکس، عبدالغنی بن سعید نے ایضاح اشکال میں اس کا یقین کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: وہ اس کے علاوہ ہیں، وہ صحیح نہیں۔ اسی طرح ابن عبدالبر * نے اس کے مقابلے میں کہا: ایسا کچھ بھی نہیں، ہرمزی نے اس کا رد کیا ہے اور اطراف میں یقین سے کہا ہے کہ وہ دو ہیں، تہذیب میں ہے کہ وہ ایک ہیں، میرے خیال میں رائج یہ ہے کہ وہ دو ہیں۔ کیونکہ لقیط بن عامر، اپنی کنیت سے مشہور تھے، لقیط بن صبرہ کی کنیت مذکور نہیں، سوائے اس کے کہ ابن شاہین نے شاذ قول نقل کیا ہے، ابورزین عقیلی نے بھی ایسا کہا ہے۔

ابورزین سے روایت کرنے والی ایک جماعت ہے، لقیط بن صبرہ کا سوائے ان کے بیٹے عاصم کے کوئی اور راوی مشہور نہیں، ان دونوں کا ایک ہونا اس شخص کے نزدیک قوی ہے جو اس پہ اعتماد کرتا ہے، کیونکہ دونوں کے بارے میں آیا ہے کہ وہ بنو مشفق کے

* ابوداؤد (۱۴۲) ترمذی (۴۸) نسائی (۱۱۴) ابن ماجہ (۴۴۸) مسند احمد (۳۳/۴) مستدرک (۱۴۸/۱)

معجم الکبیر (۴۷۹/۱۹) بیہقی (۷۶/۱) جامع المسانید والسنن (۶۴۵/۱۰)

* ابن حبان (۱۰۵۴) اسد الغابہ (۵۳۵) استیعاب (۲۲۶۶) تجرید (۳۹/۲) استیعاب (۳۹۷/۳)

* استیعاب (۳۹۷/۳)

نمائندے تھے، جو واضح نہیں، اس لیے کہ دونوں کے بارے میں احتمال ہے کہ سردار تھے۔

ان کی حدیث جسے حضرت عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد مسند میں اور ابو حفص بن شاپین اور طبرانی نے بطریق عبدالرحمن بن عیاش انصاری پھر سمعی بحوالہ لقیط بن عامر نقل کیا ہے کہ وہ نہیک بن عاصم بن مالک بن مشفق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، فرماتے ہیں: ہم رجب کے اختتام پر مدینہ آئے.... قیامت کے دن اٹھنے کے بارے میں دو درق کے برابر طویل حدیث ہے۔ یہ وہی ہیں جن کے بارے میں عمرو کی حدیث ہے۔ اس میں کعب بن خذاریہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس میں سے جو انہوں نے نقل کیا ہے..... رجب میں بتوں کے لیے کبری ذبح کرنے کا ذکر کیا۔

بخاری رحمہ اللہ نے اسے اپنی تاریخ میں بطریق شعبہ، بحوالہ ابوزین عقیلی نقل کیا ہے، اسے مرفوع کہا ہے: ”مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو صرف پاکیزہ چیز کھاتی ہے“۔ کعب بن خذاریہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، کنتوں میں ان لوگوں میں ان کا ذکر آئے گا جن کی کثیت ابوزین ہے، ابن شاپین نے عجیب بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں: ان کی کثیت ابومصعب ہے۔

۴۵۵۸ لقیط بن عباد سامی

ابن ماکولا کا ہے: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

۴۵۵۹ لقیط بن عبدالقیس فزاری

بنو ظفر کے حلیف ہیں، انصاری ہیں، سیف بن عمر نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یرموک کے دن گھڑ سواروں کے دستے پر امیر تھے۔

۴۵۶۰ لقیط بن عدی لغمی

سوید بن حبان کے دادا ہیں، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمرو بن العاص کے صاحب کمین تھے، سعید بن عفیر نے یہ ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس فرمایا کہ انہوں نے فرمایا: صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ ان کی کوئی مستند روایت معلوم نہیں۔ اہل مصر میں ان کا شمار ہے۔

۴۵۶۱ لقیط بن عصر بلوی

وہ نعمان بن عصر ہیں، حفرنون میں ان کا ذکر آئے گا۔

تاریخ کبیر (۲۴۸/۷)

ابوداؤد (۵۰۲۰) ترمذی (۲۲۷۸) مسند احمد (۱۲/۴) (۱۳/۴) مستدرک حاکم (۳۹۰/۴۱)

معجم الکبیر (۴۶۱/۱۹) مجمع الزوائد (۳۰۱/۱۰)

الاکمال (۵۹/۶) تجرید (۳۹/۲) اسد الغابہ (۴۵۳۷) تجرید (۳۹/۲)

۴۵۶۲ لقیم دجاج

جاظ نے کتاب الحیوان میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے غزوہ خیبر میں ایک شہر میں نبی کریم ﷺ کی مدح کی: ”

”خیبر کی زمین نطاظ میں بڑے لشکر میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تیر اندازی ہوئی جو سرخ اور کندھوں اور ریڑھ کی ہڈی والی ہے۔“

فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے انہیں خیبر کا ایک بڑا پرندہ دیا تو اس وقت سے انہیں لقیم دجاج کہا جاتا ہے۔ ابو عمرو شیبانی اور مدائنی نے بحوالہ صالح بن کیسان یہ ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ مذکورہ قصہ سیرت ابن اسحاق میں ہے، لیکن ابن لقیم کا قول ہے، احتمال ہے کہ ان کا نام اپنے والد کے نام کی طرح ہو۔

باب لام کے بعد میم

۴۵۶۳ لمیس

ابوسلمی، بصرہ کے اعرابی ہیں، عمرو بن جبہ نے ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ابن مندہ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

باب لام کے بعد ہاء

۴۵۶۴ لہیب

تصفیر کے ساتھ ہے، ابن مالک لہبی، یہ ابن مندہ کا قول ہے: ابو عمر نے اس میں بیان کیا ہے، لہب، اس پر رشاطی نے اعتماد کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: ان کی حدیث ہے، اسے عبداللہ بن محمد عدوی نے ایسی اسناد سے اسے روایت کیا ہے جو ثابت نہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: انہوں نے کہانت اور نبوت کی علامات کے بارے میں عجیب روایت کی ہے، عقلی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن احمد بلوی نے بحوالہ لہیب بن مالک لہبی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کہانت کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ہمیں ہی سب سے پہلے آسمان کی حفاظت، شیاطین کی خبر اور چپکے سے ان کے کان لگانے کی ممانعت اور ان پر شہاب ثاقب پڑنے کا پتہ چلا، جس کا واقعہ یہ ہے کہ ہم اپنے ایک کاہن کے پاس جمع تھے، جس کا نام خطر بن مالک تھا، وہ انتہائی بوڑھا شخص تھا، جس

کی دوسواستی (۲۸۰) برس عمر ہو گئی تھی، اور وہ ہمارے کاہنوں میں سب سے بوڑھا شخص تھا، ہم نے اس سے کہا: خطر! کیا آپ کے پاس ان ستاروں کے بارے میں کوئی علم ہے جو چھپکے جاتے ہیں، کیونکہ ہم تو خوفزدہ ہو چکے ہیں اور اپنے برے انجام سے ڈر رہے ہیں، تو اس نے کہا: ص

”سحری تک میرے پاس لوٹ کر آنا، میں تمہیں اصل بات بتاؤں گا خیر ہے یا شر، امن کی بات ہے یا خطرے کی۔“

فرماتے ہیں: ہم سحری کے وقت اس کے پاس پہنچے تو وہ آسمان کی طرف مٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا، ہم نے اسے آواز دی، خطر! اس نے ہمیں اشارے سے کہا: ٹھہر جاؤ! اتنے میں بہت بڑا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرنا تو وہ کاہن اپنی آواز بلند کر کے چیخنے لگا: ص

”اسے لگ چکا ہے، اللہ کے عذاب نے اسے گھیر لیا ہے، اس کا عذاب بڑا جلدی ہے، اس کے شہاب نے اسے جلا ڈالا اور اس کے جواب نے اس کی عقل زائل کر دی ہے۔“

پھر اس کے بقیہ رجزیہ اور صحیح پر مبنی اشعار ذکر کئے، جس میں سے چند یہ ہیں: ص

”مجھے کعبہ اور ارکان کی قسم! سرکش جنوں کو کان لگانے سے روک دیا گیا ہے، اس شہاب ثاقب کی وجہ سے جو طاقت والے کی تھیلی میں ہے۔ جس کی وجہ ایک عظیم الشان مبعوث ہونے والا نبی ہے، جو تنزیل اور فرقان لے کر مبعوث ہوگا۔“

اسی میں ہے: ہم نے اس سے کہا: خطر! آپ ایک عظیم بات کا ذکر کر رہے ہیں تو آپ اپنی قوم کے لیے کیا رائے دیں گے؟ اس نے کہا: میں جو اپنے لیے بہتر سمجھتا ہوں، اپنی قوم کو بھی وہی رائے دوں گا کہ وہ پوری انسانیت میں سے بہترین شخص کی پیروی کر لیں جس کا شہاب ثاقب سورج کی شعاع جیسا ہے، پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے: خطر کو تین دن کے بعد افاقہ ہوا تو وہ لا الہ الا اللہ پڑھ رہا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اس نے نبوت جیسی بات کی ہے، یقیناً وہ قیامت کے دن ایک امت بنا کر اٹھایا جائے گا، اسے ابوسعبد نے شرف المصطفیٰ میں اس طریق سے نقل کیا ہے۔

ابو عمر کا قول ہے: اس کی اسناد ضعیف ہے، اگر اس میں کوئی حکم ہوتا تو میں اسے ذکر نہ کرتا، کیونکہ اس کے راوی مجہول ہیں، اور عمارہ بن زید پر محدثین نے وضع حدیث کی تہمت لگائی ہے، لیکن نبوت کی علامات اور اصول ختم نہیں ہوں گے بلکہ ان کی گواہی دی جائے گی اور اسے صحیح قرار دیا جائے گا۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ موضوع حدیث کی روایت جائز ہے، اگر اس میں یہ دو شرطیں ہوں کہ اس میں حکم نہ ہو اور اس سے اصول کی گواہی دی جائے۔ یہ محدثین کے عدم جواز پر اتفاق کے خلاف ہے، ممکن ہے کہ کہا جائے کہ اس شرط کا ذکر کرنا بیان سے تعلق رکھتا ہے۔

باب لام کے بعد یاء

لیث اللہ ۷۵۶۵

حمزہ بن عبدالمطلب ہیں، یہ ابوسنان بن حریت کے شعر میں ہے، جیسا کہ کنتوں میں آئے گا، مشہور یہ ہے کہ وہ اسد اللہ ہیں۔

لیث بن جثامہ کنانی لیثی ۷۵۶۶

صعب بن جثامہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کے سواخ میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مرزبانی * نے معجم الشعراء میں فرمایا: مخضرمی ہیں، میں نے علامہ رضی الدین شاطبی کی تحریر میں جس کی عبارت یہ ہے، پڑھا: جثامہ بن قیس کے ہاں صعب، لیث اور محکم پیدا ہوئے۔

ان کی والدہ فاخہ بنت حرب، حضرت ابوسفیان کی بہن ہیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کے واقعہ میں شریک ہوئے۔

لیث ۷۵۶۷

ابوہند داری کے نام میں جو کہا گیا، ان میں سے یہ ایک، کنتوں میں ان کے حالات آئیں گے۔

یشرح ۷۵۶۸

ابن لُحی بن ثمر، ابوخرزیمہ، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے، ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

قسم ثانی از حرف لام

اس میں کسی کا ذکر نہیں۔

قسم ثالث از حرف لام

باب لام کے بعد حمزہ

لام بن زئار ۷۵۶۹

ابن غطف طائی، عدی بن حاتم کے ماں شریک بھائی ہیں، ان کے بھائی ملحان بن زئار کے سواخ میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب لام کے بعد باء

۴۵۴۰ لبده بن کعب

ابوتریس، اہل مصر میں ان کا شمار ہے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق یحییٰ بن ایوب، بحوالہ ابوتریس لبده بن کعب نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے جاہلیت میں ایک مرتبہ حج کیا، پھر دوسری مرتبہ حج کیا۔ نبی کریم ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ میں نے خون سے میٹھی کوئی چیز نہیں دیکھی جو میں نے جاہلیت میں کھایا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، انہوں نے سورۃ حج کی تلاوت کی پھر دو سجدے کیے۔

میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ ابن یونس میں انہیں نہیں دیکھا، سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ واقعہ فحل میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ تھے جو یرموک کے بعد پیش آیا۔

باب لام کے بعد جیم

۴۵۴۱ بجلاج بن حصین ذبیانی

بنو ثعلبہ میں سے ہیں، آمدی کا قول ہے: جاہلیت کے شہسواروں میں سے تھے، اسلام کا زمانہ پایا۔

۴۵۴۲ بجلاج

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، قسم اول میں گزر چکے ہیں۔

باب لام کے بعد قاف

۴۵۴۳ لقس بن سلمان

مولیٰ کعب بن عجرہ، نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، ان سے ان کے مولیٰ نے روایت کیا، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان سے مروی حدیث مجہم طبرانی میں۔

۴۵۴۴ لقیط بن ناشرہ

انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: قدیم الاسلام ہیں، احادیث میں ان کا ذکر

اسد الغابہ (۴۵۴۳) تجرید (۴۰/۲)

اسد الغابہ (۴۵۱۶) تجرید (۳۷/۲)

الإمدی (۶۴۰۷۵)

ہے، فتح مصر میں شریک ہوئے۔

۷۵۷۵) تَقِيم

تصغیر کے ساتھ ہے۔ ابن سرح تنوخی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے۔

باب لام کے بعد ہاء

۷۵۷۶) لَهَب بن خندَق

ابو موسیٰ نے ذیل میں فرمایا: عبدان مروزی نے ان کا ذکر کیا ہے، بطریق عوام بن حوشب بحوالہ لہب بن خندق جو انہی میں سے ایک شخص ہے اس نے زمانہ جاہلیت پایا نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف بن مالک نے سخت جاہلیت میں فرمایا: میں پیاسا مروں، مجھے یہ پسند ہے کہ میں وعدے کے خلاف کر کے مروں۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے یہ اثر اس طریق سے نقل کیا ہے، انہوں نے لہب بن خندق میں یہ نہیں فرمایا کہ انہوں نے دور جاہلیت پایا، ان کی روایت میں عوف بن نعمان ہیں جیسا کہ عوف بن نعمان کے سوانح میں گزر چکا ہے، بخاری رحمہ اللہ وغیرہ نے تابعین میں لہب کا ذکر کیا ہے۔

۷۵۷۷) لَهِيْعَه بن مُخْمَر

ابن نعیم بن سلامہ یحصبی، افنش سے ہیں جو مصعب کے لطن سے ہے۔ انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔

القسم الرابع از حرف لام

باب لام کے بعد ياء

۷۵۷۸) لَبِيد بن زِيَاد

ابن امین کے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مند جو ہری کی طرف اس کی نسبت کی ہے، انہوں نے علم کے اٹھالینے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، ابن بشکوال اور ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی متابعت کی ہے۔ وہ بدل گیا ہے۔

وہ زیاد بن لبید ہیں، حرف زاء میں جن کا ذکر گزر چکا ہے، حدیث انہی کی ہے۔ نسائی کی روایت میں حدیث عوف بن مالک میں بھی الٹا لکھا ہوا ہے۔

۴۵۷۹ لبید

یحییٰ بن عبدالرحمن کے دادا ہیں، انہوں نے بحوالہ اپنے والد، عن جده مرفوع نقل کیا ہے ”جب لڑکائیں (۳) دن روزے رکھ لے، اس کے لیے رمضان کے روزے رکھنا آسان ہو جاتا ہے“۔
ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: اسی طرح عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ وہم ہے۔ وہ لبیدہ ہیں، جن کا قسم اؤل میں ذکر گزر چکا ہے۔

باب لام کے بعد قاف

۴۵۸۰ لقیط سدوسی

ایاد کے والد ہیں، بعض نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ وہم ہے۔ اسلم تاریخ واسط میں فرماتے ہیں: بحوالہ ایاد بن لقیط، عن ابیہ مروی ہے فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے بال کندھوں تک پہنچتے تھے، ابو محمد بن سفیان حافظ الراوی بحوالہ اسلم فرماتے ہیں: وہ ایاد بن لقیط ہیں۔ بحوالہ ابورمہ۔
میں کہتا ہوں: کتنوں میں اس کا بیان آئے گا۔

باب لام اس کے بعد ہاء

۴۵۸۱ لہیعہ حضرمی

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: ابو زرہ رازی، صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق محمد بن عبداللہ تمیمی، ان کے حوالے سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن سو گئے، آپ ﷺ کے پاس آپ کی بعض ازواج تھیں... پھر حدیث ذکر کی۔

یہ مرسل ہے، لہیعہ تابعین میں معروف ہیں، بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن یونس میں ان میں ان کا ذکر کیا ہے اور محمد بن عبداللہ تمیمی کی روایت کا ان کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ ۱۰۰ھ میں وفات پائی، اس میں ازدی نے کلام کیا ہے اور ابن حبان نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

تجريد (۳۸/۲)

معجم الكبير (۲۲۱/۱۹) مصنف عبدالرزاق (۷۳۰۰)

اسد الغابہ (۴۵۴۲) تجريد (۴۰/۲)

جامع المسانيد والسنن (۶۶۳/۱۰)

باب لام کے بعد یاء

لیث بن معاذ (۷۵۸۲)

بعض نے ان کا ذکر کیا ہے، وہ صحیح نہیں۔ وہ تابعی ہیں۔ ان کی حدیث مرسل نقل کی ہے۔ فاکہی نے کتاب مکہ میں بحوالہ لیث بن معاذ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ پندرہواں گھر ہے، سات آسمان میں عرش تک ہیں، سات زمین کی آخری تہہ تک ہیں، ان گھروں میں سب سے اوپر والا عرش کے قریب بیت المعمور ہے، اس بیت اللہ کی حرمت سے ہر گھر کی حرمت ہے۔ اگر ان میں سے ایک گھر گر پڑے تو سب ایک دوسرے کے اوپر گر پڑیں۔ جیسے اس گھر کو تعمیر کرنے والے ہیں، اسی طرح ان گھروں کو تعمیر کرنے والے ہیں۔“ ❁



حرف میم

باب میم کے بعد الف

۴۵۸۳ مابور

قبلی، خفی۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار ہیں، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے سواخ میں ان کے بارے میں آئے گا کہ وہ بہت بوڑھے ہیں، کیونکہ وہ ان کے بھائی ہیں۔

میں کہتا ہوں: روایات میں ان کے بارے میں جو آیا ہے وہ اس کے منافی نہیں کہ وہ ان کے رشتہ دار ہیں یا نسبی تعلق دار یا ان کے چچا زاد ہیں، اس احتمال کی وجہ سے کہ وہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ واللہ اعلم

وہ رسول اللہ ﷺ کی اُم ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ دار ہیں، ان کے ساتھ مصر سے آئے۔

حماد بن سلمہ نے بحوالہ انس بن مالک نقل کیا ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ کی اُم ولد سے تہمت لگائی جاتی تھی، رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ اس کی گردن مار دو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے تو وہ چھوٹے حوض میں نہا رہا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: باہر آؤ، اس نے ہاتھ پکڑا لیا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے باہر نکالا تو وہ محبوب تھا، اس کا ذکر نہیں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے رُک گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ محبوب ہے، اس کا ذکر نہیں۔

مسلم نے اسے نقل کیا ہے، اور ان کا نام نہیں لیا۔ ابوبکر بن ابی خیشمہ نے بحوالہ مصعب زبیری ان کا نام ”مابور“ لکھا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: پھر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی ولادت ہوئی، جنہیں مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا تھا، اس کے ساتھ ان کی بہن سیرین اور مابور نامی خسی تھا۔

کئی روایات میں ان کا نام لیے بغیر ان کا ذکر آیا ہے، ان میں سے جو ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں اپنی سند میں، عن عبد اللہ بن عمرو نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے صاحبزادے ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قطیبہ کے پاس آئے تو ان کے پاس ان کے رشتہ دار کو پایا جو ان کے ساتھ مصر سے آیا تھا، وہ ان کے پاس بہت زیادہ آتا جاتا، آپ ﷺ کے دل میں کوئی بات پیدا ہوئی، آپ ﷺ واپس آئے، آپ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ملے، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے پہچان لیا اور آپ سے اس کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے انہیں بتایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار لی پھر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، ان کا رشتہ دار، ان کے

پاس تھا، آپ نے اپنی تلوار اس پر سونت لی، جب اس نے یہ دیکھا تو اپنا کپڑا ہٹا دیا وہ محبوب تھا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس آئے اور آپ ﷺ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بری قرار دیا ہے اور وہ ان کا رشتہ دار ہے۔ اس کے بطن میں میرا بیٹا ہے وہ لوگوں میں سب سے زیادہ میرے مشابہ ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا نام ابراہیم رکھوں اور میری کنیت ابو ابراہیم رکھی۔“

اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، کسی راوی کو اپنے شیخ کے بارے میں شک ہوا ہے۔ ابن عبدالحکم نے بھی بطریق یزید بن ابی حبیب، عن انس، خصی کے قصہ کے علاوہ اس کے کچھ حصے کا شاہد ہے۔ لیکن اس کے آخر میں فرمایا: بعض کا قول ہے: مقوقس نے ان کے ساتھ خصی کو بھیجا، وہ ان کے پاس رہتے تھے، پھر مجھے طبرانی کے معجم الکبیر میں اس طریق سے حدیث ملی ہے جسے اس سے ابن ابی خیشمہ نے نقل کیا ہے، اس میں ام ابراہیم کے قول کے بعد یہ اضافہ کیا ہے، اس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہونے والی تھی، انہوں نے ان کے پاس ان کے نسبی رشتہ دار کو دیکھا جو ان کے ساتھ مصر سے آیا تھا۔ وہ اسلام لائے اور ان کا اسلام سنو گیا، وہ حضرت ام ابراہیم رضی اللہ عنہا کے پاس آتا تھا۔ ان کے ہاں اپنی جگہ پانے کے لیے اس بات پر راضی ہو گیا کہ اپنے آپ کو محبوب کر دے، اس نے اپنی ٹانگوں کے درمیان جو کچھ تھا کاٹ دیا تو اس میں سے قلیل یا کثیر کچھ باقی نہ بچا۔۔۔۔۔ (الحدیث) یہ اس کے منافی نہیں جو پہلے گزر چکا ہے کہ وہ خصی تھا، مقوقس نے اسے ہدیہ میں بھیجا تھا کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ان کے فوطے نہ ہوں اور آلہ سناںس باقی ہو اور جب آلہ بھی کاٹ ڈالا بالکل صفا ہوا گیا۔

حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے واقعات کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روانگی ان کی طرف نبی علیہ السلام کے نکلنے کے بعد ہو، لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں محبوب پایا تو آپ کا دل مطمئن ہو گیا اور آپ کسی اور کام میں مشغول ہو گئے، تو یہ واقعہ پہلے ہوا، یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کے اپنے گھر واپس آنے کے بعد تھوڑی تاخیر سے بھیجا ہو، بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نہیں سنا گیا، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آختہ کو ماریہ کے پاس سے نخلستان میں پانی میں نہاتے دیکھا، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا بتانا یا تو ایک ساتھ ہوا ہوگا اور ایک دوسرے کے بعد، پھر جبرائیل علیہ السلام اس سے زیادہ پکی بات لے کر نازل ہوئے۔

ابن شاہین نے بطریق سلیمان بن ارقم، عن عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور ان کے چچا زاد ہدیے میں ملے۔ پھر حدیث نقل کی، یہاں تک کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انہیں قتل کرنے کے لیے بھیجا، تو وہ محبوب تھا، سلیمان ضعیف راوی ہے، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے سوانح میں اس خصی کے کچھ حالات آئیں گے۔ واقدی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ہم سے یعقوب بن محمد بن ابی صعصعہ نے بحوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ماریہ، ان کی بہن سیرین، ہزار (۱۰۰۰) مثقال سونا، بیس (۲۰) نرم کپڑے، اپنا خچر دلدل، اور اپنا گدھا عصیر بقول بعض بعفور، ان کے ساتھ مابور نامی خص، بقول بعض ہابور تھا۔۔۔۔۔ (الحدیث) اس میں ہے کہ خصی اپنے دین پر رہا، یہاں تک کہ بعد میں نبی کریم ﷺ کے زمانے میں اسلام لے آیا۔

باب میم کے بعد تاء

۴۵۸۴ ماقع

واقفی نے ذکر کیا ہے، وہ مولیٰ فاختہ بنت عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم، وہ اور ہیبت نبی ﷺ کے گھروں میں جاتے تھے، جب انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ وہ کسی خاتون کی تلاش میں ہیں جسے وہ اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کے لیے نکاح کا پیغام دیں تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: فلائی کا قصد کرو، وہ چار کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ کے ساتھ واپس جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے سنا تو چراگاہ کی طرف اسے جلا وطن کر دیا، وہ خلافت عمرؓ تک وہاں رہا۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق نے مغازی میں بحوالہ محمد بن ابراہیم تمیمی ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے بنت غیلان کے بارے میں کہا تھا کہ وہ چار (۴) کے ساتھ آتی ہے اور آٹھ (۸) کے ساتھ جاتی ہے وہ صحیح بخاری میں بحوالہ ابن جریج مروی ہے، جیسا کہ ان کے حالات میں آئے گا۔ ابن وہب نے اپنے جامع میں بحوالہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن نقل کیا ہے کہ دو منخت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھے، ان میں سے ایک ہیبت اور دوسرا ماق تھا۔ ماق فوت ہو گئے اور ان کے بعد ہیبت باقی رہ گئے، ابن وہب کا قول ہے: مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابو معشر سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے کوڑے لگائے جانے کا حکم دیا، پھر حدیث ذکر کی، ہیبت کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔

باب میم کے بعد راء

۴۵۸۵ مارب

سرمنڈانے والوں کی دعا کے بارے میں حدیث روایت کی، جس پر صاحب ترمذی نے اپنی کتاب ترمذی میں اعتماد کیا ہے۔ حرف قاف، قارب میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے، ابن عیینہ اسے میم یا قاف کے ساتھ نقل کرتے ہیں، کیونکہ انہوں نے اسے اپنی کتاب میں اسے میم کے ساتھ اور زبانی قاف کے ساتھ یاد تھا، فرماتے ہیں: لوگ اسے قاف کے ساتھ بیان کرتے ہیں، وہ شک کے ساتھ اسے نقل کرتے تھے۔

باب میم کے بعد زین

۴۵۸۶ مازن بن خیشمہ سکونی کنندی

ابن عساکر نے ان کے پوتے عمرو بن قیس کے سوانح میں فرمایا، صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے عمرو بن قیس کے سوانح میں

اسد الغابہ (۴۵۴۵) تجرید (۴۰/۲) * مغازی (۹۳۳)

مسند احمد (۱۵۲/۶) * اسد الغابہ (۴۵۴۶) استیعاب (۲۲۷۲) تجرید (۴۰/۲)

ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنے دادا مازن کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ وفد میں آئے..... (الحدیث)
اسے طبرانی نے اوسط* میں بطریق صفوان بن عمرو، بحوالہ عمرو بن قیس بن ثور ابن مازن بن خثیمہ اور ہسیل بن کعب جو مازن سے ہیں، ان دونوں کو حضرت معاذ بن جبل نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سکاسک اور سکون کے پڑاؤ کرنے کے دن، وہ لڑے یہاں تک کہ اسلام لے آئے، آپ ﷺ نے سکاسک اور سکون کے درمیان بھائی چارہ قائم کر دیا۔* اسی طرح میں نے مؤلف میں خطیب کی تحریر میں پڑھا ہے۔ زا کے زیر، میم کی تشدید، اس کے آخر میں نون ہے۔ اسے ابن سکین نے ہسیل بن کعب کے سوانح میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہوزیل میں سے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے مازن اور ہسیل کا اس مذکورہ حدیث کے علاوہ ذکر نہیں ملا..... میم کے ساتھ اس کے بعد لام، اسے ابن قانع نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے ہسیل میں لفظی غلطی کی اور اسے حسیل کہا، جیسا کہ آگے آئے گا۔

۴۵۸۷ مازن بن عَصُوبَة*

ابن عراب بن بشر بن خطامہ بن سعد بن ثعلبہ بن نصر بن سعد بن اسود بن نبھان بن عمرو بن غوث بن لُحی طائی پھر نبھانی پھر خطامی، ان کی والدہ زینب بنت عبد اللہ ہیں، ابن سکین وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بعض نے کہا: صحابی ہیں۔ طبرانی* اور فاکھی نے کتاب مکہ میں اور بیہقی نے دلائل میں، ابن سکین اور ابن قانع سب نے بطریق ہشام بن کلبی، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عبد اللہ عماری نے بیان کیا، فرماتے ہیں: مازن بن عَصُوبَة نے فرمایا..... پھر طویل حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: پھر میں نے بتوں کو توڑا، رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اسلام لے آیا۔

اس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف دور کی۔ فرماتے ہیں: میں نے کئی حج کیے، نصف قرآن یاد کیا اور چار آزاد خواتین سے نکاح کیا۔ مجھے حبان بن مازن نے بہہ کیا، اس میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو شعر سنائے: ص

”آپ کی طرف یا رسول اللہ! میری سواری دوڑی* صحراؤں میں گھومتی ہوئی عمان سے عرج تک اے زمین پر چلنے والے سب سے بہتر شخصیت، تاکہ آپ میرے لیے شفاعت کریں اور میرا گناہ معاف ہو اور میں فلاح پاؤں۔“

رشاطی نے خطامی میں خاء کے ساتھ نقل کیا ہے۔

ان کی ایک اور حدیث ہے جسے ابن سکین، محمد بن خلف نے جو کعب کے نام سے معروف ہیں، نوادر اخبار میں، ابن مندہ اور ابو نعیم نے بطریق حسن بن کثیر، بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر عن ابیہ، نقل کیا ہے کہ میں نے مازن بن عَصُوبَة کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”سچ بولو! کیونکہ وہ جنت کی طرف لے جاتا ہے۔“*

* معجم الکبیر (۳۴۰/۲۰) استیعاب (۴۰۰/۳) اسد الغابہ (۴۵۴۷) استیعاب (۲۲۷۳) تجرید (۴۰/۲)

* المعجم الکبیر (۷۹۹/۲۰) استیعاب (۴۰۰/۳) المعجم الکبیر (۳۳۷/۲۰) مجمع الزوائد (۹۳/۱)

ابن مندہ کا قول ہے: غریب ہے، اس اسناد کے علاوہ معروف نہیں۔

باب میم کے بعد شین

ماشی ۷۵۸۸

ابوبکر بن درید نے ذکر کیا ہے کہ وہ نصیبین کے ان جنوں میں سے ہیں جنہوں نے بطن نخلہ میں نبی کریم ﷺ سے قرآن سنا۔

باب میم کے بعد عین

۷۵۸۹ ماعز بن مالک اسلمی

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، یہ وہی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جنہیں رجم کیا گیا۔ صحیحین وغیرہ میں حدیث ابوہریرہ اور زید بن خالد وغیرہ سے ان کا ذکر ثابت ہے۔ ابوبکر صدیق، ابوذر، جابر بن سمرہ، بریدہ بن حبیب، ابن عباس، نعیم بن ہزّال، ابوسعید خدری، نصر اسلمی، ابوہریرہ کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے۔ بعض نے ان کا نام لیا ہے اور بعض نے مبہم رکھا ہے۔ اس کے بعض طرق میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر میری امت میں سے ایک جماعت ایسی توبہ کرتی تو ان کی طرف سے کافی ہو جاتی۔“ *

صحیح ابوعوانہ اور ابن حبان وغیرہ میں بطریق ابوہریرہ، عن جابر مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ماعز بن مالک کو رجم کیا تو فرمایا: ”میں نے اسے جنت کی نہروں میں غوطہ زن دیکھا ہے۔“ * بعض کا قول ہے: ان کا نام عریب ہے اور ماعز لقب ہے، کئیوں میں ابوفیل کے سوانح میں اس کا ذکر آئے گا، حدیث بریدہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ماعز کے لیے اللہ سے بخشش طلب کرو۔“ *

۷۵۹۰ ماعز بن مجالد

ابن ثور بن معاذ بن عبادہ بن بکاء بکائی، ابن کلبی نے نسب میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس نمائندہ بن کر آئے۔ رشاطی کا قول ہے: ابوعمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: جمہرہ میں ابن کلبی کے الفاظ ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ بشر بن معاویہ بن ثور میں ان

اسد الغابہ (۴۵۰) استیعاب (۲۲۷۴) تجرید (۴۰/۲)

مسند احمد (۲۴۵/۱) (۳۲۸/۱)

کنز العمال (۳۳۶۴۷) استحقاق السادة المتقين (۵۸۰/۸)

سنن کبریٰ (۸۳/۶) سنن دارقطنی (۹۲/۳) طبقات کبریٰ (۲۵/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۵۰۱) تجرید اسماء الصحابة (۴۰/۲)

کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۵۹۱ ماعز (بے نسبت)

ابو عمر کا قول ہے: مجھے ان کا نسب معلوم نہیں، مسند احمد وغیرہ میں ان کی حدیث ہے، ابن مندہ نے ان کا نسب بیان کیا ہے، تمیمی کا قول ہے: بصرہ میں رہائش تھی۔ احمد اور بخاری رحمہما علیہما نے تاریخ میں بطریق ابو مسعود جریری، بحوالہ ماعز نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے افضل کون سا عمل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک اللہ پر ایمان لانا، پھر جہاد، پھر مقبول حج، باقی تمام اعمال سے ایسے ہی افضل ہیں جیسے سورج کے طلوع اور غروب ہونے میں فرق“۔ اسے ثقات نے روایت کیا ہے۔ بخاری رحمہما علیہما نے اسے دوسرے طریق سے اور بغوی نے دو طریق سے اور جریری نے بحوالہ ماعز نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اعمال میں سے افضل کون سے عمل ہیں؟ پھر اسی کا مفہوم ذکر کیا، ایسا لگتا ہے کہ جریری کے اس میں دو شیخ ہیں۔

۴۵۹۲ ماعز (دوسرے)

بخاری اور بغوی رحمہما علیہما نے، پہلے والے ہیں، ان کا الگ ذکر کیا ہے۔ اور ان کے لیے ماعز والد عبد اللہ کا عنوان قائم کیا ہے۔ ابن مندہ نے یہ جواز پیش کیا ہے کہ وہ دونوں ایک شخص ہوں، اسے بطریق ہبید بن قاسم، بحوالہ یحییٰ بن عبد الرحمن ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن ماعز نے ان سے بیان کیا کہ ماعز نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے انہیں ایک تحریر لکھ کر دی کہ ماعز اپنی قوم میں سے سب سے آخر میں اسلام لائے، اور وہ صرف اپنے کئے کا سزاوار ہوگا۔ بعض کا قول ہے: عن عبد اللہ بن ماعز، عن ابیہ، عبد اللہ بن ماعز میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

مالک نامی لوگوں کا ذکر

باب میم کے بعد لام

۴۵۹۳ مالک بن احمد

شام میں رہائش پذیر تھے، یہ بغوی کا قول ہے۔ ابن شاپین کا قول ہے: مالک بن احمد جذامی عوفی۔ بطریق یزید بن عبد ربہ، بحوالہ ولید بن مسلم نقل کیا ہے کہ مجھے سعید بن منصور بن محرز بن مالک بن احمد جذامی، عن ابیہ مالک بن احمد عوفی کہ جب انہیں تبوک میں نبی کریم ﷺ کے آنے کا پتہ چلا تو ان کے پاس مالک بن احمد آئے اور اسلام لائے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا کہ انہیں تحریر لکھ کر

اسد الغابہ (۴۵۵۸) استیعاب (۲۲۷۵) استیعاب (۴۰۱/۳)

مسند احمد (۳۴۲/۴) المعجم الكبير (۳۴۴/۲۰) تاریخ کبیر (۳۷/۲)

مجمع الزوائد (۲۹/۱) کنز العماب (۳۳۶۴۶) اسد الغابہ (۴۵۵۲) استیعاب (۲۲۷۶) تجرید (۴۰/۲)

دیں جس میں وہ اسلام کی دعوت دیں۔ آپ نے انہیں چڑے کے ایک کلوے پر لکھ دیا، ولید فرماتے ہیں: میں نے سعید بن منصور سے پوچھا کہ مجھے وہ تحریر پڑھ کر سنائیں، انہوں نے اپنی عمر رسیدگی اور نظر کی کمزوری کا ذکر کیا اور فرمایا: ایوب بن حرز سے اس کے بارے میں پوچھو۔ میں ان سے ملا اور چڑے کا ایک کلو نکالا، اس کی چوڑائی چار انگلی اور اس کی لمبائی بالشت برابر تھی، اس کی تحریر مٹ چکی تھی، حضرت ایوب نے مجھے پڑھ کر سنایا:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ محمد بن عبد اللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ابن احمر کے لیے تحریر ہے، اور جس نے مسلمانوں میں سے ان کی پیروی کی، جب تک نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، غنیمت میں سے شس دیں اور مشرکین کی مخالفت کریں ان کے لیے امان ہے۔“

اسی طرح اسے بغوی نے بطریق ہارون بن عمر مخزومی دمشقی، بحوالہ ولید نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے اس اسناد سے اس کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ملی۔

اسے طبرانی نے اوسط میں بطریق صفوان بن صالح، بحوالہ ولید نقل کیا ہے، یہ ساری روایت انہوں نے یزید بن عبد ربہ کی طرح علیحدہ ذکر کرنے کے بغیر مدرج نقل کی ہے۔ *

۴۵۹۳ مالک بن اخامر *

یمامی۔ بعض کا قول ہے: ابن اخیر تصغیر کے ساتھ ہے۔ بخاری، بغوی، ابن شاہین رحمہ اللہ نے بطریق موسیٰ بن یعقوب ربیع، بحوالہ مالک بن اخامر ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی اور ابن شاہین کی روایت میں ابن اخیر ہے، بغوی کے ہاں بے نقط اور ابن شاہین کے ہاں نقطوں کے ساتھ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ مقبور کے قیامت کے دن نہ فرض قبول کریں گے نہ نقل، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! تصور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی بیوی سے زنا کروائے۔ *

ابن حبان نے ترجیح دی ہے کہ ان کے والد اخیر ہیں، جس نے اس میں اخامر کہا ہے۔ اسے وہم ہوا ہے۔

۴۵۹۵ مالک بن امیہ *

ابن عمر سلمی، بنو اسد بن خزیمہ کے حلیف ہیں، بدر میں شریک تھے، یمامہ میں شہید ہوئے، ابو عمر * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۵۹۶ مالک بن اوس بن عبد اللہ *

ابن حجر اسلمی، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابو نعیم نے تاریخ ابو عباس سراج میں ان کی حدیث بطریق عبد اللہ بن یسار نقل کی ہے، فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما نے ہجرت کی تو مجھ میں ہمارے اونٹوں کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اونٹ کس کے ہیں؟“

* المعجم الاوسط (۸۶۱۵) مجمع الزوائد (۲۹/۱) * اسد الغابہ (۴۵۵۳) استیعاب (۲۲۷۷) تجرید (۴۱/۲)

* التاریخ الكبير (۳۰۴/۷) * اسد الغابہ (۴۵۵۷) استیعاب (۲۲۷۹) تجرید (۴۱/۲)

* استیعاب (۴۰۲/۳) * اسد الغابہ (۴۵۶۰) استیعاب (۲۲۸۰) تجرید (۴۱/۲)

کسی نے کہا: اسلم قبیلہ کے ایک شخص کے ہیں۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ان شاء اللہ! تم سلامت رہو گے۔ تو آپ ﷺ کے پاس میرے والد آئے، انہوں نے آپ ﷺ کو اونٹ پر سوار کرایا۔ (الحدیث)

اوس بن عبداللہ کے سوانح میں اسی مفہوم کی روایت بطریق صحیح بن مالک بن ایاس بن مالک بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی گزر چکی ہے۔ جو اہل عرج میں سے ہیں: انہیں بتایا کہ ان کے والد مالک بن اوس نے انہیں بتایا کہ ان کے والد اوس ان کے پاس سے گزرے۔ وہ مغازی موسیٰ بن عقبہ میں بحوالہ ابن شہاب مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہجرت میں عرج آئے تو قبیلہ اسلم کے مالک بن اوس نامی شخص نے آپ ﷺ کو ابن اللقاح نامی اونٹ پر سوار کرایا، اور آپ ﷺ کے ساتھ مغیث نامی اپنا غلام بھیجا، وہ اسے چلا کر لے گیا۔

زبیر بن بکار کی اخبار مدینہ میں بحوالہ صحیح بن مالک بن ایاس بن کعب بن مالک بن اوس اسلمی، عن ابیہ، عن جدہ منقول ہے کہ آپ ﷺ نے کنوئیں سے حوض کی طرف نکلنے والی نالی کی جگہ میں نماز پڑھی اور اس جگہ مسجد بنائی۔

۴۵۹۷ مالک بن اوس بن حدثان

ابن طوف نصری، ان کی کنیت ابوسعید ہے، ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، ابوعمر کا قول ہے: احمد بن صالح مصری کا خیال ہے کہ وہ صحابی ہیں، ابن رشدین نے ان کے حوالے سے اور سلمہ بن وردان نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت کو دیکھا، ان کا اس میں شمار کیا۔

واقدی نے بحوالہ اپنے شیوخ نقل کیا ہے کہ یہ مالک بن اوس جاہلیت میں گھوڑے پر سوار ہوئے، اسی طرح واقدی کے حوالے سے مذکور ہے۔

انس بن عیاض نے بحوالہ مالک بن اوس بن حدثان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگی، واجب ہوگی۔“ (الحدیث) ابن رشدین فرماتے ہیں: میں نے احمد بن صالح سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، انہوں نے کہا: وہ صحیح ہے، ابوعمر کا قول ہے: مجھے ان کے صحابی ہونے کے بارے میں اس سے زیادہ کوئی بات یاد نہیں جو میں نے ذکر کی ہے۔ ربیع بحوالہ عمران کی روایت تو وہ ذکر کرنے سے زیادہ مشہور ہے۔ انہوں نے دس (۱۰) مہاجرین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، ان سے محمد بن جبیر، زہری، محمد بن منکدر اور ایک جماعت نے روایت کیا ان میں سے عکرمہ بن خالد، ابوزبیر، محمد ابن عمرو بن حنبلہ ہیں ۹۲ھ میں وفات پائی، بقول بعض ۵۰ھ میں، وہ چورانوے (۹۴) سال کے تھے۔

بغوی کا قول ہے: مجھے ابن ابی خیمہ نے بحوالہ مصعب وغیرہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن اوس جاہلیت میں گھوڑے پر سوار ہوئے۔

ابن برقی نے باب من ادرك النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی آپ سے روایت کرنا ثابت نہیں۔

ابن سعدؒ نے اس طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، آپ کو دیکھا اور آپ سے کوئی چیز یاد نہیں کی، اسی طرح تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ قدیم الاسلام ہیں۔ لیکن تاخیر سے اسلام لائے۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ انہیں روایت یا روایت حاصل ہے۔

بخاری، ابو حاتم رازی اور ابن حبان کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا، بقول بعض: صحابی ہیں، تاریخ صغیر میں فرمایا، مجھ سے عبد الرحمن بن شیبہ نے بحوالہ سلمہ بن وردان نقل کیا ہے کہ میں نے مالک بن اوس کو دیکھا، وہ صحابی ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: جس کا یہ خیال ہے کہ وہ صحابی ہیں، اسے وہم ہوا ہے۔ بغوی کا قول ہے، بعض نے کہا: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، فرماتے ہیں: مجھے محدثین میں سے ایک شخص نے بتایا جسے یہ حدیث یاد تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، یحییٰ بن معین کا قول ہے: صحابی نہیں، بغوی نے حسن سند سے بحوالہ مالک بن اوس نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ناظم تھا، صحیحین میں بطریق زہری مروی ہے کہ مجھے مالک بن اوس نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ اپنی قوم میں مال تقسیم کریں، اس کا طویل قصہ ہے، اس میں حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ کا قول ہے: ابن خزیمہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ثابت نہیں پھر اس کے طریق سے بحوالہ مالک بن اوس نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، ابن مندہ کا قول ہے: وہ وہم ہے، صحیح بحوالہ انس بن مالک ہے، یہ وہی ہیں جن کی طرف اشارہ کیا ہے، اسے ابو یعلیٰ نے بطریق ابن ابی ندیک، عن انس نقل کیا ہے، اس کے شروع میں ہے: ”جو تم میں سے روزہ دار ہو، اس کے آخر میں ہے ”واجب ہوگی، واجب ہوگی۔“

اسماعیل قاضی نے کتاب فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ میں بطریق سلمہ بن وردان نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: انس بن مالک اور مالک بن اوس نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے، آپ ﷺ کو ساتھ لے جانے کے لیے کوئی آدمی نہ ملا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پیچھے لے گئے، ابو احمد حاکم کا قول ہے: انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سنا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اپنی قوم کے ناظم تھے، ذہبی کا قول ہے: یحییٰ بن کثیر نے فرمایا: ۹۱ھ میں وفات پائی، یحییٰ بن حمزہ کا قول ہے: ۹۲ھ میں وفات پائی۔

میں کہتا ہوں: وہ جمہور کا قول ہے۔

۴۵۹۸ مالک بن اوس بن عتیکؒ

ابن عمرو بن عبد اعلم بن عامر بن زعمراء بن جسم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری، بغوی نے بحوالہ ابن ہبل ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: أحد، خندق اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے، وہ اور ان کے بھائی عمیر یمامہ میں شہید ہوئے۔

طبقات الکبریٰ (۴۰/۵)

مسند احمد (۱۱۸/۳) مجمع الزوائد (۱۶۳/۳) مصنف ابن ابی شیبہ (۲۳۶/۳) کنز العمال (۳۵۸۹)

اسد الغابہ (۴۵۶۱) استیعاب (۲۲۸۲) تجرید (۴۱/۲)

۷۵۹۹ مالک بن ایاس انصاری

بخاری، موسیٰ بن عقبہ نے اُحد میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ابن اسحاق کی کتاب پر اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۰۰ مالک بن ایفغ

ابن کرب ہمدانی، ناعطی، مالک بن نمط میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۰۱ مالک بن بحینہ

ابن عبدالبر کی قول ہے: عبداللہ اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ بحینہ، ام مالک ہیں، بعض کا قول ہے: وہ ان کے بیٹے عبداللہ کی والدہ ہیں، فرماتے ہیں: ابن بحینہ، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فوت ہوئے۔

مراد کی وضاحت نہیں، لیکن مالک کے حالات میں ان کا نام شامل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مالک مراد ہیں، لیکن اس کی وضاحت انہوں نے عبداللہ کے حالات میں کی ہے کہ وہ ان کی مراد ہیں، وہی صحیح ہے۔ جمہور نے مروان کی مدینہ پر گورنری کے زمانے میں ان کی تاریخ بیان کی ہے۔ بلاشبہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بات ہے۔ بعض نے ۵۶ھ لکھا ہے۔

مجھے سوائے دو حدیثوں کے مالک کی کوئی ایسی روایت معلوم نہیں جس سے یقین ہو کہ وہ صحابی ہیں، بعض راویوں نے ان دونوں کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ آیا وہ عبداللہ کی ہیں، یا مالک کی صحابہ میں بخاری رضی اللہ عنہ نے ان کا عنوان قائم کیا ہے، نہ ہی ابن ابی حاتم نے۔ نہ ان کے تبعین نے یہاں تک کہ ابن ابی حاتم نے جن لوگوں کے والد کا نام مالک ہے، حروف پر مرتب کیا ہے کہ جب حرف باء کے نام شروع کئے تو وہ جگہ خالی چھوڑ دی، وہاں کسی کا ذکر نہیں کیا۔ سب سے پہلے ابن شاپین نے مالک بن بحینہ کا عنوان قائم کیا ہے، انہوں نے کہا: مالک بن بحینہ، اس پر اضافہ نہیں کیا، نہ ہی ان کی کوئی روایت نقل کی ہے۔ ابن عبدالبر کی اپنی عادت کے مطابق ان کی پیروی کی ہے۔

لواب میں صحابہ میں ان کے ذکر کے بارے میں اس شخص کا شبہ ذکر کروں گا، ابن مندہ کا قول ہے: مالک بن بحینہ، سعد ابن ابراہیم نے بحوالہ مالک بن بحینہ ان کی حدیث نقل کی ہے، صحیح یہ ہے: عبداللہ بن مالک بن بحینہ۔

بخاری رضی اللہ عنہ نے بطریق بہز بن عبداللہ، بحوالہ مالک بن بحینہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھا، نماز ہو چکی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم صبح کی نماز چار رکعت پڑھتے ہو؟“

اس کے بعد فرمایا: غنڈر اور معاذ نے بحوالہ شعبہ ان کی پیروی کی ہے۔

اسد الغابہ (۵۶۲) استیعاب (۲۲۸۳) تجرید (۴۱/۲) السیرۃ النبویۃ (۹۸/۳)

اسد الغابہ (۵۶۶) استیعاب (۲۲۸۵) تجرید (۴۲/۲) استیعاب (۴۰۳/۳)

بخاری (۶۶۳) مسلم (۱۶۴۷) مستدرک جاکم (۳۰۷/۱) مصنف عبد الرزاق (۴۰۰۶)

مسند احمد (۳۴۵/۵) المعجم الکبیر (۶۶۳/۱۹)

ابن اسحاق نے بحوالہ مالک فرمایا: اسے مسلم نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، عن ابیہ نقل کیا ہے، بطریق ابو عوانہ، عن سعد، دونوں نے بحوالہ حفص، عن ابن محسینہ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: تعنی نے فرمایا: عبد اللہ بن مالک بن محسینہ، عن ابیہ، ان کا قول عن ابیہ غلط ہے۔ محسینہ وہ ام عبد اللہ ہیں، ابن مسعود کا قول ہے کہ مسلم نے بحوالہ تعنی اپنی روایت میں ”عن ابیہ“ کو پہلے حذف کیا، پھر اس پر تنبیہ کی تاکہ غلطی ظاہر ہو۔

اہل عراق میں سے شعبہ، حماد بن سلمہ، ابو عوانہ، وغیرہ کا قول ہے: عن سعد، عن حفص، عن مالک بن محسینہ، اہل حجاز کا قول ہے: عبد اللہ بن مالک بن محسینہ یہی صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کی معرفت میں حماد بن سلمہ کی روایت ہمیں عالی سند سے ملی ہے، دو مقامات پر ان کا اختلاف ہے، پہلا یہ کہ کیا محسینہ مالک کی والدہ ہیں یا عبد اللہ کی؟ اس سے حضرت مالک کا صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا، نہ ہی لینی ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ کیا حفص کے ہاں حدیث بحوالہ مالک بن محسینہ بلا واسطہ ہے یا بحوالہ عبد اللہ بن مالک بن محسینہ، یا بغیر واسطہ بحوالہ عبد اللہ چاہے وہ اپنے والد کی طرف منسوب ہوں یا اپنی والدہ کی طرف؟ ان میں سب سے زیادہ صحیح قول تیسرا ہے۔ اسی پر بخاری نے یقین کیا ہے۔

نسائی نے بطریق وہب بن جریر، عن شعبہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس میں ہے: عن مالک بن بحینہ، یہ خطا ہے۔ صحیح یہ ہے: عن عبد اللہ بن مالک بن بحینہ۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اسی طرح خطا ہے، جیسا کہ تعنی نے اپنی روایت میں بحوالہ عبد اللہ بن مالک بن محسینہ، عن ابیہ نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ کے ہاں ہے کہ یونس بن محمد مؤدب نے تعنی کی موافقت کی ہے۔ اسی طرح اسے ابو نعیم نے معرفت میں بطریق محمد بن خالد واسطی نقل کیا ہے، دونوں نے بحوالہ ابراہیم بن سعد نقل کیا ہے، پھر ابن مندہ کا قول ہے: مشہور عن عبد اللہ بن مالک بن محسینہ ہے۔

اسے ابن ماجہ نے بحوالہ ابراہیم بن سعد نقل کیا ہے، انہوں نے اس میں عن ابیہ نہیں فرمایا۔ دوسری حدیث میں اختلاف ہے کہ وہ عبد اللہ ہیں یا مالک؟ صحیحین میں کئی طرق سے بحوالہ عبد اللہ بن محسینہ، پہلے تشہد میں سہو کے بارے میں حدیث ہے۔ اس میں زہری اور جعفر بن ربیعہ ان کے حوالے سے روایت ہے، اصحاب سنن ثلاثہ کے ہاں اسی طرح ہے۔ اس میں یحییٰ بن سعید انصاری، بحوالہ اعرج اسی طرح بطریق مالک، بخاری کے ہاں ہے، بطریق حماد بن زید اور ابن مبارک، آخرین میں ہے۔ وہ سب ان سے روایت کرتے ہیں، نسائی کے ہاں بطریق عبد ربیع بن سعید، عن مالک بن محسینہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح دارمی نے بطریق حماد بن سلمہ اور ابو نعیم نے معرفت میں بطریق حماد بن زید، دونوں نے بحوالہ مالک بن محسینہ سکن نقل کیا ہے، نسائی کا قول ہے: یہ خطا ہے، صحیح یہ ہے: عن عبد اللہ بن مالک بن بحینہ۔ واللہ اعلم۔

۴۶۰۲ مالک بن بُرْهَة

ابن نہشل مجاشعی، مالک بن عمرو بن مالک بن برہہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۰۳ مالک بن تیہان انصاری

ابو یثم ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ محمد بن فضیل کی کتاب الزہد میں تفسیر بن مردویہ میں ﴿اَللّٰهُمَّ التَّكْوِيْنُ﴾ کی تفسیر میں، ابن سکین کی کتاب میں، اور جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں، ان میں سے کئی ایک میں ان کا نام ہے، اسی طرح ابن کلبی اور کئی لوگوں نے یقین کیا ہے کہ ان کا نام مالک ہے، مغازی موسیٰ بن عقبہ، ابو یثم میں بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا نام مالک بن تیہان ہے، ان کے بھائی عبید بن تیہان کے سوانح میں اس کی نظیر گزر چکی ہے۔ ان کے نام کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں، کئیوں میں اس کا ذکر آئے گا۔

۴۶۰۴ مالک بن ثابت انصاری

اوی، بنو نعیت سے ہیں۔ واقدی کا قول ہے: بر معونہ کے دن شہید ہوئے۔

۴۶۰۵ مالک بن ثعلبہ انصاری

ابو موسیٰ کا قول ہے: میں نے ابن مندہ کے جزرمالی کے پیچھے ان کی سند سے مقاتل بن سلیمان تک، بحوالہ جابر پایا، فرماتے ہیں: وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نوجوان تھے، انہیں مالک بن ثعلبہ انصاری کہا جاتا تھا، مدینہ میں کوئی نوجوان ان سے غنی نہیں تھا، نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے ﴿جولوگ سونے، چاندی کے خزانے بنا کر رکھتے ہیں﴾ اس آیت تک ﴿پس چکھو جو کچھ تم خزانے بنا کر رکھتے تھے﴾۔ * تو نوجوان پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، ضرور مالک کی وہ حالت ہوگی کہ اس کے پاس نہ درہم ہوگا نہ دینار ہوگا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنا سارا مال صدقہ کر دیا، اس روایت میں ضعف اور انقطاع ہے۔

۴۶۰۶ مالک بن جبیر

ابن حبال بن ربیعہ بن دعلج بن انس بن خزیمہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اسلمی۔ وہ اور ان کے چچا حارث بن حبال، طبری نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر * نے اسے بحوالہ ابن کلبی نقل کیا ہے، وہ حمیرہ میں ہے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۰۷ مالک بن جبیر

ابن عتیک انصاری، بنو معاویہ بن مالک بن اوس سے ہیں، بدر میں شریک ہوئے، یہ ابو عبید کا قول ہے، ابن فتحون نے اپنے

* اسد الغابہ (۵۶۷) استیعاب (۲۲۸۷/۳: ۴۰۴) تجرید (۴۲/۲) * اسد الغابہ (۵۶۸) تجرید (۴۲/۲)

* سورة توبه الآيات (۳۵، ۳۴) * اسد الغابہ (۵۷۰) تجرید (۴۲/۲) * اسد الغابہ (۲۲۵/۴)

استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۰۸ مالک بن جبیر طائی

بنو معن بن عتود سے ہیں، انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے، ابو عمر نے نہ ہی ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۰۹ مالک بن جلاح

۴۶۱۰ مالک بن حارثہ

ابو اسماء بن حارثہ سلمی، ابو عمر نے ان کے بھائی ہند کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وہ سات تھے، بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ بغوی، طبری اور ابن سکین رحمہم اللہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے اضافہ کیا ہے، بقول بعض: وہ آٹھ تھے، جو یہ ہیں: اسماء، حمران، خراش، ذؤیب، سلمہ، فضالہ، مالک، ہند۔

۴۶۱۱ مالک بن حارث قشیری

عامری، مالک بن عمرو میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۱۲ مالک بن حارث ذہلی

فخام میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، بقول بعض: مالک بن حملہ ہیں۔

۴۶۱۳ مالک بن حارث

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حماد بن زید، بحوالہ مالک بن حارث ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً بیس (۲۰) راتیں ٹھہرے۔
یہ مالک بن حویرث لیشی کی حدیث ہے، انہوں نے بطریق حماد بن زید، عن ایوب ان کی حدیث نقل کی ہے، گویا حویرث کا نام حارث تھا، ان کا لقب حویرث تھا، اسی سے مشہور ہو گئے۔

ابن سکین نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، جیسا کہ میں مالک بن حویرث میں ذکر کروں گا، اسی طرح بخاری نے تاریخ میں مالک بن حویرث لکھا ہے۔ ان کے سوانح میں بروایت حسین بن عبد اللہ بن مالک بن حویرث عن ابیہ، عن جدہ حدیث نقل کی ہے۔

۷۶۱۳ مالک بن حبيب

بعض کا قول ہے: وہ ابوحنبل ثقفی کا نام ہے، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۱۵ مالک بن حسحاس

ابن خشاش میں ان کا ذکر آئے گا۔

۷۶۱۶ مالک بن حسل

ابوعلی جیانی، ابن فتحون، ابن اشیر * نے استیعاب پر ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس صحابہ میں آئے، ہجرت کے بارے میں قصہ ہے، ان سے عبداللہ اشعری نے روایت کی، میں نے تاریخ بخاری * کے قدیم نسخے میں بروایت حسین بن محمد بن حسین بزار، نیشاپوری، ان کے حوالے سے دیکھا ہے، جو وہاں اضافے کے بغیر ذکر ہے۔

۷۶۱۷ مالک بن حمیرہ

ابن ایض بن کرب ہمدانی، ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اور ان کے دو چچا عمرو اور مالک اسلام

لائے۔

۷۶۱۸ مالک بن حملہ

ابن ابی اسود بن حمدان بن حارث بن سدوس بن سفیان بن ذہل بن ثعلبہ ذہلی، شیرازی نے القاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان کا لقب فحام ہے۔ میں کہتا ہوں: حرف خاء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۶۱۹ مالک بن حویرث

ابن اشیم بن زبالہ بن شیش بن عبدیلیل بن ناشب بن نمیرہ بن سعد بن لیث لیشی، بغوی کا قول ہے: انہیں ابن حویرث کہا جاتا تھا، وہ لیشی ہیں، بصرہ میں رہائش پذیر تھے، ان سے کئی احادیث مروی ہے۔ ابن سکن کا قول ہے: مالک بن حارث، ان کا نسب بیان کیا ہے، پھر فرمایا: بعض کا قول ہے: مالک بن حویرث۔ شعبہ کا قول ہے: مالک بن حویرث، ان کی کنیت ابوسلیمان ہے، بصرہ کے رہائشی تھے۔ عیین اور سنن میں بطریق ایوب، بحوالہ مالک بن حویرث اکی حدیث ہے، فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ہم قریب العمر بوڑھے تھے، ہم آپ ﷺ کے پاس بیس (۲۰) راتیں

* اسد الغابہ (۴۵۷۶) تجرید (۴۳/۲) * اسد الغابہ (۱۵/۴) * تاریخ کبیر (۳۰۰/۱)

* اسد الغابہ (۴۵۷۹) استیعاب (۲۲۸۸) تجرید (۴۳/۲) * استیعاب (۴۰۰/۳)

* اسد الغابہ (۴۵۸۰) استیعاب (۲۲۸۹) تجرید (۴۳/۲)

ظہرے پھر حدیث ذکر کی، حدیث میں ہے: ”اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔“ ❊

صحیحین میں اسی طرح بحوالہ ابو قلابہ مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اور کہا: میں تمہارے سامنے نماز پڑھتا ہوں، میرا نماز پڑھنے کا ارادہ تو نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی۔ ❊ بخاری میں ❊ اور سنن ثلاثہ میں بطریق ابی قلابہ اسی طرح، بحوالہ مالک بن حویرث مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ طاق رکعتوں میں جب تک سیدھا نہ بیٹھ جاتے کھڑے نہ ہوتے تھے۔ ان سے اسی طرح نصر بن عاصم اور ان کے بیٹے حسن بن مالک نے روایت کی، بصرہ میں ۶۲ھ میں وفات پائی، استیعاب میں ۹۴ھ ہے۔ پہلا قول صحیح ہے، اس پر ابن سکین وغیرہ نے اعتماد کیا ہے۔

❊ ۷۲۰ مالک بن حیدہ قشیری ❊

معاویہ کے بھائی ہیں، بہز بن حکیم کے دادا ہیں، اسے احمد نے بطریق ابی قزعة، بحوالہ حکیم بن معاویہ، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ ان کے بھائی مالک نے کہا: اے معاویہ! محمد ﷺ نے میرے پڑوسیوں کو قید کر لیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ان کی طرف چلے، وہ آپ کو جانتے ہیں اور مجھے نہیں جانتے، وہ آپ سے بات کریں گے، میں ان کے ساتھ گیا اور کہا: میرے پڑوسیوں کو چھوڑ دیجئے، وہ اسلام لا چکے ہیں پھر ان سے اعراض کیا۔ پھر ان کے پڑوسیوں کو چھوڑ دیا، حدیث میں ان کا قصہ ہے، اسے طبرانی رحمہ اللہ نے اس طریق سے نقل کیا ہے، ان کی روایت میں ہے: مالک بن حیدہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اسلام لا چکا ہوں اور میرے پڑوسی بھی مسلمان ہو گئے ہیں، انہیں چھوڑ دیجئے۔ آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ ❊

❊ ۷۲۱ مالک بن خشاش عنبری ❊

عبید بن حساس میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

❊ ۷۲۲ مالک بن خلف ❊

ابن عمرو بن دارم بن عمر بن وائلہ بن سہم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن افسی، نعمان کے بھائی ہیں، ابن کلبی کا قول ہے: اُحد کے دن جاسوس بنا کر بھیجے گئے، دونوں شہید ہو گئے اور ایک قبر میں دفن کئے گئے۔ واقدی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، محمد بن سعد بخوی اور مستغفری نے ان کی متابعت کی ہے۔

❊ بخاری (۶۳۰) مسلم (۷۲۴۶) ابوداؤد (۵۸۹) طبرانی (۶۱۳/۱۹) مسند احمد (۱۲۵۳)

❊ بخاری (۶۷۷) المعجم الکبیر (۲۸۶/۱۹، ۲۸۷)

❊ بخاری (۷۳۷) ❊ اسد الغابہ (۴۵۸۱) تجرید (۴۳/۲)

❊ المعجم الکبیر (۲۹۹/۱۹) مستدرک حاکم (۶۴۲/۳) مسند احمد (۴۴۷/۴) مجمع الزوائد (۲۸۴)

❊ تجرید (۴۳/۲)

۴۶۲۲ مالک بن ابی خولی *

ابن عمرو ابن جندب بن حارث جعفی، بنو عدی کے حلیف ہیں۔ ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: خلافت عثمان میں وفات پائی، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا نام ہلال لیا ہے، ابن اسحاق کا قول ہے: بلکہ ہلال ان کے بھائی ہیں۔ * یثیم بن عدی نے اس پر ان کی موافقت کی ہے۔

۴۶۲۳ مالک بن خلف

ابن عوف بن دارم بن اسلم، ان کے بھائی نعمان میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۲۵ مالک بن خیبری طائی

پھر معنی، نبی کریم ﷺ کے پاس زید الخیل کے ساتھ وفد میں آئے، منصور بن اسود کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، رشاطی نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے، وہ خیال کرتے ہیں کہ ابن فتون نے ان کا ذکر نہیں کیا، مالک بن عبد اللہ بن جبیر میں آئے گا کہ ابن فتون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۲۶ مالک بن دخشم *

بعض کا قول ہے: میم کے بدلے نون کے ساتھ، بعض نے کہا: اسی طرح تغیر کے ساتھ ہے۔ بنو عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوی۔

ان کی نسبت میں اختلاف ہے، تمام کا قول ہے کہ بدر میں شریک ہوئے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے سہیل بن عمرو کو اس دن قیدی بنایا تھا، ابن مندہ نے یہ بطریق کلبی، بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے پھر نبی کریم ﷺ نے انہیں حضرت معن بن عدی کے ساتھ بھیجا، انہوں نے مسجد ضرار کو جلا ڈالا، مرزبانی * نے سہیل کو قید کرنے کے بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، زبیر بن بکار اس کی طرف سبقت لے گئے ہیں: ص

”میں نے سہیل کو قیدی بنایا، میں ہرگز کوئی قیدی اس کے ذریعے ساری امتوں میں سے نہیں چاہتا ہوں، خندف کو خوب معلوم ہے کہ سہیل ہی وہ جوان ہے جو ظلم کرتا ہے۔“

صحیح میں بحوالہ شعبان بن مالک، طویل حدیث میں، جس میں نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر نماز پڑھی۔ ذکر ہے کہ لوگوں نے مالک بن دخشم کا ذکر کیا، بعض نے کہا: وہ منافق ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟“ (الحدیث)

ابو عمر * کا قول ہے: ان پر نفاق کی تہمت درست نہیں، ان کے اسلام کے سنور جانے سے ظاہر ہوا کہ اس کے بارے میں

* السيرة النبوية (۹۱/۲) (۲۴۶/۲) * اسد الغابہ (۴۵۸۵) استیعاب (۲۲۹۲) تجرید (۴۳/۲)

* اسد الغابہ (۴۵۸۵) استیعاب (۲۲۹۲) تجرید (۴۳/۲) * المعجم (۲۶۲) استیعاب (۴۰۵/۳)

الْاَضْلَالُ فِي تَقْيِيزِ الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ فِي تَقْيِيزِ الصَّلَاةِ (جلد ۳۰۷)

ان پر تہمت درست نہیں، ابو عمر کا قول ہے: یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے لیے ایک شخص کو قیدی بنا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف لے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیا وہ یہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟“ (الحدیث) * اس میں ہے: ”یہ وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے قتل سے روکا ہے۔“

اس قصے کے علاوہ ہے جو عثمان بن مالک کے گھر میں پیش آیا جب نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں نماز پڑھی، جو لوگ موجود تھے، ان میں سے ایک شخص نے کہا: مالک بن دحشم کہا ہیں؟ بعض نے کہا: وہ منافق ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کہو۔“ (الحدیث)

۴۶۲۷) مالک بن رافع زرقی *

رفاعہ بن رافع کے بھائی ہیں۔ بدری صحابہ میں ان کا ذکر ہے، طبرانی نے بروایت ابن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ، بحوالہ علی ابن یحییٰ بن خالد عن ابیہ، عن عمہ رفاعہ بن رافع نقل کیا ہے، رفاعہ اور مالک دو بھائی ہیں، اہل بدر میں سے ہیں، فرماتے ہیں: اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، پھر برے طریقے سے نماز پڑھنے والے کا واقعہ ذکر کیا۔ * یہ سند صحیح ہے۔ ابن اثیر * کے کلام سے وہم ہوتا ہے کہ حدیث مالک کی روایت سے ہے۔ حدیث رفاعہ سے مروی ہے، اسے دارقطنی نے دوسرے طریق سے بحوالہ ہمام نقل کیا ہے، کئی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۶۲۸) مالک بن ربیع أنصاری

بنو نجی میں سے ہیں، عمر بن حنبلہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یمامہ میں شہید ہوئے۔

۴۶۲۹) مالک بن ربیعہ

ابن قیس بن عبد شمس اسدی، مالک بن ربیعہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۳۰) مالک بن ربیعہ بن بدن *

ابن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج أنصاری ساعدی، ابواسید ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بغوی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، اس میں ہمزہ کے زیر کے بارے میں اختلاف ذکر کیا ہے۔ دوری نے بحوالہ ابن معین فرمایا: پیش زیادہ صحیح ہے۔

بدر، اُحد اور بعد کے واقعات * میں شریک ہوئے۔ فتح کے دن ان کے ساتھ بنو ساعدہ کا جھنڈا تھا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ

* مسلم (۵۴) المعجم الكبير (۴۴۹/۵) مصنف عبد الرزاق (۱۸۶۸۸)

* اسد الغابہ (۴۵۸۶) استیعاب (۲۲۹۳) تجرید (۴۴/۲)

* ابوداؤد (۸۶۱) سنن دارمی (۳۰۵/۱) مستدرک حاکم (۲۴۱/۱) مسند احمد (۳۴۰/۴) معجم اکبیر (۴۵۲۱، ۴۵۲۰/۵)

* اسد الغابہ (۱۹/۴) * اسد الغابہ (۴۵۸۷) استیعاب (۲۲۹۴) تجرید (۴۴/۲)

* السيرة النبوية (۲۵۶/۲)

سے احادیث روایت کیں، ان سے ان کی اولاد حمید، زبیر، منذر اور ان کے مولیٰ علی بن عبید، اور ان کے مولیٰ ابوسعید نے روایت کیا، صحابہ میں سے حضرت انس، سہل بن سعد رضی اللہ عنہما تابعین میں سے عباس بن سہل، عبدالملک بن سعید بن سوید ابوسلمہ اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

واقفی کا قول ہے: کوتاہ قد، سر اور داڑھی کے بال سفید اور گھنے تھے، ان کی بینائی زائل ہو گئی تھی۔ ۶۰ھ میں وفات پائی اس وقت اسی (۸۰) برس کے تھے۔ بقول بعض: پچھتر (۷۵)، ایک قول ہے: اسی (۸۰)۔ بدری صحابہ میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔ بقول بعض: ۶۰ھ میں، ایک قول ہے: ۳۶ھ میں خلاف عثمان میں وفات پائی۔ ابو عمر* کا قول ہے: یہ اختلاف انتہائی متضاد ہے۔

۷۶۳۱) مالک بن ربیعہ بن خالد

تمیمی، بنو تیم مرہ الز باب میں سے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کے امراء میں سے ہیں، جب خلافت عمر کے اوائل میں عراق کی طرف گئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی قادیسیہ سے پہلے سریہ پر انہیں امیر بنایا۔ ابو جعفر طبری* نے ان کا ذکر کیا ہے، پہلے گزر چکا ہے کہ فتوحات کے زمانے میں وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو امیر نہیں بناتے تھے۔

۷۶۳۲) مالک بن ربیعہ

ابن وہب قرشی عامری، مسلمانان فتح مکہ میں سے ہیں، عبداللہ بن قیس بن شریح بن مالک کے والد کے دادا ہیں، یہ عبداللہ وہی ہیں جنہیں ابن قیس رقیات کہا جاتا ہے، مالک کا زید نامی بیٹا ہے جو حرہ کے واقعہ میں موجود تھا، انہوں نے اپنے بھتیجے عبداللہ ابن قیس کو اپنے بھتیجوں کی مصیبت کی اطلاع کا خط لکھا، عبداللہ نے انہیں مشہور اشعار کے ساتھ جواب دیا، زبیر بن بکار نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۳۳) مالک بن ربیعہ*

ابو مریم سلولی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ابن معین کا قول ہے: صحابی ہیں، بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں فرمایا: صحابی ہیں، ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بحوالہ مالک بن ربیعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”اے اللہ! سر منڈانے والوں کی بخشش فرما“۔*

میں کہتا ہوں: اسے احمد، ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے: میرا سر اس وقت منڈا ہوا تھا۔ اس دن اپنا منڈا ہوا سر مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھا۔

* استیعاب (۴۰۶/۳) * تاریخ طبری (۵۰۲/۲) * اسد الغابہ (۴۵۸۸) الاستیعاب (۲۲۹۵)

* مسند احمد (۱۷۷/۴) معجم کبیر (۱۷/۱۹) سنن کبیر (۱۳۴/۵) التاریخ کبیر (۳۰۰/۴)

نسائی * نے اسے بطریق عطاء بن سائب، بحوالہ یزید بن ابی مریم، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ایک رات ہمیں باہر لے گئے..... حدیث صبح کی نماز، نیند میں رہ جانے کے بارے میں۔
اسے طحاوی رحمہ اللہ نے بھی نقل کیا ہے، اس کی سند بھی حسن ہے۔ ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے دعا کی کہ ان کی اولاد میں برکت ہو تو ان کے اسی (۸۰) بیٹے پیدا ہوئے۔ ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، پھر بھولے سے تابعین میں ان کا ذکر کیا، یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ بیعت رضوان میں شریک ہوئے، اسے ان کے حوالے سے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ وہ محققین کی دعا کے بارے میں مذکورہ حدیث سے ماخوذ ہے۔ وہ عمرہ حدیبیہ میں موجود تھے، وہیں بیعت رضوان ہوئی۔

۶۳۳) مالک بن زاہر *

بقول بعض ازہر۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، بخاری * کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، ابن یونس کا قول ہے: مصر میں تھے، مؤرخین نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اصحاب نبی ﷺ میں سے تھے۔ پھر بطریق عمرو بن حارث، بحوالہ سعید ابن عثمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے مالک بن زاہر کو دیکھا، وہ اصحاب نبی کریم ﷺ میں سے ہیں۔ وہ اپنے قدموں کا تلوں کو وضو کرتے ہوئے دھو رہے تھے۔

ابن سکین کا قول ہے: ان کی مسند حدیث نہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کا فعل نقل کیا پھر بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ بکر بن سوادہ، انہی الفاظ میں نقل کیا، اسی طرح محمد بن ربیع نے بحوالہ ابن لہیعہ مصر کے صحابہ میں تعلیقاً ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر * کا قول ہے: مالک بن ازہر، بقول بعض: ابن ابی ازہر یا ابن زاہر۔ ابو عمر کا قول ہے: مالک بن زاہر، اکثر کے نزدیک پہلا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے بارے میں ابوعلی جیانی کی پیروی کی ہے، انہوں نے ابو عمر کا تعاقب کیا ہے۔ ان کا قول ہے: ابن ازہر، بلکہ صحیح وہی ہے جس پر ابو عمر نے اعتماد کیا ہے، اسی پر ابن یونس نے یقین کیا ہے، وہ مصر میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے، اسی طرح ربیع جیزی نے مصر میں آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حافظ ابوعلی بن سکین کا قول ہے: ابن مندہ کو اس میں تردد ہے۔ فرماتے ہیں: ابن ازہر، ایک قول ہے: ابن ابی زاہر، ابو نعیم نے ان کی پیروی کی ہے، ابو عمر نے اس پر اکتفاء کیا ہے۔

۶۳۵) مالک بن زرارہ *

ابن نباش، بقول بعض وہ ابوہانی کا نام ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۶۳۶) مالک بن زمعہ *

ابن قیس بن عبد شمس عامری، ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ دوسری مرتبہ ہجرت کرنے والے مہاجرین میں

* نسائی (۶۲۰) * اسد الغابہ (۴۵۹۰) تجرید (۴۴/۲) * تاریخ کبیر (۳۰۴/۴)

* اسد الغابہ (۲۱/۴) * اسد الغابہ (۴۵۹۱) استیعاب (۲۲۹۶) تجرید (۴۴/۲) * استیعاب (۴۰۷/۳)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (اردو)

سے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کی زوجہ عیرہ بنت سعدی بن وقدان تھی، وہ وہیں ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جعفر بن ابی طالب کے ساتھ آئے۔ ابو عمرؓ نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، زبیر بن بکار نے اس قول پر اضافہ نہیں کیا کہ مالک بن زمعہ نے حبشہ ہجرت کی، ابن فتنون نے ادہام الاستیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابن اسحاقؓ اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ مالک بن ربیعہ ہیں۔ اسی طرح الارادہ کے مصنف نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: استیعاب میں ان کا پیش رو وہ شخص ہے جو قریش کے نسب کا سب سے بڑا عالم ہے، انہوں نے ان الفاظ میں بنو عمرو بن لوی کے نسب میں ان کا ذکر کیا ہے، سو وہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود، سکران بن عمرو کے پاس تھیں۔ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کی حالت میں انہیں چھوڑ کر وفات پا گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں تک کہ فرمایا: مالک ابن زمعہ نے حبشہ کی سرزمین کی طرف ہجرت کی، اس کے بعد فرماتے ہیں: وقدان بن عبد شمس کے ہاں عبد کی ولادت ہوئی.... اس کے آخر میں ہے۔ اس سے ترجیح حاصل ہوتی ہے کہ وہ ابن زمعہ ہیں۔

۶۳۷) مالک بن سنان

ابن عبید بن ثعلبہ انصاری خدری، ابوسعید کے والد ہیں، ان کے بیٹے ابوسعید کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ سعد بن مالک اُحد میں شریک ہوئے، اور اسی میں شہید ہوئے، ابن ابی عاصم اور بغوی نے بطریق موسیٰ بن حمزہ بن ابوسعید نے بیان کیا کہ انہوں نے ام عبدالرحمن بنت ابوسعید سے بحوالہ اپنے والد بیان کرتے ہوئے سنا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا، تو مالک بن سنان آپ کے سامنے آئے، انہوں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خون پونچھا پھر اسے نگل لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اس شخص کو دیکھنا چاہے جس کے خون سے میرا خون مل گیا تو وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔“ اسے ابن سکین نے دوسرے طریق سے بروایت مصعب بن اسقع نقل کیا ہے، سعید بن منصور نے بحوالہ عمرو بن سائب نقل کیا کہ انہیں یہ بات معلوم ہوئی کہ مالک، ابوسعید کے والد ہیں پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

۶۳۸) مالک بن سنان سکسی

ابن یسار میں ان کا ذکر آئے گا۔

۶۳۹) مالک بن سوید ثقفی

حرف شین، شریذ میں گزر چکا ہے۔

۶۴۰) مالک بن شجاع

ابن حارث سدوسی، حرف شین میں ان کے والد شجاع کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

❖ استیعاب (۴۰۷/۳) ❖ السیرۃ النبویہ (۲۶۰/۱) ❖ اسد الغابہ (۵۹۵) ❖ استیعاب (۲۲۹۷) ❖ تجرید (۴۵/۲)

❖ مستدرک حاکم (۵۶۳/۳) ❖ معجم الکبیر (۴۱/۶) ❖ کنز العمال (۳۳۶۴۹) ❖ کنز العمال (۱۱۵/۶)

۴۶۳۱ مالک بن صعصعہ

ابن وہب بن عدی بن مالک بن غنم بن عدی بن عامر بن عدی بن نجار انصاری، ابن سعد نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ بقول بعض: بنو مازن بن نجار سے ہیں، بغوی نے اس پر یقین کیا ہے کہ وہ بنو مازن بن نجار سے ہیں، جو سفیان کا قبیلہ ہے۔ انس بن مالک نے ان کے حوالے سے، نبی کریم ﷺ سے اسراء کا قصہ نقل کیا ہے، وہ صحیحین میں بطریق قتادہ، بحوالہ انس ہے، بغوی کا قول ہے: مدینہ میں رہائش پذیر تھے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے دو احادیث روایت کیں، انہوں نے اسراء کے بارے میں ان کی حدیث بطریق سعید بن قتادہ نقل کی ہے کہ انس بن مالک نے ان سے بحوالہ مالک بن صعصعہ نقل کیا، وہ ان کی قوم کے آدمی تھے، پھر طویل حدیث نقل کی، خطیب نے مہمات میں ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جن سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”خیر کی کھجور اس طرح کھائی جاتی ہے۔“

۴۶۳۲ مالک بن عامر

ابن ہانی بن خفاف اشعری، عمر رسیدہ تھے، انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ ان کا طویل قصہ ہے جس سے ان کے حالات کا پتہ چلتا ہے، اس میں فرماتے ہیں: ص
”میں نبی علیہ السلام کے پاس خوشی سے دور کا سفر کر کے آیا اور آپ سے بیعت کی، آپ ﷺ نے میرے لیے لمبی زندگی اور بڑے خوشحال کام کے ساتھ سرمائے کی میرے لیے دعا کی۔“
اس میں وہ کہتے ہیں:

”میں نے اتنی عمر پائی کہ میں زندگی سے ملول ہو گیا اور اشعر میں سے میرے ہم عمر لوگ فوت ہو چکے ہیں، مجھ پہ کئی سال آئے جنہیں میں نے گزار دیا اور اب میں عمر گزارنے کے لیے مضبوط ہو گیا ہوں میں نے اپنی جوانی کا لباس پہن کر بوسیدہ کر دیا اور اب میں انتہائی بوڑھا ہو گیا ہوں اب میں ایک اُمت میں اکیلا رہ گیا ہوں، سینہ نکال کر چلنے والے اونٹ کی طرح گھومتا ہوں۔“

اس میں جاہلیت کے واقعات ہیں، اس کے بعد اسلام کی فتوحات جیسے قادسیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں، اس کے آخر میں فرماتے ہیں:

”ایسا لگتا ہے وہ جوان ایک شب بھی نہیں رہا کہ اچانک پہاڑ کی چوٹی پر اس کی قبر بن گئی، نو جوان کی زندگی لمبی ہو تو یہ فتنہ ہے، اب چاہے اپنی عمر کو تو لبا کر یا کم کر (برابر ہے)۔“

بقول بعض: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدائن کے دن و جلعور کیا تھا۔ ان کا اس کے بارے میں رجز یہ قصیدہ ہے، ان کا بیٹا سعد، اہل عراق کے معزز لوگوں میں سے تھا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابہ (۴۵۹۷) استیعاب (۲۲۹۸) بخاری (۳۲۰۷) مسلم (۴۱۵)

اسد الغابہ (۴۶۰۱) تجرید (۴۵/۲) معجم الشعراء (۲۶۱)

۴۶۴۳ مالک بن عبادہ

بقول بعض: ابن عبداللہ، ابو موسیٰ غافقی ہیں، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا، مالک بن عبداللہ معافری کی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۴۶۴۴ مالک بن عبادہ ہمدانی

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمدان کے وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، مالک بن عبدہ ہمدانی کا ذکر آئے گا، احتمال ہے کہ وہ ایک ہوں۔

۴۶۴۵ مالک بن عبداللہ

ابن خیبری بن اقلت بن سلسلہ بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ثوب بن معن بن عتور طائی، پھر معنی، ابن کلی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ان کے دو شاعر بیٹے ہیں، مروان اور ایاس، وہ طراح شاعر کے چچا ہیں، وہ ابن عدی بن عبداللہ خیبری ہیں۔

طبری کا قول ہے: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے، رشاطی کے ہاں مالک بن خیبری ہیں، پھر ان کی سوانح ذکر کی، فرماتے ہیں: ابن عبدالبر نے، نہ ہی ابن فتون نے ان کا ذکر کیا ہے، انہیں اس میں وہم ہوا ہے، ابن فتون نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی کو ان کے دادا کی طرف نسبت کی وجہ سے وہم ہوا ہے، انہوں نے ذیل ابن فتون کا باریک بینی سے مطالعہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ انہیں مالک بن خیبری کا نام نظر آ جاتا تو یوں انہیں معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۴۶ مالک بن عبداللہ اوسی

انہوں نے یہ حدیث روایت کی ”جب باندی زنا کرے....“۔
عبداللہ بن مالک اور شبل بن خلید میں اس پر بحث گزر چکی ہے۔

۴۶۴۷ مالک بن عبداللہ خزاعی

بعض کا قول ہے: خضعی، بغوی کا قول ہے: خزاعی، کوفہ میں رہائش تھی، بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: صحابی ہیں، انہوں نے اور ابن ابی شیبہ، ابن ابی عاصم اور بغوی نے بطریق منصور بن حیان، بحوالہ مالک بن عبداللہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فرض نماز سے زیادہ ہلکی نماز کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

اسد الغابہ (۴۶۰۳) استیعاب (۲۳۰۰) تجرید (۴۵/۲) استیعاب (۴۰۸/۳)

اسد الغابہ (۴۶۰۵) تجرید (۴۵/۲) اسد الغابہ (۴۶۰۴) استیعاب (۲۳۰۱) تجرید (۴۵/۲)

مسند احمد (۱۷۶/۴) (۱۱۷/۴) اسد الغابہ (۴۶۰۷) استیعاب (۲۳۰۲) تجرید (۴۶/۲)

مسند احمد (۲۲۶/۵) معجم الکبیر (۶۵۲/۱۹) مجمع الزوائد (۷۰/۲)

۷۶۳۸ مالک بن عبد اللہ بن عوف نصری

نوں کے ساتھ ہے، مالک بن عوف میں ان کا ذکر ہے۔

۷۶۳۹ مالک بن عبد اللہ بن سنان

ابن سرح بن وہب بن اقیصر بن قافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن مالک ثعنی، مالک السرایا کے نام سے معروف تھے۔

بخاری، ابن حبان اور بغوی کا قول ہے: صحابی ہیں، عیسیٰ نے کہا: ثقہ تابعی ہیں، ابو عمر کا قول ہے: ان لوگوں میں سے ہیں، جنہوں نے مرسل حدیث روایت کی، خلیفہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، پھر وہ حدیث ذکر کی جسے احمد نے بطریق محمد بن عبد اللہ شعیبی بحوالہ مالک بن عبد اللہ ثعنی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیں گے۔“

ابن مندہ کا قول ہے: انہوں نے بحوالہ ثعنی اسے روایت کیا ہے۔ یہ اضافہ کیا ہے: صحابی ہیں۔ اسی طرح اسے احمد اور طبرانی نے بطریق ابویصح، بحوالہ خالد بن عبد اللہ ثعنی نقل کیا ہے۔ اس کے سیاق میں قصہ ہے، اسی اثناء میں کہ ہم راستے میں جا رہے تھے کہ مالک بن عبد اللہ ثعنی نے ایک شخص کو پکارا جو لشکر کے سامنے اپنے گھوڑے کو کھینچ رہا تھا۔ اے ابو عبد اللہ! تم سوار نہیں ہو لیتے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا.... پھر اسے ذکر کیا۔

اسے بغوی نے اس طریق سے نقل کیا ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے کہ مالک اترے، لوگ بھی اترے اور پیدل چلنے لگے، ہم نے اس دن ان سے زیادہ چلنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اور عبد اللہ بن مبارک نے کتاب الجہاد میں مذکورہ شخص کا نام جابر بن عبد اللہ کیا ہے۔ یہی صحیح ہے، حدیث جابر بن عبد اللہ کی ہے، اور اسے ان سے حضرت مالک نے سنا۔

مالک کی سوانح میں جو محمد بن عائد کے مغازی میں بحوالہ ولید بن مسلم مروی ہے کہ مجھ سے ابن جابر نے نقل کیا کہ مالک ابن عبد اللہ گرمیوں کی جنگوں میں اتنی کثرت سے شریک ہوئے کہ رومیوں میں گرمیوں کی جنگوں کے امیر بنائے گئے، جب وہ وفات پا گئے تو انہوں نے ان کی قبر پر چالیس (۴۰) جھنڈے توڑے، اسی طرح ابن کلبی نے اور بحوالہ علی بن ابی حلیہ ان کا ذکر کیا ہے کہ رات کو جب کبھی ناقوس بجتا تو مالک اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر میں نماز پڑھتے، ان کے فضائل بہت سے ہیں۔

۷۶۵۰ مالک بن عبد اللہ بن عبد مدان حارثی

ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے، ان کا نام عبد المحجر تھا، نبی کریم ﷺ نے اسے بدل دیا۔ رہے ان کے بیٹے تو ابو عبیدہ، معمر بن شعی نے کتاب النواشر میں ذکر کیا ہے کہ جاہلیت میں عمرو بن معدیکرب سے ان کا جھگڑا تھا، انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ بسر بن ابی ارقطہ نے انہیں قتل کر دیا جب معاویہ نے انہیں یمن بھیجا، تاکہ شیعان علی کے بارے میں معلومات حاصل کریں، عبید اللہ بن عباس

اسد الغابہ (۴۶۰۶) استیعاب (۲۳۰۳) استیعاب (۴۰۹/۳) مسند احمد (۲۲۹/۵)

مسند احمد (۲۲۵/۲) (۳۶۷/۳) معجم الكبير (۶۶۱/۱۹) مجمع الزوائد (۲۸۶/۴)

کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا۔ یہ قصہ مشہور ہے۔

عبدالرحمن بن مالک دوسرے بصرہ بھاگ گئے اور وہیں اقامت اختیار کی، انہوں نے فاطمہ بنت ابی صفرہ جو مہلب کی بہن ہے، سے نکاح کیا، اس کا طویل قصہ ہے۔ ان تمام حالات کا تقاضا یہ ہے جو انہوں نے ذکر کئے کہ مالک اس قسم میں سے ہوں۔

۴۶۵۱) مالک بن عبداللہ ازدی

ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید * میں ذکر کیا ہے کہ مسند قبی بن مخلد میں ان کی دو حدیثیں ہیں۔

۴۶۵۲) مالک بن عبداللہ

ابوموسیٰ غافقی، مالک بن عبادہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۵۳) مالک بن عبداللہ معافری یزدادی

ابن یونس نے فتح مصر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابوذر کے حوالے سے ان کی روایت ہے، ان سے ابو قیس نے روایت کی۔ ابو عمر * کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا: ”زیادہ پریشانی نہ کرو، جو تقدیر میں ہے وہ ہو کے رہنا ہے۔“ *

میں کہتا ہوں: اس حدیث کو ابن ابی خثیمہ، ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور بغوی، ان سب نے بطریق ابی مطیح، معاویہ ابن یحییٰ، بحوالہ مالک بن عبداللہ معافری نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو مسعود سے فرمایا... پھر اسے ذکر کیا۔

یہ حسن بن سفیان کا سیاق ہے، آخری دونوں کی روایت سے جمع فرہ گئے ہیں۔ ان دونوں کے ہاں الفاظ یہ ہیں: نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ”زیادہ پریشانی نہ کرو، جو تقدیر میں ہے وہ ہو کے رہنا ہے جو تمہارا رزق ہے وہ تم تک پہنچ کے رہے گا۔“ *

بغوی کا قول ہے: اسے ابو مطیح کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا، وہ متروک راوی ہیں۔ اسے خرائطی نے مکارم الاخلاق میں بحوالہ غسانی نقل کیا ہے فرماتے ہیں: عن مالک بن عبادہ غافقی۔

۴۶۵۴) مالک بن عبیدہ ہمدانی

ابن مندہ کا قول ہے: اس خط میں ان کا ذکر ہے، جسے نبی کریم ﷺ نے زرعہ بن سیف بن ذی یزن کی طرف لکھا، اس میں معاذ اور مالک بن عبیدہ کے بارے میں وصیت کی گئی، مالک بن مرادہ میں اس کے بارے میں آئے گا، بقول بعض وہ پہلے والے ہیں: یعنی مالک بن عبادہ۔

* تجرید (۴۶/۲) * التجرید (۵۴۳/۵) * اسد الغابہ (۴۶۰۸) * استیعاب (۲۳۰۵)، تجرید (۴۶/۲)

* استیعاب (۴۱۰/۳) * حلیۃ الاولیاء (۱۶۷/۸) * ایضاً * اسد الغابہ (۴۶۱۱)، تجرید (۴۶/۲)

۴۶۵۵ مالک بن عتاہیہ *

ابن حرب بن سعد بن معاویہ بن حفص بن اسامہ بن سعد بن اشرس کنڈی، بغوی کا قول ہے: مصر میں رہائش تھی، ابن یونس کا قول ہے: فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان سے دو احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک احمد کے ہاں بروایت ابن لہیعہ، بحوالہ مالک ابن عتاہیہ مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”جب تم مشرکین کے ٹکس لینے والے کو دیکھو تو اسے قتل کر دو“۔ * اسے احمد نے بحوالہ موسیٰ بن داؤد، ان سے اور بغوی نے بحوالہ ابراہیم بن سعید جوہری وغیرہ بحوالہ موسیٰ نقل کیا ہے، اس کے آخر میں کہتے ہیں: یعنی مشرکین کے ٹکس وصول کرنے والے اسے ابن مندہ نے بطریق کمی بن ابراہیم، بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، سند میں ٹکس کو عبدالرحمن پر مقدم کیا ہے، اسی طرح ابن ابی خثیمہ نے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، اسے ابن شاین نے بطریق ابن ابی خثیمہ نقل کیا ہے، دوسرے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ اسی طرح نقل کیا ہے، احمد نے ابن ابی مریم کی روایت میں بحوالہ ابن لہیعہ فرمایا یعنی یہ اس صدقے کے بارے میں ہے جسے وہ ناحق لیتے تھے، یعقوب بن سفیان نے پہلی حدیث بحوالہ ابن لہیعہ نقل کی ہے، پھر بحوالہ یحییٰ بن بکیر نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ مالک بن عتاہیہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، یہ صرف بات ہے، انہوں نے آپ سے کچھ نہیں سنا، دوسری روایت کو ابوغیم نے بطریق ابن لہیعہ، بحوالہ مالک بن عتاہیہ مرفوع نقل کیا ہے: ”شلواریں پہننے والوں کے لیے زمین مغفرت طلب کرتی ہے“۔ سند میں عبدالرحمن کا ذکر نہیں کیا، نہ ہی جذام کے کسی شخص کا کہا ہے۔ ابن عبدالحکم نے مصر میں آنے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۵۶ مالک بن عمارہ

ابن حزم انصاری۔ عمارہ کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مالک زید بن ثابت کے ماں شریک بھائی ہیں۔ ان دونوں کی والدہ نوار بنت مالک بن صرمہ ہیں، جو بنو نجار سے ہیں۔ ابن سعد * نے ذکر کیا ہے کہ عمارہ یمامہ میں شہید ہوئے اور اپنے پیچھے مالک کو چھوڑا، ان کی کوئی اولاد نہیں۔

۴۶۵۷ مالک بن عمرو بن ثابت

ابو حبیہ انصاری، اسی طرح ابو حاتم نے ان کا نام لیا ہے، بغوی نے بحوالہ محمد بن علی جوزجانی نقل کیا ہے کہ وہ مالک بن عمرو بن کلدہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف ہیں۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۵۸ مالک بن عمرو بن سمیط

تقف اور مدلاج کے بھائی ہیں۔ واقدی * کا قول ہے: مالک بن عمرو اسلام لائے، بدر اور احد میں اور بعد کے غزوات

* اسد الغابہ (۴۶/۲) استیعاب (۲۳۰/۶) تجرید (۴۶/۲)

* معجم الکبیر (۶۷۱/۱۹) مسند احمد (۲۳۴/۴) مجمع الزوائد (۸۸/۳)

* طبقات الکبریٰ (۴۵/۳)

* مغازی (۱۵۴)

میں شریک ہوئے، یمامہ میں ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔

۴۶۵۹ مالک بن عمرو بن عتیک

ابن عمرو بن مبذول انصاری نجاری، ابن اسحاقؒ نے ذکر کیا ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ اُحد کے لیے تشریف لے گئے، اس دن فوت ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی، یہ جمعہ کا دن تھا۔

۴۶۰۰ مالک بن عمرو بن کلدہ

قریب میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۶۶۱ مالک بن عمرو بن مالک

ابن برہہ بن ہشمل تمیمی، پھر مجاشعی، ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے، اس میں تردد ہے۔ انہوں نے بطریق ابی حسن مدائنی، بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ نقل کیا، بنو تمیم کے وفد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بنو مجاشع میں مالک بن عمرو بن مالک بن برہہ مجاشعی ہیں، وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے حجروں کے پاس آئے اور بلند آواز میں چلانے لگے، آپ ﷺ نے پوچھا: ”یہ کیا ہے؟“ کہا گیا: بنو عذبر کا وفد ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں چاہیے کہ اندر آئیں اور سلام کریں۔ انہوں نے کہا: ہم اپنے سردار وردان بن مخرم کا انتظار کر رہے ہیں، لوگوں نے جلدی کی اور وہ ان کی سوار یوں میں پیچھے رہ گئے۔ انہوں نے انہیں جمع کیا پھر عیینہ بن حصن فزاری کا وہ واقعہ ذکر کیا جو ان لوگوں کے واپس کرنے اور ان لوگوں کے قیدیوں کو واپس لوٹانے کے بارے میں اور اقرع بن حابس کی ان لوگوں کے بارے میں سفارش کا ذکر ہے۔ جس کے بارے میں فرزدق نے کہا: ص

”رسول اللہ ﷺ کے سامنے اقرع ابن حابس، سرداروں کی شان لے کر، بزرگی کا قصد کرتے ہوئے کھڑا ہوا،

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے وہ قیدی چھوڑ دیئے جن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔“

قصہ میں ہے کہ مالک بن برہہ نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی قوم میں افضل نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم عقلمند ہو تو تمہیں فضیلت ہے اگر تم میں اخلاق ہے تو تم میں مروت ہے، اگر تم پر ہیز گار ہو تو تمہاری دینداری ہے۔“ (الحدیث) اسی طرح بطریق مدائنی، بحوالہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں: مالک بن برہہ نے فرمایا پھر آخری قصہ ذکر کیا جو مرفوع حدیث میں ہے، اسی پر اکتفا کیا۔

۴۶۶۲ مالک بن عمرو انسوی

ابن اسحاقؒ نے مہاجر بن حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بنو اسد بن خزیمہ سے ہیں جو بنو غنم بن دودان سے ہیں۔

۴۶۶۳ مالک بن عمرو بن حسان بلوی، حرف سین، سنہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

اسد الغابہ (۴۶۶۰) استیعاب (۲۳۱۲) تجرید (۴۷/۲) السیرۃ النبویہ (۵۲/۳) استیعاب (۴۱۱/۳)

اسد الغابہ (۴۶۶۳) تجرید (۴۷/۲) اسد الغابہ (۴۶۱۴) تجرید (۴۶/۲)

السیرۃ النبویہ (۴۶/۲)

۴۶۶۳ مالک بن عمرو تمیمی *

نبی کریم ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر ہے، وفد تمیم میں سے ہیں۔ ابن عبد البر * نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مجاشعی ہوں قریب میں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۶۶۵ مالک بن عمرو ثقفی

دومیمہ نے کتاب الردہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں قاصد بنا کر یرامہ میں مسیلہ کی طرف بھیجا، انہوں نے اس کے سامنے مبلغ خطبہ دیا اور اسے حق کی طرف لوٹنے کی دعوت دی، وہ اس سے غضب ناک ہوا اور انہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا، وہ اس سے بھاگ گئے، حبیب بن زید انصاری کے بارے میں ان کا مرثیہ نقل کیا ہے، جسے سلیمہ نے شہید کر دیا تھا۔ اس میں سے یہ شعر ہے: ۵

”ان سے کذاب نے کہا تو گواہی دیتا ہے کہ میں رسول ہوں تو انہوں نے پکار کر کہا مجھے سنائی نہیں دے رہا۔“

پہلے گزر چکا ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قریش اور ثقیف میں سے ہر شخص اسلام لے آیا تھا اور اس موقع پر موجود تھا۔ اس وجہ سے میں نے اس قسم میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔

۴۶۶۶ مالک بن عمرو واسی

عمرو بن مالک میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۶۶۷ مالک بن عمرو سلمی *

بقول بعض عدوانی، بنو اسد کے حلیف ہیں، وہ بنو عبد شمس کے حلیف تھے، ابن اسحاق نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، یرامہ میں شہید ہوئے۔

۴۶۶۸ مالک بن عمرو قشیری *

بقول بعض عقلی، یا کلابی یا انصاری۔ ان کے بارے میں قول ہے کہ عمرو بن مالک یا ابی بن مالک بن حارث ہیں، پہلی قسم میں ثابت ہے کہ رائج ابی بن مالک ہیں۔ کیونکہ یہ قنادہ کی روایت ہے وہ علی بن زید بن جدعان سے زیادہ حافظے والے ہیں۔ ان کی روایت میں جو بحوالہ زرارہ بن اوئی عنہ مروی ہے، اضطراب ہے، اس میں ان کے نام اور نسب اور نسبت میں اختلاف ہے، حدیث ایک ہے، وہ مؤمن غلام آزاد کرنے کے بارے میں ہے۔ * جو کسی یتیم کو ماں، باپ کی طرح ملا لے، جن لوگوں نے کئی ناموں کے بارے میں کتابیں لکھی ہیں، اور ہر نام میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ وہ ایک ہیں، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

بخاری نے مالک بن عمرو قشیری اور مالک بن عمرو عقلی کے درمیان فرق کیا ہے، ابو حاتم نے ان کا تعاقب کیا ہے، بغوی کا

* اسد الغابہ (۴۶۱۶) تجرید (۴۶/۲) * استیعاب (۲۴۳/۳) * تجرید (۴۷/۲)

* السیرۃ النبویہ (۵۲/۳) (۲۰۳/۴) * اسد الغابہ (۴۶۲۱) استیعاب (۲۳/۳) تجرید (۴۷/۲)

٤٦٦٩ مالك بن عمرو

٤٦٠) مالك بن عمرو عدوی

٤٦٤١) مالك بن عمير حنفى

٤٦٤٢ مالك بن عمير سلمى ٤

✻ مسند احمد (٣٤٤/٤) معجم الكبير (٣٠٠/١٩) مجمع الزوائد (١٦٠/٨) ✻ كنز العمال (٤٥٥٣٨)

❁ المعجم الكبير (٣٠٠/١٩) استيعاب (٤١١/٣) ❁ اسد الغابة (٤٦٢٢) استيعاب (٢٣١٤) تجريد (٤٧/٢)

❁ استیعاب (۴۱۲/۳) ❁ استیعاب (۴۱۲/۳) ❁ اسد الفایه (۴۶۲۴) استیعاب (۲۳۱۵) تجرید (۴۷/۲)

زہری، بحوالہ مالک بن عمیر نقل کیا، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ میں فتح مکہ، حنین اور طائف میں شریک ہوا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں شاعر ہوں، مجھے شعر کے بارے میں فتویٰ دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے حلق سے کندھوں تک پیپ سے بھر جائے یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے۔“ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میری خطا معاف کیجئے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر پھیرا پھر اسے میرے سینے تک لے گئے پھر میرے پیٹ پر یہاں تک کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کو محسوس کر رہا تھا، فرماتے ہیں: مالک بوڑھے ہو گئے اور ان کا سر اور داڑھی سفید ہو گئے لیکن ان کے سر اور داڑھی میں سے جس جگہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھا، وہ سفید نہ ہوئے، بغوی کی روایت میں ہے: ”اگر تم نے ضرور شعر کہنے ہیں تو اپنی بیوی کے بارے میں کہو یا اپنی سواری کی تعریف کرو۔“ فرماتے ہیں: اس نے بعد میں شعر نہ کہے۔ ❊

اسے ابن مندہ نے اس طریق سے مختصر اُنقل کیا ہے، طبرانی نے اوسط میں بطریق سعید بن عبید قطان، بحوالہ واصل بن یزید اسے نقل کیا ہے، لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا: عن جدی، انہوں نے کہا: عن مالک، فرماتے ہیں: انہوں نے مالک سے اس اسناد کے علاوہ نقل نہیں کیا، سعید اس کے نقل کرنے میں متقدم ہیں، اسی طرح فرماتے ہیں: یعقوب کی روایت اس کی تردید کرتی ہے۔

مرزبانی نے معجم الشعراء ❊ میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی حدیث ہے، گویا انہوں نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے یہ شعر کہا: ص

”جو شخص اپنے نفس کی طبیعت میں سے وہ بات ختم کرنا چاہے جو اس میں نہیں ہے تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، اسے نفس پر نفس کی خصلت غالب کر دے گی۔“

❊ ۶۶۳ مالک بن عمیرہ ❊

ابوصفوان اور بغوی نے عمیر لکھا ہے۔ ان کی حدیث، حدیث سوید بن قیس سے مشابہ ہے۔ بقول بعض: وہ دونوں ایک ہیں، سماک بن حرب سے آگے ان کے نام میں اختلاف ہے، بقول بعض: وہ دو ہیں۔ سوید میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسے بغوی نے بروایت ابی داؤد طیالسی، بحوالہ سماک نقل کیا ہے کہ میں نے ابوصفوان مالک بن عمیر سے سنا، اور بطریق شبابہ، بحوالہ شعبہ، مالک بن عمیر نے یہ نقل کرتے ہیں: اس میں سماک سے آگے تین اختلاف ہیں، مخرمہ میں ان کا ذکر آئے گا۔

❊ ۶۶۴ مالک بن عمیلہ ❊

ابن سباق بن عبددار، بدر میں شریک ہوئے، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوعمر ❊ نے اسے ذکر کیا ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا، میں نے موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ان سوانح میں ان کا ذکر نہیں پایا، جس میں

❊ المعجم الكبير (۲۹۵، ۲۹۴/۱۹) مجمع الزوائد (۱۲۰/۸) ❊ معجم الشعراء (۲۶۲)

❊ اسد الغابہ (۴۶۲۵) استیعاب (۲۳/۱۶) تجرید (۴۷/۲)

❊ اسد الغابہ (۴۶۲۶) استیعاب (۲۳/۷) تجرید (۴۷/۲) ❊ استیعاب (۴۱۷/۳)

فرماتے ہیں: بدر میں شریک ہونے والوں کے نام، اس کے الفاظ یہ ہیں: بنو عبددار بن قصی میں سے مصعب بن عمیر اور سہیل بن حرمہ ہیں۔

اگر وہ موسیٰ کی طرف اس کی نسبت نہ کرتے تو اس کا امکان تھا کہ وہ کوئی اور ہوں انہوں نے ابن کلبی کی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ جب زبیر بن بکار نے بنو عبددار کے انساب کا ذکر کیا تو انہوں نے ان کے مالک کا ذکر کیا اور ان کا مسلمان ہونا ذکر نہیں کیا، چہ جائیکہ ان کا بدر میں شریک ہونا بیان کرتے، مغازی ابن اسحاق میں، نہ واقدی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، مغازی موسیٰ بن عقبہ میں تمام غزوہ بدر میں میں نے مالک بن عمیلہ کا ذکر نہیں پایا۔

۴۶۵) مالک بن عوف

ابن سعد بن یزید بن یزید بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن کبر بن ہوازن، ابوعلیٰ نصری، ابو عمر کے ہاں ثناء کے ساتھ ہے، لیکن ابن سعد کے ہاں یا کے ساتھ ہے۔ ابن اسحاق رحمہ اللہ نے وفد حنین میں مالک بن عوف کا قصہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔ حنین کے دن مشرکین کے رئیس تھے، پھر اسلام لائے، ان لوگوں میں سے تھے جن کو تالیف قلب کے لیے دیا گیا، آپ ﷺ کے سامنے رہے، پھر قادسیہ اور فتح دمشق میں شریک ہوئے۔

ابن اسحاق نے وفد حنین میں مالک بن عوف کا قصہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا: مجھ سے ابو ورفہ نے نقل کیا ہے کہ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو مالک بن عوف طائف چلے گئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میرے پاس مسلمان ہو کر آئیں تو میں ان کے اہل اور مال واپس کر دوں، انہیں یہ بات معلوم ہوئی تو آپ ﷺ کے ساتھ مل گئے، آپ ہجرانہ سے نکلے تو وہ اسلام لے آئے، آپ ﷺ نے انہیں ان کے اہل اور مال عطا کر دیئے اور موقوفۃ القلوب کی طرح سو (۱۰۰) اونٹ دیئے۔ مالک بن عوف، رسول اللہ ﷺ کو اپنے قصیدے میں مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں: ص

”میں نے سب لوگوں میں محمد جیسے نہ دیکھا، نہ سنا، وہ جب دیتے ہیں تو بہت عطا کرتے ہیں، جب تو چاہے گا تو تجھے کل کی خبر بتا دیں گے، جب کوئی لشکر لے بیڑے اور مضبوط لوہے کی تلواریں مارنے کے لیے درندے کے دانتوں کی طرح ظاہر ہوا ہے، تو وہ ایسے لگتے ہیں جیسے شیر کے بچوں میں شیر کھلے میدان کے درمیان گھات لگائے ہوئے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے قبیلے کے مسلمانوں پر شمال، سلمہ اور فہم ان قبائل پر امیر مقرر کیا۔ وہ ثقیف سے لڑتے رہے، ان کا جو دی بھی نکلتا اس پر حملہ کر قتل کر دیتے۔“

موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں فرمایا: ان کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالک بن عوف کی طرف پیغام بھیجا، وہ طائف کے قلعہ کی طرف بھاگ گئے تھے، فرمایا: ”اگر تم مسلمان ہو کر میرے پاس آؤ تو میں تمہارے گھر والے تمہیں لوٹا دوں، تمہارے لیے میرے پاس سو (۱۰۰) اونٹیاں ہیں۔“ واقدی رحمہ اللہ نے مغازی میں ان کا طویل قصہ نقل کیا ہے، ابو اسود نے بحوالہ عروہ، مغازی ابن

اسد الغابہ (۴۶۲۸) استیعاب (۸۳۱۸) تجرید (۴۶۸۸) السيرة النبوية (۶۸، ۶۶/۴)

المعجم الكبير (۳۰/۱۹) مغازی (۹۵۶)

عائد میں اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔ معافی کی جلیس والانیس میں بطریق حرامزی، بحوالہ ابو عبیدہ مروی ہے، مالک بن عوف اسلام لانے کے بعد وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے وہ ہوازن کے رئیس تھے، انہوں نے شعر پڑھا، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اسی مفہوم میں ذکر کیا، یہ اضافہ کیا آپ ﷺ نے اس سے بھلائی کی بات کہی اور اسے حلہ پہنایا۔

دعبل کا قول ہے: مالک بن عوف کے اچھے اشعار ہیں، ابو حسین رازی نے کہا: دمشق میں دار بنو نصر کے نام سے مشہور گھر نصاریٰ کا عبادت خانہ تھا، ابتداء میں جب دمشق فتح ہوا تو مالک بن عوف وہاں فروکش ہوئے تو انہی کے نام سے جانا پہچانا جانے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے: مالک بن عبد اللہ بن عوف، پہلا قول مشہور ہے۔

۴۶۶۶ مالک بن عوف

بن مالک اشجعی، سالم بن عوف کی سوانح میں اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔ ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۴۶۶۷ مالک بن عوف جشمی

بنغوی نے بطریق ابو احمد زہیری، بحوالہ مالک بن عوف نقل کیا ہے، پھر حدیث ذکر کی، ابواحوص کے والد کے بارے میں معروف ہے کہ وہ مالک بن نھلہ ہیں۔ صحیح بات آگے آئے گی، بنغوی نے بھی بطریق ابی زعراء، بحوالہ ابواحوص، عن ابیہ نقل کیا ہے: مالک بن نھلہ۔

۴۶۶۸ مالک بن ابی عیزار

حدیث عائد بن سعید حسری میں ان کا ذکر ہے، اسی طرح اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ عائد بن سعید کی سوانح میں ان کے ہاں ان کا ذکر نہیں، ہاں ابراہیم حربی کے ہاں غریب حدیث میں ان کا ذکر ہے، لیکن فرماتے ہیں: مالک بن ابی عیزار، ایسی سند سے جس میں مجہول راوی ہے، بحوالہ عائد بن سعید حسری فرماتے ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد میں آئے، ضحاک بن سفیان اور ابن ذی الحجیہ کلابی سے ملاقات ہوئی ان دونوں کو اجازت نہ ملی تو کہا: مالک بن ابی عیزار، جو وفد کے ایک رکن تھے یا وفد کے ایک فرد تھے، حمر کو لایا گیا ہے، جب تم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنا تو فلاں فلاں بات کہنا، انہوں نے کہا: میں تلقین سے زیادہ اجازت کا محتاج ہوں، اور پھر مالک نے باوازی بلند کہا: اللہ کے رسول! حمر کو اجازت دیجئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی، جب ہم وہاں پہنچے تو وہاں علقمہ بن علاشہ کو موجود پایا، مجلس بڑی تنگ تھی، مالک کہنے لگے: مجھے آپ کے عطیے سے زیادہ مجلس کی ضرورت ہے تو علقمہ کھڑے ہو گئے اور ہاتھ پھیلا کر کہنے لگے: میرا باپ تم پہ قربان ہو، اپنی بات کے ختم ہونے تک یہاں بیٹھو تو مالک کہنے لگے: اللہ کی قسم! حمر والوں کا ایک زمانے تک آپ نے اور ہوان کا ایک مہینے تک مقابلہ کیا، تو انہوں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اور آپ معذور رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فیصلہ تو ابی عفیر ارہ کا فیصلہ ہے، بے شک حمر اللہ کے آزاد کردہ لوگ ہیں، اسلام لائے اور انہوں نے اونٹوں کے کان چمیدے، راوی کا بیان ہے، حمر مرہ اونٹوں کے کان پھاڑنے کو کہتے ہیں یہاں تک کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کے بھیجے ہوئے لشکر نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو وہ پہچان لیے گئے، اس لیے انہیں نہیں بھڑکایا گیا۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ جان کی ضمانت کے

بارے میں یہ بنیاد ہے۔

۴۶۷۹ مالک بن قدامہ

ابن عرفجہ بن کعب بن نخطا بن کعب بن جابر بن غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض، بلکہ وہ ابن قدامہ بن حارث بن مالک ابن کعب بن نخطا ہیں، باقی نسب اسی طرح ہے، پہلا قول زیادہ ثابت ہے، اسی پر ابن کلبیؒ نے اعتماد کیا ہے۔

۴۶۸۰ مالک بن قہطم تیممی

ابو عثراء کے والد ہیں، ان کی حدیث مشہور ہے۔ تمہیبات میں ان کی سوانح آئیں گی، ابو عثراء اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔ مشہور یہ ہے: اسامہ بن مالک بن قہطم۔ احمد بن حنبل نے اس پر اعتماد کیا ہے، پھر فرماتے ہیں: بقول بعض عطار بن برز ہے۔

۴۶۸۱ مالک بن قیس بن ثعلبہ

ابن عجلان بن زید بن غنم.... خزرج، ابو یثیمہ انصاری، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ یہ وہی ہیں جو کعب بن مالک کی طویل حدیث میں مذکور ہیں کہ وہ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، پھر ان سے آئے، نبی کریم ﷺ نے دور سے غبار دیکھا تو فرمایا: اللہ کرے ابو یثیمہ ہو، ان کے نام میں اختلاف ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۶۸۲ مالک بن قیس بن نجید

ابن رؤاس بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن حصصہ عامری کلابی، وہ اور ان کے بیٹے عمرو بن مالک وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے، عمرو بن مالک میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

۴۶۸۳ مالک بن قیس انصاری

ابو صرمہ مازنی، ان کے نام میں اختلاف ہے، اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا، ابن ابی خثیمہ نے بحوالہ احمد اور ابن معین ان کا نام مالک بن قیس لیا ہے۔

۴۶۸۴ مالک بن مالک جنی

حدیث میں ان کا ذکر ہے جسے طبرانی نے بروایت محمد بن خلیفہ اسدی بحوالہ محمد بن ابی حنیٰ عن ابیہ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا: مجھ سے ایسی حدیث بیان کیجئے، جس سے مجھے تعجب ہو، انہوں نے کہا:

اسد الغابہ (۴۶۳۰) استیعاب (۲۳۱۹) تجرید (۴۸/۲) السیرۃ النبویۃ (۲۵۱/۲)

اسد الغابہ (۴۱۳/۳) مسند احمد (۴۴۶/۴) اسد الغابہ (۴۶۳۳) استیعاب (۲۳۲۲) تجرید (۴۸/۲)

اسد الغابہ (۴۱۴/۳) اسد الغابہ (۴۶۳۷) تجرید (۴۸/۲)

مجھ سے خریم بن فاکہ اسدی نے بیان کیا کہ میں اپنے گمشدہ اونٹوں کی تلاش میں نکلا، میں نے انہیں مقام ابرق میں پالیا، اس وقت نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر نبی پھیلی تھی۔

میں نے کہا: میں اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں، جیسا کہ وہ جاہلیت میں کہتے تھے۔ ایک نبی آواز نے مجھ سے

کہا: ﴿

”تمہاری ہلاکت، اللہ والجلال کی پناہ مانگو، جو حلال اور حرام کو نازل کرنے والا ہے۔“

میں نے کہا: ﴿

”اے پکارنے والے! کیا تم حیلہ کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس ہدایت ہے یا گمراہی؟“

اس نے کہا: ﴿

”یہ اللہ کے رسول ہیں جو بھلائیوں والے ہیں، یاسین اور کئی حم کے ساتھ آئے ہیں، حرام کرنے والی اور حلال

کرنے والی چیزوں کے ساتھ، روزے اور نماز کا حکم دیتے ہیں۔“

میں نے کہا: ”اللہ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟“

اس نے کہا: ”میں مالک بن مالک ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اہل نجد کے جنات کی طرف بھیجا۔“

پھر خریم بن فاکہ کے اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اپنی تاریخ میں اور ابو قاسم بن بشران نے اپنے طریق سے پھر بروایت ابن خلیفہ اسدی، اور عات میں سے ایک شخص کے حوالے سے ان کا نام لیا ہے، پھر ان کا ذکر کیا۔

۴۶۸۵ مالک بن مخلد

رسول اللہ ﷺ کے خط میں ان کا ذکر ہے جو آپ ﷺ نے زرعہ بن سیف بن ذی یزن کی طرف لکھا تھا، یہ جعفر مستغفری کا قول ہے، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۸۶ مالک بن مرارہ

بعض کا قول ہے: ابن مرہ، بقول بعض ابن مررہ راوی، ابن کلبی کا قول ہے: رحاء بن منبہ بن حرب بن علہ بن جلد بن مالک کی طرف منسوب ہیں جو بنوہم بن عبد اللہ میں سے ہیں، بغوی کا قول ہے: مالک بن مرارہ راوی، شام میں رہائش پذیر تھے، عبد الغنی اور ابن ماکولانے را کے زبر کے ساتھ اسے لکھا ہے، دونوں کہتے ہیں: وہ مذجج کے قبیلے میں سے ہیں۔ رشاطی کا قول ہے: ابن درید نے کتاب الاہتقاق میں ان کا ذکر راوی را کے پیش کے ساتھ کیا ہے، شہر کی طرف منسوب ہیں، ابن عبد البر کا قول ہے: بعض نے اس سے راوی کہا ہے، جو صحیح نہیں۔

المعجم الكبير (۴/۴۱۶۶) مستدرک (۳/۶۲۱) کنز (۴۱/۳۷) مجمع الزوائد (۸/۴۵۱)

اسد الغابہ (۸/۴۶۳۸) تجرید (۲/۴۸) اسد الغابہ (۹/۴۶۳۹) استیعاب (۲۳۲۴) تجرید (۲/۴۸)

استیعاب (۳/۴۱۴)

الْأَثْبَاتُ فِي تَبَيُّنِ الْقَضَا وَالشَّرْحِ لِمَنْ أَهْلَهُ (اردو) (جلد ۳۲۳)

طبرانی نے بطریق خالد بن سعید، بحوالہ ان کے دادا عمیر نقل کیا ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا: ”محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عمیر ذی مران کی طرف اور جو ہمدان میں سے اسلام لائے، تم پر سلامتی ہو، میں اور تم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ابابعد! روم سے ہماری آمد پر ہمیں تمہارے اسلام لانے کا پتہ چلا ہے۔“ پھر باقی خط ذکر کیا۔ اس میں ہے: ”مالک بن مرارہ رهاوی نے غیب کی حفاظت کی ہے، امانت ادا کی ہے، پیغام پہنچا دیا ہے، میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔“

حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور بغوی نے بطریق عقبہ بن ابی حکیم، بحوالہ مالک بن مرارہ رهاوی، جو یمن کے قبیلہ سے ہیں نقل کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر کبر ہو اور آگ میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی برابر ایمان ہو۔“ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے یہ پسند ہے کہ میرے کپڑے صاف ستھرے ہوں، میرا کھانا اچھا ہو، میری بیوی خوبصورت ہو، میری سواری اچھی ہو، کیا اس کا تعلق کبر سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کبر نہیں، میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور محتاجی کی کیفیت سے، کبر، حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو گھٹیا جاننا ہے۔“ بغوی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کی مراد اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو گھٹیا جاننا۔

ابن مندہ نے اس کا کچھ حصہ بطریق عقبہ بن عطاء بحوالہ مالک بن مرارہ نقل کیا ہے، ان دونوں کے درمیان کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ ابن عبد البر کا قول ہے: مالک بن مرارہ کا اس حدیث میں ذکر ہے۔ جسے حمیر بن عبد الرحمن نے کبر کے باب میں بحوالہ ابن مسعود نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں اس روایت کی طرف اشارہ ہے جسے بغوی نے بطریق ابن عون، بحوالہ عبد اللہ بن مسعود نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، آپ کے پاس مالک رهاوی تھے، میں نے ان کی آخری بات سنی وہ کہہ رہے تھے: یا رسول اللہ! میں صاحب جمال شخص ہوں جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص دوستوں یا اس سے کم چیز میں مجھ سے افضل ہو، کیا یہ تکبر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، تکبر حق کو ٹھکرانا اور لوگوں کو گھٹیا جاننا ہے۔ اسے ابو یعلیٰ نے نقل کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: ہمیں ابو یزن نے بحوالہ عفیر بن زرعہ بن سیف بن ذی یزن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے کتاب آدم میں لکھا ہے اس میں ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کا خط ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا ابو رخی نے بحوالہ عفیر بن زرعہ یہ خط ذکر کیا، پھر اس کا ذکر کیا۔ اس میں ہے: ”جب تمہارے پاس میرے قاصد آئیں تو میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں، معاذ بن جبل، عبد اللہ بن زید، مالک بن عبیدہ، عقبہ بن عامر، مالک بن مزردہ، اور ان کے ساتھی۔“

اس میں ہے کہ مالک بن مزردہ رهاوی نے مجھ سے بیان کیا کہ آپ حیر میں سے سب سے پہلے اسلام لائے، آپ نے مشرکین سے جہاد کیا، آپ کو خیر کی خوشخبری ہو۔ میں آپ کو حیر کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہوں، خیانت نہ کرو، جھگڑا نہ کرو،

✽ مسند احمد (۳۸۹/۱) مستدرک حاکم (۱۸۲/۴) المعجم الكبير (۵۰/۱۷) مجمع الزوائد (۳۰/۱)

جامع المسانید والسنن (۵۳/۱۱) اسد الغابہ (۳۶/۴)

✽ مسند ابو یعلیٰ (۵۲۹۱/۹)

مالک نے بات پہنچادی ہے اور غیب کی حفاظت کی ہے، میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتا ہوں، تم پر سلامتی ہو۔ بغوی نے بطریق جالہ بن سعید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رجب مالک بن مرارہ راہوی اپنی قوم کی طرف لوٹ کر گئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ خط لکھ کر بھیجا: ”میں تمہیں ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ مقبول ہیں۔“ فرماتے ہیں: ہمدان نے ان کے لیے تیرہ (۱۳) اونٹیاں اور چھبتر (۷۶) اونٹ جمع کیے۔

۷۶۸۷ مالک بن مرارہ

بنو بئاش بن زرارہ تميمی میں سے ہیں، ہند بن ابی ہالہ کے والد ہیں، اسی طرح میں نے عجم بغوی کے نسخہ قدیمہ میں ان کا ذکر دیکھا ہے، اور زبیر کی طرف بحوالہ مؤمل اس کی نسبت کی ہے، جو زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ابو ہالہ کا نام مالک بن زرارہ بن بئاش ہے، اس کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

۷۶۸۸ مالک بن موضہ انصاری

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔
میں کہتا ہوں: بعض کا قول ہے: وہ مالک بن دحثم ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

۷۶۸۹ مالک بن مزرد

پہلے والی سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۷۶۹۰ مالک بن مسعود

ابن بدن بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ انصاری ساعدی۔ ابواسید کے چچا زاد ہیں، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۶۹۱ مالک بن مشوف

ابن اسد بن عبد مناة بن عبد اللہ بن سعد نجفی، ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وفد میں آئے، مذبح کے سردار ہیں، عائذ اللہ کی جانب مذبح کی ولادت نبی ﷺ تک پہنچی۔

۷۶۹۲ مالک بن مہلہل

ابن ایارہ بقول بعض: دثار، جہی، مسلمان جن ہیں، غریب حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ اسے خراطلی نے غیبی آواز دینے والے جنات میں بطریق سعید بن جبیر ذکر کیا ہے کہ بنو تمیم کا ایک شخص رافع بن عیسر لوگوں کو راستہ بتاتا تھا اور انہیں رات کو لے کر چلتا تھا، وہ خوف کی حالت میں ان میں سے سب سے زیادہ حملہ کرنے والا تھا، پھر ان کے اسلام کی ابتداء کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: اسی اثناء

اسد الغابہ (۶۶۴۲) استیعاب (۲۳۲۶) تجرید (۴۹/۲) السیرۃ النبویہ (۲۵۶/۲)

اسد الغابہ (۶۶۴۳) تجرید (۴۹/۲)

میں کہ ایک رات میں ریت کے ٹیلے پر چل رہا تھا کہ مجھے غیند آگئی، میں سواری سے اتر اور اسے بٹھایا، اپنے بازو کا تکیہ بنایا اور سو گیا۔ میں نے کہا: میں اس وادی کے سردار جن کی پناہ مانگتا ہوں، اس سے کہ مجھے ایذا دی جائے یا ڈرایا جائے، پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: ایک جن نے ان کی اونٹنی ذبح کرنے کا ارادہ کیا، دوسرے نے اسے مخاطب کیا: ”اے مالک بن مہبل بن ایار! زک جاؤ، میری چادر اور ازار تمہارے لیے انسان کی اونٹنی کے بدلے فدیہ ہے، اسے کچھ نہ کہو اور میرے بیلوں میں سے جو تم چاہو لے لو۔“

اس قصے میں ہے کہ انہوں نے ان سے کہا: جب تم کسی وادی میں اترو اور اس کی ہیبت سے تمہیں ڈر لگے تو کہو: میں رب محمد ﷺ کی پناہ چاہتا ہوں، تمہیں کوئی جن ایذا نہیں دے گا۔ اس کا کام باطل ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: محمد کون ہے؟ انہوں نے کہا: بیشرب کے نبی ہیں۔ فرماتے ہیں: میں اپنی اونٹنی پر سوار ہوا یہاں تک کہ مدینہ آیا، نبی کریم ﷺ نے میری بات اس سے پہلے ہی بتادی کہ میں آپ ﷺ کو کچھ بتاؤں۔ سعید کا قول ہے: ہمارا خیال ہے کہ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ﴿انسانوں میں سے کچھ مرد، جنوں میں سے کچھ مردوں کی پناہ مانگا کرتے تھے﴾۔ (الآیۃ) *

۴۶۹۳ مالک بن فضلہ سلمی

بقول بعض: وہ ابو برزہ کا نام ہے، مشہور نھلہ بن مالک ہیں، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

۴۶۹۴ مالک بن فضلہ جشمی *

ابو احوص کے والد ہیں، بخاری رحمہ اللہ نے ان کی حدیث باب خلق افعال العباد میں اور اصحاب سنن نے بطریق ابواحوص، عن ابیہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوع نقل کی ہے ”ہاتھ تین ہیں“۔ اس کی سند صحیح ہے، ان کی ایک اور حدیث بروایت ابواسحاق ان کے حوالے سے مروی ہے، بغوی کا قول ہے: کوفہ میں رہائش تھی، انہوں نے دو احادیث روایت کی ہیں۔

۴۶۹۵ مالک بن فضیلہ

تھغیر کے ساتھ ہے، بنو عمرو بن عوف کے حلف ہیں، مزینہ سے ہیں، بغوی نے بروایت اموی، بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۹۶ مالک بن نمط *

ابن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لؤی بن سلمان ہمدانی، پھر ارجسی، ابو ثور، ابو عمر * کا قول ہے: ایک قول ہے: یامی یا خارفی، وہ نمائندہ، ذوالشعار ہیں غریب احادیث یہ کتابیں لکھنے والوں کی ان کی طویل حدیث نقل کی ہے۔ اہل حدیث کی روایت مختصر ہے، وہ بطریق ابواسحاق ہمدانی مروی ہے۔

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۵)

۳۷۷

میں کہتا ہوں: ابن ہشام * نے السیرۃ النبویہ میں مختصر ذکر کیا ہے۔ اس کے اضافے میں فرمایا: ہمدان کا وفد آیا، جو کچھ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جسے میں ثقہ کہتا ہوں، بحوالہ ابواسحاق سمعی، فرماتے ہیں: ہمدان کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، ان میں مالک بن نمط، ابو ثور وہ ذوالمشعار ہیں، مالک بن اشفع سلمانی، عیسرہ بن مالک خارفی ہیں وہ لوگ تبوک سے واپسی پر رسول اللہ ﷺ سے ملے۔ ان پر خاص قسم کی یمنی چادریں، عدنی عمامے، سوار یوں پر تھے، مالک بن نمط رسول اللہ ﷺ کے سامنے رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے: ص

”گرمی اور بہار کے غبار میں سبزہ زار سے ہوتے ہوئے یہ سواریاں آپ تک پہنچیں، جنہیں کھجور کے بالوں کی لگامیں ڈالی گئی ہیں۔“

فرماتے ہیں: ان کا بہت سافصح، اچھا کلام ذکر کیا، آپ ﷺ نے انہیں تحریر لکھ کر دی۔ اور جو زمین کا ٹکڑا انہوں نے مانگا، انہیں دیا۔ ان پر مالک بن نمط کو امیر بنایا۔ ان کی قوم میں سے جو اسلام لائے اس پر عامل بنایا۔ اور انہیں ثقیف سے قتال کا حکم دیا۔ ان کا جو شخص بھی لٹکتا اس پر حملہ کرتے، مالک بن نمط اچھے شاعر تھے: ص

”جب ہم رات کی تاریکی میں کشادہ میدان اور سخت زمین پر تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا، بلند زمین سے سواروں کو منیٰ کی جانب رقص کرتی ہوئی سوار یوں کے رب کی قسم! رسول اللہ ﷺ ہم میں تصدیق شدہ ہیں، جو عرش والے کی طرف سے ہدایت یافتہ رسول بن کر آئے، محمد ﷺ سے زیادہ سخت دشمنوں کے لیے کسی سواری نے اپنے اوپر کوئی سوار نہیں کیا۔ جب نیکی کا طالب ان کے پاس آتا ہے، تو وہ عطا کرتے ہیں اور تیز تنواریں سے زیادہ چلتے ہیں۔“

میں کہتا ہوں: نمط بن قیس بن مالک کے سوانح میں ہے کہ وہ نمائندہ ہیں، بقول بعض: ان کے والد قیس بن مالک ہیں، جس سے تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے کہ وہ سب لوگ وفد میں آئے، حسن بن یعقوب ہمدانی نے کتاب نسب ہمدان میں اس قصے میں نقل کیا ہے کہ وہ ایک سوئیس (۱۲۰) افراد تھے، رشاطی نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۹۷) مالک بن نمیلہ أنصاری *

ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں، ابن اسحاق * نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ابراہیم بن سعد کی روایت میں بحوالہ ابن اسحاق اسی طرح مروی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ اسی طرح ابن ہشام نے بکائی پر اپنے اضافے میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۹۸) مالک بن نویرہ *

ابن جرہ بن شداد بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع حمیری، یربوعی، ان کی کنیت ابو حظلہ اور لقب جعفری ہے۔

* السیرۃ النبویۃ (۱۸۵/۴) (۱۸۷) * اسد الغابہ (۴۶۴۷) الاستیعاب (۲۳۲۹) تجرید اسماء الصحابة (۴۹/۲)

* السیرۃ النبویۃ (۲۵۲/۲) و (۹۸/۲) * اسد الغابہ (۴۶۴۸) الاستیعاب (۲۳۳۱) تجرید (۴۹/۲)

مرزبانی کا قول ہے: شاعر، شریف اور شہسوار ہیں، جاہلیت میں بنو ربیع کے شہسواروں اور صاحب شرافت لوگوں میں ان کا شمار تھا۔ بادشاہوں کے ردیف تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی قوم کے صدقات پر عامل بنایا تھا۔ جب انہوں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ملی تو صدقات لینے سے رک گئے، انہیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا، اس کے بارے میں کہتے ہیں: **ع**

”میں نے کہا: تم لوگ بے خوف و خطر ہو کر اور کل کا انتظار کئے بغیر اپنا مال لے لو، اگر مٹائے ہوئے دین کو کسی شخص نے قائم رکھا تو ہم اطاعت کرتے ہوئے کہیں گے کہ دین تو محمد ﷺ کا دین ہے۔“

یہ ابن سعد نے بحوالہ واقدی، منقطع سند سے ذکر کیا ہے، اسے ضرار بن ازور اسدی نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حکم سے مرتدین سے قتال کے بعد اسے باندھ کر قتل کیا۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی زوجہ سے نکاح کر لیا۔ اس کا بھائی مٹم بن نویرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اپنے بھائی کا مرثیہ کہا اور انہیں اس کے خون اور اپنے قیدیوں کے بارے میں واسطہ دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قیدیوں کو واپس کر دیا۔

زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد کو حکم دیا کہ مالک کی اس بیوی سے جدائی اختیار کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مالک کے بارے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سخت الفاظ کہے، البتہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معذور قرار دیا۔

سیف بن عمر نے کتاب الردہ والفتوح میں ان کا طویل قصہ نقل کیا ہے۔ طبری **✽** کے طریق سے، اس میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب میدان میں پہنچے تو جماعتوں کو پھیلا دیا، آپ کے پاس مالک اور ان کی قوم کے کچھ لوگ لائے گئے پھر اس جماعت میں اختلاف ہو گیا۔ ابوقادہ ان لوگوں میں سے تھے جو گواہی دے رہے تھے کہ ان لوگوں نے اذان کہی اور نماز قائم کی تھی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹھنڈی رات میں قید کیا پھر ایک منادی کو حکم دیا جس نے اعلان کیا کہ اپنے قیدیوں کو گرمی پہنچاؤ، جو مجاہدین کی اصطلاح میں قتل کرنے کی طرف اشارہ تھا۔ چنانچہ انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک کی اہلیہ سے شادی کر لی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: خالد کی تلوار میں گناہ اور تہمت ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے اجتہاد تو کیا ہے لیکن اس سے غلطی ہوئی ہے، میں اس تلوار کو عیب دار نہیں کر سکتا جسے اللہ نے مشرکین کے لیے سنت لیا ہے اور مالک کی دیت دی۔ خالد کا کہنا تھا کہ صرف مالک کے قتل کا انہوں نے حکم دیا تھا کیونکہ جب نبی ﷺ کا ذکر ہوتا تو وہ کہتا میرا خیال نہیں کہ تمہارے نبی نے یہ بات کی ہو، تو انہوں نے اس سے کہا: کیا تم انہیں اپنا نبی نہیں سمجھتے ہو؟

زبیر بن بکار نے موفقیات میں فرمایا: مجھ سے محمد بن فلیح نے بحوالہ ابن شہاب نقل کیا کہ مالک بن نویرہ کے سر کے بال بہت گھنے تھے، جب اسے قتل کیا گیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کے سر کو ہانڈی کے پائے کے طور پر نصب کیا جائے۔ اس سے پہلے کہ لوگ سر تک پہنچتے تو ہنڈیا میں جو کچھ تھا بہہ کر نیچے آ گیا۔

ان کے بھائی مٹم نے ان کا مرثیہ بہت زیادہ اشعار میں کہا، مالک کی بیوی کا نام ام تمیم بنت منہال تھا، ثابت بن قاسم نے

دلائل میں روایت کیا ہے کہ حضرت خالد نے مالک کی بیوی کو دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھی، اس کے بعد مالک نے اپنی بیوی سے کہا: مجھے قتل کر دیا گیا، یعنی میں تمہاری وجہ سے قتل کیا جاؤں گا۔ یہ اس کا گمان تھا، اسے قتل کر دیا گیا، اس کا قتل اس کی بیوی کی وجہ سے نہیں تھا، جیسا کہ اس نے گمان کیا۔

مرزبانی کا قول ہے: مالک کے بہت سے اچھے اشعار ہیں، انہیں عتیہ بن حارث بن شہاب یربوعی کے مرثیے کے طور پر پیش کرتے ہیں: ع

”اکیلے عقل بنو اسد نے فخر کیا، بنو اسد کا یہ کہنا سچ ہے کہ عتیہ افضل ہے، وہ اس کے قتل ہونے کی وجہ سے خوش ہوئے، جبکہ ان کے وہ لوگ جو سردار ہیں دو، دو کے قتل کی وجہ سے اس کا بدلہ نہیں چکایا جائے گا۔“

۷۶۹۹ مالک بن ہبیرہ *

ابن خالد بن مسلم بن حارث بن مخصف بن مالک بن حارث بن بکر بن ثعلبہ بن عقبہ بن سکون سکونی، بقول بعض: کندی، ابوسعید، بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: صحابی ہیں، بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے، مصر میں رہائش تھی، سنن ابوداؤد، ابن ماجہ، جامع ترمذی اور مستدرک حاکم میں ان کی حدیث ہے۔ بطریق ابن اسحاق بحوالہ مالک بن ہبیرہ نقل کیا ہے: وہ صحابی ہیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا: ”کسی مسلمان کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔“ *

فرماتے ہیں: مالک بن ہبیرہ کے سامنے جب جنازہ پڑھنے والے آتے تو انہیں تین صفوں میں تقسیم کر دیتے۔ ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن اسحاق سے آگے اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے ان کے حوالے سے ابوخیمر اور مالک بن ہبیرہ کے درمیان حارث ابن مالک کا اضافہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ کی معرفہ میں ہے، ترمذی نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ابراہیم بن سعد اسے نقل کرنے میں متفرد ہیں، جماعت کی روایت ہمارے نزدیک زیادہ صحیح ہے۔

ابن یونس کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے امیر رہے، ان سے اس کے رہنے والوں میں سے ایک جماعت نے ان سے روایت کیا ہے۔ محمد بن ربیع حیرانی نے فتح مصر میں شریک صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن عوف سے نقل کیا ہے: مجھے ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں، ہو سکتا ہے انہوں نے مخصوص صحابی ہونے کا ارادہ کیا ہو، ورنہ انہوں نے اپنی حدیث میں اس کی تصدیق کی ہے۔ جو نماز جنازہ میں صفوں کو تقسیم کرنے کے بارے میں ہے۔ ابوزرعہ دمشقی کا قول ہے: مروان بن حکم کے زمانے میں وفات پائی۔

* اسد الغابہ (۶۶۹) استیعاب (۲۳۳۰) تجرید (۴۹/۲)

* ابوداؤد (۳۱۶۶) ترمذی (۱۰۲۸) ابن ماجہ (۱۴۹۰) حاکم مستدرک (۳۶۲/۱) مسند احمد (۷۹/۴)

معجم کبیر (۶۶۵/۱۹) جامع المسانید (۶۲/۱۱)

۴۴۰ مالک بن ہدم

ابن ابی بن حارث بن براء تعجبی، ابو عمرو، ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: فتح مصر میں شریک ہوئے، انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں حدیث نقل کی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ انہوں نے بطریق ربیعہ بن لقیط، بحوالہ مالک بن ہدم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نے جہاد کیا، ہم پر حضرت عمرو بن العاص امیر تھے، ہم میں حضرت عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بن جراح تھے، ہمیں بہت سخت بھوک لگی، میں کھانے کی کوئی چیز تلاش کرنے لگا، میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے اونٹ ذبح کرنا چاہتے تھے۔

میں کہتا ہوں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں غزوہ ذات السلاسل کا واقعہ ہے۔ انہیں لشکر کا امیر بنایا، انہوں نے آپ سے کمک طلب کی، آپ نے ابو عبیدہ کو ان کی مدد کے لیے بھیجا۔

۴۴۱ مالک بن ولید

عبدان بن محمد مروزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق خالد بن حمید، بحوالہ مالک بن خیر نقل کیا ہے کہ مالک بن ولید نے فرمایا:

”نبی کریم ﷺ نے مجھے وصیت کی کہ میں گورنری حاصل کرنے کے لیے ایک قدم بھی نہ اٹھاؤں اور نہ کس ذی سے سوئی یا اس سے چھوٹی چیز حاصل کروں اور نہ برے بادشاہ کے خلاف بغاوت کروں۔“

یہ بروایت انس بن ابی ایسہ، بحوالہ خالد مذکور مروی ہے، اس میں نامعلوم راوی ہے۔

۴۴۲ مالک بن وہب خزاعی

ابو نعیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ اور ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، بزار کے ہاں ان کی سند میں بطریق عبدالعزیز بن ابی بکر بن مالک بن وہب خزاعی، عن ابیہ، عن جدہ ان کی حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احزاب کے دن سلیط اور سفیان بن عوف کو جاسوس بنا کر بھیجا، انہیں شہید کر دیا گیا، نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک قبر میں دفن کیا، وہ دونوں شہید اور قریبی رشتہ دار ہیں۔ بزار کا قول ہے: ہمیں مالک بن وہب کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں نامعلوم راوی ہیں۔

اسد الغابہ (۶۵۰) تجرید (۴۹/۲)

دلائل النبوة (۳۰۸/۶) جامع المسانید والسنن (۶۳/۱۱) اسد الغابہ (۴۱/۴)

اسد الغابہ (۶۵۱) تجرید (۴۹/۲)

جامع المسانید والسنن (۶۴/۱۱) اسد الغابہ (۴۱/۴)

مجمع الزوائد (۱۳۵/۶) کشف الاسناد (۱۸۰۵) جامع المسانید والسنن (۶۵/۱۱)

۴۴۰۳ مالک بن یخامر * سکسی

الہانی حمسی، ابن عساکر کا قول ہے: ایک قول ہے کہ صحابی ہیں، ابو نعیم نے کہا: صحابہ میں ان کا ذکر ہے، جو ثابت نہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرسل روایت کی ہے، حدیث یہ ہے: ”قرض، دین میں عیب ہے۔“
ابوزرعد مشقی نے اس طبقہ علیا میں ان کا ذکر کیا ہے جو صحابہ سے ملا ہوا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں اور ان سے روایت کیا، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن سعدی، عمرو بن عوف اور عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت کی۔
ان سے معاویہ نے ان کی موجودگی میں روایت کیا، ان کے حوالے سے، بحوالہ معاذ صحیح بخاری رضی اللہ عنہ میں ان کی حدیث ہے ان سے اسی طرح ان کے دونوں بیٹوں عبداللہ، عبدالرحمن، عیسر بن ہانی، جبیر بن نصر، شریح بن عبید محول اور دوسرے لوگوں نے روایت کیا۔

ابن سعد * کا قول ہے: ثقہ ہیں، علی کا قول ہے: شامی، تابعی اور ثقہ ہیں، ابن حبان * نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یثم کا قول ہے: ۷۲ھ میں وفات پائی، ابن ابی عاصم کا قول ہے: ۷۰ھ میں فوت ہوئے۔

۴۴۰۴ مالک بن یسار سکونی *

پھر عوفی، ابوداؤد، بغوی، ابن ابی عاصم، ابن سکین اور معمری نے یوم واللیلیۃ میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ابن قانع نے بطریق مضمم، بحوالہ ابو بحرۃ، ان کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اللہ سے دعا کرو تو تھیلیوں کے اندرونی حصے سے دعا کرو، ہاتھ لائے کر کے دعا نہ کرو۔“ *

سلیمان بن عبد الحمید، شیخ ابوداؤد نے کہا: مالک بن یسار کو ہمارے نزدیک شرف صحابیت حاصل ہے۔ سنن کے نسخے میں ہے: ہمارے نزدیک مالک صحابی نہیں، اس میں مانافہ زیادہ ہے۔ بغوی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: مجھے اس اسناد سے، اس کے علاوہ کوئی اور حدیث معلوم نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ صحابی ہیں یا نہیں۔ ابن سکین کے ہاں صرف مالک بن سنان سکسی ہیں۔ پہلا قول اولیٰ ہے، عبدالصمد سعید کی طبقات حمصیین میں مالک بن سنان سکونی پھر عوفی ہے جو سکون کا قبیلہ ہے، ان سے مالک بن عامر نے روایت کیا، میرا خیال ہے کہ وہ اس کے علاوہ ہیں۔

۴۴۰۵ مالک بن ابی امیہ ازدی

جنادہ کے والد ہیں، کنتوں میں اس کا ذکر آئے گا۔

۴۴۰۶ مالک، ابوسمج

کنتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

* اسد الغابہ (۶۶۵۴) تجرید (۵۰/۲) * طبقات کبریٰ (۱۵۲/۷) * ثقات تابعین (۳۸۳/۵)

* اسد الغابہ (۶۶۵۵) استیعاب (۲۳۳۲) تجرید (۵۰/۲) * ابوداؤد (۱۴۸۶) الاحاد والمثنائی (۴۱۰/۴)

۴۴۰۷ مالک بن اسلمی ماعز کے والد ہیں۔

۴۴۰۸ مالک قشیری

بنوئی نے بحوالہ مالک بن عمرو ان کا تہا ذکر کیا ہے، اور بطریق سلمہ بن علقمہ، بحوالہ مالک قشیری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس کا کوئی رشتہ دار اس سے وہ چیز مانگنے آتا ہے اور وہ اس کے دینے میں بخل کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ مال گنجه ساپ کی شکل میں ظاہر ہوگا۔“

پھر فرمایا: مجھے معلوم نہیں کہ صحابی ہیں یا نہیں، اسے بحوالہ داؤد سلمہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا وہ بصری ہیں۔ حدیث بیان کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۴۴۰۹ مالک موری

ابو غطفان کے والد ہیں، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے راویوں کا قول ہے: ابو غطفان کے والد کا نام طریف ہے، ابو غطفان نے اپنے والد کے حوالے سے روایت کیا۔

۴۴۱۰ مالک ہلالی

عبداللہ کے والد ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں بطریق عمر بن عبدالرحمن بحوالہ عبداللہ بن مالک ہلالی، عن ابیہ نقل کیا ہے۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! اصحاب اعراف کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگ اپنے آباء کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نکلے اور شہید ہو گئے، شہادت کی وجہ سے آگ میں داخل نہیں ہو سکے اور اپنے آباء کی نافرمانی کی وجہ سے جنت میں نہیں جاسکتے۔“

واقدی کی مسند میں ضعیف روایت ہے، اسے ابن لہیعہ نے بحوالہ یحییٰ بن نہیل نقل کیا ہے کہ بنو ہلال میں سے ایک شخص نے انہیں بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے میں پوچھا، پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

باب میم کے بعد میم

۴۴۱۱ مامرجنی

ابن درید نے ان جنات میں ان کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔

اسد الغابہ (۶۶۰/۲) تجرید (۴۸/۲) تاریخ کبیر (۳۰۴/۷) اسد الغابہ (۶۶۱/۵) استیعاب (۲۳۳۳)

مجمع الزوائد (۲۴/۷) جامع المسانید والسنن (۴۵/۱۱) اسد الغابہ (۲۷/۴)

باب میم کے بعد نون

۴۴۱۲ ماناھہ فارسی

محمد نامی لوگوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب میم کے بعد باء

۴۴۱۳ مبارک

مولیٰ ثابت بن قیس بن شماس انصاری ہیں، ان کے ساتھی سعد کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۴۱۴ مُبَرَّح بن شہاب

ابن حارث بن ربیعہ بن حمیت بن شریح یافعی، ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے پاس چار افراد میں آئے، پھر فتح مصر میں شریک ہوئے، اہل مصر میں معروف ہیں۔ ان کی کوئی روایت نہیں جو ہمیں معلوم ہو۔ چیزہ میں ان کا قطعہ ارضی ہے، ان کے بھائی بھی فتح مصر میں شریک تھے، وہ صحابی نہیں، دونوں معروف ہیں۔

۴۴۱۵ مُبَرِّق شاعر

بقول بعض: ان کا نام ربیعہ بن لیث ہے، ایک قول ہے: عبداللہ بن حارث، اسماء میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۴۱۶ مُبَشِّر بن ابیرق

حدیث قتادہ بن نعمان میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، رفاعہ بن زید کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۴۴۱۷ مُبَشِّر بن براء

ابن معروف انصاری، ابن کلبی کا قول ہے: بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔

۴۴۱۸ مُبَشِّر بن عبدالمنذر

بن زہر، ابن زید بن امیہ انصاری، ابولبابہ کے بھائی ہیں، ابن اسحاق وغیرہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اسی میں شہید ہوئے۔ اسی طرح ابن حبان کا قول ہے: وہ ابولبابہ کے بھائی ہیں، بقول بعض: ابولبابہ کا نام مبشر ہے۔

❖ اسد الغابہ (۶۵۶) تجرید (۵۰/۲)

❖ اسد الغابہ (۶۵۹) استیعاب (۲۵۴۰) تجرید (۵۰/۲)

❖ السیرۃ النبویۃ (۲۵۰/۲)

باب میم کے بعد تاء

۷۷۱۹ متمم بن نویرہ تمیمی *

ان کے بھائی مالک کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ طبری * نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اور ان کے بھائی اسلام لائے، نبی کریم ﷺ نے مالک کو بنو تمیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا، وہ اور ان کے بھائی متمم اسلام لائے۔

متمم اپنے بھائی کے بارے میں اچھے مرثیہ کہنے والے شاعر ہیں، انہی کا یہ مشہور شعر ہے:
 ”جب ہم دونوں جدا ہو گئے تو ایسا لگا کہ میں اور مالک ایک شب بھی اکٹھے نہ تھے، کیونکہ جدائی بہت طویل ہے۔“

اس سے پہلے یہ شعر ہے:
 ”ہم دونوں جزیرہ کے دو شراب کے ساتھیوں میں سے تھے، جو کافی سال اکٹھے رہے یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے یہ تو کبھی جدا نہیں ہوں گے۔“ *

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہی اشعار اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر پر کھڑے ہو کر پڑھے تھے، کسی نے متمم سے کہا: تمہیں اپنے بھائی کا کتنا غم ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: میری آنکھ کو کوئی بیماری لاحق ہوئی جس سے اس میں سے ایک قطرہ بھی نہیں بہا، جب میرا بھائی قتل ہوا تو رکسنے نہ پائیں، مرزبانی لکھتے ہیں کہ متمم کی کنیت ابوہشل، ایک قول ہے: ابوہم، بقول بعض: ابو ابراہیم، کانے تھے، ان کا سلام اچھا تھا، ان کے زیادہ تر اشعار اپنے بھائی کے بارے میں مرثیوں پر مشتمل ہیں: ”اس کی ماں کے بیٹے کے بعد لوگوں میں ہر جوان ایسا ہے جیسے بیڑی میں سے ایک ہاتھ گر گیا ہو۔“

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بھائی فوت ہوئے تو انہوں نے ان اشعار کو دہرایا تھا۔ مروی ہے کہ عمر نے حلیہ سے کہا: کیا تم نے اس سے زیادہ رونے والا شخص دیکھا یا سنا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! کوئی عربی ان جیسا کبھی نہیں رویا نہ کوئی روئے گا۔ اوروں کا کہنا ہے کہ زیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں متمم مل گئے، وہ دونوں رُک گئے تاکہ وہ گزر جائیں، تو وہ ٹھہر گئے۔ ان دونوں نے جلدی کی، ادھر سے انہوں نے بھی جلدی کی تو متمم نے کہا: تم دونوں کو کس چیز نے بوجھل کر کے روک دیا ہے، تو ان دونوں نے کہا: مجھے لوگوں کے دھوکا دینے کا خوف ہے۔ انہوں نے کہا: کیا اصحاب محمد ﷺ کو میں دھوکا دوں گا۔ مجھے گمراہی کا خدشہ ہے، مجھے پسند ہے کہ تم دونوں سے ہدایت حاصل کروں، مجھے وحشت کا خوف ہے، میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں سے انس حاصل کروں، ان دونوں نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: متمم بن نویرہ، ان دونوں نے کہا: ہم بلا وجہ اکتا گئے ہیں، ہمیں کچھ اشعار سناؤ تو انہوں نے اپنا قصیدہ عینہ ان کے سامنے پڑھنا شروع کیا:
 ص

* اسد الغابہ (۶۷۵۹) استیعاب (۲۵۴۱) تجرید (۵۰/۲) * اسد الغابہ (۴۳/۴) شعر والشعراء (۳۳۸)

* اسد الغابہ (۴۳/۴) شعر والشعراء (۳۳۸)

”تیری زندگی کی قسم! میرا زمانہ مالک کے لیے نہ تو مردوں کے اوصاف بیان کرنے والا ہے اور نہ اس غم کی وجہ سے جو اسے پہنچا، بے صبری کرنے والا ہے، تاکہ وہ درد مند ہو، اس نے ان نشانیوں کی وجہ سے جو دیکھی ہیں، صبر کرنے سے انکار کر دیا ہے اور میں تیرے علاوہ جو تعلق دیکھتا ہوں وہ جلدی ختم ہونے والا ہے۔ میں ایسا جوان ہوں کہ جب تجھے، تیرے نام سے پکاروں، تو جواب نہ دے جبکہ تو تو جواب دینے اور سننے کا اہل تھا۔ اے مخاطب تو اسے تلوار کی دھار کی طرح حرکت کرتے دیکھے گا جو تر ہونے کے لیے ہل رہی ہو، جب وہ برے آدمی کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ پائے، اگر زمانہ ہم میں جدائی ڈال دے گا تو کوئی بات نہیں، میرا بھائی تعریف یافتہ اس وقت مجھ سے جدا ہو گیا، جب اس نے الوداع کہا، اللہ تعالیٰ اس زمین کو سیراب کرے جس میں مالک کی قبر بنی ہے۔ صبح کے وقت اٹھنے والے بھاری بادل، جو روئیدگی کا باعث ہوتے ہیں۔ اللہ کی قسم! میرے دل میں شہروں کی محبت نہیں لیکن الوداع کہنے والے محبوب کی محبت رچی بسی ہے۔“

باب میم کے بعد ثاء

۴۴۲۰) مشعب (بے نسبت)

مطین نے وحدان میں صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق اشعث بن ابی شعثاء بحوالہ مشعب ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا، ان میں سے بعض روزہ رکھتے تھے اور بعض نہیں رکھتے تھے، نہ رکھنے والے روزہ دار کو اور روزہ دار نہ رکھنے والے کو برا نہیں کہتے تھے۔

اسی طرح طبرانی، ابو نعیم، علی بن سعید عسکری، یحییٰ بن یونس شیرازی، ابن سکین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے ان کا نسب اور قبیلہ معلوم نہیں۔ ابو عمر کا قول ہے: مشعب سلمی، بقول بعض: محاربی، ابو حاتم رازی نے فرمایا: حمزہ بن عمرو سلمی کا لقب مشعب تھا یا ان کا نام مشعب تھا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام مشعب رکھا، احتمال ہے کہ یہ وہی ہوں، ابو عمر کا قول کہ وہ سلمی ہیں، لفظی غلطی ہے یہ سلمی ہے۔ اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ وہی ہیں: طبرانی کی پہلی حدیث ہے: وہ جہاد میں تھے۔ صحابہ میں سے جس کے پاس سواری تھی وہ باری باری اس پر دوسرے کو سوار کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ اترتے پھر مجھ سے فرماتے: ”سوار ہو جاؤ۔“ میں کہتا: میرے اندر قوت ہے، یہاں تک کہ آپ نے دو یا تین مرتبہ ایسا کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم مشعب ہو۔“ وہ میرے ناموں میں سے مجھے سب سے زیادہ پسند تھا، اسی طرح یہ زیادہ ابن سکین نے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۲۱) مثلم بن حذافہ

ابن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے،

اسد الغابہ (۴۶۶۰) استیعاب (۲۵۴۲) تجرید (۵۰/۲) المعجم الكبير (۸۴۷/۲۰)

استیعاب (۱۸/۴) الجرح والتعديل (۴۲۷/۸)

مجمع الزوائد (۱۵۹/۲۰) جامع المسانید والسنن (۷۶/۱۱) المعجم المشتمل (۳۰۲)



فرماتے ہیں: مختصری ہیں، اس کا تقاضا یہ ہے کہ صحابی ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے آخر میں کوئی قریشی ایسا نہ تھا جو اسلام نہ لے آیا ہو، ان کا ابی بن خلف کے ساتھ قصہ ذکر کیا۔

۴۴۲۲) مثنیٰ بن حارثہ

ابن سلمہ بن ضممہ بن سعد بن مرہ بن ذہل بن شیبان ربیع شیبانی ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔ عمر بن شبہ کا قول ہے: مثنیٰ بن حارثہ سواد پر حملہ کر رہے تھے، ابوبکر کو اطلاع ملی تو فرمایا: یہ کون شخص ہے جس کے جنگی کارناموں کی اطلاعاتیں ہم تک اس کے نسب کی جان پہچان کے بغیر پہنچ رہی ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے میری قوم کے پاس بھیجیں، کیونکہ ان میں کچھ لوگ مسلمان ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں ان کے ذریعے اہل فارس سے جنگ کروں، اور اپنے علاقے کی جانب دشمنوں سے مقابلہ کروں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی کیا۔

پھر مثنیٰ عراق آئے اور جہاد کیا، اہل سواد اور فارس پر حملہ کیا، انہوں نے اپنے بھائی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس کمک طلب کرنے کے لیے بھیجا، انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو کمک دے کر بھیجا، جس سے فتوحات عراق کی ابتداء ہوئی۔ فتوحات میں مثنیٰ کے بہت سے واقعات ہیں، انہیں سیف، طبری اور بلاذری وغیرہ نے ذکر کیا ہے، ثابت نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں اپنے نفس کو حکم دینے والا کہتے تھے۔ ابوعمر کا قول ہے: ۹ھ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام لائے۔ بقول بعض: ۱۰ھ میں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی خلافت کی ابتداء میں عراق بھیجا، وہ رعب داب والے، بہادر، خوش بخت، اچھی رائے دینے والے تھے۔ انہوں نے فتوحات عراق میں ایسے کارنامے انجام دیے جن تک کسی اور کی رسائی نہ ہو سکی۔ سراج نے ذکر کیا ہے کہ ۱۲ھ میں قادسیہ سے پہلے وفات پائی حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کی زوجہ سلمیٰ بنت جعفر سے نکاح کیا۔

ابن مندہ نے ان کے سوانح میں ایسی روایت نقل کی ہے، جس سے ان کے اسلام جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ قدیم الاسلام ہیں۔ آخری قسم میں مقرون بن عمرو شیبانی کے سوانح میں اس کا بیان آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مرزبانی کا قول ہے: مختصری ہے، یہ وہی ہیں جنہوں نے کہا: ص
”لوگوں نے اس وقت بقیہ سے سوال کیا جب تیر انہیں نوچ رہے تھے۔ بھالوں کی دونوں مشرقی جانب اور خون سے سینے رنگین تھے، میں نے اڑتے غبار میں ان کی لاشوں کے ایسے دھڑ چھوڑے جو مونے مگدھوں کی گوشت خوری اور بھوکے جانوروں کے لیے سامان خوراک تھے۔“

اسد الغابہ (۴۶۶۱) استیعاب (۲۵۴۳) تجرید (۵۰/۲)

تاریخ طبری (۳۶۸، ۳۶۷/۲)

استیعاب (۱۹/۴)

باب میم کے بعد جیم

۴۴۲۳ مجاشع بن مسعودؓ

ابن ثعلبہ بن وہب بن عائد بن ربیعہ بن یزید بن یزوع بن سہیل بن عمرو بن عوف بن امری القیس بن ہشیم بن سلیم بن منصور سلمیٰ، بخاریؓ وغیرہ کا قول ہے: صحابی ہیں۔ صحیحین وغیرہؓ کی روایت میں ہے، ان سے ابو عثمان ہندی، کلیب بن شہاب، ابوساسان رقاشی، عبدالملک بن عمیرہ وغیرہ نے روایت کیا، نصر بن حجاج کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

ابن کلیبؓ نے ذکر کیا ہے: انہوں نے سملہ بنت ابی حیوۃ بن ازیہر دوسرے سے نکاح کیا، وہ جنگ جمل میں شہید ہو گئے تو ان سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نکاح کر لیا، ابوامر سلمیٰ کے سوانح میں بھی ان کا ذکر ہے۔

دولابی کا قول ہے: انہوں نے بلاد ہند میں سے کابل میں جہاد کیا، اصمید نے ان سے صلح کر لی، حضرت مجاشع بن جندب نے ان سے صلح کر لی، اور بت کی آنکھ سے موتی نکالنے لگے۔ انہوں نے کہا: میں اسے اس لیے نکال رہا ہوں تاکہ تم جان لو کہ وہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع دیتے ہیں۔

خلفہ بن خیاط کا قول ہے: جنگ شروع ہونے سے پہلے جنگ جمل کے دن قتل ہوئے، مدائنی اور عمرو بن شہب نے بیان کیا ہے کہ وہ حضرت زبیرؓ کے ساتھ جنگوں میں حکیم بن جبہ کے ساتھ، عثمان بن حنیف کی وجہ سے قتل ہوئے، کیونکہ وہ بصرہ کے گورنر تھے۔ جب حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھی آئے تو ان سے حکیم نے جنگ کی۔ وہ بصرہ پر غالب آ گئے اور عثمان کو نکال دیا۔ مجاشع اور ان کے بھائی جالد قتل ہو گئے، یہ سب حضرت علیؓ کے آنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

مدائنی نے بھی اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے ایک ضمانت لی، مجاشع ان کے پاس اس کے بارے میں مدد لینے آئے۔ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہ اپنے مال سے ادا کر دوں، اگر تم چاہو تو تمہارے حق میں فیصلہ کر دوں، پھر ان کے حق میں فیصلہ کر دیا، وہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے واپس چلے گئے، عمرو کے سوانح میں آئے گا کہ وہ مجاشع سے پہلے وفات پا گئے۔ واللہ اعلم!

۴۴۲۴ مَجَاجِعَةُ بن مرارہؓ

ابن سلمیٰ، بقول بعض: سلیم بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یزوع بن سہیل بن عمرو بن عوف بن امری القیس بن ہشیم بن سلیم بن منصور سلمیٰ، بنو حنیفہ کے رؤساء میں سے ہیں، اسلام لائے اور وفد میں آئے۔ ابوداؤدؓ نے بحوالہ ہلال بن سراج بن مجاعہ، عن ابیہ، عن جدہ مجاعہ نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بھائی کی دیت طلب کرنے آئے، انہیں بنواسد اور بنوذہل میں سے تمیم نے قتل کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر

اسد الغابہ (۶۶۶۲) استیعاب (۲۵۴۴) تجرید (۵۱/۲) تاریخ کبیر (۲۷/۴)

بخاری (۳۰۷۸) مسلم (۸۴) مسند احمد (۵۶۸/۳) جامع المسانید والسنن (۷۷/۱۱)

اسد الغابہ (۶۶۶۴) استیعاب (۲۵۴۵) تجرید (۵۱/۲) ابوداؤد (۲۹۹۰)

الْاِثْبَاتُ فِي تَسْوِئَةِ الْاَعْلَاءِ وَالسُّفْلَاءِ (جلد ۲۲۸)

میں کسی مشرک کو دیت دیتا تو اس کے بھائی کے لیے دیتا، لیکن میں تمہیں اس کا بدلہ دے دوں گا۔ آپ ﷺ نے انہیں بنو ذیل کے مشرکین کے پہلے غس میں سے سو (۱۰۰) اونٹوں کی تحریر لکھ دی، انہوں نے اس میں سے کچھ لے لیے۔ بنو ذیل اسلام لے آئے۔ تو مجاہد نے اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے طلب کیا، انہوں نے ان کے لیے بارہ ہزار (۱۲۰۰۰) ہزار صالح یمامہ کے صدقہ میں سے لکھ کر دیئے..... (الحدیث)

بنو ذیل نے بحوالہ سراج بن مجاہد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے مجاہد بن مرارہ کو یمامہ میں زمین دی، اسے غورہ کہا جاتا ہے اور انہیں تحریر لکھ کر دی۔

ابن حبان نے صحابہ میں فرمایا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے زمین کا ٹکڑا مانگا، آپ ﷺ نے انہیں عطا فرمایا۔ وہ بلاغت سے کلام کرنے والے اور حکمت بھری باتیں کرنے والے تھے۔ ان کی حکمت کی باتوں میں سے یہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب رائے دینے والے وہ لوگ ہوں جن کی رائے قبول نہ کی جاتی ہو اور ہتھیار اس شخص کے پاس ہوں جو اس سے جنگ نہ کرے، اور مال ایسے شخص کے پاس ہو، جو اسے خرچ نہ کرتا ہو تو تمام کام ضائع ہو گئے۔ مجاہد، یمامہ کے دن اسیر ہوئے، ساریہ بن عمرو حنفی نے حضرت خالد بن ولید سے فرمایا: اگر آپ کو اہل یمامہ سے کوئی حاجت ہے تو انہیں زندہ رہنے دیں، انہوں نے انہیں ابوبکر صدیق کی طرف بھیج دیا، اس کے بارے میں بنو ضمرہ کا شاعر کہتا ہے:
”یمامہ کا مجاشع نامی شخص ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی بات بتانے کے لیے آیا، ہم نے اسے قیادت دے دی، اور سیدھے ہو گئے، وہ ایسا شخص تھا جو کہتے، سنتا تھا۔“

ان اشعار میں مجاہد نے اپنے بارے میں کہا:
”کیا تو سمجھتا ہے کہ آج خالد ہمیں چھوٹے گناہ کی وجہ سے جو جھوٹ پر مبنی ہے قتل کر دے گا، نبی ﷺ کی ملت کو نہیں چھوڑا، نہ ہم اٹے پاؤں پھرے ہیں۔“

زبیر نے ذکر کیا ہے کہ خالد نے بنت مجاہد سے اس وقت نکاح کیا، وحیمہ نے کتاب الرذہ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے علاوہ واقعہ بیان کیا ہے۔ مرزبانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے، ان کے اس کے بارے میں شعر نقل کیے ہیں:
”معاویہ جب تمہیں کوئی عیب نہ ملا تو تم نے معذرت کر لی، بے شک عذر خواہی بخل کا حصہ ہے، خصوصاً جب تنگدستی اور بغض کے بغیر ہو، جو میرے بارے میں ثابت نہ ہو سکا۔“

ان کے باقی حالات، آخری قسم میں ان کے والد کے سوانح میں آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۷۷۲۵ مجاہد بن ثور

ابن معاویہ، ان کے وفد میں آنے کا ذکر بشر بن معاویہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۴۴۲۶ مجالد بن مسعود سلمیٰ

مباحث کے بھائی ہیں، جن کا ذکر ابھی گزرا ہے۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے ﴿اور ابن حبان نے فرمایا کہ صحابی ہیں، ان کے بھائی مباحث کی حدیث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔﴾

بغوی نے بطریق یونس بن عبید، بحوالہ حسن نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بصرہ میں سب سے پہلے وعظ و نصیحت کرنے والے اسود بن سریج ہیں، آوازیں بلند ہوئیں تو مجالد بن مسعود سلمیٰ آئے، لوگوں نے کہا: ان کے لیے جگہ کشادہ کرو، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہارے پاس بیٹھنے کے لیے نہیں آیا، لیکن میں نے دیکھا کہ تم ایسا کام کر رہے ہو جس کا مسلمانوں نے انکار کیا ہے۔ تم اس بات سے بچو، جس کا مسلمانوں نے انکار کیا ہے۔ بخاری ﴿نے بحوالہ ضمیرہ بن ربیعہ نقل کیا ہے کہ مجالد جمل کے دن شہید ہوئے۔﴾

۴۴۲۷ مجالد

ابو عثمہ کے والد ہیں، نجیحی میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۴۲۸ مجذربن زیاد

ابن عمرو بن اخرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بشیر بن شنوءہ بن قشیر بن تیم بن عوذ مناۃ بن ناج بن تیم بن اراراشہ بن عامر بن عیلہ بن قسیل بن قران بن ملی بلوی، بقول بعض ان کا نام عبداللہ ہے۔ مجذربن لقب ہے۔ اس کا مطلب ہے: موٹا تازہ۔ حارث بن صامت کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے قصہ بدر میں بطریق زہری اور بطریق عروہ وغیرہ نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو ابو بختری سے ملے، اسے قتل نہ کرے۔“ مجذربن سے ملے، اور کہا: میں تمہیں قید کرنا چاہتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تمہارے قتل سے روکا ہے۔ اس نے کہا: میرے ساتھی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ مجذربن نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں اس کا قاتل ہوں، اسے اور اس کے ساتھی کو قتل کر دیا۔

ابن اسحاق ﴿نے اسے بروایت ابراہیم بن سعد، ان کی سند سے نقل کیا ہے۔ اس میں ایسا راوی ہے کہ بحوالہ ابن عباس اس کا نام نہیں لیا، یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بختری کے اور بنو ہاشم کے قتل سے روکا ہے، کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب فرمایا: لوگوں کا خیال ہے کہ ابو بختری کو قتل کیا، بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ مجذربن اسے قتل کیا تھا۔﴾

اسی طرح زبیر بن بکار اور واقدی نے اس پر اعتماد کیا ہے، حاکم نے بطریق محمد بن یحییٰ بن حبان ان سب نے نقل کیا ہے کہ مجذربن نے اسے قتل کیا تھا، مجذربن نے جاہلیت میں سوید بن صامت کو قتل کیا تھا، جب اُحد کا دن ہوا تو حارث بن سوید نے مجذربن کو

﴿اسد الغابہ (۴۶۶۷) استیعاب (۲۵۴۶) تجرید (۵۱/۲) التاریخ الکبیر (۸/۴)﴾

﴿بخاری (۳۰۷۹، ۳۰۷۸، ۲۹۶۲) اسد الغابہ (۴۶۷۰) استیعاب (۲۵۴۹) تجرید (۵۱/۲)﴾

﴿السیرۃ النبویۃ (۲۰۴/۲)﴾

الْأَكْبَرُ فِي تَقْدِيرِ الْأَصْحَاءِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (جلد ۴)

دھوکے سے قتل کر دیا، اور بھاگ گیا، مکہ پناہ حاصل کی اور مرتد ہو گیا، پھر فتح مکہ کے دن اسلام لایا، رسول اللہ ﷺ نے اسے مجذرا کے بدلے قتل کر دیا۔ حارث کے سوانح میں اس کی طرف اور جو کچھ مجذرا ہوا اس کے بارے میں اشارہ گزر چکا ہے۔ ابن حبان نے مجذرا کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ مجھے ان کی کوئی روایت یاد نہیں۔

۴۴۲۹) مجذرا نصاری

دوسرے ہیں، ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو ذر کریا خواص بحوالہ انس ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: عکرمہ بن ابو جہل نے مجذرا نصاری کو خندق کے دن شہید کیا، نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ ہنسنے لگے، انصار نے کہا: آپ اس لیے ہنس رہے ہیں کہ آپ کی قوم کے ایک شخص نے ہماری قوم کے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے؟! آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اس وجہ سے نہیں ہنس رہا، بلکہ اس وجہ سے کہ اس نے اسے قتل کیا اور وہ جنت میں اس کے ساتھ اس کے درجے میں ہے۔“

میں کہتا ہوں: یہ پہلے والے کے علاوہ ہیں، کیونکہ وہ اُحد میں شہید ہوئے اور ان کا قاتل حارث بن سوید ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں، ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر نہیں کیا، وہ ان کی شرط کے مطابق ہے، میرا خیال ہے کہ وہ پہلے والے ہی ہیں۔

۴۴۳۰) مجذری ضمری

ابن سکین وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے: بقول بعض صحابی ہیں، ابو عمر کا قول ہے: محمد بن سلیمان بن مسمول کے ہاں بحوالہ فرج بن عطاء بن مجذری، عن ابیہ، عن جدہ ان کی حدیث ہے۔

میں کہتا ہوں: دونوں ناموں میں لفظی غلطی ہے، وہ ابو مرق کثیت کے الفاظ ہیں، ان کے والد عطی ہیں، اسی طرح بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور ابن ابی عاصم اور ابن سکین وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

ابن فتحون کا قول ہے: میں نے اسے حافظ ابن علی پر پیش کیا، انہوں نے اسے مستحسن کہا اور صحیح قرار دیا، اپنی کتاب میں اس پر تنبیہ کی ہے، ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک شخص کو ایک اونٹ اور دو اونٹ عطا کرتے تھے۔ قریش کی ایک بڑھیا آئی، جس کے سر کے ملے جلے سفید سیاہ بال تھے، کبڑی تھی، بڑھاپے سے گویا زمین پر رینگ رہی تھی، وہ جھک کر چل رہی تھی۔ اس نے آپ ﷺ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے اسے تین اونٹ دیئے۔

ابن مندہ نے بطریق محمد بن سلیمان بن مسمول اس سند سے دوسری حدیث نقل کی ہے۔ اس کا متن یہ ہے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بنو مصطلق میں جہاد کیا، ہمیں قیدی ملے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم چاہتے ہو تو کرلو، جو جان بھی قیامت تک آنے والی ہے وہ آ کر رہے گی۔“

محمد بن سلیمان ضعیف راوی ہیں، ابن قانع نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام مجید ہے۔

اسد الغابہ (۶۶۶۸) استیعاب (۲۵۴۷) تجرید (۵۱/۲) استیعاب (۲۱/۴) تاریخ کبیر (۵۵/۴)

بخاری (۲۲۲۹) مسلم (۳۵۲۹) ابوداؤد (۲۱۷۲) جامع المسانید والسنن (۸۴/۱۱) اسد الغابہ (۴۷/۴)

۴۴۳۱ مجدی بن قیس اشعری

ابوموسیٰ کے بھائی ہیں، ابن فقیون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور مغازی اموی کی طرف اس کی نسبت کی ہے کہ انہوں نے اس میں بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ابوموسیٰ کے ساتھ آئے تھے، جو ابن مندہ نے بحوالہ مغازی اموی نقل کیا ہے، وہ محمد بن قیس ہے، جیسا کہ ابو بردہ بن قیس اشعری کے سوانح میں آئے گا کہ ابوموسیٰ نکلے اور ان کے ساتھ ان کے دو بھائی ابو بردہ اور ابو رہم تھے، اگر مجدی محفوظ ہے تو احتمال ہے کہ وہ ابو رہم کا نام ہو۔

محمد بن قیس کے سوانح میں اس کے بارے میں مزید آئے گا، بقول بعض وہ ابو رہم کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ ان کا نام مجید ہے جو عظیم کے وزن پر ہے۔

۴۴۳۲ مجزاة بن ثور

ابن عفر بن زہیر بن عمرو بن کعب بن سدوس سدوسی، ابن مندہ کا قول ہے: بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ ثابت نہیں، انہوں نے عبدالرحمن ابن ابی بکرہ سے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: یہ اطلاق غلط ہے، بروایت عبدالرحمن بن ابی بکرہ قصہ مذکورہ ہے، جس میں بحوالہ مجزاة بن ثور حدیث منقول ہے، ابن ابی شیبہ کا قول ہے: ہم سے ابونوح نے بحوالہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ نقل کیا، فرماتے ہیں: جب ابوموسیٰ لوگوں کو لے کر ہرمزان اور ان کے ساتھیوں کے پاس ٹسٹر میں ٹھہرے، لکھتے ہیں کہ یہ لوگ سال بھر ٹھہرے رہے اس تک پہنچنے نہ پاتے تھے، ہرمزان نے ان کا کوئی سوداگر قتل کر دیا تھا، ان کا بھائی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور آپ کو ان کے خفیہ ٹھکانوں کا رستہ بتا دیا۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مجزاة بن ثور کو روانہ کیا، پھر وہ اس کا ریز سے داخل ہوئے جس میں نہر کا پانی جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمان اس میں سے داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح دی، قصہ طویل ہے، میں نے حرف جیم میں اس میں سے کچھ جبان میں ذکر کیا ہے۔

طبری نے ذکر کیا ہے کہ ابوموسیٰ نے بہت بڑا لشکر بھیجا اور ہل بن عدی کو ان کا امیر بنایا، ان کے ساتھ براء بن مالک، مجزاة بن ثور کو صحابہ کی جماعت کے ساتھ بھیجا جن کے نام انہوں نے بیان کئے۔ ان کا آنا سامنا ہوا، ہرمزان نے مجزاة اور براء کو شہید کر دیا.... پھر قصہ ذکر کیا۔

قسم ثالث میں سیاہ کے سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے (ت ۳۷۲ ج ۱)۔

بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں فرمایا: ہم سے احمد بن یونس نے بحوالہ حمید نقل کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا.... پھر ہرمزان کا قصہ نقل کیا، اس میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انس! مجھے براء بن مالک اور مجزاة بن ثور کے قاتل سے حیا آتی ہے۔

خالد بن عمر کے سوانح میں گزر چکا ہے کہ وہ بکر بن وائل کے امیر تھے۔ ان کے ساتھ مجزاة بن ثور تھے، مجزاة کا شقیق نامی

اسد الغابہ (۶۶۶۹) استیعاب (۲۵۴۸) تجرید (۵۱/۲) اسد الغابہ (۶۶۷۱) تجرید (۵۲/۲)

تاریخ طبری (۵۰۱/۲) تاریخ کبیر (۳۹/۸)

بیٹا تھا جو خلافت عثمانی میں بکر بن وائل کا رئیس تھا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں وہاں سے ہٹا کر ابوسامان، حصین بن منذر کی طرف بھیج دیا۔

۴۴۳ مجرّم مد لعی

وہ ابن عمرو بن جعدہ بن معاذ بن عتارۃ بن عمرو بن مدح کنانی ہیں، صحیحین میں بطری زہری، بحوالہ عائشہ رضی اللہ عنہا مروی ہے، فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے، آپ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ مجرّم مد لعی نے ابھی زید بن حارثہ اور اسامہ بن زید کو دیکھا اور کہا: ”یہ پاؤں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں“۔

ابن قتیبہ کی روایت میں ہے، وہ حضرت زید اور اسامہ کے پاس سے گزرے دونوں نے اپنے سر ڈھانپے ہوئے تھے اور ان کے پاؤں کھلے تھے۔ قاسم بن ثابت نے دلائل میں بحوالہ مصعب زہری نقل کیا ہے کہ ان کا نام مجرّم نہیں تھا، ان کا یہ نام اس لیے پڑ گیا، کیونکہ جب وہ کسی کو قیدی بناتے تو اس کی پیشانی کے بال کاٹ دیتے، پھر اسے چھوڑ دیتے۔

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتابوں میں یعنی فتح مصر میں شریک ہونے والوں کے بارے میں لکھی گئی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: جمہور میں سے جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کتابوں لکھی ہیں انہوں نے ان کا ذکر نہیں کیا، لیکن ابو عمر نے استیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن مندہ ان کے ذکر سے غافل ہو گئے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: میں نے ابو نعیم کی کتاب معرفۃ الصحابہ کے اس نسخے میں جو میرے پاس ہے اس میں ان کا ذکر نہیں دیکھا، حالانکہ وہ معتبر نسخہ ہے۔ اگر انہوں نے ان کا ذکر کیا ہوتا تو ابوموسیٰ ان کا نام ترک نہ کرتے، جیسا کہ ابو نعیم کے اتباع میں ان کی عادت ہے، ہم اس شخص کے بارے میں جس کا ذکر وہ ابن مندہ سے زائد کرتے ہیں۔ اگر ابن یونس یہ ذکر نہ کرتے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد فتوحات میں شریک ہوئے تو جن لوگوں نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے تو ان کے لیے ان کے مسلمان ہونے کی واضح دلیل بن جاتی یہ بھی احتمال ہے کہ جو کچھ انہوں نے حضرت زید اور اسامہ کے بارے میں کہا تھا وہ اپنے مسلمان ہونے سے پہلے کہا ہو۔ اور علم قیافہ نہ جاننے کی وجہ سے آپ نے ان کی بات کا اعتبار کر لیا ہو، لیکن نبی علیہ السلام کی رضامندی اور آپ ﷺ کی قربت کے قرینے سے پتہ چلا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان کی بات کا اعتماد کر لیا تھا۔ ورنہ اگر وہ کافر ہوتے تو آپ ﷺ شرعی حکم میں ان کی بات پر اعتماد نہ کرتے۔

اسد الغابہ (۴۶۷۲) استیعاب (۲۵۵۰) تجرید (۵۲/۲)

بخاری (۶۷۷۱) مسلم (۳۶۰۳) ترمذی (۲۱۲۹) ابوداؤد (۳۴۹۴) ابن ماجہ (۲۳۴۹)

استیعاب (۲۳/۴)

اسد الغابہ (۴۸/۴)

۴۴۳۲ مجتہد بن نعمان عتکی

ازد کے شاعر تھے، نبی کریم ﷺ نے عمرو بن عاص کو ان پر امیر بنایا، جب آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور عرب کے بعض قبائل مرتد ہو گئے تو حضرت عمرو بن العاص کو ان کے مرتد ہونے کا خدشہ ہوا، انہوں نے ان سے مدینہ لوٹنے کی اجازت مانگی تو ان سے خطبہ نے کہا: ع

”اے عمرو! اگر محمد ﷺ واقعی نبی ہیں، اور انہیں ایسی چیز لائی ہے جسے روکا نہیں جاسکتا تو ہمارے دل زخمی اور ہماری آنکھوں سے آنسو جاری اور مخلوق کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، اے عمرو! ان کی حیات ہمارے درمیان ان کی وفات کی طرح ہے، جو وہ کہتے ہیں ہم اسے بصیرت سے دیکھتے اور سنتے ہیں، اے عمرو! تم قائم رہو اور ہماری واپسی کا خوف نہیں کرو گے یہی وہ غالب اور طاقت والی ذات ہے۔“

وہمہ نے کتاب الردہ میں بحوالہ محمد بن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۳۵ مجمع بن جاریہ

ابن عامر بن مجع بن عطف بن ضبیحہ بن زید بن مالک بن عوف بن انصاری اوسی، سعید بن عبید بن قیس کے سوانح میں ان کا ذکر ہے، سنن میں ان کی تین احادیث مروی ہیں، ترمذی نے ان میں سے بعض کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابن اسحاق نے مغازی میں فرمایا: مجمع بن جاریہ بن عطف بن جو ان تھے، انہوں نے قرآن یاد کر لیا تھا، ان کے والد جاریہ نے مسجد ضرار بنائی، مجمع ان لوگوں کو اس میں نماز پڑھاتے تھے، پھر اسے جلا دیا گیا۔ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے مجمع کے بارے میں بات کی کہ انہیں اپنی قوم کا امام بنادیں۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ کیا وہ مسجد ضرار میں منافقین کا امام نہیں تھا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے ان کے بارے میں کسی چیز کا علم نہیں۔ لوگوں نے خیال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں نماز پڑھانے کی اجازت دے دی ہے۔ بقول بعض: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل کوفہ کی طرف بھیجا، تاکہ انہیں قرآن سکھائیں، تو انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سیکھا، انہوں نے انہیں قرآن سکھایا۔

۴۴۳۶ مجمع بن یزید

ابن جاریہ انصاری، پہلے والے کے بھتیجے ہیں۔ ابن حبان کا قول ہے: صحابی ہیں۔ بقول بعض: وہ دونوں ایک ہیں: ابن سکن وغیرہ نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں ان کی حسن اسناد کی حدیث ہے۔

۴۴۳۷ مجید

مجذی میں ان کا ذکر آئے گا۔

تجوید (۵۲/۲) اسد الغابہ (۶۷۳) استیعاب (۲۳۳۴) تجوید (۵۲/۲)

السيرة النبوية (۱۳۶/۴) اسد الغابہ (۶۷۴) استیعاب (۲۳۳۵) تجوید (۵۲/۲)

مسند احمد (۴۱۰/۳) ابن ماجہ (۲۳۳۶)

باب میم کے بعد حاء

۴۴۳۸) محارب بن مزیدہ *

ابن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن امضی بن عبد القیس عبدی، پھر محارب بن ابن کلبی کا قول ہے: نبی کریم ﷺ کے پاس وہ اور ان کے والد وفد میں آئے، وہ دونوں اسلام لائے، رشاطی کا قول ہے: ابن عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

دارقطنی رحمہ اللہ نے اور ابن ماکولا * نے بحوالہ ابن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر * نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۳۹) مختصر بن اوس *

ابن زیاد بن اٹم بن ربیعہ بن عدی بن ثعلبہ بن ذویب بن سعد حرنی، ابن حبان نے ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب بیان کیا ہے۔ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں فرمایا: مختصر بن اوس بن نصر بن زیاد، رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، عباس بن مصعب نے ذکر کیا ہے کہ وہ خمر سان آئے۔

احمد بن سنان کا قول ہے: مروک و اپنا وطن بنالیا، بشر بن مختصر نے ذکر کیا ہے کہ وہ خمر سان میں اپنے والد کے ساتھ، عبدالرحمن ابن سرہ کے لشکر میں تھے۔ پھر بطریق عیسیٰ بن موسیٰ غنجر، بحوالہ مختصر نقل کیا ہے کہ انہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی، انہوں نے سات افراد کی طرف سے اونٹ ذبح کیا تھا۔

۴۴۴۰) معجن بن ادرع اسلمی *

مدنی۔ ابو عمر * کا قول ہے: قدیم الاسلام ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے حظلہ بن علی اسلمی، رجاء ابن ابی رجاء، عبداللہ بن شقیق نے روایت کی، سکہ اسلمی کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، ابو احمد عسکری کے ہاں ہے کہ وہ اسلمی ہیں، انہوں نے ان کا تعاقب کیا ہے، ابو عمر * کا قول ہے: بصرہ میں رہائش اختیار کی، یہ وہی ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد کا نقشہ بنایا، انہوں نے طویل عمر پائی۔

صحیح میں حدیث سلمہ بن اکوع میں ہے: تیر اندازی کرو، میں ابن ادرع ہوں، بخاری نے ادب المفرد میں، سنن ابوداؤد، نسائی اور صحیح ابن خزیمہ نے بطریق عبداللہ بن بریدہ اسلمی، بحوالہ حظلہ بن علی بن مجن بن ادرع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں ایک شخص تشہد میں بیٹھا اپنی نماز مکمل کرنے کو ہی تھا..... (الحدیث) *

* اسد الغابہ (۴۶۷۵) تجرید (۵۲/۲) * الإحکام (۱۶۶/۳) * اسد الغابہ (۵۰/۴)

* اسد الغابہ (۴۶۷۶) تجرید (۵۲/۲) * اسد الغابہ (۴۶۷۷) استیعاب (۲۳۳۶) تجرید (۵۲/۲)

* استیعاب (۴۱۹/۳) * استیعاب (۴۱۹/۳) * ابوداؤد (۱۲۹۵، ۱۲۹۶) نسائی (۱۳۰۱)

ابن اسحاق نے مغازی میں بحوالہ سفیان بن فروہ اسلمی، صحابہ میں سے اپنے شیوخ کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا گزر ہوا، ہم تیر اندازی کر رہے تھے، ہم میں مجن بن ادرع، قبیلہ اسلم کے ایک شخص کے ساتھ تیر اندازی کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”بنو اسماعیل تیر اندازی کرو، تمہارا باپ تیر انداز تھا، تیر اندازی کرو! میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔“ نعلہ نے اپنے ہاتھ سے کمان پھینک دی اور کہا: اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ تیر اندازی نہیں کروں گا جبکہ آپ اس کے ساتھ ہیں۔ جس کے ساتھ آپ ہوں وہ کیسے مغلوب ہو سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیر اندازی کرو! میں تم سب کے ساتھ ہوں۔“ ابو عمر کا قول ہے: بقول بعض: خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخر میں وفات پائی۔

۴۴۴) مجن بن ابی مجن دہلی

ابو عمر کا قول ہے: اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے، ان سے ان کے بیٹے مرنے روایت کی، مالک نے باء کے پیش اور سین کے سکون سے اور ثوری نے زیر اور شین کے ساتھ جاذہ کی طرح نقل کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے: اکثریت نے امام مالک کے قول کو لیا ہے۔

موطا اور بخاری نے اب المفسر میں اور نسائی، ابن خزیمہ، حاکم نے بروایت مالک، بحوالہ بسر بن مجن دہلی، عن ابیہ نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نماز کے لیے اذان ہوئی، نبی کریم ﷺ اشرف لے گئے پھر واپس آئے، اور مجن اسی مجلس میں تھے۔ (الحدیث) بقول بعض: مذکورہ مجن جمادی الاولیٰ ۶ھ میں شمش کی طرف سریہ زید بن حارثہ میں تھے، ابن حذاء نے رجال موطا میں اس پر اعتماد کیا ہے۔

۴۴۵) مغدوج

ابن زید ہذلی، قیس بن ربیع کوئی نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے بحوالہ سعد اسکاف نقل کیا ہے کہ میں نے عطیہ سے ان کے حوالے سے سنا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے فرمایا ”قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا۔“ اسے ابو نعیم نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔

۴۴۶) محریہ

مسلمہ کے وزن پر ہے، ابن رباب شنی۔ ابوفرج اصبہانی نے عبدیفوٹ بن حداد کی سوانح میں فرمایا: بقول بعض: وہ کہانت

بخاری (۲۸۹۹) مستدرک حاکم (۹۴/۲) معجم الکبیر (۶۲۹۲/۷) (۶۲۹۲/۳)

مجمع الزوائد (۳۶۸۱۵) کنز العمال (۱۰۸۵۲)

اسد الغابہ (۴۶۷۸) استیعاب (۲۳۳۷) تجرید (۵۲/۲) استیعاب (۴۹۹/۳)

نسائی (۸۵۷) مسند احمد (۳۴/۴) مستدرک حاکم (۲۴۴/۱) صحیح ابن حبان (۲۴۰۵) طبرانی (۶۷۹/۲۶)

اسد الغابہ (۴۶۷۹) تجرید (۵۲/۲) جامع المسانید والسنن (۱۰۱/۱۱)

الاصحاب فی سبیل اللہ (۱۷۰۰)

کیا کرتے تھے۔ ابویقظان نے ذکر کیا کہ وہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے، نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے لوگوں نے رات کو ایک پکارنے والے کی آواز سنی: زمین پر تین لوگ بہترین ہیں: رباب شنی، بحیرا راہب اور ایک اور نام لیا، فرماتے ہیں: ان کی اولاد میں محربہ ہیں، ان کا نام اس لیے رکھا گیا، کیونکہ ہتھیاروں نے انہیں جنگجو بنا دیا تھا کیونکہ وہ اکثر مسلح رہتے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا، آپ نے انہیں عمان کے حاکم ابن جلدی کی طرف بھیجا، ان کا بیٹا شنی بن محربہ تھا جو مختار کا ساتھی تھا۔ اس نے انہیں لشکر دے کر بصرہ بھیجا، تاکہ اس پر قبضہ کر لے، عباد بن حصین نے اسے شکست دی۔

۴۴۳۲ محرزہ بن عامر

ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری بخاری، موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور کئی لوگوں نے بدر میں شریک ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن ماکولا نے مہمات میں محمد کے وزن پر اسے لکھا ہے۔ دارقطنی نے ان لوگوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے جو قبل کے وزن پر ہیں، ان لوگوں کے ناموں کی طرح جن کا ذکر ابھی ہوتا ہے۔

۴۴۳۵ محرز بن اسید

ابن آشن بن ریاح بن ابی خالد بن ربیعہ بن عمرو بن سلامہ ہاشمی، انہوں نے نبوت کا زمانہ پایا، ابوہریرہ دوانی نے کئیوں میں ان کے بیٹے ادھم کی سوانح میں، بروایت ادھم ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: حمص میں داخل ہونے والا جھنڈا ان کا تھا، شہر کے گرد میسرہ بن مسروق کا جھنڈا گاڑا گیا، فرماتے ہیں: ابوامامہ کا ایک جھنڈا تھا، ابوہریرہ بن اسید کا ایک جھنڈا تھا، فرماتے ہیں: میرے والد پہلے مسلمان تھے جنہوں نے حمص میں کسی مشرک کو قتل کیا تھا، انہوں نے خضاب کے بارے میں کہا: ص
”جب میں نے دیکھا کہ سفید بالوں والے کے لیے کوئی چیز ہے تو میں نے سفید رنگ اختیار کر لیا اور جوانی کو ایک درہم کے بدلے خرید لیا۔“

ادھم واقعہ عین الوردہ میں ہے شامی امراء میں سے تھے، انہوں نے فتح کی خوشخبری دی وہ پہلے ہیں حمص میں جن کی ولادت ہوئی، اور پہلے ہیں جن کا وہاں وظیفہ مقرر ہوا۔
میں کہتا ہوں: پہلے گزر چکا ہے کہ وہ فتوحات کے زمانے میں صرف صحابہ کو امیر بناتے تھے، تو محرز اس وجہ سے پہلی قسم میں سے ہوں گے، میں نے قسم رابع میں اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۴۴۳۶ محرز بن حارثہ

ابن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن عبد شمس عثمی، بخاری کا قول ہے: حارثہ بن محرز اور اس پر اضافہ نہیں کیا۔ فاکہی نے مکہ کے والیوں

اسد الغابۃ (۶۸۸۲) الاستیعاب (۲۳۴۰) السیرۃ النبویۃ (۲۶۳/۲)

الإكمال (۱۶۷/۷) اسد الغابۃ (۶۸۸۰) استیعاب (۲۵۵۱) تجرید (۵۲/۲)

الْأَنْبِيَاءُ فِي تَيْسِيرِ الْقُرْآنِ (جلد ۳۲۷)

میں فرمایا: ان میں محرز ہیں پھر ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: ایک قول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والی تھے، بلاذری کا قول ہے: حارثہ بن ربیعہ کے ہاں محرز یا حریز یا حزار پیدا ہوئے، عتاب بن اسید نے محرز کو کسی سفر میں مکہ کا نائب بنایا، ان کی اولاد میں سے علاء بن عبدالرحمن بن محرز ہیں، حضرت ابن زبیر کے زمانے میں کوفہ کے چوتھائی حصے کے امیر تھے۔ ان کا بیٹا کوفہ میں جس گلی میں رہتا تھا، اسے کوچہ بنو محرز کہا جاتا ہے۔ ابن عبدالبر* کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی ابتداء میں مکہ کا امیر بنایا پھر معزول کر دیا، جمل کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

۴۴۴) محرز بن زہیر*

بقول بعض: ابن زہر اسلمی، بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، بطریق سفیان بن حمزہ بحوالہ محرز بن زہر کی اُم ولد، جوقبیلہ اسلم کے ایک شخص تھے، نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ہیں، فرماتے ہیں: میں محرز کو یہ کہتے ہوئے سن رہا تھا: اے اللہ! میں جھوٹوں کے زمانے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

بخاری* کا قول ہے: محرز بن زہیر صحابی ہیں، اور یہ حدیث ذکر کی، دارقطنی، ابن مندہ اور ابن عبدالبر* نے ان کی متابعت کی ہے، ابو نعیم کا قول ہے: صحیح زہر ہے، راویوں میں ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بحوالہ کثیر بن زید، فرماتے ہیں: عن سلیمان بن حمزہ، زہر ہے، عبدالعزیز بن ابی حازم کا قول ہے: زہیر، اسی طرح مصعب زہیری نے بحوالہ ابن ابی حازم نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۴۴۸) محرز بن نضله*

ابن عبداللہ بن مرہ بن کثیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی، ابو نضله، اخرم کے نام سے مشہور ہیں، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق* وغیرہ نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سلمہ بن اکوع کی طویل حدیث میں ان کا ذکر ہے جو مسلم میں ہے، اس میں ہے: میں اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں کو مسواک کرتے ہوئے دیکھا ان کے پہلے دستے کے امیر اخرم اسدی تھے اور ان کے پیچھے ابوقحادہ تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور کہا: اے اخرم! ان سے ڈرو! تمہیں رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے ملنے سے پہلے قتل نہ کر دیں، انہوں نے کہا: اے سلمہ! اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور تم جانتے ہو کہ جنت اور جہنم برحق ہیں تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ فرماتے ہیں: میں نے انہیں چھوڑ دیا، ان کا اور عبدالرحمن بن عیینہ فزاری کا آمنا سامنا ہوا، عبدالرحمن نے ان کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں، عبدالرحمن نے اسے نیزہ مارا تو وہ گر گیا، وہ عبداللہ کے گھوڑے پر بیٹھ گیا، ابوقحادہ نے عبدالرحمن کے ساتھ مل کر پیچھے سے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا، میں کہتا ہوں یہ غزوہ ذی قرد کا واقعہ ہے۔

* استیعاب (۲۳/۴) اسد الغابہ (۴۶۸۱) استیعاب (۲۳۳۹) تجرید (۵۳/۲)

* بخاری تاریخ کبیر (۴۳۲/۷، ۴۳۳) استیعاب (۴۲۰/۳)

* اسد الغابہ (۴۶۸۵) استیعاب (۲۳۴۲) تجرید (۵۳/۲) السیرۃ النبویۃ (۸۷/۲، ۸۸)

۴۴۹ (بے نسبت) محرز

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابراہیم بن محمد بن ثابت، بحوالہ عکرمہ بن خالد نقل کیا ہے کہ میرے پاس ایک رات محرز آئے اور ہمیں رات کے کھانے کی دعوت دی، انہوں نے کہا: کیا تمہارے پاس مسواک ہے، انہوں نے کہا: تم اس وقت اس کا کیا کرو گے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسواک کے بغیر نہیں سوتے تھے۔

۴۵۰ محرش

ابن ماکولا نے ہشام بن یوسف اور یحییٰ بن معین کی پیروی کرتے ہوئے اسے ضبط کیا ہے۔ ابن سکین نے ابن مدینی کی پیروی سے اسے درست قرار دیا ہے وہ ابن سوید بن عبد اللہ بن مزہ خزاعی کعمی ہیں، اہل مکہ میں ان کا شمار ہے۔ عمرو بن علی فلاس کا قول ہے: وہ مکہ میں سالم نامی شیخ سے ملے، جس سے مثنیٰ جانے کے لیے کرائے پر اونٹ لیا۔ اس سے سنا کہ وہ حدیث محرش نقل کر رہے تھے، انہوں نے کہا: وہ میرے دادا ہیں، وہ محرش بن عبد اللہ کعمی ہیں، میں نے ان سے کہا: آپ نے کس سے سنا؟ انہوں نے کہا: مجھ سے میرے والد اور ہمارے گھر والوں نے نقل کیا، ابو داؤد، نسائی وغیرہ کے پاس ان کی حدیث حسن سند سے ہیں۔ اس کے الفاظ نسائی کے ہیں بروایت اسماعیل بن ابوامیہ بحوالہ محرش کعمی کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ہجرانہ سے رات کے وقت نکلنے ہوئے دیکھا، میں نے آپ ﷺ کی کمر مبارک کو دیکھا گویا وہ چاندی کا ڈلا ہے، آپ ﷺ نے عمرہ کیا، اور یہاں رات ایسے جیسے کوئی کسی کے ہاں رات رہتا ہے۔

ترمذی رحمہ اللہ نے اسے ابن جریج کی روایت سے بحوالہ مزاحم نقل کرنے کے بعد فرمایا: اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہجرانہ سے رات کے وقت عمرہ کا احرام باندھے، نکلے اور مکہ میں رات کے وقت داخل ہوئے، اپنا عمرہ پورا کیا، پھر رات کے وقت وہاں سے تشریف لائے اور ہجرانہ میں صبح کی جیسا کہ کوئی رات گزارتا ہے جب اگلے جون کا سورج غروب ہوا تو طعن سرف سے نکلے یہاں تک کہ مزدلفہ کے ساتھ ساتھ میدان سرف کے وسط تک پہنچ گئے۔ اس وجہ سے لوگوں کے لیے آپ کا عمرہ پوشیدہ رہا۔ ترمذی کا قول ہے: یہ حدیث حسن غریب ہے، محرش کی نبی کریم ﷺ سے اس کے علاوہ کوئی حدیث مروی نہیں۔

۴۵۱ مُحَصِّنُ بْنُ ابوقیس

ابن اسلت النصارى، طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، ابن سعد کا قول ہے: ہمیں واقدی نے بحوالہ محسن بن قیس بن ابواسلت خبر دی۔

۴۵۲ مُحَصِّنُ بْنُ زَرَّارَہ

ابوسعید نقاش نے موضوعات میں حدیث ابن عباس سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: محسن بن زرارہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ!

اسد الغابہ (۶۸۶) * اسد الغابہ (۶۸۷) استیعاب (۲۵۵۹) تجرید (۵۳/۲) * الاکمال (۲۴۸/۴)

ابوداؤد (۱۹۹۶) ترمذی (۹۳۵) نسائی (۲۸۶۳) مسند احمد (۳۲۶/۳) بیہقی (۳۵۷/۴) طبرانی (۷۷۱، ۷۷۰، ۷۷۰/۲۰)

تجرید (۵۴/۲)

میں سچا مومن ہوں..... (الحدیث) یہ قصہ حارث بن مالک کے لیے معروف ہے، تعدد کا احتمال ہے، اسی طرح حضرت معاذ بن جبل سے بھی مروی ہے۔

۴۴۵۳ محسن بن وحوح

ابن اسلم بن جشم بن وائل بن زید انصاری اوسی، ابن کلیبی کا قول ہے: وہ اور ان کے بھائی حصین واقعہ قادسیہ میں غدیر پر قتل ہوئے، ان دونوں کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔

۴۴۵۴ محلم بن جثامہ لیثی

صعب بن جثامہ کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کی سوانح میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، اور ان کا ذکر عبداللہ بن ابوجہر کی سوانح میں گزر چکا ہے، اور مکمل لیثی کی سوانح میں آئے گا۔

ابن عبدالبر کا قول ہے، بعض نے کہا: یہ وہی ہیں جنہوں نے عامر بن اضبط کو قتل کیا، بعض نے کہا: محلم نے قتل نہیں کیا۔ وہ حص میں اترے اور ابن زبیر کے زمانے میں یہاں وفات پا گئے۔ بعض کا قول ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں وفات پا گئے اور دفن کئے گئے۔

میں کہتا ہوں: ابن سکین نے پہلے پر یقین کیا ہے۔

۴۴۵۵ محلم (دوسرے) پہلے والے میں ان کا ذکر ہے۔

۴۴۵۶ محلم ابوسکینہ کنتوں میں آئیں گے۔

محمد نامی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

۴۴۵۷ محمد بن اسود

ابن خلف بن بیاضہ خزاعی، خلیفہ بن خیاط نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ”ہراؤنٹ کی کوہان پر شیطان ہوتا ہے۔“ بغوی کا قول ہے: بعض نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا صحابی ہونا معلوم نہیں، اور انہیں روایت کرنے کا شرف حاصل نہیں۔ اس سے ان کی مراد ابن ابوداؤد ہے۔

ابن مندہ، ابوسعیم نے بھی صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بخاری، ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے جس کا تقاضا ہے کہ نبی کریم ﷺ

اسد الغابہ (۴۶۹۰) تجرید (۵۴/۲) اسد الغابہ (۴۶۹۱) استیعاب (۲۵۵۲) تجرید (۵۴/۲)

اسد الغابہ (۲۳/۴) استیعاب (۲۳/۴) ابن ماجہ (۳۹۳۰) قرطبی (۳۳۶/۵) درالمنثور (۵۳۷۱)

اسد الغابہ (۴۶۹۶) تجرید (۵۴/۲) معرفۃ الصحابہ (۷۲/۲)

کے زمانے میں بالغ ہوں پھر ابن مبارک کے طریق سے نقل کیا ہے، ہمیں ابو عمر مولیٰ بنی امیہ نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف بن یاضہ خزامی بیان کیا، فرماتے ہیں: ہم سے عمرو بن العاص نے یرموک کے دن فرمایا..... پھر قصہ ذکر کیا۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: بعض نے کہا: یرموک کا واقعہ ۱۵ھ میں ہوا۔

۴۴۵۸ محمد بن اسود

ابن خلف بن عبد یغوث قرشی، بغوی کا قول ہے، بعض نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہیں ان کے والد سے روایت کرتے ہوئے پایا۔ بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: ابن خثیم نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف انہوں نے نبی کریم ﷺ سے قریش کے بارے میں روایت کیا۔ گویا انہوں نے اس طرف اشارہ کیا ہے جسے باوردی نے اس طریق سے ان سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عثمان بن عبد اللہ کے پاس سامنے سے آتے ہوئے گزرے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا“۔ ان کے والد کا ذکر اور ان سے روایت گزر چکی ہے۔

۴۴۵۹ محمد بن انس

ابن فضالہ بن عبید بن یزید بن قیس بن صبیحہ بن اصرم بن.... انصاری اوی۔ بخاری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بحوالہ ادریس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس ظفری فرمایا، وہ اپنے دادا سے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور میری عمر دو ہفتے تھی، مجھے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا، آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ حج پر لے گئے اور میں دس برس کا تھا۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے میرے لیے برکت کی دعا کی، اور فرمایا: ”میرے نام پر اس کا نام رکھو اور میری کنیت پر اس کی کنیت نہ رکھو“۔ یونس کا قول ہے: میرے والد کی اتنی عمر ہوئی یہاں تک کہ پھر دوبارہ جوان ہونے لگے، ان کے سر سے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کی جگہ کے بال سفید نہیں ہوئے۔

اسی طرح اسے مطین نے بحوالہ یعقوب بن محمد نقل کیا ہے، وہ زہری ہیں۔

ابن ابوجاتم نے اسے مختصر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن انس بن فضالہ، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اور میں دو ہفتے کا تھا۔ اسے ابوعلیٰ بن سکین نے طویل دوسرے طریق سے بحوالہ یعقوب بن محمد اس سند سے نقل کیا ہے، لیکن فرمایا محمد بن فضالہ، محمد اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

ابن شاہین کا قول ہے: میں نے عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث کو کہتے ہوئے سنا: محمد بن انس بن فضالہ، یہ وہ صحابی تھے جو اپنے اس مال سے نبی کریم ﷺ کو ہدیہ دیا کرتے تھے جو بنو ظفر میں تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے جو ابن ابوداؤد، ابن مندہ نے بطریق سفیان بن حمزہ بحوالہ عمرو بن ابی فردہ، اپنے گھر والوں میں سے ایک شیخ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: انس بن فضالہ احد کے دن شہید

تاریخ کبیر (۲۹/۱) ۴۴۵۸ اسد الغابہ (۴۶۹۸) استیعاب (۲۳۴۵) تجرید (۵۴/۲) ۴۴۵۹ تاریخ کبیر (۱۶/۱)

المعجم الکبیر (۵۴۶/۱۹) مجمع الزوائد (۴/۷) کنز العمال (۳۷۵۳۱) اسد الغابہ (۵۹/۴)

ہو گئے، نبی کریم ﷺ کے پاس محمد بن انس بن فضالہ لائے گئے آپ نے انہیں ایسی کھجور کا درخت بطور صدقہ دیا جو نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ ابن مندہ کا قول ہے: اس سند کے علاوہ ان سے مروی نہیں۔

بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس طرح نقل کیا ہے۔ ابوالکامل نے فرمایا: بخوالہ یونس بن محمد بن فضالہ، انہوں نے اپنے والد سے، ان کے والد اور ان کے دادا صحابی ہیں، نبی کریم ﷺ ان کے پاس بنوظفر میں آئے۔

اسے بغوی رحمہ اللہ نے بخوالہ ابوالکامل موصولاً نقل کیا ہے۔ وہ فضیل بن حسین، صلت بن مسعود ہیں، دونوں نے بخوالہ فضیل بن سلیمان اس سند سے روایت کیا ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے: وہ ایک چٹان پر بیٹھ گئے، ان کے ساتھ مسعود اور معاذ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ایک قرآن پڑھنے والے کو کہا، اس نے قرآن پڑھا، یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچا کہ اس وقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہی لائیں گے اور (اے محمد ﷺ) تمہیں ان پر گواہ بنا کر لائیں گے کہ ﴿تو آپ ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔ آپ ﷺ فرمانے لگے: ”اے رب! ان کی گواہی تو میں دے دوں گا، جنہیں میں نے دیکھا نہیں ان کی گواہی کیسے دوں گا؟“

اسی طرح ابن شاپین نے بخوالہ بغوی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بغوی کا قول ہے: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن فضالہ نے اس حدیث کے علاوہ روایت کی ہو۔ بغوی، ابن شاپین، ابن قانع وغیرہ نے محمد بن انس بن فضالہ اور محمد بن فضالہ کے درمیان فرق کیا ہے۔ راجح یہ ہے کہ وہ دونوں ایک ہیں، لیکن ابن شاپین کا قول ہے: میں نے عبد اللہ بن سلیمان سے سنا، یعنی ابن ابوداؤد سے، انہوں نے کہا: محمد بن انس بن فضالہ فتح مکہ اور اس کے بعد غزوات میں شریک ہوئے۔ واللہ اعلم!

۴۴۶۰ محمد بن بزیل

ابن ورقاء خزاعی۔ ان کے والد کی سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ مقدمہ تاریخ میں ان کی حدیث نقل کی ہے، بطریق جلیح بن عبد اللہ کہ میں نے زید بن علی، عبد اللہ بن حسن، جعفر بن محمد سے سنا، ان میں سے ہر ایک نے اپنے والد اور اپنے گھر والوں سے ذکر کیا۔ دوسرے راویوں نے اصحاب رسول اللہ ﷺ میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ موجود تھے، ان میں نام لیا ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا: عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء، محمد بن بدیل بن ورقاء، خزاعی ہیں دونوں صفین میں شہید ہوئے۔ وہ دونوں اہل یمن کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد تھے۔

میں کہتا ہوں: جلیح سے روایت کرنے والے غیاث بن ابراہیم ہیں، وہ ساقط راوی ہیں، حدیث وضع کرنے کی طرف منسوب ہیں۔

۴۴۶۱ محمد بن بشر انصاری

بعد والے میں آئیں گے۔

۷۷۶۲ محمد بن بشير* انصاری

بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ زخر بن حصن کے طریق سے بحوالہ خرم بن حارث بن لام طائی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم نے حرہ کے دن لڑائی کی، سب سے پہلے مجھے شیمان بنت بقیلہ ازدی ملی، تو میں اس سے چٹ گیا اور کہنے لگا: یہ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دے دی ہے، یہ ایسی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خالد نے مجھ سے اس بارے میں گواہی مانگی، میں اس پر گواہ لایا، وہ محمد بن سلمہ اور محمد بن بشیر انصاری ہیں۔ آپ نے اسے میرے سپرد کر دیا۔ اسے ابن مندہ نے اس طریق سے طویل حدیث کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: صرف اس سند سے معروف ہیں، زکریا بن یحییٰ بحوالہ زخر اس کی روایت میں متفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ طویل روایت خرم بن اوس کی سوانح میں گزر چکی ہے۔ بغوی، ابن شاپین، ابن یونس اور ابن مندہ نے بطریق سلمہ بن شریح، بحوالہ یحییٰ بن محمد بن بشیر انصاری، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنا مال عمارتیں بنانے میں صرف کرتا ہے۔“* فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن بشیر سے کسی اور نے روایت کی ہو۔ اسے ابن حبان نے اس طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ مرسل ہے، ابن یونس کو ان کے صحابی ہونے میں شک ہے، فرماتے ہیں: بعض نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

اہل مصر میں ان کا ذکر ہے۔ وہ ان میں معروف نہیں۔ ان کی اہل مصر کے ہاں حدیث ہے، پھر حدیث کا ذکر کیا، محمد بن ریح چیز نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جو مصر میں داخل ہوئے، ان کی حدیث مذکور نہیں۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: محمد بن بشیر انصاری، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی، ان سے ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی، بعض کا خیال ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے، اسی طرح محمد بن بشیر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن ابی حاتم نے ان کی پیروی کی ہے۔ انہوں نے ان صحابہ میں محمد بن بشر عبدی کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ جن کے والد کا نام بشر ہے، لیکن عظیم کے وزن پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سب کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۷۶۳ محمد بن جابر*

ابن عراب بن عوف بن ذوالہ بن شہوہ بن ثوبان بن عس بن غالب عکی، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وفد میں آئے، مصر کی فتح

* اسد الغابہ (۷۷۰۴) استیعاب (۲۳۴۷) تجرید (۵۵/۲)

* تاریخ کبیر (۱۸/۱) (۴۵/۱)

* مجمع الزوائد (۷۰/۴) الکامل فی الضعفاء (۱۰۷۱/۳) الترغیب والترہیب (۲۱/۳) معرفة الصحابہ (۸۸/۲)

جمع الجوامع (۳۷/۱) جامع المسانید (۱۱۷/۱۱)

* اسد الغابہ (۷۷۰۶) تجرید (۵۵/۲)

میں شریک تھے، انہوں نے اپنی کتابوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔
ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان سے مختصر روایت کی ہے۔

محمد بن جلد

ابن قیس انصاری، ابن قدارح نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا، فتح مکہ میں شریک تھے، ابن ابوداؤد نے ان سے روایت کی ہے، اسے ابن ابوداؤد نے ان سے روایت کیا ہے، اسے ابن شاہین نے نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن حبیب نے اپنی کتاب المحمر میں ذکر کیا ہے کہ وہ پہلے ہیں جن کا زمانہ اسلام میں انصار میں سے محمد نام رکھا گیا۔

حاکم کی اکلیل میں ہے کہ معاذ بن جبل بنو سعد بن علی بن اسد بن سارہ میں سے تھے، وہ بنو سلمہ میں اس لئے شامل ہو گئے، کیونکہ فلاں بن محمد بن جد بن قیس (جو بنو سلمہ میں سے ہے) وہ ان کا ماں شریک بھائی تھا۔ یہ محمد بن جد بن قیس کے قدیم زمانے والے ہونے پر دلالت کرتا ہے تو قدارح کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

محمد بن حارثہ

ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

محمد بن جعفر بن ابی طالب

ابن ہاشم ہاشمی، عبداللہ اور عون کے بھائی ہیں۔ ابن حبان، بغوی، ابن شاہین، ابن حبان وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن حبیب نے محرم میں فرمایا: یہ پہلے ہیں جن کا مہاجرین میں سے اسلام میں محمد نام رکھا گیا۔

دارقطنی کا قول ہے: حبشہ کی سرزمین میں ولادت ہوئی، ابن مندہ اور ابن عبدالبر کا قول ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے بحوالہ واقدی کہ ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، ان کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد ام کلثوم بنت علی سے ہوا، فرماتے ہیں: تسرت کے مقام پر شہید ہوئے، بعض نے کہا: وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہونے تک زندہ رہے۔ دارقطنی نے کتاب الاخوانہ میں فرمایا: بعض نے کہا ہے وہ صفین میں شہید ہوئے۔ وہ اور عبید اللہ بن عمر بن خطاب آئے سائے تھے، ان میں سے ہر ایک نے دور سے کوئلہ کیا۔

مرزبانی نے نجم الشعراء میں ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی محمد بن ابوبکر کے ساتھ مصر میں تھے۔ جب قتل ہو گئے تو محمد بن جعفر

اسد الغابہ (۴۷۰۷) تجرید (۵۵/۲)

اسد الغابہ (۴۷۰۸) استیعاب (۲۳۵۰) تجرید (۵۵/۲)

استیعاب (۴۲۳/۳)

چھپ گئے۔ عک اور غافق کے رہنے والے ایک شخص نے ان کا پتہ بتایا تو وہ فلسطین کی طرف بھاگ گئے، پھر خشم سے اپنے ماموں کے خاندان کے ایک شخص کے پاس آئے، اس نے معاویہ کے پاس جانے سے منع کر دیا، انہوں نے اس بارے میں شعر کہا۔ یہ تحقیق واقدی کے قول کا رد کرتی ہے کہ وہ نستر میں شہید ہوئے۔

محمد بن حاطب

ابن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح، ابوقاسم قرشی، حنبل، بعض نے کہا: ابوابراہیم یا ابوہوب، ان کی والدہ ام جمیل بنت مجمل عامریہ ہیں، بعض نے کہا: وہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، ان کے والدین نے ہجرت کی، ان کے والد یہاں فوت ہو گئے۔ ان کی والدہ انہیں لے کر کشتی والوں کے ساتھ مدینہ آئی، عبداللہ بن حارث بن محمد بن حاطب نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: جب ہم ارض حبشہ سے آئے، میری والدہ مجھے لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: یا رسول اللہ! یہ آپ کا بھتیجا ہے، یہ آگ سے جل گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کیجئے.....

اسے عبدالرحمن بن عثمان بن محمد حاطبی نے بھی بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، اسے احمد، ابن ابوشبہ، بغوی نے نقل کیا ہے، اس میں ہے، ان کی والدہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ محمد بن حاطب ہیں، یہ پہلے ہیں جنہوں نے آپ سے سنا، وہ کہنے لگیں: پھر تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا، تمہارے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور تمہارے لئے برکت کی دعا کی، ابن ابی شیبہ نے بحوالہ محمد بن سلام حنبل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے ہمارے بعض ساتھیوں نے نقل کیا کہ وہ پہلے ہیں اسلام میں جن کا نام محمد رکھا گیا۔

حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ اسماء بنت عمیس کے ہاں ان کے بیٹے عبداللہ بن جعفر کے ساتھ ولادت ہوئی۔ ام محمد نے عبداللہ بن جعفر کو دودھ پلایا، اس رشتے کو انہوں نے مرتے دم تک قائم رکھا، یہاں تک کہ دونوں وفات پا گئے۔

ابن شاہین کا قول ہے: میں نے بغوی کو فرماتے ہوئے سنا: وہ اسلام میں پہلے ہیں جن کا نام محمد رکھا گیا فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابوقاسم تھی، ابن سعد نے یہ یقین کیا ہے کہ ان کی کنیت ابوابراہیم تھی، یثیم کا قول ہے، عراق پر۔ بشری حکومت میں وفات پا گئے، دوسرے راویوں کا قول ہے: ۴۷ھ میں وفات پائی۔

بطریق ابومالک اشجعی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے ابن حاطب نے فرمایا: حاطب اور جعفر نجاشی کی طرف گئے، میرے ہاں اس کشتی میں بچہ پیدا ہوا۔

میں کہتا ہوں: جو مشہور ہے کہ وہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے۔ مجاز پر محمول ہے، کیونکہ وہ حبشہ پہنچنے سے پہلے پیدا ہوئے۔ محمد بن حاطب نے بحوالہ نبی کریم ﷺ روایت کیا ہے، انہوں نے اپنی والدہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ان سے ان کی اولاد، ابراہیم، عمر، حارث، ابولج، ابومالک اشجعی اور وہ ابن محمد ہیں، سہاک بن حرب وغیرہ نے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے: ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

اسد الغابہ (۴۷۱۰) استیعاب (۲۳۵۲) تجرید * مسند احمد (۴۱۸/۳)، المعجم الكبير (۴۱۵/۹)

* المعجم الكبير (۲۴۱/۱۹)، مجمع الزوائد (۲۷/۶)

۴۴۶۸ محمد بن حبیب نصری

بعض نے کہا: معری، وہ مشہور ہے، ابو عمر کے ہاں میم کے پیش اور ضاء کے فتح کے ساتھ ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے: شامیوں اور مصریوں میں معروف نہیں، صحابہ میں ان کا ذکر ہے۔ بغوی وغیرہ نے بطریق ولید بن سلمان۔ انہوں نے محمد بن حبیب سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے کہا: یا رسول اللہ! لوگ کہہ رہے ہیں: ہجرت ختم ہو گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک کفار سے جنگ رہے گی ہجرت ختم نہیں ہو سکتی۔“

بغوی کا قول ہے: اسے کئی لوگوں نے بحوالہ عبد اللہ بن سعدی روایت کیا ہے کہ نسائی نے اسے بطریق ابو اداریس بحوالہ عبد اللہ بن سعدی نقل کیا ہے۔ اس میں محمد بن حبیب نہیں۔

۴۴۶۹ محمد بن ابی حذیفہ

ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، عجمی، ابوقاسم، حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، ان کے والد سابقین اولین میں سے تھے، وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کے نام میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ کنتوں میں آئے گا، ان کی والدہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو عامریہ ہیں۔

ابن لہیعہ نے بحوالہ عروہ فرمایا: محمد بن ابی حذیفہ حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، اسی طرح ابن اسحاق، واقدی، ابن سعد کا قول ہے، واقدی نے ابوقاسم کنیت رکھنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کا نام محمد ہے، صحابہ میں سے ہیں۔

ان کے والد ابو حذیفہ پیامہ میں شہید ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس محمد کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان کی پرورش کی، جب وہ بڑے ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے ان سے مصر جانے کی اجازت طلب کی، انہوں نے اجازت دے دی، وہ لوگوں میں سب سے زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سخت ثابت ہوئے ابو عمر کندی نے مصر کے امراء میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن سعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مصر کے امیر تھے جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جمع ہونے لگے تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے شہروں کے گورنروں کو طلب کیا تو وہ ان کے پاس پہنچ گئے، یہ رجب ۳۵ھ کا واقعہ ہے۔ اور عقبہ بن عامر کو اپنا نائب مقرر کر گئے، ابن مالک کے نسخے میں ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے عقبہ پہ حملہ کر کے انہیں مصر سے اسی سال کے شوال میں نکال دیا اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دستبردار ہونے کی دعوت دینے لگے۔ شہروں میں آگ بھڑکا دی اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کر دیا، بطریق لیث عبد الکرم بن حارث حضرمی سے روایت کی ہے کہ ابن ابی حذیفہ امہات المؤمنین کی زبانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف طعن آمیز خطوط لکھا کرتا تھا۔ اور قاتلوں کو پکڑ کر روک لیتا پھر ان مردوں کو گرفتار کر لیتا جنہیں وہ یہ دے کر بھیجتا، پھر انہیں گھروں کی چھتوں پر دھوپ میں ڈال دیتا، وہ سورج کی طرف اپنا چہرہ کر لیتے تاکہ مسافر کی طرح اشارہ کریں۔ پھر انہیں

اسد الغابۃ (۴۷۱۱)، استیعاب (۲۳۵۳)، تجرید (۵۶/۲)، الاستیعاب (۴۲۵/۳)

نسائی (۴۱۸۳)، بخاری (۲۸/۵)، معرفۃ الصحابہ (۱۰۲/۲)، اسد الغابۃ (۴۷۱۳)، الاستیعاب (۲۳۵۴)، تجرید (۵۶/۱۲)

تاریخ طبری (۱۰۵/۵)، مختصر تاریخ دمشق (۸۵/۲۲)، طبقات الکبریٰ (۸۶/۴)

در الکتاب فی مناقبنا (الصلوات علیہ وسلم) (ارو)

مدینہ کے راستے جانے کا حکم دیتا پھر وہ لوگ قاصد بھیجتے، تاکہ ان کے آنے کی خبر لائیں، تو یہ لوگوں کو ان سے ملنے کا حکم دیتا جب لوگ ان سے ملتے، پوچھتے کیا بات ہے، تو مقامی لوگ کہتے ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے خطوط میں ہے، تو ابن ابی حذیفہ لوگوں کے ساتھ مل کر ان سے ملاقات کرتا، قاصدان سے کہتے، آپ لوگ مسجد میں چلیں، پھر امہات المؤمنین کی طرف سے ان کے سامنے خطوط پڑھے جاتے جس میں لکھا ہوتا، اے اہل اسلام! ہم تم لوگوں سے فلاں فلاں بات کی شکایت کرتی ہیں، جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع ہوتی تو مسجد کا بھرا ہوا مجمع چیخنے چلانے اور دعا میں مصروف ہو جاتا، پھر انہوں نے بطریق ابن لہیعہ یزید بن ابی حبیب سے روایت کی ہے کہ مصراولوں نے محمد بن ابی حذیفہ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کر لی، صرف تھوڑے لوگوں نے بیعت نہیں کی جس میں معاویہ بن خدیج، بسر بن اوطاة شامل ہیں، ادھر سے عبداللہ بن سعد آگئے جب وہ مقام قلمزم پہنچے تو وہاں ابن ابی حذیفہ کا لشکر پایا ان لوگوں نے انہیں شہر میں داخل ہونے سے منع کر دیا، وہ عسقلان لوٹ گئے پھر ابن ابی حذیفہ نے ان لوگوں کو تیار کیا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف شورش کی تھی اور آپ کا محاصرہ کیا تھا یہاں تک کہ آپ کو شہید کر دیا، جب یہ بات ان لوگوں کو معلوم ہوئی جو ابن ابی حذیفہ کی بیعت سے باز رہے تھے، سب نے اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے مطالبے کی بیعت کر لی، جنہیں لے کر معاویہ بن خدیج صید مصر تک پہنچے تو ابن ابی حذیفہ نے ان کی طرف دوسرا لشکر بھیج دیا، آپس میں جنگ ہوئی، لشکر کا قائد مارا گیا، پھر جب حضرت امیر معاویہ نے صفین جانا چاہا تو آپ مصر کی طرف روانہ ہو گئے، آپ نے مناسب سمجھا کہ اپنے پیچھے اہل مصر کو ابن ابی حذیفہ کے ساتھ نہ چھوڑیں۔ آپ ان لوگوں کی طرف بھاری لشکر لے کر روانہ ہوئے، ان کے مقابلے میں ابن ابی حذیفہ مصریوں کو لے کر روانہ ہوا، لوگوں نے اسے فسطاط میں داخل ہونے سے منع کیا، آپ نے ان کی طرف پیغام بھیجا ہم کسی سے جنگ کرنا نہیں چاہتے، ہمیں تو قاتلین عثمان کی تلاش ہے، آخر یہ بات ٹھہری کہ مصر سے رخصت ہوں۔ چنانچہ ابن ابی حذیفہ نے مصر پر حکم بن صلت بن مخرمہ بن مطلب بن عبد مناف کو اپنا نائب بنایا اور ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہو گئے، جن میں عبدالرحمن بن عدیس، کنانہ بن بشر، ابوشر بن ابرہہ بن صباح تھے۔ جب یہ لوگ اسے لے کر پہنچے تو امیر معاویہ کے لشکر نے ان سے غداری کر لی اور ان سب کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

حاکم کا بیان ہے کہ جب ابن ابی حذیفہ نے مصر پر قبضہ کر لیا، امیر معاویہ صفین جانا چاہتے تھے تو آپ نے پہلے مصر کے معاملے کو نمٹایا۔ عریش مقام پر محمد بن حذیفہ آڑے آیا، یہاں تک کہ دونوں نے صلح کر لی، امیر معاویہ نے اس سے کچھ لوگوں کو طلب کیا، جو ان کے ماتحت رہن رہیں گے تاکہ جب صفین جائیں تو ان کی طرف سے مطمئن رہیں، چنانچہ محمد نے بطور رہن تیس آدمی باہر نکالے جن میں وہ خود بھی شامل تھا، وہاں ان لوگوں کا گھیراؤ کر لیا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔

حاکم لکھتے ہیں: امیر معاویہ نے محمد بن ابی حذیفہ کو چمکے دیا یہاں تک کہ وہ عریش تک تیس آدمیوں کے ساتھ آ گیا، آپ نے ان کا محاصرہ کیا اور اس کے خلاف منہنق نصب کی، یہاں تک کہ وہ صلح پر مجبور ہو گیا۔ پھر قید ہو کر قتل کیا گیا۔ ابن عائد کی روایت ہے کہ امیر معاویہ نے لوگوں کو صفین میں تقسیم کر دیا، اور ابن ابی حذیفہ اور اس کے ساتھیوں کو دمشق کی جیل میں اور ابن حدیس اور باقی لوگوں کو بعلبک کی جیل میں بند کر دیا۔ یعقوب بن سفیان اپنی تعریف میں لکھتے ہیں کہ عبدالملک سلمیٰ فرماتے ہیں: میں حضرت عقبہ بن عامر کے پاس منبر کے قریب تھا، اتنے میں ابن ابی حذیفہ آیا، لوگوں سے خطاب کرنے لگا، وہ قرآن کا قاری تھا۔ کوئی سورت اس

نے پڑھی، عقبہ کہنے لگے: اللہ کے رسول نے سچ فرمایا:

”کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کی ہنسل سے آگے نہیں جائے گا۔“ ❀

ابن ابی حذیفہ سن کر کہنے لگا: اگر تم سچے ہو تو تم انہی لوگوں سے ہو۔ بغوی رحمہ اللہ کی روایت ہے، صحابہ میں سے کچھ لوگ آپس میں یہ حدیث بیان کر رہے تھے: ”جبل خلیل اور قطر ان کے مقام پر میرے صحابہ یا میری امت کے کچھ لوگ قتل ہوں گے۔“ ❀ تو وہ لوگ یہی تھے جو محمد بن ابی حذیفہ کے ساتھ وہاں مارے گئے۔

یہی روایت ابو عمر الکندی نے دوسری سند سے نقل کی ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ نے کہا: یہ وہی رات ہے جس میں عثمان (رضی اللہ عنہ) قتل ہوئے تھے، اگر قصاص عثمان ہے تو قاتل کل قتل ہو جائے گا، چنانچہ وہ کل قتل ہو گیا۔ خلیفہ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو محمد بن ابی حذیفہ کو مصر کی گورنری پر قائم رکھا، پھر محمد بن ابی بکر ❀ کو مقرر کر دیا۔ اس کو وفات میں اختلاف ہے۔ بقول ابن قتیبہ، رشدین مولا معاویہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ابن کلبی لکھتے ہیں: مالک بن ہبیرہ سکونی نے اسے قتل کیا۔

❀ محمد بن حزم انصاری ❀

بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: بخاری رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، معروف نہیں، اسی طرح ابن شاین کا قول ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا۔

ابو نعیم کا قول ہے: ابو عباس ہروی نے صحابہ میں سے محمد نام رکھنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کی نبی کریم ﷺ سے روایت کا ذکر کیا، فرماتے ہیں: ”تا کہ میری امت قیامت کے روز سزائمتوں کی تکمیل کرے ہم ان میں آخری اور بہتر ہیں۔“ ❀ ابن مندہ کا قول ہے: محمد بن حزم تابعی ہیں، ان سے قتادہ نے روایت کی، معروف نہیں، ابن اثیر ❀ کا قول ہے: جو معروف نہیں محمد بن عمرو بن حزم ہیں، ان کا ذکر آ رہا ہے۔ شائد وہ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں۔

❀ محمد بن حطاب ❀

ابن حارث بن معمر جمحی، محمد بن حطاب کا چچا زاد ہے۔ قریب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ ابن عبدالبر ❀ کا قول ہے: وہ بھی حبشہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے، وہ محمد بن حطاب سے عمر میں بڑے ہیں۔ جیسا کہ قول ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ محمد بن حطاب پہلے ہیں جن کا اسلام میں مہاجرین میں نام محمد رکھا گیا، وہ ان سے بڑے ہیں۔

احمد نے بطریق عثمان بن محمد بحوالہ ام محمد بن حطاب نقل کیا ہے کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئیں، تو کہنے لگیں: یہ محمد بن حطاب ہیں، یہ پہلے ہیں جن کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا۔ محمد بن حطاب کی سوانح میں یہ گزر چکا ہے۔

❀ مجمع الزوائد (۱۰: ۴۲۷) کنز العمال (۳۱۶: ۶) ❀ کنز العمال (۳۱۱: ۶۹) مختصر تاریخ دمشق (۸۷/۲۲)

❀ معرفة الصحابة (۹۸/۲) ❀ اسد الغابہ (۴۷۱۴) تجرید (۵۶/۲)

❀ معرفة الصحابة (۱۳۴/۲) جمع الجوامع (۸۵۷/۱) ❀ اسد الغابہ (۵۹/۴)

❀ اسد الغابہ (۴۷۱۵) استیعاب (۲۳۵۵) تجرید (۵۶/۲) ❀ استیعاب (۴۲۶/۳)

ابو فرج اصبہانی نے دو طریق سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر نقل کیا، فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جوڑے لائے گئے۔ آپ نے فرمایا: میرے پاس محمد نامی لوگوں کو لے آؤ، تو محمد بن ابی بکر، محمد بن جعفر، محمد بن طلحہ، محمد بن عمرو بن حزم، محمد بن حاطب، ان کے چچا زاد محمد بن خطاب آئے، ان سب کا نام نبی کریم ﷺ نے محمد رکھا تھا، پھر ان کا قصہ ذکر کیا، اگر یہ روایت محفوظ ہے تو مجاز پر محمول ہے، یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔

۴۴۴۲ محمد بن خلیفہ

بن عامر۔ ابن قدامح کا قول ہے: فتح میں شریک تھے۔ ان کا نام عبدمناتہ تھا، نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا۔ اسے ابن شاپین نے بحوالہ ابن ابوداؤد ان سے نقل کیا ہے۔

۴۴۴۳ محمد بن ابودرہ انصاری

ابن قدامح کا قول ہے، نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں، اور فتح مکہ میں شریک تھے، ابن شاپین نے ان کا ذکر بھی بحوالہ ابوداؤد ان سے نقل کیا ہے۔

۴۴۴۴ محمد بن رکانہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عبد یزید مطلی قرشی، آخری قسم میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۴۴۵ محمد بن زید

ابن مندہ کا قول ہے: اسے ابو حاتم رازی نے وحدان میں نقل کیا ہے، اور وہ وہم ہے۔ پھر ان کے طریق سے ان کی سند سے جسے وہ محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ تک لے گئے ہیں۔ بحوالہ عطاء، انہوں نے محمد بن زید سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو شکار کا گوشت پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے اسے کھانے سے انکار کیا۔ فرماتے ہیں: اس روایت کو قیس بن سعد نے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابوداؤد، نسائی نے بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ زید بن ارقم نقل کیا ہے۔ طبرانی نے سب سے زیادہ اس کے طرق کی تخریج کی ہے۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے: بحوالہ اپنے والد، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا، پھر یہ حدیث ذکر کی۔ ان سے عطاء بن ابورباح نے روایت کی، اسی طرح ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے۔ ایک بعید احتمال کی بنا پر ہے کہ واقعہ متعدد ہو، جس کا قرینہ یہ ہے کہ محمد بن عبدالرحمن کی غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔

تجريد (۵۶/۲) * تجريد (۵۷/۲) * اسد الغابہ (۴۷۲۵) استيعاب (۲۳۵۸)

مسلم (۲۸۴۲) ابوداؤد (۱۸۵۰) نسائی (۲۸۲۱) مسند احمد (۳۶۷/۴) معرفة الصحابة (۱۰۷/۲)

الجرح والتعديل (۲۵۵/۷) اسد الغابہ (۶۷/۴)

استيعاب (۴۲۷/۳) *

۴۴۶ محمد بن ابوسفیان

داربین کی طرف نبی کریم ﷺ کے خط میں ان کا ذکر ہے۔ ابن مندہ نے سعید بن زیاد کی روایت سے بحوالہ ان کے آباء، انہوں نے ابوہند داری سے ان کا اسلام لانے کا قصہ ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ سے جس تحریر کا مطالبہ کیا تھا آپ نے فرمایا کہ وہ لکھ لو، اس میں ابوبکر، عمر، عثمان، علی، محمد بن ابی سفیان کی گواہی کا ذکر کیا۔ ابوعیمؒ نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ اس روایت میں صحیح یہ ہے کہ وہ معاویہ بن ابی سفیان ہیں، محمد نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا بھی احتمال ہے۔

۴۴۷ محمد بن ابی سلمہ

ابن عبدالاسد مخزومی۔ ابن حبان کا قول ہے، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کا قول ہے: جن لوگوں نے صحابہ کے بارے میں تالیفات کی ہیں، انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کا انکار کیا ہے، اسے ابن شاہین نے بغوی سے روایت کیا ہے۔

۴۴۸ محمد بن سلیمان

ابن رفاعہ بن خلیفہ بن ابی کعب، ابن قراح کا قول ہے، احد اور عراق کی فتح میں شریک تھے، صفین کے دن شہید ہوئے، ابن شاہین نے بحوالہ ابن قراح ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۴۹ محمد بن صفوان انصاری

بنو مالک بن اوس سے ہیں، عسکری نے یہ ذکر کیا ہے، بعض کا قول ہے: اس میں ہے صفوان بن محمد، پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ احمد اور اصحاب سنن نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے اپنی صحیح میں اسے بطریق داؤد بن ابی ہند بحوالہ شعبی ان سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو خرگوش لے کر آئے جو انہوں نے کائی سے شک کے ساتھ ذبح کئے تھے۔

اسے علی بن عبدالعزیز نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ کی روایت سے بحوالہ داؤد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ محمد بن صفوان یقین سے اسی طرح اسے بغوی نے شعبہ کے طریق سے اور عبدہ بن سلیمان کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ بغوی روایت کیا ہے کہ وہ رائج ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ محمد بن صفوان کی ان کے علاوہ کسی سے حدیث مروی ہے۔

۴۵۰ محمد بن صیفی بن امیہ

ابن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، ابن قراح کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاہین نے بحوالہ ابوداؤد

اسد الغابہ (۴۷۲۸) تجرید (۵۸/۲) معرفۃ الصحابہ (۱۱۴/۲)

اسد الغابہ (۴۷۲۹) تجرید (۵۸/۲) اسد الغابہ (۴۷۳۴) استیعاب (۲۳۵۹) تجرید (۵۸/۲)

ابوداؤد (۲۸۲۲) نسائی (۳۴۱۳) ابن ماجہ (۳۲۴۴) احمد (۴۷/۴)

اسد الغابہ (۴۷۳۵) استیعاب (۲۳۶۰) تجرید (۵۹/۲)

الْأَكْبَلُ فِي تَيْسَرِ الصَّحَابَةِ (جلد ۳۶۰)

ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر * کا قول ہے: انہیں دیدار حاصل نہیں اور ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے، وہ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پوتے ہیں، ان کی والدہ ہند بنت عقیق بن عامر بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہیں، ان کی والدہ خدیجہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: زیر بن بکار کی روایت سے ابن قدامح کے قول کو تقویت ملتی ہے کیونکہ جب انہوں نے ان کے والد کا ذکر کیا تو کہا: ان کا بیٹا رفاعہ ہے، جس پر ان کی کنیت ہے۔ صلی بن امیہ بدر کے دن قتل ہوا، جس کا باپ بدر میں قتل ہوا اور یہ ہجرہ کے دوسرے برس تھا۔ تو اس نے عہد نبوی میں آٹھ سال یا اس سے زیادہ پائے ہوں گے، اور محمد نام اسی کا رکھا جاسکتا ہے جس کے والد اور والدہ اسلام لا چکے ہوں، ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے والد کے قتل ہونے کے بعد پیدا ہوئے ہوں اور ان کی والدہ اسلام لے آئی ہوں اور ان کا نام محمد رکھا ہو یا ان کی والدہ ان کا نام رکھنے سے پہلے فوت ہو گئی ہوں اور ان کے کسی گھر والے نے ان کا نام محمد رکھا ہو۔

۴۴۸۱) محمد بن صیفی بن سہل *

ابن حارث خطمی انصاری۔ بشیم نے اپنی روایت میں بحوالہ شععی ان کا نسب بیان کیا ہے، ان سے یوم عاشورا * کے روزے کے بارے میں مرفوع حدیث مروی ہے، بعض کا قول ہے وہ کوفہ میں اترے۔ ان کی حدیث احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمرہ اور حاکم نے اپنی صحیح میں بطریق حصین بحوالہ شععی انہوں نے محمد بن صلی سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں نقل کیا ہے، اس کی سند صحیح ہے۔ بغوی نے اعمش وغیرہ کے طریق سے بحوالہ محمد بن صلی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس دو خرگوش لے کر آیا..... (الحدیث)

بغوی کا قول ہے: یہ وہم ہے، صحیح محمد بن صفوان ہیں یعنی جیسا کہ پہلے والے حالات میں گزر چکا ہے۔

۴۴۸۲) محمد بن ضمیرہ *

ابن اسود بن عباد بن غنم بن سواد، ابن قدامح نے ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا، فتح مکہ * کے موقع پر حاضر تھے، اسے ابن شاپین نے بحوالہ ابوداؤد انہوں نے ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۴۴۸۳) محمد بن طلحہ *

ابن عبید اللہ قرظی تیمی، ان کے والد کے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے، بخاری و ترمذی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ان کی ولادت ہوئی۔ بخاری، * بغوی، طبرانی وغیرہ نے ہلال و زان کے طریق سے بحوالہ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبد الحمید یعنی زید بن خطاب کے بیٹے کو دیکھا، ان کا نام محمد تھا، ایک شخص ان سے کہہ رہا تھا: اے محمد! اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے، تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نہ دیکھوں کہ محمد نام کو تمہاری وجہ سے گالی دی جائے اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں تمہیں محمد نام سے نہ پکارا جائے، پھر ان کا نام عبد الرحمن

* استیعاب (۴۲۷/۳) * اسد الغابہ (۴۷۳۶) استیعاب (۲۳۶۱) تجرید (۵۹/۲)

* مسند احمد (۳۸۸/۴) * اسد الغابہ (۴۷۳۷) تجرید (۵۹/۲) * اسد الغابہ (۷۲/۲)

* اسد الغابہ (۴۷۳۸) استیعاب (۲۳۶۲) تجرید (۵۹/۲) * فتح الباری (۵۵۴/۸)

الاصحاب في قبة الصخرة (الرواية)

رکھ دیا، اور بنو طلحہ کی طرف ان کا نام بدلنے کے لیے پیغام بھیجا، وہ سات تھے، ان کا سردار اور سب سے بڑے کا نام محمد تھا، آپ ﷺ سے ان محمد نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، اللہ کی قسم! محمد ﷺ نے میرا نام محمد رکھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ اٹھ جاؤ جو نام رسول اللہ ﷺ نے رکھ دیا، اسے تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔*

ابن مندہ نے یوسف بن ابراہیم طحی کے طریق سے بحوالہ اپنے والد ابراہیم بن محمد روایت کیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے بیٹے کا نام محمد رکھا اور اس کی کنیت ابوالقاسم رکھی۔

زبیر بن بکار نے بطریق راشد بن حفص زہری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چار بیٹوں کو دیکھا ان میں سے ہر ایک کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی، وہ یہ ہیں: ابن ابی بکر، ابن علی، ابن سعد اور ابن طلحہ۔

ابن قانع، ابن سکین، اور ابن شاپین نے بطریق محمد بن عبد الرحمن مولیٰ آل طلحہ بحوالہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ، انہوں نے محمد بن طلحہ کے رضاعی والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس محمد بن طلحہ کو لے کر آیا جس وقت ان کی ولادت ہوئی، تاکہ ان کو کھٹی ڈالیں اور ان کے لیے دعا کریں۔ آپ ﷺ بچوں کے ساتھ اسی طرح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ”یہ کون ہے؟“ انہوں نے عرض کیا: یہ محمد بن طلحہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ میرا نام ہے، یہ ابوالقاسم ہیں۔“

محمد بن زید بن مہاجر کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ مروی ہے، فرماتے ہیں: جب حنہ بنت جحش کے ہاں محمد بن طلحہ کی ولادت ہوئی تو وہ انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے ان کا نام محمد اور کنیت ابوسلیمان رکھی۔ اسے ابن مندہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن محمد، انہوں نے طلحہ سے، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان کی جب ولادت ہوئی تو ان کے والد انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، آپ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا اور فرمایا: ”یہ ابوسلیمان ہیں میں اپنے نام اور کنیت کو جمع نہیں کرتا۔“*

ابن مندہ کا قول ہے: پہلا قول مشہور ہے، محمد بہت عبادت گزار تھے، انہیں سجاد کہا جاتا تھا۔
 بغوی نے حصین بن عبد الرحمن کے طریق سے بحوالہ ابو جلیلہ طہوی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب جمل کا دن ہوا تو محمد بن طلحہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: انہوں نے کہا: حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے بہترین کی طرح ہو جاؤ، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی تلوار نیام میں رکھ لی، وہ اسے سونتے ہوئے تھے، پھر چلے گئے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔ بغوی کا قول ہے، بعض کا قول ہے، انہیں شریح بن ادنیٰ نے قتل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے، فرمایا: یہ سجاد ہیں، انہیں اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرنے نے قتل کیا۔ یہ ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ ان کے قاتل کے نام میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا بیان ہے، سورہ عافری کی تفسیر میں جو روایت تعلیقاً ذکر کی ہے اس سے بغوی کے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ ان کے قاتل کا نام شریح بن ابی ادنیٰ ہے: ص
 ”وہ مجھے سورہ حم پڑھ کر سناتا ہے جب کہ نیزے بلند ہو چکے ہیں جنگ میں قدم رکھنے سے پہلے کیوں نہیں تم پڑھ لی۔“

* مسند احمد (۲۱۶/۴) المعجم الكبير (۲۴۲/۱۹) تاریخ كبير (۱۶۱/۱)

* معرفة الصحابة (۵۸/۲) اسد الغابة (۷۳/۴)

یہ ان اشعار میں سے ہے جن کا مطلع یہ شعر ہے: ﴿

”وہ پراگندہ بالوں والا جو اپنے رب کی آیات کو قائم رکھنے والا ہے نظر جسے دیکھتی ہے، وہ بہت کم تکلیف دینے والا مسلمان ہے۔“

ابن عبدالبر * کا قول ہے، بعض نے کہا: ان کے قاتل کا نام کعب بن مدلج ہے، یا شداد بن معاویہ یا عصام بن مقشعر یا اشتر یا عبداللہ بن مکسر ہے بعض کا قول ہے کہ کوئی اور ہے، میں نے فتح الباری میں یہ قول بحوالہ اس کے قاتل کے نقل کیا ہے۔

۷۷۸۴ محمد بن عاصم *

ابن ثابت بن ابوالفتح انصاری، ابن مندہ کا قول ہے: حدیث میں ان کا ذکر ہے ان کے والد مشہور صحابی ہیں جو بڑے معونہ کے واقعے میں شہید ہوئے۔ ابن قتادح نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان اور اس کے بعد والے واقعات میں شریک تھے۔ ابن مندہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ ابن عمران کے جنازے میں حاضر تھے، ان کے چار پائی کے دو بانسوں کے درمیان تھے۔ ابن شاپین نے بحوالہ ابن ابوداؤد بیعت رضوان میں شریک ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نبی کریم ﷺ کی وفات سے چھ (۶) برس پہلے کا واقعہ ہے، گویا وہ ابن ابوداؤد کے کلام سے واقف نہیں۔ بیعت رضوان ہجرت کے سال ہوئی تھی، کم سے کم یہ ہے کہ جو اس بیعت میں شریک ہو ان کی عمر پندرہ سال سے زیادہ ہو، وہ لازمی صحابی ہے، اگرچہ بیعت رضوان میں ان کا حاضر ہونا ثابت نہ ہو یہ ان کے والد کی تاریخ وفات کی وجہ ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں سے چھ (۶) یا اس سے زائد سال پائے۔

ابن مندہ کا بھی یہی قول ہے: ان کی حدیث میں ذکر ہے، پھر عثمان بن عتبہ بن عویم بن ساعدہ کے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر، محمد بن عاصم بن ثابت بن ابی ارح کے جنازے میں ان کی چار پائی کے دونوں بانسوں کو اٹھائے ہوئے تھے، مجھے اب بھی ان کی داڑھی کی زردی نظر آ رہی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن اشیر * نے فرمایا: ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، لہذا انہیں اپنے استدراک میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے تو ان پانچ افراد کے ساتھ ملا کر ان کا ذکر کیا ہے، جن کا نام محمد ہے۔ ابن شاپین نے ان سب کا ذکر کیا ہے، چنانچہ ابوموسیٰ نے ان کا کلام نقل کیا ہے، لیکن اس بات سے خبردار نہیں کیا کہ ابن عاصم ان کے استدراک میں داخل نہیں ہیں۔

۷۷۸۵ محمد بن عباس بن فضلہ

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے، ابن قتادح کا قول ہے: نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا تھا۔

فتح مکہ میں شریک تھے، ابن شاہین نے ابن ابوداؤد سے بحوالہ ان کے ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۴۴۸۶) محمد بن عبد اللہ

ابن ابی انصاری خزرجی، خزرج کے سردار جو نفاق میں مشہور تھا، اس کے بیٹے ہیں۔ ان کا نسب ان کے بھائی عبد اللہ بن عبد اللہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق راشد الحماني عن ثابت البناني عن محمد بن عبد اللہ بن اُبی ابن سلول روایت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر فرمانے لگے: ”اے جماعت انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہاری پاکیزگی کی تعریف کی ہے تم لوگ کیسے طہارت حاصل کرتے ہو؟“ ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! ہمارے درمیان اہل کتاب رہتے تھے، ان میں سے جب کوئی شخص پاخانے سے ہو کر آتا تو وہ پانی سے استنجا کرتا تھا، تو ہم نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت تعریف کی ہے.....“۔ (الحدیث)

ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ غریب حدیث ہے جو صرف حدیث جعفر بن عبد اللہ سالمی عن ربیع بن بدر عن جعفر مشہور ہے۔ اور یہ تینوں ضعیف راوی ہیں۔ فرماتے ہیں: حدیث عبد اللہ بن سلام اور حدیث محمد بن عبد اللہ بن سلام سے بھی مروی ہے، ابو نعیم نے اس روایت کو راجح قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: اس میں جعفر کو وہم ہوا ہے، صحیح یوں ہے: محمد بن عبد اللہ بن سلام۔ میں کہتا ہوں: یہ اس احتمال پر ہے کہ واقعہ متعدد ہے۔

۴۴۸۷) محمد بن عبد اللہ بن جحش اسدی

ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں گزر چکا ہے۔ یہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش کے بھتیجے ہیں، ان کی والدہ حضرت فاطمہ بنت ابی جحش بھی صحابیہ ہیں۔

واقعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ہجرت سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئے۔ طبری رضی اللہ عنہ نے یہ قول نقل کر کے فرمایا ہے، بقول بعض امام بخاری رضی اللہ عنہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان کا قول ہے، انہوں نے نبی علیہ السلام سے سماع کیا ہے۔

زبیر بن بکار نے بطریق محمد بن ابی یحییٰ روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے ابو کثیر مولیٰ محمد بن عبد اللہ بن جحش نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن عبد اللہ بن جحش (جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے) فرماتے سنا، پھر قرض میں سختی اور جہاد کی فضیلت کے بارے میں وارد حدیث ذکر کی، اسی حدیث کو امام احمد، ابن ابی خثیمہ اور بقوی رحمہم اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ان میں سے کسی کی روایت میں ہے، ہم لوگ جنازہ گاہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بعض نے ان کے اس قول کی صراحت کی ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، بہر کیف اس کا مدار علماء بن عبد الرحمن عن ابی کثیر مولیٰ محمد بن عبد اللہ بن جحش بحوالہ ان کے مروی سند پر ہے، ستر عورت * کے بارے میں ان کی حدیث امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور امام بخاری رحمہم اللہ نے تعلیقاً نقل کی ہے اور

* اسد الغابہ (۴۷۴۰) استیعاب (۲۳۶۴) * معرفة الصحابة (ج ۱ ص ۱۳۲، ۱۳۱)

* اسد الغابہ (۴۷۴۱) استیعاب (۲۳۶۳) * التاريخ الكبير (۱۲/۱)

* مسند احمد (۳۵۰/۴) استیعاب (۴۳۰/۳) معرفة الصحابة (۴۸/۲) * مسند احمد (۳۵۰/۴) مستدرک (۱۸۰/۴)

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ابن سعد کا قول ہے ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، ان کے والد اُحد میں شہید ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کو اپنے بیٹے کے بارے میں وصیت کر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے خیبر میں مال خریدا اور مدینے میں انہیں جائیداد دی۔ بغوی رحمہ اللہ نے بطریق علی ابن زید عن انس عن سعید بن مسیب روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مہاجرین کے بیٹوں کے بارے میں چار ہزار کا وظیفہ لکھا جو بدر میں شریک ہوئے تھے، ان میں محمد بن عبد اللہ بن جحش بھی تھے۔

۴۴۸۸ محمد بن عبد اللہ بن ابی سعد

مذحجی، ثم حکمی۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت آمنہ بنت عفان کی باندی اور ان کی والدہ اروی بنت کریمہ ایک سال مسلمان ہوئی تھیں۔ عنقریب ان کا تذکرہ ہوگا۔ مؤرخین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں عبد اللہ کا ذکر نہیں کیا، شاید وہ فتح مکہ سے پہلے فوت ہو گئے ہوں اور ان کے یہ بیٹے اس قسم یا بعد والے قسم میں سے شمار ہوں گے۔

۴۴۸۹ محمد بن عبد اللہ بن سلام

ابن حارث اسرائیلی، بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن حبان کا قول ہے، بعض نے کہا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاپین کا قول ہے: ابو داؤد نے کہا: انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی۔ ابن مندہ کا قول ہے: انہوں نے نبی کریم ﷺ کا دیدار کیا اور آپ ﷺ سے حدیث سنی۔ ابو عمر کا قول ہے: انہیں روایت حاصل ہے اور ان کی روایت کتابوں میں محفوظ ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور ابوبکر بن ابی شیبہ، ابن قانع، بغوی، طبرانی، ابن مندہ نے بطریق مالک بن مغول، بحوالہ محمد بن عبد اللہ بن سلام روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کس وجہ سے تمہاری تعریف بیان کی؟ اس میں ایسے مرد رہتے ہیں، جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ”ہم پانی سے استنجا کرتے ہیں۔“

اسے بغوی نے بحوالہ مالک بن مغول اسی طرح روایت کیا ہے، لیکن فرماتے ہیں: اس میں ہے: میں اسے ان کے والد کے حوالے کے علاوہ نہیں جانتا۔ ابو شام کا قول ہے: میں نے اسے یحییٰ بن آدم کی اصل کتاب سے لکھا ہے، اس میں یہ نہیں ہے بحوالہ ان کے والد۔

بغوی کا قول ہے: اسے فریبانی رحمہ اللہ نے بحوالہ شہر، انہوں نے محمد سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، ان کے

اسد الغابہ (۴۷۴۳) استیعاب (۲۳۶۴) تجرید (۵۹/۲)

استیعاب (۴۳۰/۳) سورة التوبة الآیہ (۱۰۸)

مسند احمد (۶۱۶) مصنف ابن ابونشیبہ (۲۱۳/۱) معرفة الصحابة (۷۹/۲) تاریخ حکبیر (۱۸/۱)

جامع البیان (۲۲/۱۱) سیوطی فی الدر المنثور (۲۸۷/۳)

والد کا ذکر نہیں کیا۔ ابن مندہ کا قول ہے: اسے داؤد بن ابی ہند نے بحوالہ شہر مسل روایت کیا ہے، اور محمد اور ان کے والد کا ذکر نہیں کیا۔
اسے سلمہ بن رجانے بحوالہ مالک بن مغول روایت کیا ہے، اس میں یہ اضافہ کیا ہے: بحوالہ ان کے والد۔
ابوزرہ رازی کا قول ہے: ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے: بحوالہ محمد، اس میں یہ نہیں ہے: بحوالہ ان کے والد، واللہ اعلم

۴۶۹۰ محمد بن عبد اللہ (بے نسبت)

باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق حماد بن سلمہ بحوالہ محمد بن عبد اللہ ان کی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ہاتھ سے نہ کھاؤ نہ اس ہاتھ سے پو“۔
احتمال ہے کہ وہ ابن سلام کے بیٹے ہوں۔

۴۶۹۱ محمد بن عبد اللہ

ابن مجدہ انصاری، ابن قداح نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیعت رضوان اور اس کے بعد کے واقعات میں شریک تھے۔ بنو قریظہ کے دن پہرے میں تھے، ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد، ان کے حوالے سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۶۹۲ محمد بن ابو عبس

ابن جبر انصاری، ان کے والد صحابہ میں مشہور ہیں۔ رہے وہ تو ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن منیع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حدیث ان کے والد کے حوالے سے ہے، اسی طرح اسے مختصر ذکر کیا ہے۔ اور جو کچھ بغوی نے نقل کیا ہے، اس کی طرح اشارہ کیا ہے۔ بطریق محمد بن طلحہ تمیمی، بحوالہ محمد بن ابی عبس بن جبر، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ابن اشرف سے میرا بچاؤ کون کرے گا“۔ محمد بن سلمہ نے کہا: ”میں“..... (الحدیث) یہ کعب بن اشرف کے قصے کے بارے میں ہے۔

ابن مندہ نے اشارہ کیا ہے کہ ضمیر عن جدہ میں ابو عبس بن محمد ہیں، تو حدیث ابو عبس بن جبر کی ہوگی، ان کے بیٹے محمد کی نہیں۔ لیکن ابن شاہین نے بحوالہ ابن قداح ذکر کیا ہے کہ محمد بیعت رضوان اور اس کے بعد کے مواقع میں شریک تھے۔

۴۶۹۳ محمد بن عبیدہ

ابن حارث بن مطلب بن عبد مناف، قرشی مطلبی، ان کے والد سابقین میں سے ہیں، یہ پہلے گزر چکا ہے۔ وہ ان تین لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بدر کے دن مبارزت کی تھی۔ وہ اس دن کے وار سے شہید ہو گئے تھے۔ رہے محمد تو بلا ذری وغیرہ نے عبیدہ کی اولاد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

طبزانی (۲۰۳/۲۳) تجرید (۶۰/۲) اسد الغابہ (۴۷۴/۲) تجرید (۶۰/۲)

مستدرک حاکم (۴۳۴/۳) دلائل النبوة (۱۹۹/۳)

۴۴۹۴ محمد بن عثمان

ابن بشر بن عبید بن دھان بن یسار بن مالک بن حطیط ثقفی۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ ان کی والدہ ریحانہ بنت ابی عاص بن امیہ بن اخت حکم ہیں جو مروان کے والد ہیں۔ میں نے ان کے والد کا صحابہ رضی اللہ عنہ میں ذکر نہیں دیکھا۔ گویا وہ فتح سے پہلے وفات پا گئے۔ ان کی والدہ اسلام لائیں، اس وجہ سے ان کا نام محمد رکھا۔
محمد بن عبد اللہ بن ابوسعید ندجی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، ان کا قصہ اس قصے سے ملتا جلتا ہے۔ ان کی والدہ اُن کی والدہ کی خالہ ہیں۔

۴۴۹۵ محمد بن عدی

ابن ربیعہ بن سوادہ بن جسم بن سعد منقری، ابن سعد، بغوی، باوردی، ابن سکن وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد کا قول ہے: اہل کوفہ میں ان کا شمار ہے، ابن شاپین کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بطریق علاء بن فضل بن ابی سویہ منقری نقل کیا ہے کہ مجھ سے ابو فضل بن عبد الملک نے بحوالہ خلیفہ بن عبدہ منقری نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے سوال کیا، آپ کے والد نے جاہلیت میں آپ کا نام محمد کیسے رکھ دیا؟ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد سے یہی سوال کیا تھا، انہوں نے کہا: ہم بنو نعیم کے چار افراد نکلے جن میں سے ایک میں، سفیان بن جاشع، یزید بن عمرو بن ربیعہ بن حرقوس بن مازن اور اسامہ بن مالک بن جندب بن غبیر تھے۔ ہم شام میں ابن جھنہ غسانی کے ارادے سے نکلے تھے۔ جب ہم شام پہنچے اور ایک تالاب کے پاس فروکش ہوئے جہاں کیکر کے درخت تھے، اس کے قریب ایک راہب کھڑا تھا، جب اس نے ہماری گفتگو سنی تو کہنے لگا: ہم نے کہا تھا اگر ہم اس پانی سے غسل کر لیں اور تیل لگا کے اپنے کپڑے پہن کر اپنے ساتھی کے پاس جائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا۔ وہ راہب کہنے لگا: یہ تو ایسی قوم کی زبان ہے جو یہاں کے لوگوں کی زبان نہیں۔ ہم نے اس سے کہا: ہم مضرکی قوم ہیں۔ اس نے کہا: کون سے مضر؟ ہم نے کہا: جندف۔ وہ کہنے لگا: عنقریب تم میں سے ایک نبی مبعوث ہوگا، اس کی طرف جلدی جانا اور اس کی صحبت سے فیض اٹھانا، ہدایت پاؤ گے، کیونکہ وہ خاتم النبیین ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگا: محمد۔ جب ہم ابن جھنہ کے پاس سے واپس آئے تو ہم میں سے ہر ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس بشارت کی وجہ سے محمد رکھا۔ ابو نعیمؒ نے یہ روایت بطریق ابی بکر بن خزیمہ، صالح بن مسمار سے املاء نقل کی ہے کہ ہم سے علاء بن فضل نے روایت کی، ابو نعیم کا قول ہے: ہم سے طبرانیؒ کی عالی سند سے اسے روایت کیا ہے، ہم سے علاء نے روایت کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: وہ معجم اوسط میں ہے۔ اسے معجم کبیر میں ذکر نہیں کیا۔

ابن اثیرؒ نے ابن مندہ پر صحابہ میں محمد بن عدی کا تذکرہ کرنے کی وجہ سے نکیر کی ہے۔ جبکہ نکیر کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اس روایت کے سیاق سے محمد بن عدی کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بخلاف محمد بن سفیان بن جاشع، چنانچہ ابو موسیٰ نے ابو نعیم پر ان کے ذکر

اسد الغابہ (۴۷۴۸) تجرید (۶۰/۲) معرفۃ الصحابہ (۸۲/۲)

معجم کبیر (۷۷۳/۱۷) اسد الغابہ (۷۷/۴)

کی وجہ سے نکیر کی ہے اور ان پر لازم قرار دیا ہے کہ وہ محمد بن اسامہ اور محمد بن یزید بن ربیعہ کا بھی تذکرہ کرتے۔ اس لیے کہ ان میں سے کسی کی حدیث میں یہ بات نہیں کہ وہ عہد نبوی تک زندہ رہے۔

۷۷۹۶ محمد بن عقبہ

ابن اجمہ انصاری۔ بلاذری نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا۔ ابو موسیٰ نے بعض حفاظ سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بعثت سے پہلے محمد نامی لوگوں میں انہیں شمار کیا ہے۔ محمد بن اجمہ کا ذکر گزر چکا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ وہ یہی ہیں یا ان کے چچا ہیں۔

پھر میں نے ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ حذا کی کتاب ”رجال الموطاء“ میں ان سے اجمہ بن جراح کے حالات میں نقل کرنے کے بعد دیکھا، فرماتے ہیں: اجمہ کا ایک عقبہ نامی بیٹا تھا اور عقبہ کا محمد نامی بیٹا تھا اور محمد کی ایک بیٹی تھی جو مشہور صحابی فضالہ بن عبید کی والدہ ہیں، اور محمد کا ایک بیٹا منذر تھا جو بر معونہ کے دن شہید ہوئے، اس سے ظاہر ہے کہ محمد بن عقبہ اسلام سے پہلے فوت ہوئے۔ واللہ اعلم

۷۷۹۷ محمد بن علیہ قرشی

عبد الغنی بن سعید نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے والد کے نام کو مہملہ کے پیش اور لام کے سکون کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ابن ماکولاؒ نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن مندہ نے بطریق عمرو بن حارث، بحوالہ حبیب بن مغفل کہ انہوں نے محمد بن علیہ قرشی کو دیکھا کہ اپنا تہبند کھینچ رہے تھے، انہیں حبیب نے دیکھا تو فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا: ”(وضو میں خشک) ٹخنوں کے لیے آگ کی ہلاکت ہے۔“

اس حدیث کی سند صحیح ہے، اور حبیب اس حدیث کو روایت کرنے والے مشہور صحابی ہیں۔

اسے احمد نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن اس کے الفاظ ہیں۔ بحوالہ حبیب کہ انہوں نے محمد قرشی کی تہبند کھینچے ہوئے دیکھا، انہوں نے انہیں دیکھا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے.... (الحدیث) اسی طرح ان کی کتاب میں لفظ سمعت ہے، ان کا اس میں قصہ ہے۔

اسے ابن یونس نے دوسرے طریق سے بحوالہ ابو یزید روایت کیا ہے کہ ابو عمران نے انہیں بتایا، فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن ملخ نے صاحب حبشہ کی طرف بھیجا، جب میں دروازے پر پہنچا، میں نے صحابی حضرت حبیب بن مغفل کو اور محمد بن علیہ قرشی کو پایا، محمد کو اجازت مل گئی، وہ اپنے تہبند کو کھینچتے ہوئے اٹھے، انہیں حبیب نے دیکھا تو فرمایا: میں نے سنا.... پھر اسے ذکر کیا۔

اسی طرح نسائی نے دوسرے طریق سے بحوالہ یزید اس حدیث کو قصے کے بغیر ذکر کیا، میں نے کسی کو نہیں پایا کہ انہوں نے لفظ أما سمعت کے ساتھ نقل کیا ہو، یعنی اما کے اضافے کے ساتھ جو استفہام کے لیے ہے اور سمعت کے ساتھ، صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں لکھنے والے بعض مؤلفین نے اسے جائز کہا ہے کہ یہ اما کے بجائے انا ہے۔ ابن مندہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو ان کے پاس لکھی ہے، اس لیے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں محمد بن علیہ کا ذکر کیا ہے اور شاید یہی عبد الغنی بن سعید کی دلیل ہے، ابو نعیم نے یہ

حدیث بطریق مسند احمد نقل کی ہے کہ متاخرین میں سے کسی کا گمان ہے کہ حبیب کا محمد کو ذکر کرنا ان کے صحابی ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے کہ جو شخص صحابہ کے پاس بیٹھتا ہو یا صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے میل جول رکھتے ہوں تو اسے صحابی شمار کر لیا جائے تو یہ قسم بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ ابن اثیرؒ نے ان کا تعاقب کیا ہے، اور ابن مندہ کے عذر کو برقرار رکھا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو نعیم نے ابن مندہ کے سیاق میں غور نہیں کیا جو ان سے منقول ہے کہ محمد صحابی ہیں اور اس سیاق پر کلام کر دیا جو انہوں نے مسند احمد سے لیا ہے، وہ اس کا تقاضا نہیں کرتا۔

محمد بن عمرو بن عاصؒ (۷۸/۴)

ابن وائل قرشی سہمی۔ ان کے بھائی عبد اللہ اور والد عمرو کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ عدوی نے انساب میں ذکر کیا ہے کہ محمد کو نبی کریم ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ کم عمر تھے، ابن سعد کا قول ہے: ان کی والدہ بلویہ ہیں۔ ابن برقی کا قول ہے: ان کا نام خولہ بنت حمزہ بن سلیل ہے، ابن سعد نے بحوالہ واقدیؒ ان کی اسناد سے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر سے معزول کر دیا تو وہ مدینہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے لگے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے انہیں ڈانٹ پلائی۔ تو وہ فلسطین میں اپنی جائیداد کی طرف چلے گئے اور وہاں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پھر جب جمل اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی خبریں ملنے لگیں، تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنا چاہا باوجودیکہ انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں اپنے کام میں شریک نہیں کریں گے۔

انہوں نے اپنے دونوں بیٹوں عبد اللہ اور محمد سے مشورہ لیا، تو عبد اللہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ وہ انتظار کریں یہاں تک کہ کوئی فیصلہ ہو جائے اور محمد نے کہا: عربی اشعار میں آپ کی شہسواری کا ذکر ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ جب تک اس میں آپ کا ذکر نہیں ہوگا تو کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ تو آپ نے عبد اللہ سے فرمایا: تم نے مجھے وہ مشورہ دیا جو میرے لیے آخرت میں بہتر ہے۔ اور محمد سے فرمایا: تم نے مجھے وہ مشورہ دیا جو میرے لیے دنیا میں خبرداری کا ذریعہ ہے، اور امیر معاویہ کی طرف کوچ کر گئے، قصہ لمبا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد اس وقت حضرت عمرو کے نزدیک اتنے ہوشیار تھے کہ آپ نے انہیں مشورے کا اہل سمجھا۔

واقدیؒ اور زبیر بن بکار کا قول ہے کہ جنگ صفین میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے جنگ میں بڑے جوہر دکھائے وہی یہ شعر کہتے ہیں: ص

”اگر میری جگہ اور مقام پر جنگ صفین میں ایک دن بھی اونٹ شریک ہوتے تو ان کے سر کے بال سفید ہو جاتے جو بقول بعض ان کے بھائی عبد اللہ کے اشعار ہیں۔“

حافظ ابن عساکر نے زبیر تک اپنی سند پھر ان کی ابن شہاب تک کی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ محمد بن عمرو بن العاص جنگ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا جس میں یہی اشعار ہیں، یہی واقعہ بطریق نصر بن مزاحم عن عمر بن سعید عن محمد

ابن عمر اور دوسری سند سے عبد اللہ بن عمرو کے حالات سے نقل کیا ہے۔

۷۷۹۹ محمد بن عمرو

ابن مغفل، حبیب غفاری کے والد، مؤرخین نے انہیں ذکر نہیں کیا۔ باوجودیکہ یہ اس شخص کی شرط کے مطابق ہیں جس نے عنقریب ہی محمد بن عقبہ کا ذکر کیا ہے۔

۷۸۰۰ محمد بن ابو عمیرہ مرنی

بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ شامیوں میں ان کا شمار ہے، پھر بطریق ابن مبارک بحوالہ محمد بن ابو عمیرہ جو اصحاب نبی ﷺ سے ہیں ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ”اگر کوئی بندہ پیدائش سے لے کر بڑھاپے تک اللہ کی عبادت میں سجدہ ریز رہے تو وہ اس دن کو کم سمجھے گا، اور اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اس کی عمر بڑھتی، تاکہ وہ زیادہ اجر و ثواب حاصل کرتا۔“

اس کی سند قوی ہے، اسے ابن مبارک نے کتاب الزہد میں نقل کیا ہے، ابن شاہین نے اسے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، لیکن ان کی کتاب میں محمد بن عمیرہ لکھا ہے۔

اسے ابن ابو عاصم اور بغوی نے بطریق ولید بن مسلم، بحوالہ ثور موقوفہ نقل کیا ہے، لیکن ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن ابو عاصم کی روایت ہے، میرے خیال میں انہوں نے یہ بات نبی کریم ﷺ کے حوالے سے ذکر کی ہے۔

اسے ابن مندہ نے بروایت محمد بن شعیب بحوالہ ثور موقوفہ نقل کیا ہے اور بروایت معاویہ بن صالح بحوالہ ان کے بعض شیوخ، انہوں نے خالد بن معدان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

اسے یحییٰ بن یونس نے بحوالہ ثور پہلی روایت کی طرح نقل کیا ہے۔ اسے احمد نے بطریق بقیہ بحوالہ بحیر بن سعد، انہوں نے خالد بن معدان سے، انہوں نے عقبہ بن عبد سلمی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن سکین اور ابن شاہین نے صحیح سند سے جو بقیہ تک پہنچی ہے۔ بحوالہ ابن ابی عمیرہ نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”اے لوگو! ہر تنفس دنیا میں آنے کی آرزو کرے گا۔“

پھر ابن سکین کا قول ہے: بعض نے کہا: ابن ابی عمیرہ، ان کا نام محمد ہے، نسائی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ابن ابی عمیرہ، انہوں نے بھی ان کا نام نہیں لیا۔ اسے بغوی نے محمد کے سوانح میں پہلی حدیث کے بعد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے ان دو حدیثوں کے علاوہ کوئی روایت کی ہو۔

اسد الغابہ (۴۷۵۴) استیعاب (۲۳۶۹) تجرید (۶۰/۲)

تاریخ کبیر (۱۵/۱)

مسند احمد (۱۸۵/۴) المعجم الکبیر (۲۴۹/۱۹) تاریخ کبیر (۵۱/۱) الاحاد والمثنائی (۳۵۳/۲)

۷۸۰۱) محمد بن عیاض زہری

مستدرک حاکم میں ان کا ذکر ہے، پھر بطریق ابن لہیعہ بحوالہ محمد بن عیاض زہری روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: بچپن میں مجھے نبی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا میں ایک کپڑے میں لپیٹا ہوا تھا، میری شرمگاہ کھل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا ستر ڈھاؤ کیونکہ جیسے بالغ کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے، ایسے ہی بچے کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے، اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتے جو (بلاوجہ) اپنی شرمگاہ کھلی رکھے۔

سند میں ابن لہیعہ کے ساتھ کئی ضعیف راوی ہیں۔

۷۸۰۲) محمد بن فضالہ

وہ ابن انس بن فضالہ ہیں، اسی طرح گزر چکا ہے۔

۷۸۰۳) محمد بن قیس

ابن شریل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد دار قرشی عبدی، ابن قداح نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حبشہ کی طرح ہجرت کی، اسے ابن شاپین نے، ابن ابوداؤد سے بحوالہ ابن قداح نقل کیا ہے۔

۷۸۰۴) محمد بن قیس اشعری

ابوموسیٰ اشعری کے بھائی ہیں، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق طلحہ بن یحییٰ نقل کیا ہے کہ ہم سے ابو بردہ بن ابوموسیٰ نے بحوالہ اپنے والد نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سمندر کے راستے رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ آئے، میں اور تمہارا بھائی، میرے ساتھ ابوعامر بن قیس، ابوہریرہ، محمد بن قیس، ابو بردہ اور پچاس اشعری تھے۔ چھ عک قبیلہ سے تھے، پھر ہم نے سمندر کے راستے سے ہجرت کی اور مدینہ آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: ”لوگوں کے لیے ایک ہجرت ہے اور تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں۔“

ابن مندہ کا قول ہے: اسے یزید بن عبد اللہ بن ابوربدہ نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور محمد کا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت میں نہیں ہے کہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے، مکہ کی طرف ہجرت کی، اس کے الفاظ صحیح میں ہیں: میں اور میرے بھائی ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس گئے، میں ان میں سب سے چھوٹا تھا، ان میں سے ایک ابوربدہ ہیں، اور دوسرے ابوہریرہ ہیں، یہ ۵۳ آدمی تھے۔

ابوہریرہ نے ابوہریرہ کے سواغ میں ذکر کیا ہے کہ ابوموسیٰ اور ان کے بھائی ابوعامر اور ان کے بھائی ابوہریرہ، اور ان کے بھائی مجدی نے ہجرت کی۔ بعض کا قول ہے: ابوہریرہ مجدی ہیں۔ ابن قحوان نے مجدی بن قیس کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے، اور اس کی

تجريد (۶۱/۲) مستدرک (۲۵۷/۳) کنز العمال (۱۹۱۱۱) تجريد (۶۱/۲)

اسد الغابہ (۴۷۵۶) تجريد (۶۱/۲) صحيح ابن حبان (۷۱۹۴) معرفة الصحابة (۱۱۸/۲)

استيعاب (۴۳۲/۳)

نسبت ابن عبدالبر کے اس بیان کی طرف کردی جو ابورہم محمد بن قیس کے حالات میں ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن طلحہ بن یحییٰ کی روایت کی طرف نسبت کی ہے، لگتا ہے، اس میں مجدی، محمد کی جگہ لکھا ہے۔ البتہ ابن حبان نے کتاب الصحابہ میں یقین سے لکھا ہے کہ ابورہم کا نام محمد بن قیس ہے۔ ابن قانع فرماتے ہیں: مجھے کوفہ کے ان اشعری کاتبوں نے بتایا جنہوں نے ابوموسیٰ اور ان کے گھرانے کا نسب لکھا ہے کہ ابورہم کا نام مجید ہے۔ یعنی دال سے پہلی۔ حافظ ابن عساکر سنن میں فرماتے ہیں: یہ بات کتابوں میں محفوظ نہیں کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا کوئی محمد نامی بھائی ہو، یہ صرف اسی حدیث میں ہے، بقول بعض یہ روایت محفوظ نہیں۔

۷۸۰۵ محمد بن کعب

ابن مالک انصاری، ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ بغوی، باوردی، ابن سکین، ابن شاپین، ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق عکرمہ بن عمار، بحوالہ طارق بن عبدالرحمن نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن کعب سے سنا اور آپ کے بھائی محمد بن کعب اس ستون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مسجد کے ایک ستون کی طرف اشارہ کیا، ہم نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو دوسرے کے مال پر قسم کھا رہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اپنے بھائی کے مال پہ اس کا مال بٹورنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو اس سے (اللہ کا) ذمہ بری سے اور اس کے لیے جہنم واجب ہے۔“

محمد بن کعب عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول اگرچہ وہ تھوڑا ہو تو آپ ﷺ کی انگلیوں میں ایک مسواک تھی، آپ نے اسے پلٹ کر فرمایا: ”اگرچہ پیلو کی مسواک ہی ہو۔“

ابونعیم کا قول ہے، محمد بن کعب کے کلام کا اس حدیث میں ذکر وہم ہے، اسے ولید بن کثیر نے بحوالہ محمد بن کعب نقل کیا ہے، انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے بحوالہ ابوامامہ سنا۔

میں کہتا ہوں: ولید کی حدیث صحیح مسلم میں ہے، میں ایسی بات سے واقف ہوا ہوں جو دلالت کرتی ہے کہ کعب بن مالک کے دو بیٹے ہیں، ان میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے۔ میں نے حافظ جمال الدین مرنی کی تحریر سے تہذیب اکمال میں پڑھا ہے۔

۷۸۰۶ محمد بن کعب انصاری

اصغر، انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے روایت کیا، ان سے ولید بن کثیر نے روایت کیا، فرماتے ہیں: محمد بن کعب بڑے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں فوت ہوئے۔ یہ بڑے بچے کی بات ہے جس سے ابونعیم کی تردید ہوتی ہے اور عکرمہ ابن عمار کی حدیث کی تقویت ہوتی ہے۔ اس کو بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس حدیث میں محمد بن کعب کا ذکر یاد رکھا ہے۔ وہ اور محمد ہیں ان کے علاوہ ہیں جو عبداللہ بن کعب سے روایت کرتے ہیں اور اس سے یہ نقطہ بھی سمجھ آتا ہے کہ عبداللہ بن کعب اپنے بھائی محمد بن کعب اکبر سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے ان کے بھائی محمد بن کعب اصغر روایت کرتے ہیں۔

❖ اسد الغابہ (۴۷۵۸) استیعاب (۲۳۷۰) تجرید

❖ مسلم کتاب الایمان (۵۴۳۴) نسائی (۵۴۱۹) مسند احمد (۲۶۰/۵)

۷۸۰۷ محمد بن مخلد

ابن حکیم بن مستورد بن عامر بن عدی بن کعب بن حارث بن خزرج انصاری اوسی، ابن قذاح نے ذکر کیا ہے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا وہ فتح مکہ میں شریک تھے، اسے ابن شاہین نے بحوالہ ابن ابوداؤد ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۸۰۸ محمد بن مسلمہ

ابن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک اوسی انصاری اوسی حارثی، ابو عبد الرحمن مدنی، ابو عبد اشہل کے حلیف ہیں۔ بعثت سے بائیس (۲۲) برس قبل پیدا ہوئے۔ جیسا کہ واقدیؒ کا قول ہے، ان لوگوں میں سے ہیں جن کا نام جاہلیت میں محمد رکھا گیا، بعض کا قول ہے: ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو سعید ہے، اکثر کے نزدیک پہلا قول ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں۔

ابن عبد البرؒ نے ان کے نسب کے بارے میں کہا: ان سے ان کے بیٹے محمود، ذؤیب، مسور بن مخرمہ، ہبل بن ابی خنیسہ، ابو بردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، قبیصہ بن حصن اور دوسرے لوگوں نے روایت کی۔

ابن شاہین کا قول ہے: ہم سے عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث نے روایت کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ وہ اور ان کی اولاد جعفر، عبد اللہ، سعد، عبد الرحمن اور عمر اصحاب نبی ﷺ میں سے تھے، فرماتے ہیں: میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا: اہل شام نے انہیں قتل کیا، پھر ہشامؒ کے طریق سے بحوالہ حسن نقل کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے تلوار عطا فرمائی، فرمایا:

”جب تک مشرکین جنگ کرتے رہیں تم اس سے انہیں قتل کرو، اور جب تم دیکھو کہ میری امت ایک دوسرے کی گردنیں اڑا رہی ہے تو اسے کسی کے پاس لا کر مارنا یہاں تک کہ ٹوٹ جائے پھر اپنے گھر بیٹھ جانا یہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی خطا کار ہاتھ پہنچ جائے، یا تمہیں موت آ جائے۔“

انہوں نے ایسا ہی کیا۔

میں کہتا ہوں: اس سند کے رجال ثقہ ہیں، سوائے اس کے کہ حسن نے محمد بن مسلمہ سے نہیں سنا۔

ابن سعدؒ کا قول ہے: اسلام کے ابتدائی دور میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر

اسلام لائے۔

❖ اسد الغابہ (۴۷۶۰) تجرید (۶۱/۲) ❖ اسد الغابہ (۴۷۶۱) استیعاب (۲۳۷۲) تجرید (۶۲/۲)

❖ اسد الغابہ (۴۷۶۰) تجرید (۶۱/۲) ❖ اسد الغابہ (۴۷۶۱) استیعاب (۲۳۷۲) تجرید (۶۲/۲)

❖ السیرۃ النبویۃ (۲۴۸/۲) ❖ مسند احمد (۲۲۵/۴) معجم کبیر (۲۳۵/۱۹) جامع المسانید والسنن (۱۵۷/۱۱) اسد الغابہ (۸۲/۴)

❖ طبقات کبریٰ (۱۸/۳)

الاصحاب في فضائل الصحابة (الرد)

رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور ابو عبیدہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، غزوہ بدر اور اس کے بعد سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، کیونکہ وہ نبی ﷺ کی اجازت سے مدینہ میں ٹھہرنے کے لیے پیچھے رہ گئے تھے، اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو کعب بن اشرف اور ابن ابی جحش کو قتل کرنے گئے۔

ابن عبدالبر* کا قول ہے: صاحب فضیلت صحابہ میں سے تھے، بعض غزوات میں نبی کریم ﷺ انہیں اپنے پیچھے مدینہ میں چھوڑ گئے تھے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جو فتنے سے علیحدہ رہے اور جمل اور صفین میں شریک نہ ہوئے۔

حضرت حذیفہ نے ان کے بارے میں فرمایا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جسے فتنہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ان کا ذکر کیا اور نبی ﷺ سے اس بات کے سماع کی صراحت کی ہے۔ اسے بغوی وغیرہ نے ذکر کیا ہے، ابن کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جہینہ کی زکوٰۃ وصولی پر مقرر کیا، جبکہ اوروں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں شہروں کے مشکل معاملات کو سلجھانے کے لیے مقرر تھے، کوفہ وغیرہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے محل تعمیر کیا تو اس کی چھان بین کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہی قاصد تھے۔ ابن مبارک کتاب الزہد میں فرماتے ہیں: ہمیں ابن عیینہ نے عمرو بن سعید نے بحوالہ عباہ بن رفاعہ روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک محل بنایا ہے جس کا دروازہ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں: آواز وہاں تک نہیں پہنچتی، چنانچہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو روانہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب وہ حسب منشا کوئی کام کرنا چاہتے تھے تو انہی کو روانہ کرتے تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا: سعد کے پاس پہنچ کر اس کا دروازہ جلا دینا۔ چنانچہ وہ کوفہ آئے، جب دروازے پر پہنچے تو چمقناک نکالی، آگ سلگائی پھر دروازے کو جلا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا۔ وہ باہر تشریف لائے، پھر قصہ ذکر کیا۔ ابن شاہین کا قول ہے: کہ قدیم صحابہ میں سے ہیں، مدینہ کے رہائشی تھے پھر ربذہ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہاں رہنے لگے۔

واقدي رحمہ اللہ کا قول ہے: صفر ۳۶ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ستر (۷۷) برس تھی، مدائنی نے ان کی وفات کا سال ۴۳ھ بیان کیا ہے۔ ابن ابی داؤد کا قول ہے: اہل شام نے انہیں شہید کیا، اسی طرح یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں فرمایا ہے، اہل شام میں سے اردن والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا وہ اپنے گھر میں تھے، اس نے آپ کو شہید کر دیا۔* محمد بن ربیع نے مصر کے صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمرو کے پاس مصر بھیجا، انہوں نے ان کا مال تقسیم کر دیا جس کا انہوں نے اپنی حدیث میں مسنداً ذکر کیا، پھر فرماتے ہیں: مدینہ میں ۴۳ھ میں وفات پائی۔ ان کی عمر ستر (۷۷) سال تھی۔ وہ دراز قد، مناسب اندام، سر کے گنبے تھے۔

(۷۸۰) محمد بن فضالہ انصاری*

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق وہب بن جریر بن حازم بحوالہ ان کے والد، انہوں نے محمد بن اسحاق* سے

* استيعاب (۴۳۳/۳)

* ابوداؤد (۶۶۶) مسند احمد (۹۳/۳) مستدرک حاکم (۳۴/۳) طبرانی (۹۷/۱۹) معرفة الصحابة (۹۷/۳)

* اسد الغابہ (۷۶۶) تجرید (۶۲/۲) * السيرة النبوية (۸۸/۲)

الْكَذِبُ فِي مَنَاقِبِ النَّبِيِّ ﷺ (جلد ۲) ۳۷۳

نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی، یا ان کی طرف محمد اور حمزہ صاحبزادگان نعلہ نے ہجرت کی۔

میں کہتا ہوں: حمزہ کا ذکر ہو چکا ہے کہ وہ اسدی ہیں، لیکن محمد کا نام مجھے صرف اسی طریق سے ملا ہے لگتا ہے ان کا ”انصاری“ کہنا وہم ہے۔

۷۸۱۰ محمد بن ہشام

قاضی ابوالاحد عسال نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کی حدیث نقل کی ہے بطریق ابن الہاد، بحوالہ محمد بن ہشام، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری آپس کی باتیں امانت ہوتی ہے، کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان کی پگڑی اچھالے۔“

ابو حسن بن براء کا قول ہے، میں نے علی بن مدینی کو فرماتے ہوئے سنا: یہ محمد بن ہشام مجہول ہیں، میں انہیں نہیں جانتا۔ میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ بخاری میں ان سے روایت کرنے والے شخص کا ذکر نہیں دیکھا، گویا وہ راوی ہیں جنہوں نے اس حدیث کو مرسل روایت کیا ہے۔

۷۸۱۱ محمد بن ہلال

ابن مغلّی، قداح نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مکہ میں شریک تھے، اور یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا تھا، اسے ابن شاپین نے بحوالہ ابن ابی داؤد ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۷۸۱۲ محمد بن وحوح

ابن اسلت، ان کے بھائی حسین اور محسن میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ قداح نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے، اور فتوح عراق میں بھی موجود تھے۔

اسے ابن شاپین اور ابن ابی داؤد نے بحوالہ قداح نقل کیا ہے، ابن کلبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حسین اور محسن قادیسیہ میں شہید ہوئے، شاید یہ ان کے بھائی ہیں یا ان میں سے ایک کا نام محمد تھا۔

۷۸۱۳ محمد بن یَعْدِيْوِيَه

الہروی۔ ابوالساق بن یاسین نے تاریخ ہراۃ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابراہیم بن علی بن بالویہ نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن مردان شاہ زنجانی نے روایت کیا، ان کا گمان ہے کہ وہ ثقہ ہیں، ان کی عمر ایک سو نو (۱۰۹) برس تھی۔ فرماتے ہیں کہ ہم سے احمد بن عہدہ جرجانی نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یفودان بن یفدیدیویہ الہروی نے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ

اسد الغابہ (۴۷۶۵) تجرید (۶۲/۲) اسد الغابہ (۴۷۶۵) تجرید (۶۲/۲)

اسد الغابہ (۴۷۶۶) تجرید (۶۲/۲) اسد الغابہ (۴۷۶۶) تجرید (۶۲/۲)

میں نے اپنے شرک کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی، اور پھر میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا تو آپ ﷺ نے میرا نام محمد رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جب دعاء ہو جاتی ہے تو مصیبت نازل ہوتی ہے اور جب بادشاہ ظلم کرتا ہے تو آسمان سے بارش رک جاتی ہے۔“ (المحدث) ❁

اسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے اور مستغفری نے بحوالہ محمد بن مردان شاہ نقل کیا ہے کہ ہم سے احمد بن عبدہ جرجانی نے اس سند سے مرفوع نقل کیا ہے:

”علم مومن کا دوست ہے اور عقل اس کی دلیل ہے۔“ ❁

www.KitaboSunnat.com

محمد انصاری (۷۸۱۳)

صحیح مسلم میں ان کا ذکر بروایت حماد بن سلمہ بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے، میں نے اس کے طرق سعد دوسی کے سوانح میں، حرف سین میں نقل کیے ہیں۔ راہ ذہبی رحمہ اللہ کا قول کہ ان کی حدیث کی سند ضعیف ہے، عمدہ نہیں۔

محمد دوسی (۷۸۱۵)

ان کے بارے میں تفصیل سعد دوسی کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دونوں ناموں میں سے ایک ان کا لقب ہو، یا ایک نام دوسرے سے بدل گیا ہو۔

محمد ظفری (۷۸۱۶)

ابو حاتم کا قول: انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، بخاری رحمہ اللہ نے یقین سے لکھا ہے کہ وہ انس بن فضالہ ہیں۔

محمد مرزئی (۷۸۱۷)

مہند کے والد ہیں، مطہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نصر بن مزاحم نے بحوالہ مہند بن محمد مرزئی، انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو مرتبہ کا قرض ایک مرتبہ صدقے کی مانند ہے۔“ اسے باوردی نے بحوالہ مطہین نقل کیا ہے، اسی طرح ابونعیم ❁ کا قول ہے: ان کا صحابی ہونا صحیح سند سے ثابت نہیں، اور میرے خیال میں انہیں دیدار حاصل نہیں۔

محمد (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) (۷۸۱۸)

حاکم نے تاریخ نیسا بور میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خراسان آئے، فرماتے ہیں: مجھے علی بن احمد مروزی نے

❁ لسان المیزان (۱۱۳۲/۶) جامع المسانید والسنن (۱۶۷/۱۱) اسد الغابہ (۶۸/۴)

❁ کنز العمال (۲۸۶۶۳) اتحاف السادہ المتقین (۴۹/۸) مغنی عن حمل اسفار (۱۸۲/۳)

❁ تجرید (۶۱/۲) ❁ معرفۃ الصحابہ (۱۰۷/۲) ❁ اسد الغابہ (۴۷۲۳) تجرید (۵۷/۲)

بحوالہ ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن محمد بن مقاتل بن محمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن محمد، مولیٰ رسول اللہ ﷺ کہ مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد مقاتل بن محمد بتایا کہ ان کے والد محمد کا نام ما ناہیہ تھا، وہ مجوسی تاجر تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر اور آپ ﷺ کا ظاہر ہونا سنا تو وہ اپنے ساتھ تجارت کا سامان لے کر مدینہ آئے اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام محمد رکھا، وہ مرد میں اپنے گھر مسلمان ہو کر آئے، انہیں مولیٰ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔ فرماتے ہیں: مرد میں ان کا گھر جامع مسجد کے سامنے تھا، اسے ابو موسیٰ نے بطریق حاکم نقل کیا ہے۔

﴿۷۸۱۹﴾ محمد (بے نسبت) ❀

بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن شاپین نے ان کے حوالے سے بطریق سلام بن ابوصہباء، ثابت کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حج کیا، میں ایک ایسے حلقے میں گیا جس میں دو آدمی تھے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا تھا، میرے خیال میں ان میں سے ایک آدمی کا نام محمد تھا، وہ دوسرے کے بارے میں حدیث بیان کر رہے تھے، ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے.... پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ خالص ایمان ہے“۔ ثابت کہنے لگے: میں نے کہا: اے کاش! اللہ تعالیٰ مجھے وہ خالص ایمان عطا فرمائیں۔ ❀ ان دونوں نے مجھے ڈانٹا اور کہنے لگے: ہم تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہے ہیں اور تم اس طرح کی بات کر رہے ہو؟ بغوی کا قول ہے، اس اسناد سے مجھے کوئی اور حدیث معلوم نہیں، یہ ترغیب حدیث ہے۔

حرف میم کے باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر

﴿۷۸۲۰﴾ محمود بن ربیع ❀

ابن سراقہ بن عمرو بن زید بن عبدہ بن عامر بن عدی بن کعب بن حارث بن خزرج النصارى خزرجی۔ بعض نے کہا: وہ بنو حارث بن خزرج سے ہیں، بقول بعض: بنو سالم بن عوف سے ہیں، ابو عمر نے ان کے بارے میں انصارى خزرجی لکھنے کے بعد فرمایا: بنو عبد اشہل سے ہیں، وہ وہم ہے۔ کیونکہ بنو عبد اشہل اوس سے ہیں، ان کی کنیت کے بارے میں ذوقول ہیں: ابو نعیم اور ابو محمد، دوسرا قول زیادہ ثابت ہے، معروف یہ ہے کہ ابو نعیم، محمود بن لبید کی کنیت ہے۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے: مدینہ کے رہائشی ہیں، ان سے مروی ہے کہ انہیں یاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں ڈول سے پانی لے کر ان کے چہرے پر کھلی کی تھی۔ ❀

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کئی طرق سے بحوالہ زہری رحمہ اللہ ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، یہ روایت مسلم میں دوران حدیث

❀ اسد الغابہ (۷۶۸)

❀ مسند احمد (۱۰۶/۶) مسند ابویعلیٰ (۱۰۹/۸) مجمع الزوائد (۳۳/۱)

❀ اسد الغابہ (۷۶۹) استیعاب (۲۳۷۳) تجرید (۶۲/۲)

❀ بخاری (۷۷) ابن ماجہ (۷۵۴) مسند احمد (۷۲۹/۵)

ہے۔ اسے بغوی نے بطریق اوزاعی بحوالہ زہری رحمہ اللہ، انہوں نے محمود سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے وہ کلی بھولی نہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر کے کنوئیں سے میرے منہ پر کی تھی، بعض طریق سے مروی ہے: اور میں پانچ سال کا تھا۔ ابن حبان کا قول ہے: ان کی زیادہ تر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں۔ ان کی والدہ جمیلہ بنت ابوصعصعہ ہیں، ابوسعہ اور دوسرے راویوں کا قول ہے، محمود بن ربیع ۹۹ھ میں وفات پائی وہ ترانوے (۹۳) سال کے تھے۔ اسی طرح ابن حبان نے ان کی وفات کے بارے میں فرمایا، لیکن فرمایا: وہ چورانوے (۹۳) برس کے تھے، گویا وہ اس حدیث سے ماخوذ ہے، جسے طبرانی رحمہ اللہ نے بطریق محمود بن ربیع نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور میں پانچ برس کا تھا۔

۴۸۲۱) محمود بن ربیعہ

انصار کے ایک شخص ہیں، اہل مصر اور خراسان سے عورت کے بیجانے اور اس قرض کے بارے میں جو ادا نہ کیا جائے حدیث مروی ہے۔ اسی طرح ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور اس پر اضافہ نہیں کیا۔ یہ میرے خیال میں محمود بن ربیع ہیں، دارقطنی رحمہ اللہ نے حدیث مکحول کے بعض طرق میں بحوالہ عبادہ بن صامت امام کے پیچھے قرأت کرنے کے بارے میں روایت نقل کی ہے، راوی اس میں فرماتے ہیں: بحوالہ مکحول، انہوں نے نافع سے، انہوں نے محمود ابن ربیع سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے نقل کیا ہے۔ دوسری روایت میں ہے: بحوالہ نافع انہوں نے محمود بن ربیعہ سے نقل کیا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ پہلے والے ہیں جیسا کہ احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔

۴۸۲۲) محمود بن عمیر

ابن سعد انصاری۔ ابن شاپین وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق حجاج بن حجاج بحوالہ محمود بن عمیر بن سعد روایت نقل کی ہے کہ عثمان بن مالک کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نظر چلی گئی تھی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا اور کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ آپ میری نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز ادا کریں، آپ اس جگہ آئے لوگوں نے مالک بن دحثم کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا وہ گواہی نہیں دیتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟“ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ بھی سچے دل سے ان دونوں کی گواہی دے اور اس پر فوت ہو اللہ تعالیٰ اس پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔“ اس کے رجال ثقات ہیں۔

ابونعیم کا قول ہے: اسے سعید بن بشیر نے بحوالہ قتادہ روایت کیا ہے۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ کیا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میری امت میں سے تین لاکھ افراد کو جنت میں داخل کریں گے....“ (الحدیث) اسے ابن مندہ نے سعید بن بشیر کی روایت سے بحوالہ قتادہ فقط کے اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے اور فرماتے ہیں: حجاج نے ان کی پیروی کی ہے اور ہشام نے ان

اسد الغابہ (۴۷۷۰) استیعاب (۲۳۷۴) تجرید (۶۲/۲) استیعاب (۴۳۵/۳)

اسد الغابہ (۴۷۷۲) تجرید (۶۲/۲) مسند احمد (۱۹۳/۳) مجمع الزوائد (۴۰۵/۱۰)

دونوں کی مخالفت کی ہے۔

عمیر کی سوانح میں ہشام کی روایت گزر چکی ہے، وہ اس میں فرماتے ہیں: بحوالہ قتادہ، انہوں نے ابوبکر بن انس سے، انہوں نے ابوبکر بن عمیر سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

اسے طبرانی رحمہ اللہ نے دوسرے طریق سے بحوالہ قتادہ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: بحوالہ نصر بن انس انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عتبہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے، دوسرے طریق سے ہے: بحوالہ ابوبکر بن انس، انہوں نے محمود بن ربیع سے، انہوں نے عتبہ بن عتبہ سے نقل کیا ہے، اس میں ہے کہ ابوبکر بن انس نے فرمایا: تو میں عتبہ بن عتبہ سے ملا، یہ سب زیادہ میں ہے، حدیث کا شروع حصہ زہری رحمہ اللہ کی روایت سے بحوالہ محمود بن ربیع مروی ہے، انہوں نے عتبہ بن عتبہ سے روایت کی ہے، اسی طرح صحیحین میں منقول ہے۔

۷۸۲۳ محمود بن لبید

ابن رافع بن امری القیس بن زید بن عبد اشہل انصاری اوسی، اشہلی۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، پھر بطریق عاصم بن عمر بن قتادہ ان کے حوالے سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جس دن حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اتنی جلدی کی کہ ہمارے جوتے حیر چلنے سے ٹوٹ گئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس میں حاضر تھے، یہ بھی احتمال ہے کہ انہیں مرسل نقل کیا ہو، ہمارے جوتوں سے مراد ان کی اس موقع پر موجود لوگوں کے جوتے ہوں جو بنی عبد اشہل کے تھے، انہی سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا خاندان ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں بطریق محمد بن اسحاق ان کی حدیث نقل کی ہے کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہمارے پاس نبی کریم رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ہمیں ہماری مسجد میں نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا: ”ان دو رکعتوں کو اپنے گھروں میں پڑھا کرو“۔ یعنی صبح کی دو سنتیں اور مغرب کے بعد دو سنتیں۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ کا قول ہے: محمود بن لبید، محمود بن ربیع سے بڑے ہیں، ابن خزیمہ نے ذکر کیا ہے کہ محمود بن ربیع ہی محمود بن لبید ہیں۔ کیونکہ محمود بن ربیع، لبید کے بیٹے ہیں، ان کے دادا کی طرف ان کی نسبت ہے، اس میں بعد ہے، خصوصاً اس وجہ سے کہ محمود ابن لبید اشہلی ہیں، اوس قبیلے سے ہیں اور محمود بن ربیع خزرجی ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے محمود بن لبید کا تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مرسل احادیث روایت کرتے ہیں، پھر فرمایا: میں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، کیونکہ انہیں دیدار حاصل ہے، اسی طرح فرمایا: بعض کا قول ہے کہ اس وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہے، فرماتے ہیں: ان کی اکثر روایات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، اور پتے کی بات لکھی ہے کہ ان کی والدہ محمد بن سلمہ کی بیٹی ہیں۔

۷۸۲۲ محمود بن مسلمہ

ابن سلمہ انصاری۔ محمد، جن کا تذکرہ ابھی گزرا ہے ان کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کے سوانح میں قریب میں ان کا نسب گزر چکا ہے۔ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں شہید ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں بحوالہ ابن شہاب یہ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابواسود نے بحوالہ عروہ نقل کیا ہے۔ اسی طرح محمد بن اسحاق وغیرہ نے ذکر کیا ہے، محمد بن اسحاق ✽ خیبر کے قلعوں میں سے جو قلعہ سب سے پہلے فتح ہوا وہ قلعہ ناعم تھا۔ اس کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے۔ چکی کا پاٹ ان پہ گرا دیا گیا جس کے کچھ شہید ہو گئے۔

ابن کلبی رحمہ اللہ کا قول ہے: محمد بن مسلمہ پر قلعے سے ایک پتھر پھینکا گیا، جس سے ان کی آنکھیں غائب ہو گئیں، وہ پتھر مرحب نے پھینکا تھا، اس روح فرسا منظر کو دیکھ کر آپ ﷺ ان کے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”کل تمہارے بھائی کا قاتل قتل ہو جائے گا۔“ چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

مغازی ابن عائد وغیرہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، تو انہوں نے کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا، انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ کنانہ نے محمود کو شہید کیا تھا۔

ابن سعد کا قول ہے: محمود أحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں شریک ہوئے اور اسی روز شہادت پائی، مرحب نے ان کے اوپر چکی کا پاٹ پھینکا تھا، جو ان کے سر پہ لگا جس سے ان کا سر کچل کے رہ گیا اور ان کی پیشانی کٹ کے چہرے پر آ پڑی۔ اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچائے گئے، آپ ﷺ نے اس جھے کو واپس جوڑا تو وہ ویسا ہی ہو گیا جیسا تھا اور اوپر سے پٹی کر دی اس کے بعد محمود تین دن تک زندہ رہے پھر فوت ہوئے۔ محمد نے اسی دن جس میں محمود فوت ہوئے تھے مرحب کو قتل کیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ محمد کی اس پر دسترس کے بعد کھڑے رہے، محمود اور عامر بن اکوع کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ ✽

یونس بن بکر کی زیادات مغازی میں حسین بن واقد سے بحوالہ عبد اللہ بن بریدہ مروی ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، فرماتے ہیں: جب خیبر کا دن ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لیا، لیکن ان کے ہاتھ پہ فتح نہ ہوئیں محمود بن مسلمہ شہید ہوئے، یہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بحوالہ زید بن حباب مروی ہے، انہوں نے حسین سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ اسے ابن مندہ نے عالی سند سے بطریق زید بن حباب نقل کیا ہے۔

۷۸۲۵ محمیدہ

ابن جزء بن عبد یفوث زبیدی، بنوہم کے حلیف ہیں، قریش سے ہیں، اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لائے اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی ﷺ کی طرف سے شمس وصول کرنے کے لیے مقرر تھے۔ صحیح مسلم میں اس سے ان کا ذکر حدیث عبد المطلب

اسد الغابہ (۴۷۷۴) استیعاب (۲۳۷۶) تجرید (۶۳/۲) ✽ ابن ہشام (۲۵۷/۳)

مسلم (۲۴۷۸) ابوداؤد (۲۹۸۵) نسائی (۲۶۰۸) المعجم الکبیر (۵۰۶۶/۵)

اسد الغابہ (۴۷۷۶) استیعاب (۲۵۵۳) تجرید (۶۳/۲) ✽

ابن ربیعہ بن حارث سے ثابت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اور فضل بن عباس نے یہ عرض کی کہ انہیں صدقات کی وصولی پر مقرر کریں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ لوگوں کا میل کچل ہے، میرے پاس حمیہ بن جزء کو بلاؤ“۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی فضل بن عباس سے کر دیں اور انہیں حکم دیا کہ ان کی بیویوں کا مہر بھی ادا کریں.... (الحدیث) * اس قصے کے ساتھ مغاز مغازی میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ابوقحادہ سے خوبصورت لونڈی کا ہدیہ مانگا اسے حمیہ بن جزء کو ہبہ کر دیا۔

بعض کا قول ہے: وہ بدر میں شریک تھے، جیسا کہ ابن کلبی نے ذکر کیا، واقدی رحمہ اللہ کا قول ہے: سب سے پہلے غزوہ مرہ سیح میں شریک ہوئے۔ ابوسعید بن یونس کا قول ہے: مصر کی فتح میں شریک تھے۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہیں دیدار حاصل ہو۔

۴۸۲۶) مُحْیِرِيز بن جنادہ *

ابن وہب رحمہ اللہ، عبد اللہ کے والد ہیں۔ ذہبی رحمہ اللہ نے تجرید * میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں مسلمانانِ فتح مکہ میں سے ہیں، تو ان کا بیٹا عبد اللہ کبار تابعین میں سے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اذان کے بارے میں حدیث ابو محذورہ میں، میں نے اشارہ کیا ہے جو روایت عبد اللہ بن محیریز مروی ہے کہ وہ یمیی کی حالت میں حضرت ابو محذورہ کی تربیت میں تھے جب وہ شام جانے لگے ابو محذورہ سے اذان کا طریقہ پوچھا.... اسے مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عبد اللہ بن محیریز فلسطین فرود کش ہوئے۔ جب ان کے والد محیریز کا انتقال ہونے لگا تو ابو محذورہ کو ان کے بارے وصیت کر گئے۔ لیکن احتمال ہے کہ وہ اسلام لانے سے پہلے فوت ہوئے ہوں، اور عبد اللہ موجود ہوں یا ان کے بعد پیدا ہوئے ہوں اس لیے عبد اللہ قسم ثانی میں ہوئے۔ جس کسی نے بھی ان کے حالات لکھے ہیں کسی نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی جس کا تقاضا ہو یہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور ہم بارہا نقل کر چکے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر جو قریشی اور ثقفی زندہ رہا وہ اسلام لے آیا تھا اور اس میں شریک ہوا تھا لہذا اس کا تقاضا یہ ہے کہ محیریز اس قسم میں شامل ہوں۔

۴۸۲۷) مُحْیِصَہ بن مسعود انصاری *

ان کا ذکر اور نسب ان کے بھائی حویصہ کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ حویصہ حویصہ سے چھوٹے تھے اور ان سے پہلے مسلمان ہوئے۔

باب میم کے بعد خاء

۴۸۲۸) مَخَارِق بن عبد اللہ *

بقول بعض: ابن سلیم الشیبانی، ابوقابوس کنیت تھی۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ اور ابن مسعود اور ام الفضل بنت

* استیعاب (۲۴/۴) * تجرید (۶۳/۲) * تجرید (۱۳۴) * تجرید اسماء الصحابة (۶۳/۲)

* اسد الغابۃ (۴۷۷۹) * الاستیعاب (۲۵۵۵) * تجرید اسماء الصحابة (۶۳/۲)

الحارث وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ان کے دونوں بیٹے قابوس اور عبداللہ روایت کرتے ہیں۔ نسائی * میں ان کی حدیث بروایت ابوالاحوص عن سماک بن حرب عن قابوس بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور مسند حسن بن سفیان میں ان کی حدیث بطریق ابوبکر ہشلی عن سماک عن قابوس بن ابی الحارث بحوالہ ان کے والد منقول ہے اور ابونعیم نے اسے کئیوں میں ابوالحارث کے حالات میں نقل کیا ہے۔

۴۸۲۹) مخارق بن عبداللہ البجلی *

ابوزکریا موصلی نے تاریخ موصل میں اور ابن الاثیر * نے سابقہ لوگوں پہ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بروایت ابوزکریا عن مغیرہ بن النضر بن زیاد بن مغیرہ بن زیاد بجلی، انہوں نے اپنے والد سے بحوالہ اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ مخارق بن عبداللہ جو مغیرہ بن زیاد کے دادا ہیں، حضرت جریر بن عبداللہ کے ساتھ ذی الخلصہ کی فتح میں شریک تھے۔ میں کہتا ہوں: فتح ذی الخلصہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ہوئی۔ اس سند کے ساتھ اپنے شیوخ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ کوفہ سے بحلیہ سے آنے والوں کے ساتھ موصل آئے یعنی موصل میں ٹھہرے۔

۴۸۳۰) مخارق ہلالی *

قبیصہ کے والد ہیں، علی بن سعید عسکری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کے حوالے سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مجھے ابواسحاق جریری نے بحوالہ حرب بن قبیصہ بن مخارق ہلالی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے اس وقت ان کی ران سے کپڑا ہٹا ہوا تھا: ”اپنی ران چھپاؤ، یہ ستر ہے۔“ * سوار اس روایت کے نقل کرنے میں متفرد ہیں، اسے علی بن سعید نے بحوالہ احمد بن اسحاق نقل کیا ہے، ہمیں یہ حدیث عالی سند کے موافق ملی ہے۔ علانی نے دشی میں فرمایا: مجھے صحابہ میں حرب کا ذکر نہیں ملا، شاید سوار کو اس میں وہم ہوا ہے۔ دارقطنی کا قول ہے: ان کی حدیث کی اتباع کوئی نہیں کرتا لیکن ابن معین نے اسے ثقہ کہا ہے۔ علانی نے دشی المعلم میں فرمایا: اس سے نقل کرنے والے راوی کو میں نہیں جانتا۔

۴۸۳۱) مخاشن *

حیمری، انصار کے حلیف ہیں۔ ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یمامہ کے دن شہید ہوئے۔ ابن فتنون نے یقین کیا ہے کہ وہ خشی بن قمر ہیں، جن کا ذکر آ رہا ہے، میرے نزدیک احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہیں۔

* نسائی، کتاب التحريم، باب ما يفعل من تعرض لاله (الحديث: ۴۰۹۲)

* اسد الغابۃ (ت: ۴۷۷۸) تجريد اسماء الصحابة (۶۳/۲) * اسد الغابۃ (۹۰/۴)

* اسد الغابۃ (۴۷۸۰) تجريد (۶۳/۲) * مستدرک حاکم (۱۸۰/۴)

* اسد الغابۃ (۴۷۸۱) استيعاب (۲۵۵۶) تجريد (۶۳/۲) * استيعاب (۲۶/۴)

۸۸۳۲ مغبل سعدی

ربیع بن ربیعہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے، قسم ثالث میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔

۸۸۳۳ مختار بن حارثہ

انصاری سلمی، ابوبکر بن ابی علی ذکوانی نے ان کا ذکر کیا ہے، مغازی ابن اسحاق میں ان کا ذکر ہے، ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: عمر بن شہبہ نے بنو سلمہ میں سے عقبہ میں حاضر ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۳۴ المختار بن عدی

ابن نوفل بن مناف، ہادردی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے مرفوع حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کا اور عمرو بن سمیرہ کا چوری میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، خیار بن عدی کے بھائی ہیں، عبداللہ کے بھائی ہیں جن کا حرف عین، قسم ثانی میں ذکر ہے۔

۸۸۳۵ مختار بن قیس

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ اس خط کے لکھنے کے وقت موجود تھے جو نبی ﷺ نے علاء بن حضری کو لکھوایا تھا۔

میں کہتا ہوں: مسند حارث بن ابواسامہ میں، ہشیب بن قرہ کے حالات میں اس خط کا ذکر گزر چکا ہے، اس کی سند بہت ضعیف ہے۔

۸۸۳۶ مغربہ

ابن دشر، بنو عقیل بن صبرہ بن وکیل بن قیس بن رباب بن زید عبدی سے ہیں: ابو عبیدہ معمر بن شعی کا قول ہے، جاہلیت میں شریف، شہسوار اور نجی تھے۔ ان کا نام مغربہ رکھا گیا کیونکہ جاہلیت میں ہتھیاروں نے انہیں خراب کر دیا تھا۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا، وفد عبدالقیس میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، نبی کریم ﷺ نے ان سے عثمان کے بارے میں سوال کیا، آپ کو مغربہ نے بتایا کہ انہیں اس کے بارے میں علم ہے، اور کہا: اہل عمان خوشی سے اسلام لے آئے، اسے رشاہی نے انسب میں ابوفرج اصہبانی نے آغانی میں اسے نقل کیا ہے۔ وہ مغربہ کے علاوہ ہیں، جن کا ذکر ابھی آئے گا۔

۸۸۳۷ مغربہ بن عدی

حارث بن عدی کے بھائی ہیں، ان کے بھائی کا ذکر گزر چکا ہے۔ عبدان مروزی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے،

اسد الغابہ (۴۷۸۳) تجرید (۶۴/۲) اسد الغابہ (۴۷۸۵) تجرید (۴۶/۲)

اسد الغابہ (۴۷۸۵) تجرید (۶۴/۲) اسد الغابہ (۴۷۸۶) استیعاب (۲۵۵۸) تجرید (۶۴/۲)

ابن فحون نے ذیل میں بحوالہ مغازی ابن اسحاق، بروایت ابن ہشام اور اموی نے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: واقدی، طبری نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بطریق اسحاق بن سوید، بحوالہ جعفر بن عاصمہ بن کسبیل بن ویرہ بن حارث بن امیہ سے مسند روایت کیا ہے کہ میں نے اپنے دادا عاصمہ سے سنا وہ اپنے آباء و اجداد سے بحوالہ حارث بن عدی نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں اور میرا بھائی مخزبہ بن عدی ان لوگوں میں تھے جو وفد میں نبی کریم ﷺ کے پاس گئے تھے، آپ ﷺ کے لشکر نے ہم پر حملہ کر دیا تھا تو ہم نے اپنی مصیبت کی آپ سے شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ! اور جو تمہیں سب سے پہلے اپنا اونٹ ملے، اسے خر کرو اور بسم اللہ کے ساتھ اللہ کا نام لو، جو اسے کھالے، اسے آزاد کر دو۔“

ابوموسیٰ نے ذیل میں فرمایا: ابن ماکولا * نے فرمایا: راء کے ساتھ ہے، اور وہ رانج ہے۔

۴۸۳۸ مغرش کعبی

قریب میں گزر چکے ہیں۔

۴۸۳۹ مخرقه عبدی *

ابن حبان * کا قول ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: حدیث سوید بن قیس میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ فرماتے ہیں: میں اور مخزبہ یا مخرمہ عبدی *۔
پھر حدیث ذکر کی * اسے بغوی نے نقل کیا ہے اور اسے ابن قانع نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بحوالہ مخرمہ، دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ہے: ایوب کو اس میں وہم ہوا ہے، ابن سکین رحمہ اللہ کا قول ہے، انہوں نے کچھ نہیں کیا، اسے ابن قانع نے اسی طرح نقل کیا ہے، بروایت سفیان، بحوالہ سماک، انہوں نے ان کے اور مخرمہ کے درمیان ملیح عنزی کا اضافہ کر دیا ہے، ان کی سند میں مسیب بن واضح ہیں۔ اس میں کلام ہے۔

۴۸۴۰ مخرمہ بن شریح حضرمی

شریح حضرمی کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

۴۸۴۱ مخرمہ بن قاسم *

ابن مخرمہ بن مطلب قرشی مطلبی، ابن اسحاق * نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں

* الاکمال (۶۳/۷) اسد الغابہ (۴۷۸۸) استیعاب (۲۵۶۰) تجرید (۶۴/۲)

* صحیح ابن حبان (۵۱۴۷) * المعجم الكبير (۷۶۱/۲۰)

* ترمذی (۱۳۰۵) ابوداؤد (۳۳۳۶) نسائی (۴۶۰۶) ابن ماجہ (۲۲۲۰) مستدرک حاکم (۳۰/۲)

سنن دارمی (۷۱۲/۲) المعجم الكبير (۶۴۶۶/۷)

* اسد الغابہ (۴۷۹۰) تجرید (۶۴/۲)

* سيرة النبوة (۲۷۲/۳)

جنہیں نبی کریم ﷺ نے خیر کی کھجوروں میں سے عطا کیا، فرماتے ہیں: ابن قاسم بن مخرمہ کو تیس (۳۰) وق دیئے اور ان کا نام نہیں لیا۔ زبیر بن بکار نے ان کا نام لیا ہے، فرماتے ہیں: چالیس (۴۰) وق دیئے۔

۷۸۲۲ مخرمہ بن نوفل

ابن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، ابوصفوان اور ابوسور زہری، ان کی والدہ رقیقہ بنت ابوسفی بن ہاشم بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب، مشہور صحابی مسور بن مخرمہ کے والد ہیں۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے، ان کی لمبی عمر تھی اور ان کے پاس علم الفسب تھا، لوگ ان سے یہ علم حاصل کرتے تھے۔

ابن سعد نے اضافہ کیا ہے، انہیں حرم کی حدود پر رکھے پتھروں کا علم تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں، سعید بن ربیع، ازہر بن عبدعوف، حویطب بن عبد العزیٰ کو بھیجا، انہوں نے اس کی تجدید کی، اور یہ ذکر کیا ہے، انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی بھیجا تھا۔

زبیر بن بکار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حرم کے پتھروں کے بارے میں بتایا تو انہوں نے وہ وہاں رکھ دیئے۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی تجدید کی، پھر قصی بن کلاب نے ان کی تجدید کی، پھر نبی کریم ﷺ نے اس کی تجدید کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چار مذکورہ اشخاص کو بھیجا انہوں نے اس کی تجدید کی۔

اس حدیث کی سند میں عبد العزیز بن عمران ہے، اس میں ضعف ہے۔ ابوسعید بن اعرابی نے اپنے معجم میں بطریق عبد العزیز ابن عمران بحوالہ ابو حویصہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مخرمہ بن نوفل، اپنی والدہ رقیقہ بنت ابوسفی جو عبد المطلب بن ہاشم کی ہم عمر تھیں سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں: قریش پر لگاتار کئی قحط آئے، پھر عبد المطلب کے پانی طلب کرنے کا قصہ ذکر کیا، اس میں رقیقہ کے اشعار ہیں، جن کا مطلع یہ ہے:

”شبابہ الحمد کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سیراب کیا۔“

ہمیں یہ قصہ ذکر کیا بن یحییٰ طائی کے قصے میں ان کی روایت سے بحوالہ ان کے والد کے چچا زحر بن حصن سے ملا ہے۔ انہوں نے اپنے دادا حمید بن منہب سے روایت کیا ہے کہ ہم سے میرے چچا عروہ بن مقرن نے بیان کیا فرماتے ہیں: مخرمہ بن نوفل نے ذکر کیا.... پھر اسے طویل ذکر کیا۔

ہم نے امالی ابوقاسم، عیسیٰ بن علی بن جراح میں عالی سند سے یہ روایت ملی ہے، عباس دوری نے تاریخ یحییٰ بن مطعین میں اور طبرانی نے بطریق ابن لہیعہ بحوالہ مسور بن مخرمہ، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام کا اظہار کیا تو تمام اہل مکہ اسلام لے آئے یہاں تک کہ اگر نبی کریم ﷺ آیت سجدہ پڑھتے تو تمام لوگ سجدہ کرتے، بعض لوگ

اسد الغابہ (۴۷۹۱) استیعاب (۲۳۷۸) تجرید (۶۴/۲)

جامع المسانید والسنن (۱۹۵، ۱۹۴/۱۱)

المعجم الكبير (۶۰/۲۰)، طبقات الكبرى (۱۵۳/۲) مختصر تاریخ دمشق (۱۴۰/۲۴)

اسد الغابہ (۹۳/۴)

ہجوم کی وجہ سے مجھ نہ کر سکتے تھے یہاں تک کہ قریش کے رؤساء ابوجہل بن ہشام، اس کے چچا ولید بن مغیرہ وغیرہ آگئے، وہ لوگ طائف میں تھے، انہوں نے کہا: تم لوگ اپنے آباء کا دین چھوڑنے لگے ہو؟ تو انہوں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے مغازی میں فرمایا: مجھ سے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم وغیرہ نے بیان کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حنین کے غنائم میں سے قریش کے ایک شخص کو تالیف قلب کے لیے سو (۱۰۰) سے کم اونٹ دیئے، پھر انہوں نے ان میں خرمہ بن نوفل کا ذکر کیا۔

واقفی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں پچاس اونٹ دیئے۔ بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں بطریق لیث بحوالہ ابن ابوملیکہ حضرت مسود بن خرمہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے والد نے ان سے فرمایا: اے بیٹے! مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس قبائیں آئی ہیں جنہیں آپ ﷺ تقسیم کر رہے ہیں۔ مجھے بھی لے چلو چنانچہ ہم چل پڑے، نبی ﷺ کو اپنے گھر پایا۔ مجھے کہنے لگے: بیٹا! رسول اللہ ﷺ کو میرے لیے بلا دو، مجھے یہ بات بڑی گراں گزری۔ میں نے کہا: نہیں! آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں؟! کہنے لگے: بیٹا! وہ سخت نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو بلایا۔ آپ ﷺ ہر تشریف لائے، ریشمی قبایز بن تن کر رکھی تھیں جس میں سونے کے تار تھے۔ فرمانے لگے: خرمہ! ہم نے یہ تمہارے لیے چھپا رکھی تھی، چنانچہ پھر وہ انہیں عطا کر دی۔

اس حدیث کے ابن ابی ملیکہ سے مروی کئی طرق ہے۔ کسی میں ہے: کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کہا: مجھے یاد نہیں پڑتا کہ آپ نے قریش میں کوئی چیز تقسیم کی ہو اور مجھے محروم رکھا ہو۔ بغوی اور ابویعلیٰ رحمہما کی کتابوں میں بطریق صالح بن حاتم بن مردان عن ابیہ عن ایوب عن ابن ابی ملیکہ پہلی حدیث کا مفہوم منقول ہے، اور یہ اضافہ نقل کیا ہے۔ میں نے حاتم سے کہا: آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ کہنے لگے: آپ ان کی زبانی باتوں سے بچنا چاہتے تھے۔

زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ مجھ سے مصعب بن عثمان وغیرہ نے بیان کیا کہ مسود بن خرمہ اپنے والد کے پاس سے گزرے تو وہ کسی شخص سے جھگڑ رہے وہ کہنے لگا ابوصفوان! لوگوں سے انصاف کرو، کہنے لگے: یہ کون ہے؟ کہا: جو تمہارا خیر خواہ ہے اور تمہیں دھوکا نہیں دے گا۔ مسود نے کہا: انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، انہوں نے اپنے ہاتھ سے ان کے کپڑے سے اشارہ کیا اور کہا: مجھے مکہ لے جاؤ میں تمہیں اپنی والدہ کا گھر دکھاتا ہوں اور تم مجھے اپنی والدہ کا گھر دکھاؤ، یہ کہنے لگے: ابا جان! اللہ آپ کی بخشش کرے، میری عزت آپ کی عزت ہے۔

مسود کی والدہ عاتکہ بنت عوف، عبدالرحمن کی بہن تھیں اور اسی سند سے فرماتے ہیں: جب خرمہ کی وفات کا وقت ہوا تو ان کی بیٹی رو کر کہنے لگی: ہائے ابا جان! وہ نرم طبیعت انسان تھے، افاقہ ہوا تو کہنے لگے: نوحہ کن کر رہی تھی؟ لوگوں نے بتایا: آپ کی بیٹی! انہوں نے کہا: ادھر آؤ! کیا میرا بن اس طرح ہوگا؟ کہو ہائے ابا! وہ تیز خاطر اور دراز قد تھے۔ وہ نافرمان اور حکم عدول تھے۔ زبیر فرماتے ہیں: اور مجھ سے عبدالرحمن بن عبد نے بیان کیا ہے کہ زہری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خرمہ بن

بخاری کتاب الہبہ (۲۵۹۹) مسلم کتاب الزکوۃ (۲۴۲۹) ابوداؤد کتاب اللباس (۴۰۲۸)

ترمذی کتاب الادب (۲۸۱۸) نسائی کتاب الزینہ (۵۳۳۹) المستدرک (۴۹۰/۳)

المعجم الكبير (۱/۲۰) جامع المسانید والسنن (۱۹۵/۱۱)

نوفل سے مجھے کون بچائے گا، آئے دن وہ اپنی زبان سے میری توہین کرتا رہتا ہے؟ تو عبدالرحمن بن ازھر نے ان سے کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کو اس کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہوں۔ ادھر خرمہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگے: عبدالرحمن نے مجھے اپنی گود کا یتیم سمجھا ہوا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ وہ معاویہ کے لیے میرے مقابلے میں کافی ہے تو ابن برصاء لیشی نے ان سے کہا: کہ وہ عبدالرحمن بن الازھر ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا لٹھ اس شخص کے سر پر مارا اور اس کا سر زخمی کر دیا اور کہنے لگے: جاہلیت میں ہمارے دشمن اور اسلام میں ہمارے حاسدین۔ بغوی رحمہ اللہ کی روایت بطریق حماد بن سلمہ عن ایوب عن ابن ابی ملیکہ ہے۔ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرمہ بن نوفل سے فرمایا: اے ابومسور۔

ابن سعد، رحمہ اللہ خلیفہ، ابن برقی اور دوسرے راویوں نے کہا: ۵۴ھ میں وفات پائی۔ واقدی رحمہ اللہ کا قول ہے: ۵۵ھ میں وفات پائی، کہتے ہیں: ایک سو پندرہ (۱۱۵) برس زندہ رہے، نایاب تھے، نعیمان کے سوانح میں ان کا قصہ مذکور ہے۔

۴۸۴۳ مخشی

ابن حمیر، اشجعی، مغازی ابن اسحاق میں غزوہ تبوک کے حوالے سے ان کا تذکرہ ہے۔ تفسیر ابن کلبی رحمہ اللہ میں ان کی سند سے جسے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچاتے ہیں، اور دوسری سند جسے وہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾

”یعنی اگر آپ ان سے پوچھیں تو یہ یہی جواب دیں گے ہم تو بس ایسے ہی بخت مباحثہ اور ہنسی مذاق کی باتیں کر رہے تھے۔“

فرماتے ہیں: مخشی بن حمیر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف کیا، انہوں نے فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا اور میرے والد کا نام بدل دیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ بن عبدالرحمن رکھ دیا۔ مخشی نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ اس طرح شہید ہوں کہ ان کے بارے میں کچھ پتہ نہ چلے۔ وہ یمامہ میں شہید ہوئے، ان کا کسی کو نام و نشان نہ ملا۔

۴۸۴۴ مخشی بن ویرہ

ابن یحنس خزاعی۔ ابوعمر رحمہ اللہ کا قول ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں مقیم نو جوان کی طرف بھیجا، اسی طرح حرف یم میں ویرہ کے سوانح میں ان کا ذکر ہے کہ وہ قاصد تھے۔

۴۸۴۵ مغللہ

ابن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار انصاری، اموی نے ان کا ذکر بحوالہ ابن اسحاق کیا ہے کہ

طبقات کبریٰ (۱۵۳/۲) (۲۹۵/۳) رحمہ اللہ اسد الغابہ (۴۷۹۲) استیعاب (۲۳۷۹) تجرید (۶۴/۲)

سورة التوبة الآية (۶۵) رحمہ اللہ اسد الغابہ (۹۴/۴) رحمہ اللہ اسد الغابہ (۴۷۹۳) استیعاب (۲۳۸۰) تجرید (۶۴/۲)

استیعاب (۴۳۷/۳)

بدر میں شریک تھے۔ بغوی رحمہ اللہ نے اسے بحوالہ اموی نقل کیا ہے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۳۶) مغلہ بن عمرو

ابن جوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ انصاری سلمی، ابن عساکر * نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: غزوہ موتہ میں شریک تھے، پھر بطریق ابوبشر دولابی اپنی سند سے جسے وہ ابوطاہر عبدالملک بن محمد بن ابی بکر بن عمرو بن حزم تک پہنچاتے ہیں، انہوں نے اپنے چچا عبداللہ بن ابی بکر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: موتہ کے دن شہید ہوئے، بنو سلمہ مغلہ بن عمرو بن جوح سے ہیں، فرماتے ہیں: ان کی اولاد نہیں۔

۴۸۳۷) مغلہ غفاری

بغوی اور ابن ابی عاصم * وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے: مکہ میں رہائش اختیار کی، بخاری رحمہ اللہ * کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی حاتم * نے اس کا انکار کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ میں انہیں تابعین کے ساتھ دیکھا ہے۔ عسکری نے نقل کیا ہے کہ اسے تشدید کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ انہوں نے تخفیف کے ساتھ درست قرار دیا ہے۔ ابن ابی عاصم، بغوی، ابن قانع رحمہ اللہ نے بطریق عمرو بن دینار عن حسن، عن محمد ابن حنفیہ، عن مغلہ غفاری نقل کیا ہے کہ بنو غفار کے تین غلام رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر سال ان میں سے ہر شخص کو تین ہزار عطا کرتے تھے۔ * عمرو بن دینار کا قول ہے: میں نے مغلہ کو دیکھا ہے۔

۴۸۳۸) مخمر بن معاویہ قشیری

حکیم بن معاویہ کے سوانح میں ان کا ذکر ہے۔

۴۸۳۹) مخنف بن زید نکری

ابن سکین رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ غیر معروف ہیں، پھر بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جلدان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے حبیہ بنت شماس نکریہ، وہ فرماتی ہیں کہ مجھ سے سنیدہ بنت خنف بن زید نکریہ نے بحوالہ اپنے والد روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے خنف! صلہ رحمی کرو تمہاری عمر دراز ہوگی اور نیکیاں کرو تمہارے گھر میں برکت زیادہ ہوگی۔۔۔۔۔“ (الحدیث)

عبدالرحمن، ابن سکین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی روایت میں تردد ہے۔ دوسرے راویوں نے کہا: وہ متروک ہیں۔ اسے ابن شاپر نے اس طریق سے نقل کیا ہے، لیکن ان کی روایت میں فرمایا: مجھ سے سنیدہ بنت خنف بن زید نے بحوالہ اپنے والد فرمایا کہ

* مختصر تاریخ دمشق (۱۴۵/۲۴) * اسد الغابہ (۴۷۹۴) استیعاب (۲۵۶۱) تجرید (۶۴/۲)

* الاحاد والمثنی (۲۵۶/۲) * تاریخ کبیر (۴۳۶/۷) * جرح والتعديل (۳۴۴۸)

* المعجم الکبیر (۳۶۶/۲۰) مجمع الزوائد (۹۷۷۵) * اسد الغابہ (۴۷۹۶) تجرید (۶۵/۲)

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے مخنف!....“ پھر اسے ذکر کیا اور یہ اضافہ کیا: ”ہر پتھر اور ڈھیلے کے پاس اللہ کا ذکر کرو وہ تمہارے لیے قیامت کے دن گواہی دے گا۔“ ❀

کتاب النساء میں اس سند سے دوسری طویل حدیث آئے گی جس سے مذکورہ سنہ کے صحابیہ ہونے کا پتہ چلتا ہے، اور ان کے یہ والد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

۴۸۵۰ مخنف بن سلیم ❀

ابن حارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذہل بن مازن بن ذبیان بن ثعلبہ ازدی عامدی، ابن کلبی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وہ کوفہ اور بصرہ کے ازد قبیلے سے ہیں، ان کی اولاد سے ابو مخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم میں فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کی حدیث سنن اربعہ کی کتابوں میں بطریق عبد اللہ بن عون بحوالہ مخنف بن سلیم ہے، فرماتے ہیں: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی واجب ہے....“ (الحدیث) ❀

ترمذی کا قول ہے: یہ غریب حدیث ہے، ہم اسے حدیث عبد اللہ بن عوف سے جانتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: اسے بغوی نے بطریق سلیمان بن یحییٰ بحوالہ مخنف بن سلیم یا سلیم بن مخنف روایت کیا ہے، لیکن بغوی کا قول ہے: جس شخص کا نام نہیں لیا گیا میرے نزدیک وہ عبد اللہ بن عوف ہیں۔

۴۸۵۱ مغول بن یزید سلمیٰ ❀

پھر بہزی۔ ابن سکین رضی اللہ عنہ کا قول ہے: مکہ میں رہائش اختیار کرنے والوں میں ہیں، ابویعلیٰ ❀ نے بطریق محمد بن سلیمان ابن مسعود بحوالہ قاسم بن مخول بہزی روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: میں نے ابواء مقام پر جال لگایا تو اس میں ہرن پھنس گیا، پھر وہ بھاگ گیا میں نے اس کا پیچھا کیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اسے پکڑ لیا ہے، ہم اس کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ﷺ نے ہمارے درمیان آدھا آدھا کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور مجھ سے فرمایا: ”نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، حج اور عمرہ کرو، جس طرف حق پھر جائے اس طرف پھر جاؤ۔“ ❀

ابن مسعود ضعیف راوی ہیں، اسے ابن سکین رضی اللہ عنہ نے اپنے طریق سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مخول کی اس سند کے علاوہ کوئی روایت نہیں۔

۴۸۵۲ مغیرق نضری اسرائیلی ❀

ہونضیر سے ہیں۔ واقدی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ واقدی اور بلاذری رحمہما اللہ کا

❀ کنز العمال (۴۳۹۳) جامع المسانید والسنن (۲۰/۱۱) ❀ اسد الغابہ (۴۷۹۷) استیعاب (۲۵۶۳) تجرید (۶۵/۲)

❀ ترمذی (۱۵۱۸) نسائی (۴۲۳۵) ابن ماجہ (۳۱۲۵) ❀ اسد الغابہ (۴۷۹۸) استیعاب (۲۵۶۴) تجرید (۶۵/۲)

❀ مسند ابویعلیٰ (۱۵۶۸/۳) ❀ مستدرک حاکم (۱۵۹/۴) کنز العمال (۴۳۵۷۸) ❀ تجرید (۶۵/۲)

❀ المغازی (۲۶۲)

الْأَنْبِيَاءُ فِي مَدِينَةِ النَّبِيِّ ﷺ (جلد ۳) ۳۸۹

قول ہے: بعض نے کہا: بنو قریظہ سے ہیں، بقول بعض: بنو قریظہ، عالم تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے مال کی وصیت کی تھی، وہ سات باغ تھے جو یہ ہیں: میثب، صائقہ، دلال، خُسنی، بُرقہ، اعواف، مشربہ ام ابراہیم، نبی کریم ﷺ نے انہیں صدقہ کر دیا۔

عمر بن شہبہ کا اخبار مدینہ میں قول ہے کہ ہم سے محمد بن علی نے بحوالہ ابو نعون، انہوں نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زکوٰۃ کے اموال مختیر بن قیس کے تھے، جن کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ تک پہنچانے کی وصیت کی تھی اور خود اُحد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مختیر بن قیس یہودیوں میں سے سبقت کرنے والے، سلیمان فارسیوں میں سے سبقت کرنے والے اور بلال حبشیوں میں سے سبقت لینے والے ہیں۔ * عبد العزیز کا قول ہے: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ بنو قریظہ کے باقی ماندہ لوگوں میں سے۔

زبیر بن بکّار نے اخبار مدینہ میں فرمایا: ہم سے محمد بن حسن نے اور وہ ابن زبالہ ہیں، بحوالہ کئی راویوں سے ان میں محمد بن طلحہ بن عبد الحمید بن ابوعبس بن جبر اور سلیمان بن طالوت ہیں، انہوں نے عثمان بن کعب بن محمد بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زکوٰۃ کے اموال مختیر بن قیس یہودی کے تھے، جب نبی کریم ﷺ اُحد کی طرف تشریف لے گئے تو انہوں نے یہودیوں سے کہا: تم محمد ﷺ کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ ان کی مدد کرنا تم پر حق ہے۔ وہ کہنے لگے: آج ہفتے کا دن ہے، انہوں نے کہا: کوئی..... نہیں۔ انہوں نے اپنی تلوار لے لی اور نبی کریم ﷺ کی طرف چلے اور لڑائی کی، انہیں بہت سے زخم آئے، جب موت کا وقت آیا تو کہنے لگے: میرے مال محمد ﷺ کے لیے ہیں جہاں چاہیں خرچ کریں۔ ان کے اموال کی وصیت کا قصہ ذکر کیا اور ان کا نام لیا، لیکن معیب کے بدلے میٹر فرمایا اور اعواف کے بدلے معوان فرمایا، اور مشربہ ام ابراہیم کا اضافہ کیا جسے ”مہروز“ کہا جاتا تھا۔

۴۸۵۳ مغیس *

ابن حکیم عذری، ابوعلی جیانی نے اور ابن فتحون نے استیعاب کے حاشیے میں بحوالہ ابوطاہر ڈہلی کی کتاب مسانید المقلین ذکر کیا ہے، انہوں نے اس میں بطریق یعقوب بن جبر عذری نقل کیا ہے، میں نے ابو بلال مبین بن قطبہ بن ابوعمرہ عذری وہ بحوالہ مخیس ابن حکیم حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کو فرماتے ہوئے سنا: میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا.... پھر اس میں اکیدر دومۃ الجندل کا ذکر کیا، اس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی، ان کی سند میں ایسے راوی ہیں جو معروف نہیں۔

* تہذیب تاریخ دمشق (۲۴۵/۳) طبقات الکبریٰ (۱۸۳/۱)

* اسد الغابہ (۴۷۹۹) استیعاب (۲۶۵) تجرید (۶۵/۲)

باب دال کے بعد میم

۴۸۵۲) مدرک بن حارث غامدی *

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اہل شام میں ان کا شمار ہے۔ ان سے ولید بن عبدالرحمن بخاری نے روایت کی، اسی طرح ابن مندہ، ابو نعیم نے مختصر اسے نقل کیا ہے۔

ابوموسیٰ کا قول ہے: محمد بن سائب ارغیانی نے بحوالہ صحابہ رضی اللہ عنہم ان کا ذکر کیا ہے، ابو ذر غفاری نے قبائل یمن میں سے شام آنے والوں میں ان کا ذکر کیا، اسی طرح محمد بن سبیح نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حارث بن حارث غامدی میں ان کی طرف اشارہ ہے۔

۴۸۵۵) مدرک بن زیاد *

ابن عساکر نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو عمیر عدی بن احمد بن عبد باقی آدمی نقل کیا ہے کہ ہمیں ابو عطیہ عبد الرحیم بن محرز بن عبد اللہ بن محرز بن سعید بن حبان بن مدرک بن زیاد نے بتایا، فرماتے ہیں: مدرک بن زیاد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، ابو عبیدہ کے ساتھ آئے اور دمشق کی راویہ نامی بستی میں وفات پائی وہ پہلے مسلمان تھے جو یہاں دفن ہوئے۔ ابن عساکر کا قول ہے: اس طریق کے علاوہ مجھے ان کا ذکر نہیں ملا۔

۴۸۵۶) مدرک بن عوف بجلی *

احمدی۔ جعفر مستغفری رضی اللہ عنہ نے ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ابن حبان رضی اللہ عنہ ان پر سبقت لے گئے ہیں، انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں پھر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو عمر کا قول ہے: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے، ان سے قیس بن ابی حازم نے روایت کی، مدرک نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بحوالہ مدرک بن عوف احمدی ان کی حدیث نقل کی ہے، فرماتے ہیں: اس اثناء میں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کے پاس نعمان بن مقرن کا قاصد آیا..... پھر قصہ ذکر کیا جو شمیل کے والد عوف کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۴۸۵۷) مدرک غفاری (بے نسبت) *

بنوفی رضی اللہ عنہ اور ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق کثیر بن زید بحوالہ خالد بن طفیل بن مدرک، انہوں نے اپنے

* اسد الغابہ (۴۸۰۲) تجرید (۶۵/۲) * مختصر تاریخ دمشق (۱۵۳/۲۴)

* اسد الغابہ (۴۸۵) استیعاب (۲۳۸۳) تجرید (۶۵/۲) * استیعاب (۴۳۸/۳)

* اسد الغابہ (۴۸۰۳) استیعاب (۲۳۸۴) تجرید (۵۶/۲) * الأحاد والمثنائی (۲۵۳/۲)

* ترمذی (۳۵۶۶) نسائی (۱۷۴۶) ابن ماجہ (۱۱۷۹) جامع المسانید والسنن (۲۰۰/۱۱)

والد کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی صاحبزادی کو لینے بھیجا، وہ انہیں مکہ سے لے آئے۔

اسی سند سے ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سجدہ کرتے اور سر اٹھاتے تو فرماتے: ”اے اللہ! میں آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں....“ (الحديث) ابن ابی عاصم کے الفاظ ہیں، اسے یعقوب بن حمید نے بحوالہ سفیان بن حمزہ، انہوں نے کثیر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ رہے بغوی رحمہ اللہ تو انہوں نے بحوالہ حمزہ بن مالک بن حمزہ بن سفیان اسلمی نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے چچا سفیان بن حمزہ نے روایت کیا ہے، انہوں نے یہ ذکر کیا، لیکن فرمایا: بحوالہ خالد کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے دادا مدرک کو اپنی بیٹی کی طرف بھیجا، وہ انہیں مکہ سے لے آئے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے.... پھر اس روایت کو ذکر کیا۔ بغوی رحمہ اللہ کا قول ہے: مدرک سے صرف اسی اسناد سے روایت کی جاتی ہے۔

۴۸۵۸ مدعم اسود

رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ تھے، حسی میں پیدا ہوئے، رفاعہ بن زید جذامی نے انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ دیا۔ موطا اور صحیحین میں بطریق سالم مولیٰ ابن مطیع، بحوالہ ابو ہریرہ، فتح خیبر میں ان کا ذکر ہے۔ پھر حدیث ذکر کی، اس میں ہے کہ مدعم کو اچانک تیرا کر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

۴۸۵۹ مدلاج بن عمرو السلمي

یہ ثقف و مالک کے بھائی ہیں۔ بقول ابن کلبی یہ سلمی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس قبیلہ کے لوگ مشرف باسلام ہو چکے تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے اور یہ مثنیٰ عمرو بن دودان بن اسد بن خزیمہ اور بنی عبد شمس کے اتحادی تھے۔ اور بقول واقدی اور ابن عبد البر یہ سلمی قبیلہ کے لوگ ہیں اور مدلاج بن عمرو تمام اجتماعات میں شریک ہوئے ہیں اور ۵۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

اور بقول ابن اسحاق یہ مدلاج بن عمرو بن سلیم سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ بنو حجر کی شاخ ہے اور ابن عبد البر نے نقل کیا ہے کہ بعض نے ان کا نام مدراج بتلایا ہے۔

۴۸۶۰ مدلاج الانصاری

ان کا تذکرہ ایک حدیث میں ملتا ہے جس کو ابن مندہ نے سدی صغیر کے طریق سے تخریج کیا ہے کلبی ابوصالح سے اور وہ

ترمذی (۳۵۶۶) نسائی (۱۷۴۶) ابن ماجہ (۱۱۷۹) جامع المسانید والسنن (۲۰۰/۱۱)

اسد الغابہ (۴۸۰۶) استیعاب (۲۵۶۷) تجرید (۶۶/۲)

بخاری (۳۹۹۳، ۶۳۲۹) مسلم (۳۰۶) ابوداؤد (۲۷۱۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۰۸) استیعاب (ت: ۲۵۶۸) تجرید (۶۶/۲)

المغازی (۱۵۴/۱) سیرۃ النبویہ (۲۳۳/۲) استیعاب (۳۱/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۰۷) استیعاب (ت: ۲۵۶۶) تجرید (۶۶/۲)

الاصحاب في ميقات الصلاة (صالح بن عثمان الرازي)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک انصاری غلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلانے کے لیے بھیجا جن کا نام مدح تھا۔ جب وہ غلام گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازہ بند کر کے آرام فرما رہے ہیں اور چت لیٹے ہوئے ہیں۔ تو اس نے اچانک دروازہ کھول کر سلام کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار نہ ہوئے۔ تو غلام واپس چلا گیا۔ بعد میں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتہ چلا کہ غلام نے ان کو برہنہ حالت میں دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد اور ہمارے نوکروں کو اس وقت میں بلا اجازت گھروں میں داخل ہونے سے روک دیں۔ یہ کہہ کر وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو یہ آیت نازل ہو چکی تھی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ....﴾

پھر ابن مندہ نے پوری حدیث بیان فرمائی جس میں یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت مدح کو فرمایا کہ آپ جنتی ہیں۔

۴۸۶۱) مدح آخر

یہ ایک اور مدح ہیں جن کے نام کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ ابن قانع نے اسمعیل بن عیاش عن مضمض بن زرعة عن ابیہ، عن شریح بن عبید عن مدح کے طریق سے تخریج کی ہے۔ فرمایا کہ جب نبی ﷺ اور آپ کے کچھ صحابہ نے رات کو ایک غزوہ میں پہرہ داری کی تو آپ ﷺ نے صبح کے وقت فرمایا کہ تم پر جنت واجب ہو چکی ہے۔

ابن مندہ نے بھی اسمعیل بن عیاش ہی کے طریق سے تخریج کی ہے لیکن انہوں نے ان کے حالات زندگی الگ سے نہیں لکھے بلکہ مداح بن عمرو سلمی کے حالات میں ہی ان کا تذکرہ فرمایا (جو کہ بنی عبد شمس کے اتحادی تھے)۔ اور یہ وہی مدح لاج ہیں جن کا تذکرہ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں کیا ہے۔ اس لیے کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام یا تو مدح لاج تھا یا مدح لاج تھا۔ گویا کہ انہوں نے ابن السکن کی پیروی کی ہے کہ انہوں نے بھی کہا کہ مدح بن عمرو سلمی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مدح لاج کو نبی ﷺ کی صحبت بھی حاصل تھی اور انہی سے اہل حص کی روایت مروی ہے۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا۔ مضمض بن شریح عن مدح کے طریق سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ یہ حضور ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ پوری حدیث بیان کی ہے، لیکن اس میں ان کے والد کا نام اور ان کا نسب ذکر نہیں کیا۔

۴۸۶۲) مدح الفزاري

ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ کے صحبت یافتہ تھے۔ محمد بن سعد نے ملک شام کے رہنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور بردجی نے اسماء مفردہ من الصحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور مزید ان کا تذکرہ مضمض بن قتادہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں اور ابن سعد، امام بغوی اور طبرانی نے مطر بن علاء الفزاري کے

طریق سے تخریج کی ہے۔ مجھے میری پھوپھی آمنہ یا امیہ بنت ابی الشعاء اور ہماری لونڈی قطبہ نے یہ حدیث سنائی ہے۔ یہ دونوں فرماتی ہیں کہ ہم نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے (امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں مدلوک کا بھی اضافہ فرمایا ہے) کہ مجھے میرے آزاد کردہ غلام حضور اقدس ﷺ کے پاس لے گیا میں مسلمان ہو گیا پھر نبی کریم ﷺ نے میرے لیے برکت کی دعا فرمائی اور اپنے دست رحمت کو میرے سر پر پھیرا۔

تو حضرت ابوسفیان کے سر کا وہ حصہ جہاں آپ ﷺ کا دست مبارک لگا تھا ہمیشہ سیاہ رہا باوجودیکہ باقی پورے سر کے بال سفید ہو چکے تھے۔ *

ابن مندہ اور ابویعم نے ایک اور سند سے اس کی تخریج کی ہے جو کہ مطر سے روایت ہے جس میں یہ بھی ہے کہ مدلوک ابوسفیان سے روایت ہے اور سند میں یہ کہا کہ آمنہ راوی ہیں اور اس میں کوئی شک کا اظہار بھی نہیں کیا۔

باب میم کے بعد ذال

۴۸۶۳ المذبوب التنوخی *

صاحب تجرید نے لکھا ہے کہ حص ان کا مسکن تھا عبد الصمد بن سعید نے بھی حص کے رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تذکرہ فرمایا ہے۔ اور ان کے لیے ان کے اپنے ہی بیٹے مالک کے طریق سے حدیث ذکر کی ہے اور اس کی سند منکر ہے۔

۴۸۶۴ مذکور بن عدی العجلی

ملک شام میں جنگ یرموک میں شریک تھے، اسی طرح فتوح العراق میں بھی شرکت فرمائی۔ سیف بن عمر نے اپنی سند کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یمامہ سے واپس آئے تو وہ شعی بن حارثہ الشیبانی، مذکور بن عدی العجلی اور حرمہ بن مریط حظلی اور سلمی بن القین حظلی کے پاس آئے۔ شعی اور مذکور دونوں نبی علیہ السلام کے قاصد تھے اور صحبت یافتہ تھے۔ جبکہ حرمہ اور سلمی مہاجرین میں سے تھے۔ یہ سب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے..... ایک اور جگہ پر بھی ان کا تذکرہ فرمایا ہے جس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ مذکور بن عدی العجلی۔

اور سیف بن عمر نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ خالد بن قیس العجلی نے اپنے والد کے واسطے سے ہمیں ایک حدیث سنائی۔ فرمایا کہ جب شعی بن حارثہ اور مذکور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اہل فارس کے ساتھ جہاد اور لڑائی کی اجازت مانگی اور مزید یہ کہ ہم ہر اس شخص پر زبردستی کر سکیں جو ہمارے ساتھ ملے ہماری قوم میں سے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو اجازت مرحمت فرمادی۔ اور مذکور بکر بن وائل، ضبیعہ اور عزنہ کے چار ہزار افراد میں سے اکیلا تھا۔ جس نے خنان اور نمارق کو فتح کر لیا۔ اور اسی فتح کا نقشہ وہ اپنے اشعار میں یوں کھینچتے ہیں: ص

”ہم نے بغیر کسی پہنچ کے، قالینوں پر بنی کھجوروں تک خنان کے مقام پر غلبہ حاصل کیا۔ اور ہمیں اُمید ہے کہ یقیناً

ہمارے گھوڑے گشت کریں۔ فرات کے ساحل پر چمکتی ہوئی تلواریں لے کر۔*

۴۸۶۵ مذکور العذری

امام واقدی* نے مغازی میں ان کے تذکرہ میں فرمایا ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے گائیڈ تھے (یعنی رہنما تھے)۔
امام حاکم رحمہ اللہ نے اکیل میں انہی کے طریق سے پھر ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کے طریق سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد ابن عمرو بن حرم کے طریق سے جن میں سے ایک دوسرے سے زائد الفاظ پر مشتمل ہیں۔ یہ سب حضرات فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ملک شام کے قریب جانے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ دومۃ الجندل میں ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے جس میں ایک بڑا بازار ہوتا ہے اور بہت سے تاجر شریک ہوتے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی سب لوگ ہوشیار و تیار ہو گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ کو ہزار مسلمانوں کی فوج کو لے کر نکلے۔ آپ ﷺ ارات کو سفر فرماتے اور وین کو چھپ جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کا گائیڈ بنی عذرہ میں سے تھا جو کہ ماہر تجربہ کار گائیڈ مشہور تھا۔ جب نبی ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو آپ کو آپ کے گائیڈ نے بتایا کہ یہاں آپ کے قریب ہی ان کو چرواہے مال مویشی چرا رہے ہوں گے آپ میری ڈیوٹی لگائیں کہ میں اچھی طرح دیکھ کر آؤں۔ تو آپ ﷺ نے ان کو اس کام کے لیے مقرر کیا تو یہ عذری ہراول دستے کے طور پر گئے تو ان کو جانوروں اور بکریوں کے نشانات نظر آئے۔ تو انہوں نے واپس آ کر نبی ﷺ کو بتادیا۔ نبی ﷺ نکل کھڑے ہوئے اور ان کے مویشیوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ جو کچھ مقدر میں تھا لے لیا۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا تو ہر طرف سے گھیراؤ کرنے کی کوشش کی لیکن ان کو کوئی بھی نہ مل سکا اور مسلمانوں کی ساری فوج بکھر گئی۔ محمد بن سلمہ نے کافروں کا ایک بندہ گرفتار کر کے نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، تو آپ ﷺ اس کو چند دن تک اسلام کی دعوت دیتے رہے بالآخر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ واپس لوٹ آئے۔ یہ غزوہ ۵ھ کے شروع میں ہوا تھا۔*

باب میم کے بعد راء

۴۸۶۶ مرارة بن ربعی

مرارہ بن ربعی بن عدی بن یزید بن شہم۔ علامہ ابن کلبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ کثرت سے رونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک یہ بھی تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿تَوَلَّوْاْ وَاَعْيَنُهُمْ تَقِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ﴾*

امام عدوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے علاوہ کسی نے ان کا تذکرہ نہیں فرمایا۔

۴۸۶۷ مرارہ بن الربیع الانصاری

مرارہ بن ربیع اوسی یا تونی عمرو بن عوف سے ان کا تعلق ہے یا بنی عمرو بن عوف کے اتحادی قبیلہ قضاعہ سے ان کا تعلق ہے۔

* مختصر تاریخ دمشق (۱۵۸، ۱۵۷/۲۴) * اسد الغابہ (ت: ۴۸۱۱) تجرید (۶۶/۲) * المغازی (۴۰۲/۱)

* مختصر (۱۵۹/۲۴) * تجرید (۶۶/۲) * سورة التوبة الآية (۹۲) * اسد الغابہ (۴۸۱۴) الاستیعاب (۲۳۹۰) تجرید (۶۶/۲)

یہ مشہور صحابی ہیں غزوہ بدر میں شریک تھے، اور یہ ان تین صحابہ میں سے ہیں جن کی توبہ کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔
یہ قصہ بخاری و مسلم میں کعب بن مالک کی حدیث میں موجود ہے۔

میں نے پوچھا کہ ایسا واقعہ آپ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ بھی پیش آیا؟ تو انہوں نے فرمایا: ہلال بن امیہ اور مرارہ بن الربیع، انہوں نے دو ایسی نیک صالح شخصیات کا تذکرہ کیا جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ یہ آیت:

﴿وَعَلَى الْعَلْفَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا﴾

جن صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی وہ کعب بن مالک اور مرارہ بن الربیع اور ہلال بن امیہ تھے، یہ تینوں انصاری صحابی تھے۔

۴۸۶۸ مرارہ بن مریج

مرارہ بن مریج بن قنطی انصاری۔ ابن سکین نے ان کے بھائی عبداللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جبرابی عبید کے دن عبداللہ اور ان کا بھائی عبدالرحمن شہید ہو گئے تھے انہی کا تیسرا بھائی مرارہ تھا جس نے کوئی روایت نہیں کی۔ البتہ بعض اہل علم نے ان کے نسب کا ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں: مرارہ اور ان کے دونوں بھائیوں کو نبی اکرم ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اسی طرح زید بن مریج بھی صحبت یافتہ دربار رسالت تھے۔ ان کے والد کا شمار منافقین میں ہوتا تھا۔

۴۸۶۹ مراوح المزنی

ابن قانع نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تذکرہ میں ان کا بھی ذکر کیا ہے اور انہوں نے ان کے تذکرہ کے لیے ایک حدیث ذکر کی ہے۔ محمد بن حسن بن زبالہ کے طریق سے عبداللہ بن عمرو بن قاسم، محمد بن یحیٰ بن عبید بن مراوح عن ابیہ، عن جدہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو عامل مقرر فرمایا تھا (زکوٰۃ وصول کرنے والا)۔ (اس حدیث کی سند میں جد (دادا) سے مراد یحیٰم کا دادا ہے نہ کہ محمد کا) اور ان کا مزید تذکرہ عبیدہ بن مراوح کے حالات میں بھی گزر چکا ہے۔

۴۸۷۰ مروان بن مالک الرازی

ابن اسحاق ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان کو بھی عطا فرمایا تھا۔
ان کا اصل نام کیا تھا؟ تو ابن ہشام اور ابن کلبی نے مروان جبکہ واقدی نے مرہ ذکر کیا ہے۔

سورة التوبة الآية (۹۲)

بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک (۴۴۱۸) مسلم کتاب التوبة کعب بن مالک و صاحبہ (۶۹۴۷)

البیہقی فی دلائل النبوة (۲۷۹، ۲۷۳/۵) طبری فی بیان البیان (۵۷/۱۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۱۶) استیعاب (ت: ۲۳۹۱) تجرید (۶۳/۲)

استیعاب (۴۳۹/۳) اسد الغابہ (۴۸۱۳) استیعاب (۲۵۷۱)

۴۸۶۱ مربع بن قیضی

یہ مرارہ کے والد ہیں جن کا تذکرہ پچھلے صفحات میں (۴۸۶۸) کے تحت گزر چکا ہے۔ ان کا شمار منافقین میں تھا لیکن کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ توبہ تائب ہو گئے تھے۔

۴۸۶۲ مرثد بن جابر الکندی

امام بغوی رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ علی بن قرین نے حبیب بن مرداس الہلوی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے غانم بن غالب قیسی کو مرثد بن جابر کندی سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کر گیا تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہر سال حج کرنا ضروری ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے اندر استطاعت و قدرت ہو تو ہر سال حج کرو لیکن فرض حج وہ بہر حال ایک ہی ہے۔ اور بقول امام بغوی رحمہ اللہ علی بن قرین مشرقی جانب کا ایک بوڑھا تھا اور رواۃ حدیث میں بہت ضعیف ہے۔

۴۸۶۳ مرثد بن ربیعہ العبدی

امام بغوی ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے شاذکونی کی ایک روایت ملی ہے ابن قتیبہ سے، معلى بن یزید سے بکر بن مرثد بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے مرثد کو یہ کہتے ہوئے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا کہ زکوٰۃ ہے یا نہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ ہاں اگر کوئی گھوڑا تجارت کے نیت سے بیچنے کے لیے ہو تو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس کے علاوہ کسی اور سند سے مجھے نہیں ملی۔ اس سند میں بھی شاذکونی پر بعض علماء نے جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔

۴۸۶۴ مرثد بن زید الغطفانی

ابن فتحون نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا.....﴾

اس لیے کہ یہی تو اپنے بھتیجے کے مال پر قابض تھا اور اس میں تصرفات کیا کرتا تھا اور سارا مال ہضم کر لیا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام واقدی رحمہ اللہ نے جو مقاتل سے روایت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ یہ آیت بنی غطفان کے ایک

آدمی مرثد بن زید کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے چھوٹے سے نابالغ بھتیجے کے مال پر قابض ہو چکا تھا۔

اسد الغابہ (۴۸۱۷) تجرید (۶۳/۲) * اسد الغابہ (۴۸۱۸) تجرید (۶۷/۲)

* جامع المسانید (۲۰۸/۱۱)

۴۸۷۵ مرثد بن الصلت الجعفی

امام بغوی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلہ کے طریق سے روایت لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عمرو فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن مرثد کو اپنے والد مرثد بن الصلت سے روایت اور حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بن کرایا تو میں نے پوچھا آلہ تاسل کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی جسم کا ایک حصہ ہی تو ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے، اور اس کے راوی عبدالرحمن بن عمرو حدیث بیان کرنے میں بہت زیادہ ضعیف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس ضعیف راوی کی موافقت اسی جیسے ایک اور ضعیف راوی نے کی ہے وہ اس طرح کہ ابن قانع اور یحییٰ بن یونس شیرازی نے حدیث لکھی ہے علی بن قرین کے طریق سے حبیب بن موسیٰ، عبدالرحمن بن مرثد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ اسی طرح ابوسوی نے ذیل میں اس کی تخریج کی ہے۔

۴۸۷۶ مرثد بن ظبیان

مرثد بن ظبیان بن سلمہ بن لوزان بن عوف بن سدوس شیبانی پھر سدوسی۔

ابن سکین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے حدیث لکھی ہے، عمر بن اجمہ کے طریق سے فرماتے ہیں کہ بحیر بن حاجب بن یونس بن شہاب بن زہیر بن مدعور بن ظبیان بن سلمہ نے اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرثد بن ظبیان ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے اور غزوہ حنین میں شریک رہے۔ واپسی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکر بن وائل کی طرف خط لکھ کر ان کو دیا اور دو خوبصورت کپڑے بھی ان کو پہنائے یہ خط لے کر جب اپنے علاقہ میں پہنچے تو اس کو پڑھنے کے لیے کوئی بندہ نہیں ملا سوائے بنو ضعیہ کے ایک آدمی کے جس کو لوگ بنی الکاتب ہی کہتے تھے۔ ابن سکین فرماتے ہیں کہ یہ غیر مشہور صحابی ہیں۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ اور بغوی رحمہما اللہ نے قتادہ کے طریق سے مضارب بن حرب غلی سے روایت کی ہے کہ مرثد بن ظبیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک آیا لیکن ہم میں سے کوئی بھی اسے پڑھ نہیں سکتا تھا پھر بنو ضعیہ کے ایک آدمی نے اسے پڑھا (جس کو لوگ بنو الکاتب کہتے تھے) خط کے الفاظ یہ تھے۔

اسد الغابہ (۴۸۱۹) استیعاب (۲۳۹۲) تجرید (۶۷/۲)

ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب الرخصة فی ذلک الحدیث (۴۸۳) مسند امام احمد (۲۲/۴)

سنن دارقطنی (۱۳۵/۱) سنن الکبریٰ ...

اسد الغابہ (ت: ۴۸۲۰) تجرید (۶۷/۲) مسند امام احمد (۶۸/۵)

محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بکر بن وائل کی طرف۔ تم مسلمان ہو جاؤ تو نجات پا جاؤ گے، انہیں بنی کاتب کہا جاتا تھا۔ ابن سکین نے تعلیقاً ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مرسل ہے۔

خلیفہ بن خیاط اپنی کتاب تاریخ میں لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ روایت محمد بن سواء، قرہ ابن خالد اور مضارب سے کہ نعمی کریم علیہ السلام نے بکر بن وائل کے ایک قیدی مرثد بن ظہیان کو بہہ فرما دیا بغوی نے بحوالہ خلیفہ یہ روایت بلاغاً ذکر کی ہے۔

۴۸۴۴ مرثد بن علامی التغلبی

کنیت ابو الکنود ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس کو ضعیف راویوں میں سے علی بن قرین نے صلت بن سعید مازنی سے انہوں نے بکر بن سمار ریاحی سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو الکنود مرثد ابن عامر تغلبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انہوں نے خود نبی علیہ السلام سے یہ ارشاد سنا کہ ”جب تم تین آدمی ہو جاؤ تو اپنے میں سے ایک کو امیر مقرر کر لو اور اللہ پر توکل کر کے متوجہ ہو جاؤ۔“

۴۸۴۸ مرثد بن عدی الطائی

ان کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی امام بغوی علی بن قرین کی روایت لکھتے ہیں، عبد الواحد بن زید بن اعین سے کہ صلت بن سعید ابن مقرن عبدی نے مرثد بن عدی طائی سے یہ سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک خود سنا ہے کہ اہل مشرق میں سے سب سے بہتر بندہ ربیعہ ہے اور ان میں سے سب سے بہتر عبد قیس ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ تجزیہ فرماتے ہیں کہ یہ احادیث غیر معروف اور بے بنیاد ہیں۔

۴۸۴۹ مرثد بن عیاض

ان کا تذکرہ دیکھنے کے لیے عیاض بن مرثد کے حالات دیکھئے۔

۴۸۸۰ مرثد بن ابی مرثد الغنوی

یہ خود بھی صحابی ہیں، ان کے والد بھی صحابی ہیں جن کا نام کناز بن حصین ہے۔ یہ دونوں شرکاء بدر میں سے ہیں اور ان کے والد کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

اصحاب سنن نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایات تخریج کی ہیں کہ مرثد بن ابی مرثد غنوی قیدیوں کو سوار

✽ اتحاف السادة (۳۹۸/۶) المغنی عن حمل اسفار (۳۵۱/۲)

✽ اتحاف (۳۹۸/۶) المغنی عن حمل الاسفار (۳۵۱/۲)

✽ اسد الغابہ (۴۸۲۲) تجرید (۶۷/۲)

✽ معجم الكبير (الحديث: ۱۲/۱۲۹۷) صحيح ابن حبان (۷۲۹۴) مجمع الزوائد (۴۹/۱۰)

✽ اسد الغابہ (۴۸۲۴) استيعاب (۲۳۹۳) تجرید (۶۸/۲)

کرتے تھے پھر قرآن مجید کی آیت: ﴿الزَّالِي لَا يَنْفِكُ إِلَّا زَكَاةً﴾ کے نزول کا قصہ نقل کرتے ہوئے حدیث ذکر کی ہے۔
وفات: ابن اسحاق فرماتے ہیں: مرثد کی شہادت ماہ صفر ۳ھ میں غزوہ رجع میں ہوئی۔

ان سے ایک اور روایت بھی جس کو احمد بن سنان قطان نے اپنی مسند میں اور امام بغوی وحاکم نے اپنی مستدرک میں اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں قاسم بن ابی عبد الرحمن سامی کے طریق سے کہ مرثد بن ابی مرثد بدری صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہو جایا کریں تو تم اپنے میں سے سب سے بہتر آدمی کو امام بنایا کرو۔
 اور طبرانی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ تم اپنے علماء کو امام بنایا کرو اس لیے کہ علماء تمہارے اور اللہ کے درمیان وفد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ قاسم کا یہ کہنا کہ ابو مرثد نے خود مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے یہ ایک وہم اور غلط خیال ہے اس لیے کہ جو حضور ﷺ کی زندگی میں شہید ہو گئے تھے ان کی ملاقات قاسم سے کیسے ہوئی۔ لہذا یہ حدیث مرسل ہی ہو سکتی ہے۔
 میں کہتا ہوں: یہ وہم اس شخص کو ہوا ہے جس نے یہ الفاظ لکھے ہیں: عن القاسم، حدثنی مرثد۔ لیکن صحیح روایت یوں ہے: عن القاسم عن مرثد۔ جمہور علماء نے اس حدیث کی تخریج یونہی کی ہے۔ واللہ اعلم

۴۸۸۱) مرثد بن وداعه

کنیت ابو بھیکہ، حمصی لقب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے صحبت یافتہ تھے۔ حریر جریر بن عثمان کے طریق سے تخریج کی ہے حمیر بن یزید حبشی سے کہ جریر بن عثمان سے میں نے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابو بھیکہ صحابی رسول کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ دوران نماز کبھی کبھی پسو مار دیا کرتے تھے۔

ابو حاتم نے امام بخاری پر رد کیا ہے کہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی دلیل واضح ہے۔

ابن حبان نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور تابعین میں بھی ان کا ذکر فرمایا ہے۔

ملک شام کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث ہے جس کو امام ابوداؤد اور بغوی نے خالد بن معدان کی روایت ذکر کی

ہے، عبد اللہ بن حوالہ سے۔

بہت سے لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مطین اور طبرانی نے کئیوں میں ان کا ذکر فرمایا ہے اور

ابوداؤد کتاب النکاح باب فی قوله تعالیٰ: ﴿الزَّالِي لَا يَنْفِكُ إِلَّا زَكَاةً﴾ الحدیث (۲۰۵۱)

ترمذی کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة النور الحدیث (۳۱۷۷)

نسائی کتاب النکاح باب تزویج زانیۃ (۳۲۲۸)

سورة النور آیت (۳) المعجم الكبير (۷۷۷/۲۰)

استیعاب (۴۴۰/۳) اسد الغابہ (۴۸۲۶) استیعاب (۲۳۹۴) تجرید (۶۸/۲)

التاریخ الكبير (۴۱۵/۷) الجرح والتعديل (۲۹۹/۸)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی سکن السلام (۲۴۸۳) مسند احمد (۱۱۰/۴)

المعجم الكبير (۱۶۳/۸)

خالد بن معدان کی ہی ان سے ایک اور حدیث نقل کی ہے۔

۴۸۸۲ مزحَب

مرحب یا ابو مرحب۔ ابوداؤد رحمہ اللہ نے ضعیفی کے طریق سے ان کی ایک حدیث تخریج فرمائی ہے۔ لیکن یقینی نہیں ہے کہ ان کی ہے یا کسی اور سے روایت ہے۔
ابن سکین فرماتے ہیں کہ ان کو ابو مرحب سوید بن قیس کہا جاتا ہے۔

۴۸۸۳ مرداس بن عبد الرحمن

ان کے حالات مرداس سلمی کے تذکرہ میں آئیں گے۔

۴۸۸۴ مرداس بن عبد سعد السعدی

ابن شاپین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک روایت یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد بن سعد کے طریق سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: بنی عبد بن سعد کا ایک آدمی مرداس نامی آیا۔ وہ مشرف باسلام ہو کر واپس جا رہا تھا کہ راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھڑسواروں کی ایک جماعت نے اس کو دیکھا تو کافر سمجھ کر غلطی سے مار ڈالا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ بتایا گیا۔ اس کی سند میں کچھ گڑبڑ ہے۔

۴۸۸۵ مرداس بن عروہ العامری

ابن سکین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ جبکہ امام بغوی اور ابن حبان نے ان کو ثقفی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ تھے۔
امام بخاری، رحمہ اللہ ابن سکین اور بیہقی نے ولید بن ابی ثور کے طریق سے تخریج کی ہے۔ زیاد بن علاقہ سے کہ مرداس بن عروہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ کا ایک آدمی ان کے بھائی کو پتھر مار کر فرار ہو گیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ تو ہم نے اس کا پیچھا کیا تو وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا پکڑا گیا ہم اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قصاص دلویا۔ رحمہ اللہ
محمد بن جابر نے زیاد کے طریق سے اور امام بغوی و ابونعیم مسدد کے طریق سے یہی روایت نقل کی ہے۔

۴۸۸۶ مرداس بن عَقْفَان

مرداس بن عَقْفَان ابن سعیم بن قریط بن جناب بن الحارث بن خزیمہ بن عدی بن جندب العنبری بن

اسد الغابہ (۲۸۲۷) استیعاب (۲۵۶۹) تجرید (۶۸/۲)

ابوداؤد کتاب الجنائز باب لم یدخل القبر (۳۲۰، ۳۲۰۹) دلائل النبوة (۲۵۵/۷) جامع المسانید (۲۱۶/۱۱)

اسد الغابہ (۴۸۲۸) استیعاب (۲۳۹۵) تجرید (۶۸/۲)

التاریخ الكبير (۴۳۵/۷)

المعجم الكبير (۷۱۰/۲۰) مجمع الزوائد (۲۸۸/۶) جامع المسانید (۲۱۸/۱۱)

اسد الغابہ (۴۸۳۴) استیعاب (۲۳۹۷) تجرید (۶۸/۲)

عمرو بن تیمیم التمیمی العنبری۔ ابن سکن ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی حدیث کی تخریج فرماتے ہیں محمد بن موسیٰ ہاشمی سے اور محمد بن عیسیٰ منفعد سے۔ * ابن عبد البر کی تحقیق کے مطابق یہ مرداس بن عقیقان تميمی وہی مرداس بن مرداس ہی ہیں جو نبی ﷺ کے صحبت یافتہ تھے اور کہتے تھے کہ میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میرے لیے برکت کی دُعا فرمائی۔ یہ بات ان کا اپنا بیٹا بکر روایت کرتا ہے۔

۴۸۸۷ مرداس بن عمرو

ان کا تذکرہ ابن نہیک کے حالات کے تحت آئے گا۔

۴۸۸۸ مرداس بن قلیس الدوسی *

ابوموسیٰ ذیل میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ابن الخرائطی کے طریق سے کتاب البوائف میں ایک حدیث ذکر کی ہے۔ عیسیٰ ابن یزید کے طریق سے کہ خالد بن کیسان اس شخص کی بات نقل کرتے تھے کہ جو مرداس بن قیس دوسی سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ مرداس کہا کرتے تھے میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نجومیوں کی غیبت کی باتیں بتانے کا تذکرہ * کیا اور جو کچھ تبدیلیاں اس سے واقع ہوتی ہیں ان کا بھی ذکر کیا اور یہ کہ ہمارے ہاں بھی کچھ لوگ یہ کام کرتے ہیں۔ پھر ایک لمبا قصہ سنایا، جس میں یہ بھی تذکرہ تھا کہ نجومی لوگ اکثر باتیں درست کرتے ہیں اور کبھی کبھی ان سے بھی غلط بات نکل جاتی ہے۔ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ اے دوس کی جماعت! میرے دنیا میں آ جانے کے بعد آسمان کے دروازے بند ہو گئے اور یہ کہانت اس کے بعد سے مر مٹ چکی ہے۔

مصنف فرماتے ہیں: اس سند میں عبد اللہ بن محمد بلوی بھی ہیں لیکن عیسیٰ کے بارے میں میرا خیال ہے کہ یہ وہی ابن داب ہیں جو کہ جھوٹے کذاب ہیں۔

۴۸۸۹ مرداس بن مالک الاسلمی

ان کا تذکرہ مرداس کی پٹی کے آخر میں آ رہا ہے۔

۴۸۹۰ مرداس بن مالک الغنوی *

ابن شاپین ان کا تذکرہ کرتے ہوئے منذر بن محمد کے طریق سے روایت لاتے ہیں حسین بن محمد اپنے والد سے اور وہ حمزہ ابن عبد اللہ بن یزید غنوی جو کہ مرداس کے بیٹے ہیں، اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بن کر گئے تو آپ ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر خیر و بھلائی کی دُعا دی اور ان کو ایک خط بھی لکھ دیا کہ تم اپنی قوم کے زکوٰۃ، صدقات کے والی اور نگران ہو۔ *

* استیعاب (۴۴۳/۳) * اسد الغابہ (۴۸۳۰) تجرید (۶۸۱۲) * اسد الغابہ (۱۰۶/۴)

* اسد الغابہ (۴۸۳۲) تجرید (۶۸/۲) * اسد الغابہ (۱۰۶/۴)

۴۸۹۱) مرداس بن ابی مرداس

یہ وہی ابن عقیان ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۴۸۹۲) مرداس بن مروان

مرداس بن مروان بن جذع بن یزید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم۔ یہ انصاری خزرجی ہیں۔ ابن کلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ اپنے والد سمیت مشرف باسلام ہو چکے تھے اور صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے بھی بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔

امام عدوی نے بھی ان کا تذکرہ فرمایا اور ابوعلی غسانی وغیرہ نے بالاستیعاب ان کے حالات لکھے ہیں۔

۴۸۹۳) مرداس بن مویک

مرداس بن مویک بن رباح بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن کعب بن ملان بن غنم بن غنی بن اعصر الغنوی۔ ابن کلبی ان کا تذکرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کر گئے اور صحبت سے فیض یاب ہوئے اور آپ ﷺ کو ہدیہ میں ایک گھوڑا پیش کیا۔

میں کہتا ہوں: امام طبری نے ان کو اور مرداس بن مالک کو دو الگ الگ شخصیات قرار دیا ہے جبکہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت دو ناموں سے مشہور ہیں لیکن راجح اور بہتر قول یہ ہے کہ یہ دونوں الگ الگ ہیں۔

۴۸۹۴) مرداس بن نہیک الضمری

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ عمرو کے بیٹے ہیں۔ بعض فرماتے ہیں یہ اسلمی ہیں یا غطفانی ہیں۔ پہلی بات سب سے بہتر ہے۔ ابن عبدالبر وغیرہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔

تفسیر سدی اور تفسیر ابن جریج میں ابو عمرؒ نے حضرت عکرمہ سے اور تفسیر سعید بن ابی عروبہ میں حضرت قتادہ روایت کی ہے اسی طرح بعض دوسرے حضرات بھی فرماتے ہیں کہ اس بات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں کہ وہ نہیک جنہوں نے سلام کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں مومن ہوں (اس کے باوجود ان کو قتل کیا گیا)۔ اس قصہ میں مقتول کا نام مرداس ہی تھا۔ ہاں البتہ اس بات میں بہت اختلاف ہے کہ قاتل کون تھا؟ اور اس لشکر اسلام و مجاہدین کا امیر کون تھا۔

میں کہتا ہوں: آگے چل کر نوں کی پٹی میں یہ بات بھی آئے گی کہ سیر واقدی میں ان کا نام نہیک بن مرداس بتایا گیا ہے۔ اور حرف العین کے تحت گزر چکا ہے کہ یہ عامر بن اضبط ہیں۔ جن کا تذکرہ مخلم بن جاثمہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

اور میں نے خطیب ابو بکر بغدادی کے خط میں محمد بن اسامہ کے حالات میں (جو کہ متفق سے ہیں) پڑھا ہے یونس بن بکر

اسد الغابہ (۴۸۳۵) تجرید (۶۹/۲) * اسد الغابہ (۴۸۳۲) تجرید (۶۹/۲)

اسد الغابہ (۴۸۳۶) استیعاب (۲۳۹۸) تجرید (۶۹/۲) * استیعاب (۴۴۳/۳)

اپنی سند سے اسامہ سے روایت کرتے ہیں جو کہ مغازی ابن اسحاق سے ہے کہ اسامہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک آدمی انصاری آدی سے ملے.... الخ۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ دوسرے شخص جو اسامہ کے ساتھ یہ نہیک بن سنان تھے، اس کے علاوہ اور بھی کچھ اختلافات ہیں علماء کے مابین۔

مغازی کی اس روایت کے علاوہ ایک دوسری روایت میں ہے ایک نو مسلم شیخ اپنی قوم کے لوگوں سے یہ بات نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے غالب بن عبد اللہ کلبی کلب لیث کو ایک جہادی لشکر میں بنو ضمرہ کے علاقہ میں بھیجا۔ تو وہاں بنی حرقہ کا ایک آدمی مرداس بن نہیک تھا جو کہ اس قبیلہ کا اتحادی تھا تو اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پوتے اپنے دادا کی بات نقل کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک ساتھی ایک انصاری سے ملے تو جب ہم نے اس پر تیر و تلوار کو اٹھایا تو کہنے لگا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. تو ہم نے اس کی پروا کیے بغیر اس کو قتل کر دیا۔ اور تفسیر کلبی میں ابوصالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، فرماتے ہیں مرداس اسلمی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَى إِلَيْكُمْ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾

”جو تمہاری طرف سلام میں پہل کرے اسے یوں نہ کہہ دو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔“

مقاتل بن حیان بھی اپنی تفسیر میں ضحاک سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اسی طرح نقل فرماتے ہیں۔

ابو نعیم معمر بن سلیمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ معمر کے والد ابوسعید سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کو بنو ضمرہ کے لوگوں کی طرف بھیجا تو وہ مرداس نامی ایک آدمی سے ملے جس کے پاس کچھ بکریاں تھیں۔

عبد بن حمید نے قتادہ کے طریق سے تخریج کی ہے کہ مذکورہ آیت بنی غطفان کے ایک آدمی مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔ واقعہ یہ ہوا نبی ﷺ نے ایک لشکر غالب لیشی کی سرکردگی میں بھیجا تو مرداس کے گھر والے اپنے گھوڑوں سمیت پہاڑ پر چڑھ گئے تو مرداس ان سے کہنے لگا کہ میں تو مسلمان ہوں میں تمہارے ساتھ نہیں آتا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا، اور جو کچھ اس کے پاس تھا وہ بھی لے لیا تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے کہ قاتل کون تھا جیسا کہ مقتول کی تعیین بھی مختلف فیہ ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ ایک واقعہ نہ ہو بلکہ واقعات مختلف ہوں کئی سارے ہوں۔

﴿۷۸۹۵﴾ مرداس

مرداس یا ابن مرداس بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابو نعیم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے شعبہ کے طریق سے سلیمان ابن عبد الرحمن سے روایت نقل کی ہے کہ راشد بن سیار فرماتے ہیں کہ میں پانچ ایسے افراد کی گواہی دے سکتا ہوں جو بیعت رضوان تحت

الشرع میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک مرداس یا ابن مرداس تھے۔ ان سب لوگوں نے مغرب سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تھی۔
اس روایت کے راوی راشد تک سب کے سب با اعتماد اور ثقہ ہیں البتہ راشد کو ابن حبان نے ثقہ تابعین میں ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی اوفی کے آزاد کردہ غلام تھے۔
اسی طرح خطیب بغدادی نے بھی ان کے حالات متوفی میں لکھے ہیں، سیار کے تذکرہ میں اور فرمایا کہ راشد بن سیار یہ عبداللہ بن ابی اوفی کے غلام تھے۔

۴۸۹۶ مرداس بن مالک الاسلمی

یہ بھی بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن قانع نے ان کے والد کا نام عبدالرحمن لکھا ہے۔ امام مسلم اور اوزاعی فرماتے ہیں کہ صرف قیس بن ابی حازم نے ہی اکیلے ان سے روایت نقل کی ہے جبکہ کچھ دوسرے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ زیاد بن علاقہ نے بھی ان سے روایت لی ہے، حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ وہ شیخ زیاد بن علاقہ اور ہیں جن کا ذکر مرداس بن عروہ کے حالات میں گزرا ہے کیونکہ یہ حدیث تو مرداس اسلمی کی ہے۔ صحیح بخاری میں یذهب الصالحون۔ الخ۔
ابن سکن فرماتے ہیں کہ بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ مرداس بن عروہ بنی اسلمی ہیں جن کے والد کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ اسلمی اور ہیں مرداس بن عروہ نہیں۔

۴۸۹۷ مرداس الضمری

ابن نمیک کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۴۸۹۸ مرداس المعلم

ابوزید دوسی نے کتاب الاسرار میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ مرداس المعلم کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ پتلی اور باریک چپاتی کھانے سے بچو۔ کتاب اللہ پر شرط لگانے سے بچتے رہو۔ اور مجھے ابھی تک اس کی کوئی سند نہیں مل سکی۔

۴۸۹۹ مرزبان بن النعمان

مرزبان بن نعمان بن امرؤ القیس بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر ابن الحارث الاکبر کندی۔ امام طبری اور ابن الکلی فرماتے ہیں کہ یہ اشعث بن قیس کے ساتھ قاصد بن کرنی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

اسد الغابہ (۱۰۶/۴)

اسد الغابہ (۴۸۳۱) استیعاب (۲۳۹۶) تجرید (۶۸/۲)

بخاری کتاب الرقاق باب ذهاب الصالحین (۶۴۳۴) مسند احمد (۱۹۳/۴)

الأحاد والمثانی لابن ابی عاصم (۲۳۶۹، ۲۳۶۸/۴)

تجرید (۶۹/۲)

اسد الغابہ (۴۸۳۷) استیعاب (۷۵۷۲) تجرید (۶۹/۲)

۴۹۰۰ مرزوق الثقفی

قبیلہ ثقف کا غلام تھا۔ امام واقدی نے ان غلاموں میں ان کا بھی تذکرہ کیا ہے جو نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ تقریباً دس غلام تھے جو طائف سے آئے تھے تو نبی ﷺ نے ان کو آزاد فرمادیا۔ تو یہ مرزوق عثمان کا غلام تھا۔

۴۹۰۱ مرزوق الصیقل

ابن حبان اور عسکری فرماتے ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ ان کی مسند حدیث میں...

امام بغوی و طبرانی نے محمد بن حمیر کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابوالحکم نے ہمیں بتایا کہ مرزوق صیقل نے خود مجھے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کی ذوالفقار نامی تلوار کو تیز کیا جس کے دستہ میں چاندی کی گرہ تھی اور اس کی رستی میں گول حلقے تھے اور اس کے درمیان میں چاندی کی چرخی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ ان کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ یہ تلوار کسی شخص کے پاس ہو جس کو یقیناً نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہو۔

۴۹۰۲ مرضی ابن مقّرّن المزنی

ابن فتحون ان کا تذکرہ کرتے ہوئے طبری سے نقل کرتے ہیں کہ سراقہ بن عمرو نے اہل باب کے لئے ایک معاہدہ لکھا جس میں عبد الرحمن بن ربیعہ اور سلمان بن ربیعہ اور بکر بن عبد اللہ شریک تھے اور مرضی بن مقّرّن نے لکھا۔

۴۹۰۳ مرہ بن الحباب

مرہ بن حباب بن عدی بن جذ بن عجلان۔ بلوی ہیں۔ آل عمرو ابن عوف کے اتحادی تھے۔ انصار میں سے تھے۔ امام طبری فرماتے ہیں غزوہ اُحد میں شریک ہوئے تھے جبکہ ابن الکشی کا خیال ہے بدر میں شریک ہوئے۔

۴۹۰۴ مرہ بن حبیب الفہری

یہ عمرو بن حبیب کے بیٹے ہیں ان کا تذکرہ آگے چل کر آئے گا۔

۴۹۰۵ مرہ بن سراقہ الانصاری

ابو عمران کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ حنین میں شہید ہو گئے تھے۔

اسد الغابہ (۴۸۳۸) استیعاب (۲۵۷۰) تجرید (۶۹/۲)

المعجم الكبير (۸۴۴/۲۰)

اسد الغابہ (۴۸۴۳) استیعاب (۲۳۸۵) تجرید (۷۰/۲)

اسد الغابہ (۴۸۴۵) استیعاب (۲۳۸۶) تجرید (۷۰/۲)

ابن اثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو عمر کی یہ بات صحیح نہیں کیونکہ غزوہ حنین میں شریک ہونے والے عروہ بن مرہ ہیں نہ کہ مرہ ابن سراقہ۔

میں کہتا ہوں: کہ اس میں کوئی تضاد نہیں ممکن ہے دونوں غزوہ حنین میں شریک ہوں۔

۴۹۰۶ مرہ بن شراحیل

ان کے تذکرہ کے لیے دیکھیے شراحیل بن مرہ۔

۴۹۰۷ مرہ بن عمرو

نسب: مرہ بن عمرو بن حبیب بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر۔ لقب: القرشی القہری۔

امام بخاری رحمہ اللہ الادب المفرد میں ان کی حدیث تخریج فرماتے ہیں اور امام بخاری ابن عیینہ کی روایت سے بیان فرماتے ہیں کہ صفوان بن سلیم ایسہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام سعید فہر یہ اپنے والد مرہ سے بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے (شہادت والی انگلی اور درمیان انگلی) چاہے وہ یتیم اس کا اپنا جگر گوشہ ہو یا کسی اور کا ہو۔

ابو یعلیٰ نے یزید بن زریع کے طریق سے تخریج فرمائی ہے محمد بن عمرو سے، صفوان سے لیکن ایسہ کا ذکر کیے بغیر فرماتے ہیں: ام سعید بنت مرہ بن عمرو حمیہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ اس حدیث کی سند یوں بیان فرماتے ہیں۔ محمد بن بشیر عن محمد بن عمرو عن ام سعید بنت عمرو بن مرہ الحمیہ۔ یعنی اس سند میں عمرو کو مرہ سے پہلے ذکر کیا۔

مطین ہارون بن اسحاق سے تخریج کر کے سند یوں بیان کرتے ہیں۔ عن الحارثی عن محمد بن عمرو۔ اس میں مرہ کا بھی ذکر نہیں بلکہ ام سعید فرماتی ہیں میں نے خود نبی ﷺ سے سنا ہے۔ ابن مندہ اور باوردی نے مطین سے تخریج کی ہے۔ اور عورتوں کے ناموں میں عنقریب ایک اور اختلاف کا بھی تذکرہ ہوگا۔ محمد بن عمرو پر اور اس پر ابن اسکن کا کلام بھی آئے گا السیرۃ کے تذکرے میں۔ اور ان کا مزید تذکرہ مرہ ہمدانی کے حالات میں آئے گا چوتھی قسم میں۔ ان شاء اللہ!

ابو عمر فرماتے ہیں: عورتوں کی کیتوں میں سے ام سعید بھی ہے جو کہ عمرو کی بیٹی ہیں۔ اور بعض حضرات کا کہنا ہے صفوان بن سلیم نے عمیر الحمیہ سے روایت بیان کی ہے، یتیم کی پرورش کے متعلق۔ اسی طرح اس حدیث کی سند میں صفوان کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سب کچھ اختلاف باقی رہنے کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں کہ ام سعید بنت مرہ فہر یہ اور ہیں اور

اسد الغابہ (۱۰۹/۴) اسد الغابہ (۴۸۴۸) استیعاب (۲۳۸۷) تجرید (۷/۲)

الادب المفرد (۱۳۳) شرح السنہ (۱۲۳/۱) مجمع الزوائد (۲۷۱/۵) جامع المسانید (۲۲۱/۱۱)

مسند ابی یعلیٰ (۴۸۶۶/۸) (۷۵۵۳/۱۳)

ام سعید بنت عمرو اور عمیر الجمحیہ یہ اور ہیں۔

۴۹۰۸ مرہ بن عمرو العقیلی

اسماعیلی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے علی بن قرین کے طریق سے تخریج کی ہے کہ خشرم بن حسن عقیلی نے عقیل بن طریف عقیلی سے سنا ہے۔ مرہ بن عمرو عقیلی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔

۴۹۰۹ مرہ بن کعب البہری

کہا جاتا ہے کہ یہ وہی کعب بن مرہ ہیں جن کا تذکرہ حرف کاف کے تحت گزر چکا ہے۔

ایوب ابو قلابہ سے اور وہ ابو الاشعث سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کچھ خطیب لوگ ملک شام میں جمع ہو کر تقریریں کر رہے تھے ان میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تھے تو سب سے آخر میں جو بندہ کھڑا ہوا اس کا نام مرہ بن کعب تھا جس نے یوں تقریر شروع کی کہ اگر میں نے نبی ﷺ سے خود یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو آج میں کھڑا نہ ہوتا کہ میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ فتنے بہت ہی قریب ہیں اور فتنوں کا ذکر فرمایا کہ اتنے میں ایک آدمی کپڑوں میں لپٹا ہوا گزرا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص اس دن بھی ہدایت اور حق پر ہوگا۔ تو میں کھڑا ہوا اور اس شخص کے کندھوں سے پکڑ کر دیکھا تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ تو عبد الوہاب ثقفی کی روایت ہے ایوب سے سلیمان بن حرب حماد کے واسطے سے ایوب سے نقل کرتے ہیں۔

ابو ربیع نے حماد بن زید کے طریق سے تخریج کرتے ہوئے سند یوں بیان فرمائی ہے: عن ایوب عن ابی قلابہ عن رجل۔ یعنی اس میں آخری راوی کا نام ذکر نہیں کیا۔ اور اسحاق بن ابی اسرائیل سند یوں فرماتے ہیں: عن حماد عن ایوب عن ابی قلابہ۔ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ ابو قلابہ کے بجائے ابو الاشعث ہیں۔

ابو ہلال راسبی نے اس کو یوں روایت کیا ہے: عن قتادہ عن عبد اللہ بن شقیق عن مرۃ البہزی کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب گائے کے سینک کی طرح فتنے ہوں گے اتنے میں ایک کپڑوں میں لپٹا ہوا بندہ گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اور اس کے ساتھی حق پر ہوں گے۔ یہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ اور کہمس نے اس کو یوں روایت فرمایا: عن عبد اللہ بن شقیق عن هرم بن الحارث عن اسماء بن خریم عن مرۃ۔

ان تمام روایات کو امام بغوی رحمہ اللہ نے تخریج فرمایا ہے اور عبد الوہاب ثقفی کی روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نقل کر کے فرماتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ابن علیہ سے اور ایوب سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔ اور ابو ہلال اور کہمس کی

اسد الغابہ (۴۸۴۹) تجرید (۷۰/۲) * اسد الغابہ (۱۱۰/۴)

اسد الغابہ (۴۸۵۰) استیعاب (۲۳۸۸) تجرید (۷۰/۲)

ترمذی کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان رضی اللہ عنہ (الحديث: ۳۷۰۴) معجم الكبير (الحديث: ۳۱۵/۲۰)

مسند امام احمد (۳۳/۵) معجم الكبير (۳۱۵/۲۰) * مسند احمد (۳۳/۵)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (اردو)

روایت کو ذکر کرتے ہوئے ابوقلابہ میں کوئی اختلاف ذکر نہیں فرمایا کہ یہی مرہ بن کعب ہیں۔ اور اصل حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے بیان فرمایا جبیر بن نفیر کے طریق سے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت معاویہ کے ساتھ ایک جگہ جمع تھے کہ کعب بن مرہ کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے: ہم نبی ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کپڑوں میں لپٹے ہوئے وہاں سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس آدمی کے پاؤں تلے سے فتنوں کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس دن جو بھی شخص اس کی پیروی و اتباع کرے گا وہی ہدایت و حق پر ہوگا۔ *

اور کعب بن مرہ کے حالات میں ایک اور حدیث بھی گزری ہے۔ لیکن اس میں یہ شک ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ کعب بن مرہ ہیں یا مرہ بن کعب ہیں۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ دو الگ الگ شخصیات ہیں جبکہ دوسرے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ایک ہی شخصیت ہیں جن کے نام میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ حقیقت کا علم اللہ کو ہے۔

۴۹۱۰ مرہ بن مالک

ان کے بھائی عبدالرحمن بن مالک کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۱۱ مرہ بن ابی مرہ

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کا تذکرہ ۹۱۲ء میں ہے۔

۴۹۱۲ مرہ بن وہب بن جابر *

ان کا سلسلہ نسب یوں ہے: مرہ بن وہب بن جابر بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف۔ لقب ثقفی تھا۔ اور یہ یعلیٰ کے والد محترم ہیں۔ امام بغوی وغیرہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے عبید اللہ بن ابی زیاد کے طریق سے تخریج کرتے ہیں کہ ام یحییٰ بنت یعلیٰ اپنے والد کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن ان کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ میرے والد آپ کے ہاتھ پر بیعت ہجرت کرنا چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں لیکن جہاد * اور نیت ہے۔ انہی کی ایک اور حدیث ابن ماجہ میں موجود ہے لیکن اس کی سند میں اعمش کے بارے میں اختلاف ہے۔

۴۹۱۳ مرہ بن ابی عرہ

سلسلہ نسب یوں ہے: مرہ بن ابی عرہ بن عمرو بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جح لقب: جحی۔ ان کے والد جنگ اُحد کے بعد غزوہ حراء الاسد میں شہید ہو گئے تھے۔ اور اس مژہ کا ایک بیٹا یا پوتا مدینہ میں رہتا تھا جس کا ذکر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

* معجم الکبیر (۳۱۷/۲۰) تاریخ بغداد (۵۸/۱۲) * اسد الغابہ (۴۸۴۶) استیعاب (۲۳۸۹۹)

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الهجرة هل انقطعت (۲۴۸۰) ترمذی کتاب السیر باب ما جاء فی الهجرة (۱۵۹۰)

مسند احمد (۲۲۶/۱) مستدرک حاکم (۲۵۷/۲) معجم الکبیر (۴۱۲/۱۰)

۴۹۱۳ مَرَّة

ان کی کوئی نسبت نہیں ہے، ان کا ذکر حرب کے حالات میں گزرا ہے اور آگے بعیش کے حالات میں مزید آئے گا۔ ان شاء

اللہ تعالیٰ

۴۹۱۵ مروان بن الجذع

ان کا نسب ان کے والد مرداس کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن الکلی فرماتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا بیٹا بھی مسلمان تھا اور یہ صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ اور یہ مروان نبی ﷺ کی طرف سے امین و نگران تھے خیبر کی تقسیم پر۔

۴۹۱۶ مروان بن الحکم

یہ حکم بن ابوالعاص کے بیٹے ہیں۔ اموی تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ ان کا ذکر دوسری قسم میں آئے گا۔

۴۹۱۷ مروان بن قیس الأسدی

بعض حضرات کا کہنا ہے یہ سُلمی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی دربار رسالت کے صحبت یافتہ تھے، اور ان کا بیٹا ان سے روایت کرتا ہے جس کو امام بخاری اور بغوی و طبرانی نے یحییٰ بن سعید اموی کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ عمران بن یحییٰ اسدی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا سے سنا کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے منت و نذر مانی ہوئی تھی کہ وہ پیدل حج کریں گے ایک بڑا جانور ذبح کریں گے لیکن اب وہ فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے کوئی مال وغیرہ بھی نہیں چھوڑا تو کیا میں ان کی طرف سے حج اور قربانی کی قضا کر سکتا ہوں تو نبی ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، آپ حج کی قضا بھی کریں اور قربانی بھی کریں۔ پھر بطور مثال کے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کے والد پر کسی بندے کا قرض ہوتا اور آپ اس کو ادا کر دیتے تو وہ بندہ کتنا خوش ہوتا! اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی راضی اور خوش ہو جائیں گے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سند کے علاوہ مجھے اور کوئی سند نہیں ملی۔

۴۹۱۸ مروان بن قیس الاسلمی

ابن حبان فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ کی صحبت حاصل ہوئی ہے۔ ابو نعیم اور ابن عبد البر رحمہما کا خیال ہے کہ یہ وہی مروان ہے جن کا ذکر اس سے پہلے گزر گیا ہے۔ لیکن مصنف فرماتے ہیں کہ میری معلومات کے مطابق یہ اور شخصیت ہیں۔

اسد الغابہ (۴۸۴۲) استیعاب (۲۴۰۰) تجرید (۶۹/۲) تاریخ الکبیر (۳۶۷/۷)

معجم الکبیر (۸۴۳/۲۰) مجمع الزوائد (۱۹۲/۴) جامع المسانید (۲۲۷، ۲۲۶/۱۱)

استیعاب (۴۴۶/۳)

ابن مندہ نے ابو عبد الرحیم کے طریق سے تخریج فرمایا ہے کہ بنی ثقیف کا ایک آدمی مروان بن قیس صحابی کے بیٹے بنسہم روایت کرتا ہے کہ میرے والد نے فرمایا کہ ایک دفعہ نبی ﷺ ایک نشے میں مدہوش آدمی کے پاس سے گزرے جس کا نام نعمان تھا نبی ﷺ کے حکم پر اس کو شراب کی سزا کے طور پر کوڑے لگائے گئے دوبارہ پھر انہوں نے شراب پی لی جس کے بدلے ان کو پھر کوڑے لگائے گئے۔ تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا لیکن چوتھی دفعہ جب ان کو نشے کی حالت میں لایا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آپ اس کے بارے میں کس چیز کے انتظار میں ہیں، اب تو یہ چوتھی دفعہ ہے لہذا آپ اس کو قتل کروادیتے۔ اتنے میں ایک آدمی نے کہا: میں نے ان کو غزوہ بدر میں زبردست قتال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ایک دوسرے شخص نے بھی ان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں میں نے بھی ان کو بدر کے دن ایک اچھی جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ تو نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہاں! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ یہ تو بدری صحابی ہیں۔ *

۴۹۱۹ مروان بن قیس الدوسی *

یہ دوسرے مروان ہیں جن کا قاصد بننا اور دیگر تذکرہ موجود ہے۔ ابوبکر بن درید کتاب الاخبار المشہورہ میں محمد بن عباد کے طریق سے تخریج فرماتے ہیں کہ ابن کلبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مروان بن قیس ہجرت کے ارادے سے نکلے تو راستے میں بنو ثقیف کا ایک اونٹ ملا تو انہوں نے اس کو اپنے ساتھ لے جانا چاہا لیکن ثقیف کے لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو پکڑ لیا ان کی دونوں بیویاں، ان کا اپنا اونٹ اور جس اونٹ کو انہوں نے پکڑا تھا سب انہوں نے لے لیا۔ پھر جب نبی ﷺ حنین سے طائف کی طرف تشریف لائے تو مروان نے نبی ﷺ سے بنو ثقیف کی شکایت کی تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم سب سے پہلے حوازن کے جن دو غلاموں کو دیکھو تو لے لو۔ مروان جلدی سے گیا اور بنی عامر کے دو جوانوں کو پکڑ لایا ان میں سے ایک ابی بن مالک بن معاویہ ابن سلمہ بن قیس قریشی تھا جبکہ دوسرا حیدہ جرش تھا۔ نبی ﷺ کے پاس دونوں کا نسب ذکر کیا تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہر حال یہ جو غلام ہے اس کے بھائی کا خیال ہے کہ یہ اہل مشرق کا ایک نوجوان ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ کیسے کہا تھا اس نے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اس نے کہا تھا:

ما ان يعود امرؤ عن خليفته حتى تعود جبال الحرة السود

”یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بندہ اپنی عادت سے پھر جائے یہاں تک کہ کالا سیاہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے۔“

اور دوسرے کی بابت ارشاد فرمایا کہ یہ صلیبی قوم کا ایک بندہ ہے۔ تم ان دونوں غلاموں کو اپنے قبضے میں رکھنا جب تک بنو ثقیف تم سے چھینی ہوئی چیزیں واپس نہ کر دیں۔ اتنے میں ابی غلام بول پڑا کہ اے محمد (ﷺ)! کیا تمہارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ تم ناحق کسی کو قتل کرنے کے لیے نہیں نکلتے تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! کیوں نہیں؟ تو اس نے کہا کہ پھر تو آپ مجھ سے بھی زیادہ بنو ثقیف کے قریبی ہیں کیونکہ آپ کی شرکت گھر، مال اور بیویوں کے اعتبار سے ہے۔ تو نبی ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ تو انہی میں

سے ایک ہر رشتے کے اعتبار سے اور تم محض اللہ کے لیے ان کے حلیف و اتحادی ہو جب تک طائف اپنی جگہ پر رہے گا جب تک پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہل جاتے۔ اور ہرگز پہاڑ اس وقت تک نہیں ملیں گے جب تک آسمان و زمین کا نظام قائم ہے۔

مروان ابھی جانے ہی لگا تھا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان سے اچھا سلوک کرنا لیکن مروان نے اس معاملہ میں کوتاہی کی تو ان دونوں غلاموں نے نبی ﷺ سے شکایت کی تو آقا ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا کہ تم ان کے خرچے کا انتظام کیا کرو۔ چنانچہ ایک دفعہ بنی بکر بن کلاب کا ایک بندہ ضحاک بن سفیان نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے طائف میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔ یہ نبی ﷺ کی اجازت سے گیا اور مروان کی بیویوں اور مال کے بارے میں ان سے بات چیت کی تو انہوں نے مروان کا سب کچھ واپس دے دیا۔ تو ضحاک نے مروان کا مال اس کے حوالے کیا تو اس نے دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا۔

پھر ایک دفعہ ضحاک ابی بن مالک پر کسی وجہ سے غصے ہوا تو اس کو ڈانٹتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

(۱) کیا تو میری کوشش اور مشقت کو بھول گیا اے ابی بن مالک، وہ صبح جبکہ نبی ﷺ تجھ سے روگردانی کرتے ہوئے غصے سے ترچھی نگاہ کر کے دیکھتے تھے۔

(۲) مروان بن قیس اپنی رشتی کے ساتھ تجھے کھینچتا پھرتا تھا ذلت کی حالت میں جیسے کہ کسی بلند مرتبہ بندے کو جیل میں ڈال دیا جائے۔

عمر بن شبہ نے اخبار المدینہ میں بھی اس قصہ کو مفصلاً بڑی طوالت سے ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابی بن مالک کے جس بھائی نے یہ کہا تھا کہ یہ اہل مشرق کا نوجوان ہے اس کا نام نہیک بن مالک تھا۔ مرزبان اپنی کتاب معجم الشعراء میں لکھتے ہیں کہ یہ زمانہ جاہلیت کا ایک شاعر تھا جس کا لقب مُنہب الرزق (رزق لٹانے والا) واقعہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ یہ اپنا غلہ اور سامان تجارت کو لے کر مکہ آیا تو دیکھا کہ لوگ غمگین و پریشان ہیں اس نے اپنا سارا قافلہ اور جو کچھ ان پر لدا ہوا تھا سب اہل مکہ پر لٹا دیا۔ پھر اس نے اپنے ماموں کو بازار عکاظ میں مال لٹانے پر ڈانٹتے ہوئے یہ اشعار کہے:

(۱) اے میرے ماموں مجھے اور میرے مال کو چھوڑ دے کہ میں نے اس کے ساتھ کیا کیا، اور جو کچھ تیرا حصہ ہوگا میں وہ ضرور ادا کر دوں گا۔

(۲) بیشک نہیک تو مگر ہو سکتا ہے مگر اس کے عمدہ اخلاق (انکار نہیں کر سکتے)، یہاں تک کہ کالے سیاہ پتھروں والے پہاڑ فنا ہو جائیں۔

(۳) میں ہرگز تیری اطاعت و فرمانبرداری نہیں کروں گا مگر یہ کہ تو مجھے ہمیشہ ساتھ رکھے۔ پھر بھی تو اپنے منصوبوں کو دیکھ لے کہ تو مجھے اپنے ساتھ رکھ سکتا ہے؟

(۴) تعریف نہیں پہنچی جاتی مگر اس شخص کو جس کے پاس اس کی قیمت ہو۔ اور میں ہرگز ناپسندیدہ مال کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا۔

۷۹۲۰ مزی

سلسلہ نسب یوں ہے: مزی بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عئید بن الابجر۔ ان کی نسبت انصاری اور خدری ہے۔ ابوسعید کے چچا ہیں۔ امام عدوی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ جنگ اُحد میں شریک تھے جبکہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے ساتھ ساتھ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے، لیکن خیبر میں حاضر نہیں ہو سکے تھے۔ پھر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مال غنیمت میں سے ان کو حصہ دیا تھا۔ اور ان کا کچھ تذکرہ سرہ بن جندب کے حالات کے ضمن میں گزرا ہے اس لیے کہ سرہ بن جندب نے ان کی والدہ سے شادی کر لی تھی اور یہ اس وقت چھوٹے تھے تو سرہ کی گود میں پلے پڑھے اور پرورش پائی۔ غزوہ اُحد میں مزی نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سفارش کی تھی کہ ان کو بھی ساتھ لے جائیں اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چھوٹا قرار دے کر واپس کرنے لگے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

باب میم کے بعد زاء

۷۹۲۱ مزد بن ضرار

سلسلہ نسب یوں ہے: مزر بن ضرار بن سنان بن عمرو بن دحاش بن بجالہ۔ غطفانی اور ثعلابی نسبت ہے۔ ان کے نام کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام یزید اور مزر دلقب تھا جو ان کے اشعار سے پڑھا گیا تھا۔
”میں نے کہا کہ عئید! اسے چبا! اس لیے کہ میں تو یقیناً جوانی میں بوڑھوں کے چبانے کے لیے چبانے والا ہوں۔“

مشہور شاعر شتخ کے بھائی ہیں ان کا کچھ تذکرہ ان کے بھائی کے حالات میں گزرا ہے۔ ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اپنے یہ اشعار پڑھے تھے جن میں سے چند ایک یہ ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو معلوم ہونا چاہیے، میں نے ان جیسا قریبی پر مہربانی، فضل کرنے کے زیادہ قریب کوئی نہیں دیکھا۔ اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہو، ہم تو ایسے تھے جیسے....
امام عسکری رحمۃ اللہ علیہ نے ان شعراء میں ان کا بھی تذکرہ فرمایا ہے جن کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ثابت ہے۔ اور بعض یہاں تک بھی فرماتے ہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور شعر پڑھے تھے۔

* استیعاب (۲۵۷۳) تجرید (۷۰/۲)

* استیعاب (۳۳/۴)

* اسد الغابہ (۴۸۵۱) استیعاب (۲۵۷۴) تجرید (۷۰/۲)

* یہ شعر مختلف الفاظ میں منقول ہے۔

* اغانی (۱۵۸/۹) الشعر والشعراء (۲۷۴)

* استیعاب (۳۳/۴)

امام مرزبانی فرماتے ہیں کہ ان کی کنیت ابوضرار ہے یا ابو الحسن ہے۔ یہ شاخ کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار مشہور ہیں۔ اور یہ بہت زیادہ مذمت و جویان کرتے تھے۔ جیسے انہوں نے قسم کھائی ہو کہ جو بھی مہمان آئے گا اس کی مذمت کیے بغیر نہیں رہیں گے۔ حتیٰ کہ ان کا اپنا گھر اور اپنے بیٹے کا گھر بھی اس مذمت اور عیب جوئی سے نہیں بچ سکتا تھا۔ پھر ان کو اسلام کی دولت ملی اور یہ مسلمان ہو گئے اور ذیل کے اشعار کہے:

”دل تکلیفوں اور پریشانیوں سے تندرست ہو گیا اور ملامت کرنے والیاں اُکٹا گئیں۔ حالانکہ لیلیٰ کی محبت کی شدت جدا ہونے کا نام نہیں لیتی تھی۔“

اور مزید فرماتے ہیں:

”یقیناً وہ جانتے ہیں کہ گزشتہ زمانوں میں ہی خطیب تھا جب نوجوان اور ہر تیر انداز کوشش کرتے تھے۔“
 ”میں ہی لیڈر ہوتا تھا اس شخص کے لیے جس کو میں مشقتوں میں اپنے سے جدا کرتا تھا۔ ایسی مشقتیں جس میں شیر کی بھی مدد کی جائے اور بوجھ اٹھانے والے مضبوط اونٹوں کو بھی چیلنج کیا جائے۔“
 ابن سکیت نے مزد کے لیے ذیل کے اشعار کہے:

”میں بری ہو گیا لوگوں کی گالیوں سے اللہ کی طرف رجوع اور ایسی توجہ کرنے کے ذریعہ جس کے کرنے والے کو پکارا نہیں جائے گا۔“

ابن سعد نے ایک ضعیف سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ان اشعار کا کہنے والا کون ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت پر کہے گئے:

”اللہ تعالیٰ بہتر بدلہ عطا فرمائیں امیر المؤمنین کی طرف سے اور اللہ کا ہاتھ برکت دے اس پھٹی ہوئی خلافت کی چادر میں۔“

تو لوگوں نے جواب دیا کہ ان کا قائل مزد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پھر دریافت فرمایا کون مزد؟ انہوں نے قسم کھا رکھی تھی کہ یہ اس سال حج کے لیے نہیں جائیں گے۔

بعض حضرات نے ان تمام اشعار کو شاخ کی طرف منسوب کیا ہے۔

۷۹۲۲ مزیدہ بن جابر العبدی العصری

ابن مندہ نے ان کے والد کا نام جابر ذکر کیا ہے جبکہ ابن کلبی کے ہاں ان کے والد کا نام مالک ہے اور سلسلہ نسب یوں ہے:

مزیدہ بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افسی بن عبد القیس۔ یہ ہود بن

عبداللہ عصری کے نانا تھے اور یہی معتقد ہیں۔

اور ابن مندہ نے جن کا تذکرہ کیا ہے وہ ان کو وہم ہوا ہے۔ اس لیے کہ یہ مزیدہ بن جابر العبدي۔ بنو امیہ میں سے قطری بن فجارہ کے زمانہ میں خارجیوں کا قاضی تھا۔ عبداللہ بن عیاش المنتوف اخباری نے ان کا تذکرہ نقل کیا ہے۔ اور اسی مزیدہ مود کے نانا کی ایک حدیث بھی ہے جس کو امام ترمذی وغیرہ نے نقل فرمایا ہے۔ *

اور ان کا تذکرہ صحابہ بن عباس کے حالات میں گزرا ہے اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مزیدہ عصری کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا بھی شرف حاصل ہے۔

۶۹۲۳ مزیدہ بن حوالہ

ان کا تذکرہ زائدہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۶۹۲۲ مزیدہ بن مالک

۶۹۲۲ نمبر میں ان کا تذکرہ ابھی گزرا ہے۔

باب میم کے بعد سین

۶۹۲۵ مساحق بن عبداللہ *

نسب: مساحق بن عبداللہ بن خرمہ بن عبد العزی بن ابی قیس۔ قرشی، عامری لقب ہیں۔ مشہور بڑے تابعین میں سے ہیں، ان کے والد جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے اور ان کے بیٹے نوفل نے ان سے ایک حدیث بھی بیان کی ہے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے جس کو ابوبکر بن مقری نے اپنے فوائد میں ذکر کیا ہے، جس کی سند یوں ہے: عن احمد بن محمد بن فضل بن نصر بن علی عن ابن عیینہ عن عمرو بن دینار، عن عبد الملک بن نوفل بن مساحق عن ابیہ عن جدہ۔ یعنی نوفل اپنے والد مساحق سے نقل کرتے ہیں کہ نوفل کے دادا نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب کسی لشکر کو بھیجے تو یہ ہدایت ضرور فرماتے کہ اگر تم کسی علاقہ میں مسجد دیکھو یا اذان کی آواز تمہارے کانوں میں پڑ جائے تو اس علاقے کے کسی بندے کو قتل نہ کرو.... الخ۔ *

اور اس حدیث میں ایک اور واقعہ بھی آتا ہے کہ مسلمانوں نے ایک بندے کو قتل کر دیا تو اس کے غم میں ایک عورت بھی

* ترمذی کتاب الجہاد باب ما جاء فی السیوف (الحديث: ۱۶۹۰) معجم الکبیر (الحديث: ۳۴۵/۲۰)

* اسد الغابہ (۴۸۵۳) تجرید (۷۱/۲)

* ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب ما جاء فی الدعوة قبل القتال (الحديث: ۱۵۴۹) مسند احمد (الحديث: ۴۴۸/۳)

معجم الکبیر (الحديث: ۶۶۷/۱۷) مسند امام شافعی (۲۰۸) کنز العمال (حديث: ۱۱۲۷۶)

مجمع الزوائد (الحديث: ۲۳۳/۱۱) جامع المسانید والسنن (۲۳۳/۱۱)

الاصحاب في تبيين الصحاح (جلد ۵) ۴۱۵

چل بسی، اس لیے کہ ان دونوں کی آپس میں محبت تھی۔ اور یہ حدیث عبدالملک بن نوفل کے طریق سے بھی ہے۔ ابن عصام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں جیسے کہ عصام کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابو موسیٰ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے۔

لیکن یہ احتمال بھی ہے کہ سفیان رحمہ اللہ کی اس حدیث کے بارے میں دوسندیں ہوں۔ اور اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ اس روایت کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ یقیناً محبت کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

۴۹۲۶ مسافع الدنلی

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے اور امام طبرانی اور ابن مندہ اور ابن عدی نے مالک بن کامل کے حالات میں ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ عبدالرحمن بن سعد مؤذن کے طریق سے، مالک اپنے والد عبیدہ کے ذریعہ سے نقل کرتا ہے کہ ان کے دادا مسافع الدنلی نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ کے بندے اللہ کے سامنے سر نہ جھکاتے اور بچوں کو دودھ نہ پلایا جا رہا ہوتا اور جانور زمین نہ چر رہے ہوتے تو تم پر سخت ترین عذاب کا کوڑا برس چکا ہوتا۔ لفظ عبیدہ خطیب اور ابن ماکولا نے عین کے زبر سے قلمبند کیا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر کو ان کا نام معلوم نہ ہو سکا تو انہوں نے ان کی کنیت ابو عبیدہ لکھ کر کتنوں میں ان کے حالات ذکر فرمائے عنقریب آجائے گا اور اس حدیث کے لیے بطور شاہد اور دلیل کے ابو یعلیٰ کے پاس ایک حدیث موجود ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۴۹۲۷ مسافع بن عیاض

سلسلہ نسب: مسافع بن عیاض بن صحر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ لقب: قرشی، اہلبی ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں کہ ان کو بھی آقا علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہے، لیکن ان سے کوئی روایت نہیں مل سکی۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ ایک شاعر تھا جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کرتا تھا۔ اسی کے بارے میں اس نے اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے:

”اے تیم قبیلہ والو! کیا تم اپنے جاہل کو نہیں روکو گے چنانچہ جیسی سخت ترین مصیبت کے آنے سے پہلے۔“

اور مرزبانی بھی یہی فرماتے ہیں کہ ایک شاعر تھا جس نے حضرت حسان کی مذمت بیان کی تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب ان اشعار میں دیا۔ پہلے اس کے گھر کا تذکرہ کیا پھر فرمایا:

اسد الغابہ (ت: ۴۸۵۴) تجرید (۷۱/۲) * التاريخ الكبير (۷۰/۴)

سنن الکبریٰ (الحديث: ۳۴۵/۳) معجم الكبير (الحديث: ۷۸۵/۲۲) مجمع الزوائد (الحديث: ۲۲۷/۱۰)

جامع المسانيد والسنن (۲۳۴/۱۱) الكامل في الضعفاء (۱۶۲۲/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۵۵) استيعاب (ت: ۲۵۷۶) تجرید (۷۱/۲)

استيعاب (۳۷/۴)

”لیکن میں عنقریب اس کو تم سے پھیر کر طلحہ بن عبید اللہ کی طرف سیدھا کروں گا جو کہ بڑا بھوکا ہے۔“
یہ شعر ابو سعید سمری کی کتاب دیوان حسان میں موجود ہے۔

۷۹۲۸ مساور بن ہند

نسب: مساور بن ہند بن قیس بن زہیر۔ لقب: عیسیٰ۔ ان کا تذکرہ تیسری قسم میں ہوگا (یعنی جن کو دور نبوت نصیب ہوا)۔

۷۹۲۹ مستبیر بن ابی صعصعہ الخزاعی

شعیب بن قمرہ کے حالات میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ علاء بن حضری کے زمانہ میں یہ بھی ایک گواہ تھے۔ ابن نقون اور ابوموسیٰ نے بھی ان کا بقیہ تذکرہ کیا ہے۔

۷۹۳۰ المستورد بن حیلان العبدي

امام طبرانی نے عنینہ بن ابی صغیرہ کی روایت تخریج فرمائی ہے جس میں ان کا بھی تذکرہ ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سلیمان بن حبیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابو امامہ سے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جلد ہی تمہارے اور روم کے درمیان چار مصالحتیں ہوں گی۔ چوتھی ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر ہوگی جو ہر قل کے ملک میں سے ہوگا اور یہ صلح سات سال تک رہے گی۔ تو قبیلہ عبدالقیس کے ایک آدمی مستورد بن حیلان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اس وقت مسلمانوں کا امیر ولیڈر کون ہوگا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اولاد میں سے چالیس سال کا ایک آدمی ہوگا جس کا چہرہ چمکتے تارے جیسا ہوگا اور اس کے دائیں رخسار میں ایک سیاہ تل ہوگا اور اس پر دو اونچے چوٹے ہوں گے۔ گویا کہ وہ بنی اسرائیل کا آدمی ہے۔ وہ دس سال حکومت کرے گا زمین میں دفن شدہ خزانے نکالے گا اور بہت سے غیر مسلم ممالک کو فتح کر لے گا۔

۷۹۳۱ المستورد بن شداد

سلسلہ نسب: مستورد بن شداد بن عمرو بن حسل بن الاحب ابن حبیب بن عمرو بن سفیان بن محارب بن فہر۔ لقب: قمری، فہری، مکی۔ یہ کوفہ کے رہائشی تھے۔ خود بھی صحابی ہیں اور ان کے والد کو بھی صحبت رسالت کا شرف حاصل تھا۔ انہوں نے نبی ﷺ سے براہ راست بھی روایت بیان کی ہے اور اپنے والد سے بھی نقل کی ہے کہ ان کے والد اور ابو عبد الرحمن حبلی اور عبد الرحمن بن جبیر اور معبد بن خالد اور دیگر حضرات نے قیس بن ابی حازم اور وقاص بن ربیعہ سے روایت بیان کی ہے جو کہ بخاری و ترمذی وغیرہ میں قیس بن ابی حازم ہی کے طریق سے مذکور ہے کہ دنیا کی حقیقت آخرت کے مقابلہ میں اتنی بھی نہیں جتنی کہ ایک آدمی سمندر میں انگلی ڈالے اور پھر نکال لے تو اس انگلی کے ساتھ کتنا پانی آئے گا۔ بس یہی نسبت دنیا کی آخرت کے

اسد الغابہ (۱۱۳/۴) * اسد الغابہ (ت: ۴۸۵۷) تجرید (۷۱/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۵۸) تجرید (۷۱/۲) * المعجم الكبير (الحديث: ۷۴۹۵/۸)

معجم الكبير (الحديث: ۸/.....) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۱۹/۷)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۵۹) استيعاب (ت: ۲۵۷۷) تجرید (۷۲/۲)

ساتھ ہے۔

اور مستورد کی چند اور احادیث بھی ہیں جو سنن میں موجود ہیں اسی طرح امام مسلم نے بھی ذکر کی ہیں۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے حوض کے بارے میں ایک حدیث کو ان تک مُعلق قرار دیا جبکہ امام مسلم نے اس کو متصل مرفوع قرار دیا ہے۔ محمد بن ربح چیز بنی نے مسند صحابہ (جو مصر میں آئے تھے) میں ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ فتح مصر میں شریک تھے اور مصر کی زمین کا کچھ حصہ بھی ان کو الاٹ کیا گیا تھا۔ اور اہل مصر نے ان سے روایت کی ہے۔ اور میری معلومات کے مطابق اہل مصر کے علاوہ صرف قیس بن ابی حازم نے ہی ان سے روایت کی ہے اور بعض کا قول کے مطابق ابواسلمی سمیع نے بھی ان سے روایت کی ہے۔
وفات: ابن یونس فرماتے ہیں کہ اسکندریہ میں ان کا انتقال ہوا ۴۵ھ میں۔

۴۹۳۲ المستورد بن عضمہ

ان کا تذکرہ ایک حدیث میں ملتا ہے جس کو عبدالرزاق نے ابن عیینہ کے طریق سے تخریج فرمایا کہ ابوسعید نے نصر بن عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تھا کہ یقیناً آپ جانتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ہجر کے مجوس سے جزیہ وصول فرمایا کرتے تھے۔

۴۹۳۳ المستورد بن منہال

سلسلہ نسب: حضرت مستورد بن منہال بن قنفذ بن عصیہ بن مہصیص بن جہی بن وائل بن جشم بن مالک بن کعب بن القین۔ لقب: قضا۔

بقول ابن کلبی اور طبری کے ان کو حضور اکرم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

۴۹۳۴ مسروح بن سندر الغصی

کنیت: ابوالاسود۔ زباج الجذامی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ ان کو بھی صحبت کا شرف ملا ہے۔ اور مصر فتح ہونے کے بعد یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط لے کر مصر آئے جس میں ان کے بارے میں وصیتیں تھیں۔ اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا عبدالعزیز بن مروان کی امارت و حکومت کے زمانہ میں۔

پھر سعید بن عفیر کے طریق سے بھی تخریج فرمائی ہے کہ ابونعیم سماک بن نعیم اپنے نانا عثمان بن سعید بن سندر جرودی سے بیان فرماتے ہیں۔ ابن یونس فرماتے ہیں کہ یہاں عثمان سے مراد ان کے نانا ہیں اس لیے ان کی ملاقات اپنے نواسے سے ثابت ہے۔ اور یہ مسروح بڑے تیز طرار چست اور حاضر دماغ تھے اور بہت مالدار آدمی تھے۔ انہوں نے بڑی لمبی عمر پائی یہاں تک کہ

مسلم کتاب صفۃ الجنة باب فناء الدنيا (الحديث: ۷۱۲۶) ترمذی کتاب الزهد باب حديث مال دنیا فی الآخرة (الحديث: ۲۳۲۳)

ابن ماجہ کتاب الزهد باب مثل الدنيا (الحديث: ۴۱۰۸) مسند احمد (الحديث: ۲۲۹/۴) معجم الكبير (الحديث: ۷۱۳/۲۰، ۷۱۴)

جامع المسانید (۲۳۸/۱۱)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۶۰) تجرید (۷۲/۲) * اسد الغابہ (۱۱۴/۴) * تجرید (۷۲/۲)

عبدالملک کے زمانہ تک زندہ رہے۔ مسروح فرماتے ہیں کہ بسا اوقات میرے ساتھ دو پہر کا کھانا یا صبح کا ناشتہ کیا کرتے تھے عثمان بن سوید کے گاؤں سلیم نامی جگہ میں اور ابن سندر کا گاؤں بھی اس کے ایک طرف تھا جس کا نام قلوب قطیعہ تھا۔ اور ان کے کچھ حالات سندر کے تذکرے میں گزرے ہیں۔ بعض لوگ ان کا نام سندر بتاتے ہیں لیکن ابن سندر زیادہ بہتر ہے۔

میں کہتا ہوں: اس واقعہ میں ان کے مصر آنے کا ذکر ہے اور واقعہ زنجاع کے ساتھ پیش آیا وہ خود سندر کا اپنا واقعہ ہے جس کا ذکر ان کے حالات میں گزر چکا ہے۔

۴۹۳۵ مسروح

حضور اقدس ﷺ کی رضاعی والدہ ثویبہ کے بیٹے ہیں۔ ان کا تذکرہ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے حالات میں ہی آئے گا (یعنی مائیکہ پٹی میں جو عورتوں کا ذکر ہے اس میں)۔

۴۹۳۶ مسروق بن وائل الحضرمی

حضرت موت کے ایک وفد میں نبی ﷺ کے پاس تشریف لائے تھے اور اسلام قبول کیا۔ ابو عمر نے بھی مختصر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ابن سکین نے باقی طریق کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ سلیمان بن عمرو انصاری، ضحاک بن نعمان بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ مسروق بن وائل نبی ﷺ کے پاس آئے تھے (اور باقی حدیث مسعود بن وائل کے حالات میں آئے گی)۔ اس لیے کہ سلیمان بن عمر کو شبہ ہو گیا تھا کہ نام مسعود ہے یا مسروق۔

۴۹۳۷ مسروق العکی

ابن عساکر * ان کے تذکرہ میں فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ تو پایا ہے لیکن ملاقات اور روایت کا پتہ نہیں۔ پھر لکھا ہے کہ جنگ یرموک میں بعض گھڑسواروں کے امیر بھی تھے۔

سیف بسانہ فرماتے ہیں کہ مسروق جو کہ فلاں کے بیٹے ہیں گھوڑوں کے ایک ریوڑ پر مقرر تھے۔ فتوح میں بھی فرماتے ہیں کہ ابو عثمان نے خالد اور عبادہ سے نقل کیا ہے کہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ ابو عبیدہ نے مسروق اور علقمہ بن حکیم کو بھیجا..... اور یہ طاہر بن ابی ہالہ کے ساتھ بھی گئے تھے نبی ﷺ کی رحلت کے بعد مکہ اور اشعر کے مرتدین سے جنگ کرنے کے لیے پھر یہ عک نامی جگہ پر ہی امیر مقرر ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے عراق کی فتوحات میں بھی شرکت کی۔ اور بھی مشہور جنگوں میں ان کی شرکت ثابت ہے۔ اور یہ بات کئی بار گزری ہے کہ اس زمانہ کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کو اپنا امیر لشکر جہاد نہیں بناتے تھے۔

ابن سعد نے ابن ابی عون کے طریق سے ذکر کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت

* اسد الغابہ (ت: ۴۸۶۴) استیعاب (ت: ۲۵۷۸) تجرید (۲/۲۷۲)

* استیعاب (۳۵/۴) معجم الکبیر (الحدیث: ۳۳۶، ۳۳۵/۲۰)

* مختصر تاریخ دمشق (۲۵۲/۲۴)

معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اپنی بیعت کی دعوت دینے کے لیے تو جریر نے دعوت بھی دی اور ترغیب دی کہ آپ بھی عام مسلمانوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس شام کے عالی مرتبت لوگ موجود تھے، یعنی ذوالکلاع، شریحیل بن سمط اور مسروق العنکی وغیرہ ان کو بہت غصہ آیا اور بڑی سخت باتیں کیں اور قاصد کو بہت برا جواب دیا اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دھمکیاں دیں کہ آپ ان کو کوئی جواب نہ دیں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ چھوڑنے کا پورا قصہ تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔

۴۹۳۸) مسطح بن اثاثہ

نسب: مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف بن قصی مُطَّلِس۔ نام: عوف، لقب: مسطح۔
اور ان کی والدہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خالہ کی بیٹی ہیں یہ مسلمان ہو گئی تھیں اور ان کے والد پہلے سے مسلمان ہو چکے تھے۔
اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی کفالت کرتے تھے کھانے پینے کی اشیاء کی ذمہ داری انہی پر تھی رشتہ داری کی وجہ سے لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانے والوں کے ساتھ مسطح باتیں کرنے لگا تو آپ رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ آئندہ سے ان کی کفالت بند۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَلَا يَأْتِلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقَرْبَىٰ... الخ﴾

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سے ان کا نان و نفقہ جاری فرمادیا۔ بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ افک کے بارے میں ایک تفصیلی روایت موجود ہے، اسی طرح امام ابوداؤد و ترمذی نے بھی ایک اور طریق سے اسی روایت کو ذکر فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ان لوگوں کو کوڑے لگوائے جنہوں نے مجھ پر تہمت لگائی تھی اور انہی لوگوں میں سے مسطح بھی ہیں۔

وفات: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور ایک قول کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے بلکہ ان کے ساتھ جنگ صفین میں بھی شریک تھے۔ اسی سال ۳۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۴۹۳۹) مسعود بن الاسود

مسعود بن اسود بن حارث بن نعلہ بن عوف بن عبید بن عوج۔ اسی طرح ایک سلسلہ نسب یہ ہے کہ ابن عدی بن کعب۔
لقب: قرشی، العدوی۔ ابن العجماء کے نام سے مشہور تھے۔ عجماء ان کی والدہ ہیں۔ عجماء ان کی والدہ ہیں جو کہ عامر بن فضل سلولی کی

اسد الغابہ (ت: ۴۸۶۵) استیعاب (ت: ۲۵۷۹) تجرید (۷۷/۲) سورة النور (۲۲)

بخاری کتاب المغازی باب (۱۲) الحدیث (۴۰۲۵) کتاب التفسیر باب ﴿ولو لا اذ سمعتموه قلتم... الخ﴾ الحدیث (۴۷۵۰)

مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک (الحدیث: ۶۹۵۱) مسند احمد (الحدیث: ۱۹۷/۶)

مصنف عبدالرزاق (الحدیث: ۹۷۴۸/۵)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۶۶) استیعاب (ت: ۲۴۰۱) تجرید (۷۲/۲)

بیٹی تھیں اور عامر کو ابن العجم کہا جاتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں اس عورت کے بارے میں جس نے چوری کی تھی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے بات کی کہ ہم اس عورت کے بدلے فدیہ (پیسے) دیتے ہیں، آپ اسے چھوڑ دیں تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس کو گناہ سے پاک کرنے میں ہی اس کی بہتری ہے.... الخ۔

اور ان کی بیٹی عائشہ ان سے روایت نقل کرتی ہے جو کہ ابن ماجہ میں بھی موجود ہے اور امام بغوی رحمہ اللہ نے سند حسن کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، اسی طرح امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ان کے حالات میں اسی طرف اشارہ کیا ہے لیکن انہوں نے ابن الاعمش فرمایا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: یہ اور ان کا بھائی مطیع ان ستر مہاجرین میں سے ہیں جو بیعت رضوان میں شریک تھے۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا مسکن مدینہ منورہ تھا جبکہ ابن حبان فرماتے ہیں کہ مصر کے رہائشی تھے (لیکن یہ وہم اور غلط خیال ہے)۔

۴۹۳۰ مسعود بن الاعجم

یہ ابن العجماء ہیں اس لیے کہ مسعود بن اسود جو مصر میں رہتے تھے اور تھے۔

۴۹۳۱ مسعود بن امیہ

مسعود بن امیہ بن خلف۔ لقب: حنظل۔ ان کا والد بدر کے دن مارا گیا تھا۔ اور ان کے بیٹے عامر نے نبی ﷺ سے روایت بیان کی ہے اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حدیث مرسل ہے۔ اور یہ صحبت نبوی کا شرف اس کے والد مسعود کو ہی حاصل ہے۔ اور یہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے یا فتح مکہ سے کچھ پہلے حالت کفر میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور ان کا بیٹا عامر فتح مکہ سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے ان کا نبی ﷺ سے براہ راست کچھ سننا اور صحبت ثابت نہیں ہاں البتہ زیارت ثابت ہے جس کی وجہ سے ان کو صحابی کہا جاتا ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مسعود ابی بن خلف کی بیٹی ہند کا خاوند تھا اور ابی اس کا چچا تھا نہ کہ باپ۔

۴۹۳۲ مسعود بن اوس

نسب: مسعود بن اوس بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار، انصاری۔ ابن اسحاق، موی بن عقبہ اور امام واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی طرح بغوی نے بھی مختصر ان کا تذکرہ لکھا ہے۔

ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ امام واقدی رحمہ اللہ نے نسب یوں بیان کیا ہے: مسعود بن اوس بن اصرم... الخ (یعنی ایک زید کا

السيرة النبوية لابن هشام عن ابن اسحاق (۲۵/۴)

ابوداؤد كتاب الحدود باب من الحد يشفع فيه (الحديث: ۴۳۷۴)

ابن ماجه كتاب الحدود باب الشفاعة من الحدود (الحديث: ۲۵۴۸) مسند احمد (الحديث: ۴۱۰/۵)

استيعاب (۴۴۶/۳) اسد الغابہ (ت: ۴۸۶۸) استيعاب (ت: ۲۴۰۳) تجريد (۷۳/۲)

السيرة النبوية (۲۶۱/۲) جامع المسانيد (۲۴۷/۱۱) استيعاب (۴۴۷/۳)

اضافہ ہے)۔ ابن یونس اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ بدر اور فتح مصر میں شریک تھے۔ مصر کے بارے میں ہے ان کی ایک حدیث ہے جس کو امام طبری رحمہ اللہ نے ابن ابیہجہ کے طریق سے کہ یزید بن عمرو مغافری نے رفیع بن ثابت کے غلام سے روایت نقل کی کہ نبی علیہ السلام کے ایک صحابی نے بڑ بڑ قوم کی ایک لونڈی دوسو دینار کی خرید کر حضرت مسعود بن اوس کے پاس بھیج دی بطور ہدیہ۔ جب ان کے پاس پہنچ گئی تو کہنے لگے کہ یہ ان بچوں میں سے ہے جس سے نبی علیہ السلام نے روکا تھا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو یہ روایت سنائی تو اس نے کہا کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے بتایا کہ ان کے کارندے و مزدور مغرب میں ہیں جبکہ خود یہ بدری ہیں۔

ابو عمر فرماتے ہیں کہ یہ وہ ابو محمد ہیں جن کا خیال تھا کہ وتر فرض ہیں، تو حضرت عبادہ نے فرمایا کہ آپ غلطی پر ہیں۔ ابن کلبی نے لکھا ہے کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ ابن اسحاق نے ان کو شرکاء بدر میں سے شمار نہیں کیا اور کہا یہ وہم ہے۔ اور جس کو انہوں نے شرکاء بدر میں سے شمار کیا ہے وہ بنی زید بن ثعلبہ میں سے ہیں۔

جعفر مستغفری فرماتے ہیں کہ وہ ابو محمد جن کو عبادہ نے غلط قرار دیا تھا وجوب وتر کے بارے میں ان کا نام مسعود بن زید بن سمیع تھا۔ عنقریب آگے آئے گا۔

۴۹۳۳ مسعود بن خالد

مسعود بن خالد بن عبد العزیز بن سلامہ خزاعی۔ ان کے والد کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ طبرانی نے ابو مالک بن ابی قارہ خزاعی کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ مجھے میرے والد نے بیان کیا کہ ان کے والد ولید نے ان کے دادا مسعود سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک بکری بطور ہدیہ بھیجی تو آپ نے اس میں سے ایک کھڑا ہمارے گھر واپس بھیج دیا تو میں نے اپنی بیوی ام خناس سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا ہے۔ تو اس نے بتایا کہ یہ اسی بکری کا ایک کھڑا ہے جو آپ نے نبی علیہ السلام کو دی تھی تو آپ نے یہ عنایت فرمایا۔ تو میں نے کہا کہ تم نے اپنے بچوں کو کھلایا کیوں نہیں صبح سے؟ تو اس نے بتایا کہ یہ بچوں کا ہی جوٹھا اور باقی ماندہ ہے، میں ان سب کو کھلا چکی ہوں۔ حالانکہ اس سے پہلے تو اس گھر میں دو تین بکریاں بھی ذبح ہوتی تھیں لیکن گوشت پھر بھی کافی نہ ہوتا۔

میں کہتا ہوں: خالد بن عبد العزیز کے حالات میں اسی سند کے ساتھ ایک دوسری روایت گزر چکی ہے۔

۴۹۳۴ مسعود بن حراش

نسب: مسعود بن حراش بن جشم بن عمرو بن معاذ عسّی۔ یہ ربیع بن حراش کے بھائی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کو نبی علیہ السلام کی محبت کا شرف ملا جبکہ ابو حاتم انکاری ہیں۔ امام عسکری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو حاتم کے علاوہ سب کا یہ کہنا ہے

معجم الكبير (الحديث: ۳۳۲/۲۰)

اسد الغابة (۴۸۷۳) تجريد اسماء الصحابة (۷۳/۲)

معجم الكبير (الحديث: ۷۹۴/۲۰) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۱۰/۸) جامع المسانيد (۲۴۹/۱۱)

اسد الغابة (ت: ۴۸۷۸) تجريد (۷۳/۲) جامع المسانيد (۲۴۷/۱۱) السيرة النبوية (۲۶۱/۲)

الاصناف في سيرة الصحابة (جلد ۲۲۲)

کہ انہوں نے نبی ﷺ سے براہ راست حدیث سنی ہے۔ ابن حبان اور ایک جماعت نے ان کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابن سکین فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی ایسی دلیل نہیں ملی جس سے ان کی صحبت نبوی ثابت ہو جائے۔ پھر عقبہ بن عامر عسی کے طریق سے روایت کیا ہے مسعود بن حراش سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنی عس سے پوچھا کہ تم نے اپنی لڑائیوں میں سب سے زیادہ صبر کرنے والا کونسا گھوڑا پایا تو انہوں نے کہا کیت (سرخ دسیاہ رنگ والا)۔

امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں * طلحہ بن یحییٰ کے طریق سے تخریج فرماتے ہیں ابو بردہ مسعود بن حراش سے روایت کرتے ہیں کہ اس اثناء میں کہ ہم صفاد مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے تو دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک نوجوان کا پیچھا کر رہے تھے جس کے ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہوئے تھے، تو میں نے پوچھا یہ کون ہے اور کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ طلحہ بن عبید اللہ ہے، اور یہ اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ اور ایک عورت ان کے پیچھے ان کو برا بھلا کہتی ہوئی گالیاں دیتی ہوئی جاری تھی تو میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ صعبہ بنت حضری ان کی والدہ ہیں۔ طلحہ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن طلحہ نے مجھے بتایا کہ عثمان بن عبد اللہ ہی نے طلحہ کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ باندھ دیا تھا تا کہ نماز پڑھنے سے روک دے اسی لیے ان دونوں کو قرین، ساتھی کہا جاتا تھا۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ ان لوگوں کی دلیل ہو جو ان کو صحابی کہتے ہیں تو اس میں ان کے لیے کوئی دلیل نہیں کیونکہ اس واقعہ میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ یہ اس وقت مسلمان بھی تھے۔

مسعود بن ربیعہ (۴۹۳۵)

نسب: مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبد العزیز بن محلم بن غالب بن عائدہ بن یحییٰ بن یحییٰ بن ہؤن۔ اور یہی قازہ بن خزیمہ بن مدرکہ قاری بقول ابن العلی سلسلہ نسب یوں بیان کیا: مسعود بن عامر بن ربیعہ بن عمیر بن سعد بن محلم بن غالب اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان کی اولاد میں محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ہیں۔ جنہوں نے مروان بن حکم کی بات کی تردید کی تھی۔

ابو عمر فرماتے ہیں: یہ شروع میں اسلام لا چکے تھے حضور ﷺ کے دار ارقم تشریف لانے سے پہلے، اور انہوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو نبی ﷺ نے ان کے اور عبیدہ بن میمان کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ *

ابن کلبی، ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ * اور ابو معشر نے ان کے والد کا نام ربیع ذکر کیا۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے تخریج فرمائی ہے۔

وفات: بقول ابو معشر وغیرہ کے ان کی وفات ۳۰ھ میں ہوئی۔ اور ان کی عمر تقریباً ساٹھ سال سے کچھ زائد تھی۔ اور ابن کلبی فرماتے ہیں کہ آل مسعود کو بنو القاری کہا جاتا تھا اور یہ مدینہ منورہ میں نبی زہرہ کے اتحادی تھے۔

مسعود بن رخیلہ (۴۹۳۶)

نسب: مسعود بن رخیلہ بن عائدہ بن مالک بن حبیب بن یحییٰ بن ثعلبہ بن قنفذ بن خلاوہ بن سبیح بن بکر بن اشجع اشجعی۔ جنگ

* تاریخ الکبیر (۴۲۱/۴) * اسد الغابہ (۱۱۹/۴) * السیرۃ النبویہ (۲۴۴/۲)

* اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۶) استیعاب (ت: ۲۴۰۸) تجرید (۷۳/۲)

اغزاب میں مسعود بنی قبیلہ اشجع کا گائیڈ تھا پھر بعد میں مسلمان ہو گیا اور بہت بکا اور سچا مسلمان ثابت ہوا۔ امام طبری رحمہ اللہ نے بھی ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ * عمر بن شہبہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں ابن شہاب سے اور وہ عروہ سے فرمایا کہ قبیلہ اشجع کے ساتھ سو آدمی آئے اور ان کا گائیڈ مسعود بن زحیلہ تھا۔ یہ اپنے قبیلہ کے پاس آئے اور اپنے جائے قیام میں ایک مسجد بنائی۔

۴۹۴۷ مسعود بن زرارہ الانصاری *

سعید بن زرارہ کے بھائی ہیں۔ امام عدوی ان کے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ اُحد میں شریک تھے۔

۴۹۴۸ مسعود بن زید *

مسعود بن زید بن سبیح انصاری۔ بقول ابن حبان: یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں اور یہ ابو محمد ہیں، کے واجب ہونے کے قائل ہیں۔ * اور مسعود بن اوس کے حالات میں یہ بات گزری ہے لیکن یہ زیادہ بہتر اور رائج بات ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مسعود بن زید ابو محمد انصاری غزوہ بدر میں شریک تھے۔ * اور حدیث و تزک روایت کرنے والے یہی ہیں۔ پھر بعض طرق سے روایت فرمائی جن میں بنی مدج کے ایک آدمی مجدعی فرماتے ہیں کہ میں نے عبادہ بنی النضر سے کہا: ابو محمد انصار کے شیخ اور بڑے ہیں۔ اور ان کی ایک دوسری سوانح حیات میں ہے کہ بنو کنانہ کے ایک آدمی فرماتے ہیں کہ ایک انصاری ملک شام میں رہتا تھا جس کی کنیت ابو محمد تھی اور ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف ملا تھا۔

۴۹۴۹ مسعود بن سعد *

ان کے والد کے نام کے بارے میں تین قول ہیں۔ (۱) بقول ابن اسحاق: * مسعود بن سعد۔ (۲) بقول موسیٰ بن عقبہ: مسعود بن عبد سعد۔ (۳) بقول واقدی: مسعود بن عبد مسعود۔ باقی نسب میں کوئی اختلاف نہیں۔ نسب: ابن عامر بن عدی بن شہم بن مجدعہ بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔ انصاری اوسی پھر حارثی۔ ابن اسحاق، ابو معشر اور موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ * اور امام بغوی رحمہ اللہ نے بھی مختصراً ان کے حالات لکھے ہیں۔

۴۹۵۰ مسعود بن سعد *

نسب: مسعود بن سعد بن قیس بن غلہ بن عامر بن زریق۔

- * تاریخ طبری (۹۱/۲) اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۷) تجرید (۷۳/۲)
 * اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۸) تجرید (۷۳/۲) * جامع المسانید (۲۴۷/۱۱)
 * الجرح والتعديل (۲۸۲/۸) * التاريخ الكبير (۴۲۱/۴) * اسد الغابہ (۱۱۹/۴)
 * السيرة النبوية (۲۴۴/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۸۷۶) استيعاب (ت: ۲۴۰۸) تجرید (۷۳/۲)

۴۹۵۲ مسعود بن سنان

مسعود بن سنان بن اسود انصاری۔ بنو سلمہ کے اتحادی تھے۔ ان کا تذکرہ اسود بن خزاعی کے حالات میں گزر چکا ہے اور یہ ابوالحقیق کے بیٹے کو قتل کرنے والوں میں سے ہیں۔

ابن مندہ نے اسامہ بن زید بن اسلم کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ اسامہ اپنے والد سے اور وہ عطاء بن یسار سے اور وہ ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک مشن پر بھیجا اور فرمایا تم چلتے رہو اور ادھر ادھر توجہ نہ کرنا اور لوگوں سے اس وقت تک نہ لڑنا جب تک کہ وہ خود لڑائی میں پہل نہ کر لیں۔ اور جہنڈا مسعود بن سنان اسلمی کے ہاتھ میں تھا دیا۔ بعض نے ان کو اسلمی کے بجائے سلمیٰ کہا ہے۔

ابو عمر فرماتے ہیں کہ غزوہ اُحد میں شریک رہے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ بقول ابن اثیر جن کا تذکرہ ہو رہا ہے یہ اور شخصیت ہیں اور جو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے وہ اور تھے۔ لیکن زیادہ بہتر اور واضح بات یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ اس لیے کہ ابن اسحاق نے شہداء جنگ یمامہ انصار میں مسعود بن سنان کا ذکر کیا ہے تو گویا کہ یہ اسلمی ہیں اور بنو سلمہ کے حلیف و اتحادی ہیں۔

۴۹۵۳ مسعود بن سنان

ان کا تذکرہ پچھلے نمبر میں گزر گیا ہے۔

۴۹۵۴ مسعود بن سوید

نسب: مسعود بن حارث بن نسلہ بن عوف بن عبید بن عویج انصاری زرقی۔

ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے ذکر کیا ہے کہ یہ شرکاء بدر میں سے ہیں۔ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ بقول ابن عمارہ یہ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن امام واقدی ان کی مخالفت میں فرماتے ہیں کہ یہ بڑھو نہ جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے مختصر ان کا ذکر لکھا ہے۔ اور ابو عمر نے کئی بار ان کا تذکرہ کیا کبھی بالتفصیل اور کبھی اجمالاً۔

۴۹۵۱ مسعود بن سعد الجذامی

امام واقدی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ فروہ بن عمر جذامی کے قاصد بن کرنی علیہ السلام کے پاس آئے تھے۔ ابن سعد نے ان سے روایت نقل کی ہے معروغہ زہری سے اور وہ عبید اللہ سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اور ایک دوسرے طریق

اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۲) استیعاب (ت: ۲۴۱۰) تجرید (۷۴/۲)

سنن کبریٰ (الحديث: ۲۲۲، ۲۲۱/۳) سيرة النبوة (۲۱۷، ۲۱۶/۳) طبقات کبریٰ (۱۲۲/۲)

استیعاب (۴۴۹/۳) اسد الغابہ (۱۲۰/۴) اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۳) استیعاب (ت: ۲۴۱۱) تجرید (۷۴/۲)

سيرة النبوة (۲۶۶/۳) معجم الكبير (الحديث: ۳۳۲/۲۰) سيرة النبوة (۲۶۶/۳)

استیعاب (۴۴۹/۳) الطبقات الكبير (۶۲/۱)

سے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے پاس قاصد بھیجے کہ وہ ان کو جا کر اسلام کی دعوت دیں۔ پھر تفصیلی قصہ ہے جس میں یہ بھی ہے کہ فروہ قیصر بادشاہ کی طرف سے بلقاء کے علاقے عمان کے گورنر تھے تو فروہ نے نبی ﷺ کو اپنے اسلام لانے کے بارے میں لکھا اور اپنی قوم کے ایک آدمی مسعود بن سعد کو ہدیہ اور خط دے کر روانہ کیا۔ تو نبی ﷺ نے خط پڑھا ہدیہ قبول فرمایا اور اس قاصد کو پانچ سو درہم بطور انعام عطا فرمائے۔

ابن عدی بن کعب قرشی، عدوی۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ یہ ان ستر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ بنی عدی بن کعب سے ان کا تعلق ہے غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ ابن سعد نے اسی طرح ان کا تذکرہ فرمایا ہے طبقہ ثانیہ میں۔

۴۹۵۵ مسعود بن الضحاک

نسب: مسعود بن ضحاک بن عدی بن اراس بن حرمہ بن لُحْم بن کبھی ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف بھی کی جاتی ہے جن کا نام ابو عمر نے حرمہ بتلایا ہے گویا کہ ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت ہوئی۔ اور ابو عمر فرماتے ہیں کہ ان کے گھر والوں اور بچوں کا خیال ہے کہ ان کو بارگاہ رسالت میں بیٹھنے کا شرف ملا ہے۔ اور ایک حدیث روایت فرمائی ہے ان کی اولاد میں سے ایک جماعت سے۔ علامہ طبرانی فرماتے ہیں کہ ابو مسعود عبدالرحمن بن شثی بن مطاع بن عیسیٰ بن مطاع بن زیادہ بن مسعود بن ضحاک بن عدی بن اوس بن حرمہ بن لُحْم نے ہمیں یہ حدیث سنائی کہ مجھے میرے والد نے بتایا اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ان کے دادا مطاع سے اور انہوں نے اپنے والد زیادہ سے اور انہوں نے اپنے دادا مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا نام مطاع رکھا اور فرمایا تم اپنی قوم کے مخدوم و سردار ہو اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ آپ نے ان کو ایک چتکبرے گھوڑے پر سوار فرمایا اور جھنڈا عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو بھی میرے اس جھنڈے کے نیچے آ گیا وہ عذاب سے محفوظ ہو گیا۔ اس کو عبدالسلام بن شثی بن مطاع نے روایت کیا ہے اپنے والد اور دادا سے لیکن زیادہ کی جگہ پر زائدہ کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۵۶ مسعود بن عبدہ

بقول امام طبری یہ اور ان کا بیٹا نیا رغوہ اُحد میں شریک تھے ابن فتحون اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

✽ مختصر تاریخ دمشق (۲۵۴/۲۴)

✽ الطبقات الکبریٰ (۱۰۴/۴)

✽ اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۴) تجرید (۷۴/۲)

✽ معجم الکبیر (الحديث: ۷۸۵/۲۰) مجمع الزوائد (الحديث: ۴۰۷/۹) جامع المسانید (۲۵۱/۱۱)

✽ اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۶) استیعاب (ت: ۲۴۱۴) تجرید (۷۴/۲)

۴۹۵۷ مسعود بن عمرو القاری

غزوہ حنین کے مال غنیمت کے نگران تھے نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم قیدیوں اور مال غنیمت کو بھرانہ نامی جگہ پر روک رکھنا۔ ابو عمرو نے بھی اجمالاً ان کا ذکر کیا ہے۔
اور ابن الکئی کے مجموعہ میں جن کا ذکر ہے وہ عمرو بن قاری ہیں جن کو نبی ﷺ نے حنین کے دن مال غنیمت پر مقرر فرمایا تھا۔

۴۹۵۸ مسعود بن عمرو

مانگنے کی ناپسندیدگی کے متعلق انہوں نے نبی ﷺ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ ان سے سعید بن یزید نے روایت کی ہے اور محمد بن جامع الطار ان کی حدیث کو اکیلے ہی بیان فرماتے ہیں حالانکہ یہ محمد بن جامع خود متروک راوی ہیں۔ اسی طرح ابن عبد البر نے بھی یہ حدیث لکھی ہے اور ابن اثیر نے بھی اس حدیث کا اقرار فرمایا ہے۔ اور ساتھ یہ بات بھی فرمائی کہ ان کی اور حدیث بھی ہے جس کو حضرت حسن نے ان سے روایت کیا ہے۔ سانپوں کے مارنے کی ممانعت کے بارے میں۔
میں کہتا ہوں: محمد بن جامع کے اکیلے روایت کرنے کا دعویٰ غلط ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث کو امام بغوی، ابن السکن، طبرانی، ابن مندہ اور ابو نعیم وغیرہ حضرات نے کئی ایسے طرق سے بیان کیا ہے جس میں محمد بن جامع کا ذکر نہیں لیکن ان سب طرق میں محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ موجود ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں عبد الکریم سے وہ سعید بن یزید سے کہ مسعود بن عمرو نے کہا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ بندہ مالدار ہونے کے باوجود دست سوال دراز کرتا رہتا ہے لوگوں سے مانگتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے۔ تو قیامت کے دن ایسا بندہ اللہ کو منہ نہیں دکھا سکے گا۔

اور دوسری حدیث کو ابن مندہ نے تحریر کیا ہے۔ معتمر کے طریق سے۔ ابو غلدہ نے حسن سے اور انہوں نے مسعود بن عمرو سے۔ اور اس سند میں جعفر بن عبد الواحد ہاشمی بھی ہیں لیکن وہ متروک ہیں اور ان پر من گھڑت حدیثیں بیان کرنے کا الزام بھی ہے۔ لیکن متن حدیث کے لیے اس سند کے علاوہ اور بھی دلیلیں ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مسعود بن عمرو بن ربیعہ بن عمرو القاری ہیں جو کہ ابن زہرہ کے حلیف و اتحادی ہیں، اور پھر

اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۹) استیعاب (ت: ۲۴۱۷) تجرید (۷۵/۲)

جامع المسانید (۲۵۳/۱۱) طبقات کبریٰ (۴۲/۴) استیعاب (۴۵۰/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۸۸) استیعاب (ت: ۲۴۱۶) تجرید (۷۴/۲)

معجم الكبير (الحديث: ۷۹۰/۲۰) مجمع الزوائد (الحديث: ۹۶۱۳) جامع المسانید (۲۵۳/۱۱)

استیعاب (۴۵۰/۳) اسد الغابہ (۱۲۱/۴)

بخاری کتاب بدء الخلق باب قوله تعالى ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ﴾ (الحديث: ۳۲۹۸)

ترمذی کتاب الاحکام باب ما جاء فی قتل الحیات (الحديث: ۱۴۸۳) مسند احمد (الحديث: ۱۴۶/۲)

حلیۃ الاولیاء (الحديث: ۲۲۷۹) جامع المسانید (۲۵۲/۱۱)

معجم الكبير (الحديث: ۳۳۳/۲۰) مسند بزار (الحديث: ۹۱۹) مجمع الزوائد (الحديث: ۹۷/۳)

اس کو بیان کیا ہے محمد بن طلحہ کے طریق سے موسیٰ بن عقبہ سے۔

۴۹۵۹ مسعود بن عمرو بن عمیر الثقفی

یہ وہی ہیں جن کے بارے میں ابو عمر کا خیال ہے کہ یہ قاری ہیں ثعلبی اپنی تفسیر میں مقاتل سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

واقعہ یہ ہوا کہ اسلام لانے سے قبل ان کے اور ان کے بھائیوں کے ذمے بنو مغیرہ بن عبد اللہ کا کچھ سود تھا لیکن جب یہ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے ان سے مطالبہ کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اسلام لانے کے بعد تو ہم سودی لین دین نہیں کر سکتے۔ تو جھگڑا عتاب بن اسید کے سامنے پیش ہوا تو اس نے ساری صورتحال نبی ﷺ کو لکھ بھیجی، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

حبیب بن عمرو اور ان کے بھائیوں کے حالات میں پیشتر گزرا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقُرَيْشِ عَظِيمٍ﴾

ثقیف کے ایک آدمی مسعود بن عمرو اور قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔
عروہ بن عمیر ثقفی کے حالات میں بھی کچھ گزرا ہے۔

۴۹۶۰ مسعود بن ہنیدہ

ان کا تذکرہ دو نمبروں کے بعد فروہ کے غلام کے ضمن میں آئے گا۔

۴۹۶۱ مسعود بن وائل

ان کو ابن مسروق بھی کہا جاتا ہے۔

ابن مندہ نے عتبہ بن ابی عتبہ کے طریق سے تخریج کیا ہے سلیمان بن عمرو سے انہوں نے ضحاک بن نعمان بن سعد سے کہ مسعود بن وائل نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے اور اسلام کی تمام ظاہری و باطنی خوبیوں سے اپنے کو مزین کیا۔ پھر نبی ﷺ سے درخواست کی کہ میں چاہتا ہوں آپ کسی بندے کو میری قوم کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجیں، مجھے اُمید ہے کہ آپ کے ذریعہ سے اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمادیں گے۔ تو نبی ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لیے لکھ دو، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! کیسے لکھوں؟ تو آپ نے فرمایا لکھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم..... پھر پوری حدیث بیان فرمائی۔

﴿سورة البقرة (الآية : ۲۷۸)﴾

﴿سورة الزخرف (الآية : ۳۱)﴾

﴿اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۲) تجرید (۷۵/۲)﴾

﴿المعجم الكبير (۷۹۵/۲۰) جامع المسانید والسنن (۲۵۴/۱۱)﴾

۴۹۶۲ مسعود بن یزید ❁

مسعود بن یزید بن سہج بن خنساء۔ اور ان کا نسب یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: شان بن عبید بن عدی بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری، سلمیٰ۔
ابن اطلق نے ❁ شرکاء بیعت عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۶۳ مسعود ❁

یہ فردہ کے غلام ہیں۔ ان کے والد کا نام بہیدہ بھی بتایا گیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کہ مسعود بن بہیدہ سلمیٰ کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ امام واقدی رحمہ اللہ نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ابن ابی سبرہ حارث بن فضیل سے روایت کرتے ہیں مسعود بن بہیدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ سے ملا اور میں نے عرض کیا کہ میں مسلمان ہونے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ ابونعیم اوس بن حجر نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بارک اللہ علیک“ اللہ تجھے برکت عطا فرمائیں۔ تیرے بیوی بچے کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ اپنے گھر میں ہیں، اسلام کے پھیلنے کی وجہ سے بہت سے لوگ نیک صالح بن چکے ہیں، ہمارے آس پاس بھی مسلمان ہی رہتے ہیں۔ تو نبی ﷺ نے مجھے دس اونٹ عطا فرمائے، میں اپنے گھر لوٹا ہم ان اونٹوں کی وجہ سے بڑے خوشحال ہو گئے۔

اسی سند کے ساتھ امام واقدی رحمہ اللہ نے غزوہ مریسج کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ ابن سعد ❁ نے کہا تمیم بن جمر ابو اوس کا آزاد کردہ غلام مسعود غزوہ مریسج میں نبی ﷺ کا گائیڈ بھی تھا اور حفاظت بھی کر رہا تھا۔

یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں ہجرت کے وقت سے ہی مسلمان ہو گئے تھے اور ان کی آزادی کے موقع پر نبی ﷺ نے دس اونٹ عطا فرمائے۔ امام بغوی اور ابن مندہ نے بریدہ بن سفیان بن فردہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ میرے دادا کا غلام مسعود کہتا تھا کہ نبی ﷺ نماز پڑھا رہے تھے دائیں جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکیلے کھڑے تھے تو میں بھی آ کر نماز میں شریک ہونے لگا تو نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا تو پھر ہم دونوں نبی ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ابوبکر و غیرہ نے زید اتم سے روایت کیا ہے۔ ❁

میں کہتا ہوں: یہ مطین، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ کے ہاں ہے اور اس کے شروع میں یہ بات بھی ہے۔ نبی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزر رہے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے مسعود! تو ابونعیم سے کہہ کہ وہ ہمارے ساتھ کوئی گائیڈ بھیجے۔ تو میں نے ابونعیم سے کہا: اس نے مجھے ہی بھیج دیا اور میرے ساتھ دودھ کی بھری ہوئی ایک مشک بھی بھیجی۔

❁ اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۳) استیعاب (ت: ۲۴۱۹) تجرید (۷۵/۲) ❁ سیرۃ النبویہ (۷۹/۲)

❁ اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۰) استیعاب (ت: ۲۴۲۰) تجرید (۷۵/۲) ❁ طبقات کبریٰ (۴۲/۴)

❁ نسائی کتاب الامامة باب موقف الامام (الحديث: ۷۹۹) معجم الكبير (الحديث: ۷۸۴/۲۰)

سیرۃ النبویہ (الحديث: ۱۰۳/۲)

میں ان کو بہت سے پہاڑ اور وادیاں عبور کروانے لگا اور میں بھی اسلام کو پہچان چکا تھا۔ تو نبی ﷺ نے نماز پڑھی... الخ۔
ان کا تذکرہ ابو تمیم اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی کے حالات میں گزر چکا ہے۔ اور ہشام بن صباحہ کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۹۶۴) مسعود غیر منسوب

ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں یزید جو کہ ہارون کے بیٹے ہیں انہوں نے حماد سے جو کہ سلمہ کے بیٹے ہیں ان سے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عروہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام میں ایک آدمی مسعود نامی تھا۔ خندق کے دن اہل قریظہ نے اس کو ابوسفیان کے پاس بھیجا کہ تم کچھ لوگ ہمارے پاس بھیج دو تاکہ ہم مدینہ کی طرف سے محمد کے ساتھ جنگ کر سکیں اور تم خندق کی طرف سے مقابلہ کرنا۔ جب نبی ﷺ کو پتہ چلا کہ دونوں طرف سے ہمارا مقابلہ کیا جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسعود ہم نے ہی تو بنی قریظہ سے کہا تھا کہ وہ ابوسفیان سے کچھ لوگ منگوائیں تو جیسے ہی وہ لوگ آئیں گے ان کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے گا۔ *

مسعود نے جب یہ سنا تو وہ اپنے آپ کو قابو نہ کر سکا اور فوراً جا کے ابوسفیان کو بتا دیا۔ تو ابوسفیان نے کہا: واللہ! محمد ﷺ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔ لہذا اس نے کوئی آدمی بھی بنو قریظہ کے پاس نہ بھیجا۔ میں کہتا ہوں: یہ واقعہ نعیم بن مسعود کے واقعے کی طرف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۹۶۵) مسعود

یہ ابو العشرآء کے دادا ہیں، تھلم کے حالات میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۹۶۶) مسلم بن اسلم *

مسلم بن اسلم بن بجرہ انصاری خزرجی۔ بسا اوقات ان کو ان کے دادا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ طبرانی * نے ابن اسحاق کے طریق سے تخریج فرمایا کہ عبداللہ بن ابی بکر نے مجھے بتایا مسلم بن اسلم بجرہ کے بارے میں جو کہ بخاری بن خزرج کے بھائی ہیں اور بوڑھے آدمی تھے وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اگر وہ کبھی مدینہ میں داخل ہوں، بازار میں اپنی ضروریات کے لیے تو اس وقت تک گھر میں آرام سے نہیں بیٹھتے جب تک کہ دو رکعتیں نہ پڑھ لیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: جو بھی تم میں سے (اس شہر میں) آئے تو اپنے گھر لوٹنے سے پہلے اس مسجد میں دو رکعتیں ضرور پڑھ لیا کرے۔ ابن مندہ نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اسی سند سے۔ لیکن انہوں نے مسلم بن اسلم کے بجائے محمد بن اسلم ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور صرف اسی ایک سند سے مروی ہے۔

مسلم بن اسلم کی ایک اور حدیث بھی ہے جس کو ابن ابی عاصم * نے ہشام بن عمار کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ اسعلیل ابن عیاش نے اسحق بن عبداللہ ابوفردہ کے بیٹے سے روایت کیا کہ ابراہیم بن محمد بن مسلم بن بجرہ انصاری اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کو بنو قریظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر کیا تھا کہ وہ ان کے زیر نفاذ بال دیکھیں کہ اگر قتل ہیں تو قتل کر دیں ورنہ نابالغ بچوں کو چھوڑ دیں۔

طبرانی نے احمد بن معقل سے انہوں نے ہشام سے اس روایت کی تخریج کی ہے لیکن مسند طبرانی میں اس حدیث کی سند یوں ہے: عن ابراہیم بن محمد بن اسلم بن بجرہ عن ابیہ عن جدہ (یعنی احمد بن معقل اور ہشام کے بجائے ابراہیم کا ذکر ہے) الف کی پٹی میں یہ سند گزر چکی ہے۔

۴۹۶۷ مسلم بن حارث *

مسلم بن حارث بن بدل۔ بعض نے حارث بن مسلم تسمی بھی کہا ہے۔ بقول امام بغوی ملک شام ان کا مسکن تھا۔ بقول امام بخاری، * ابو حاتم اور ابوزرعرہ رازی ان کو صحبت نبوی کا شرف ملا ہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حارث کے والد ہیں، خود حارث نہیں۔ امام بخاری، ترمذی اور بھی بہت سے حضرات نے فرمایا کہ صحیح بات یہ ہے کہ صحابی کا نام مسلم بن حارث ہے۔ ہاں! البتہ تابعی حارث بن مسلم ہیں۔ تو حقیقت میں اختلاف مسلم کے بیٹے کے بارے میں ہے۔ اکثر حضرات نے یوں سند بیان فرمائی ہے: عن عبدالرحمن بن حسان عن حارث بن مسلم عن ابیہ۔ اور ہشام بن عمار نے سند یوں ذکر کی ہے: عن عبدالرحمن بن مسلم بن حارث۔ لیکن پہلی سند راجح اور بہتر ہے اس لیے کہ اس جیسی اور سندیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً محمد بن شعیب بن سائبور نے عبدالرحمن سے یہ سند بیان کی ہے اسی طرح صدقہ بن خالد نے عبدالرحمن سے ایک اور حدیث بیان کی ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے التاریخ میں تخریج کیا ہے۔ حکم بن موسیٰ سے انہوں نے صدقہ سے آگے چل کر فرمایا: حارث بن مسلم تسمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مجھے ایک خط لکھ کر دیا جس میں مجھے جاننے والے گورنروں کو میرے بارے میں وصیت لکھی تھی۔ *

وفات: بقول دارقطنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انتقال فرمایا۔

۴۹۶۸ مسلم بن حارث خزاعی *

مسلم بن حارث خزاعی مصطفیٰ۔ امام بغوی رحمہ اللہ وغیرہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ کے علاوہ طبرانی، * ابن السکن، ابن شاہین، ابن عربی، ابن مندہ نے یعقوب بن محمد زہری کے طریق سے یزید بن عمرو بن مسلم سے روایت کیا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا کہ کسی نے سوید بن عامر کے یہ اشعار پڑھے:

* احاد والمثنائی (الحديث: ۲۴۵/۴) * اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۵) استيعاب (ت: ۲۴۲۱) تجريد (۷۵/۲)

* تاريخ الكبير (۲۵۹/۴) * معجم الكبير (الحديث: ۴۳۴/۱۹) مجمع الزوائد (الحديث: ۱۰۰/۸)

* اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۶) تجريد (۷۵/۲) * المعجم الكبير (الحديث: ۱۰۴۹/۱۹)

ترجمہ: ”خواہ تم حرم ہی میں رات بسر کیوں نہ کرو خود کو محفوظ نہ سمجھو کیونکہ موت ہر انسان کے پہلو میں موجود ہے۔ ہر آدمی کو اپنے دوست سے ایک دن جدا ہونا ہے اور ہر متاع جس کو تو سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے ایک دن فنا ہو جائے گا۔“

اور انہی کے بارے میں مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے سوید بن عامر سے اچھا کوئی کافر و مشرک نہیں دیکھا۔ نبی ﷺ کا بھی ارشاد ہے کہ ”اگر یہ اسلام کا زمانہ پاتا تو ضرور مسلمان ہو جاتا۔“

ابن اسکن نے مسلم بن حارث کے بجائے مسلم بن ابی مسلم ذکر کیا ہے۔ گویا کہ وہ کہنا چاہتے ہیں کہ یعقوب بن محمد اکیلی ہی یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ثقیفات میں ان کی حدیث ہمیں عالی سند سے موصول ہے۔

۴۹۶۹ مسلم بن خیشہ

مسلم بن خیشہ کنانی۔ ابوقر صافہ کے بھائی ہیں۔ ابن ابی داؤد، ابن اسکن اور طبرانی وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور زیادہ بن سيار کے طریق سے روایت تخریج کرتے ہیں۔ ابوقر صافہ کی پوتی عرہ بنت عیاض اپنے دادا سے نقل کرتی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا: کیا تیرا کوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: جی! میرا ایک چھوٹا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو میرے پاس لے آؤ۔ تو میں اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس وقت تو وہ میرے ساتھ چلا گیا لیکن جیسے ہی وہ حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو بھاگ گیا، میں اس کے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو ملا کر پکڑ کر نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی۔ آپ نے ان کا نام مسلم رکھا، جبکہ پہلے ان کا نام مقسم تھا۔ تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مسلم آپ کے ساتھ رہے گا۔

۴۹۷۰ مسلم بن ریح

مسلم بن ریح ثقفی، ابن خزیمہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور عبد الجبار بن عباس کے طریق سے روایت کی تخریج کی ہے۔ عون بن حنیفہ مسلم بن ابی ریح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نے اذان کی آواز سنی، جب مؤذن نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ حق ہے۔ جب اس نے پڑھا: اشہد ان لا الہ الا اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمہ شرک سے بیزاری کا اعلان ہے۔ پھر جب اس نے کہا: اشہد ان محمداً رسول اللہ۔ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اسد الغابہ (۱۲۴/۴) دیوان الہذلیین (۳۹/۳)

مجمع الزوائد (الحديث: ۱۲۶/۸) جامع المسانید (۲۶۲/۱۱) مسند بزار (الحديث: ۲۱۰۵)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۷) تجرید (۷۵/۲)

معجم الکبیر (الحديث: ۲۵۱۴/۳) مجمع الزوائد (الحديث: ۵۴/۸) جامع المسانید (۱۶۰/۳)

اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۹) استیعاب (ت: ۲۴۲۲) تجرید (۷۵/۲)

”اس کلمہ والا جہنم کی آگ سے بری ہے۔“

امام بغوی رحمہ اللہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے یا نہیں۔ اور میں نے بہت سی جگہوں پر دیکھا ہے ریاچ راہ پر زبر ہے۔

۴۹۶۱ مسلم بن سبع

کنیت: ابوالغادیہ۔ نام: مسلم بن سبع۔ لیکن بقول ابن حبان، مستغفری اور محفوظ، ان کا نام یسار ہے۔

۴۹۶۲ مسلم بن شیبہ

نسب: مسلم بن شیبہ بن عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالدار بن قصی، عبدری، جعی۔ ابن شاہین نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے ابوبکر بن ابی داؤد سے سنا ہے وہ فرماتے تھے عثمان صحابی ہے، شیبہ صحابی ہے۔ مسلم بھی صحابی ہیں اور یہ سارے کے سارے بیت اللہ کے دربان تھے۔ پھر عبدالکیم بن منصور کے طریق سے عبدالملک بن عمیر سے اور وہ مسلم بن شیبہ جو کہ خزائن تھے بیت اللہ کے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھے ہوں اور کوئی آدمی اپنے بھائی کو اپنے پاس بلائے اور اس بلانے والے نے اپنی مسند پر اس کے لیے جگہ چھوڑی ہو تو اس کو چاہیے کہ وہاں جا کر بیٹھ جائے اس لیے کہ یہ عزت کی بات ہے اور اگر وہاں گنجائش نہ ہو تو مجلس میں جس جگہ گنجائش ہو وہیں بیٹھ جائے۔

سفیان بن عبد الرحمن وغیرہ نے مسلم بن شیبہ کے بجائے مصعب بن شیبہ کا ذکر کیا ہے اور خطیب نے اپنی کتاب جامع میں عبد اللہ بن عمر رقی کے طریق سے اسی طرح کی روایت نقل فرمائی ہے۔

۴۹۶۳ مسلم بن عبد اللہ

شہاب کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۹۶۴ مسلم بن عبد الرحمن

بقول امام بخاری رحمہ اللہ و ابوحاتم ان کو حضور علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابوعلی اور ابن السکن نے ان کو عامری لکھا ہے۔ ابن السکن، طبرانی اور امام بخاری رحمہ اللہ نے عباد بن کثیر مکی سے روایت کی تخریج کی ہے۔ شمیمہ بنت نبھان اپنے غلام مسلم بن عبد الرحمن سے روایت کرتی ہیں کہ اس نے کہا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو فتح مکہ کے بعد صفا پہاڑی پر لوگوں کو بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔ ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مردوں جیسا تھا۔ آپ علیہ السلام نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ چلی گئی اور اپنے ہاتھوں پر زرد سرخ رنگ کی مہندی لگائی۔ اور اسی دوران ایک آدمی آیا جس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ اس ہاتھ کا

❖ مجمع الزوائد (الحديث: ۳۳۵/۱) جامع المسانيد (۲۶۴/۱)

❖ التاريخ الكبير (۳۵۲/۷) جامع المسانيد (۳۲۳/۱۱) اتحاف السادة المتقين (۲۸۲/۶)

❖ اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۴) استيعاب (ت: ۲۴۲۵) تجريد (۷۶/۲)

❖ تاريخ الكبير (۲۵۲/۴)

پاک نہ کرے جس میں لوہے کی انگٹھی ہو۔*

ابن حبان فرماتے ہیں: میں ان کی حدیث کو محفوظ نہیں سمجھتا۔

۴۹۴۵ مسلم بن عبد الرحمن الازدی

شیطان بن عبد اللہ کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا۔

۴۹۴۶ مسلم بن عبید اللہ القرشی*

ان کے نام کے بارے میں تین قول ہیں: (۱) مسلم بن عبید اللہ قرشی۔ (۲) عبید اللہ بن مسلم۔ (۳) مسلم بن مسلم۔
بلا ناغہ مسلسل نقلی روزے رکھنے کے بارے میں ان کی حدیث ہے۔ ہارون بن سلمان قرآ کے طریق سے ابوداؤد اور امام
ترمذی رحمہما اللہ نے تخریج کی ہے۔ عبید اللہ بن مسلم قرشی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا یا کسی اور
آدی نے ہمیشہ اور مسلسل روزے رکھنے کے بارے میں تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اہل خانہ کا بھی تم پر حق ہے۔ لہذا تم
رمضان کے روزے رکھا کرو اور کچھ شوال میں باقی ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو تو تمہیں ہمیشہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا
ثواب ملے گا۔*

امام بخاری اور ابونعیم ہارون سے ہی اسی طرح نقل فرماتے ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تخریج دو حضرات سے کی ہے احمد بن یحییٰ اور ابراہیم بن یعقوب سے یہ دونوں حضرات
ابونعیم سے روایت کرتے ہیں اور ابونعیم ہارون سے اور وہ مسلم سے اور یہ اپنے والد سے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ بھی اس حدیث کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: بعض حضرات نے ہارون کی سند سے ذکر کیا ہے: اور زید بن حباب نے عبید اللہ بن موسیٰ کی طرح
روایت کی ہے۔

بہت سے حضرات نے صحابی کا نام مسلم ذکر کیا ہے اور امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوفہ کے رہائشی تھے۔

۴۹۴۷ مسلم بن عبیس

www.KitaboSunnat.com

نسب: مسلم بن عبیس بن کریم بن حبیب بن عبدس۔

۴۹۴۸ مسلم بن عقبہ اشجعی

ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے باسنادہ ابراہیم بن ابی امیہ کے طریق سے روایت ذکر کی

* معجم الكبير (الحديث: ۱۵۴/۱۹) مسند بزار (الحديث: ۲۸۲) مجمع الزوائد (الحديث: ۱۷۲/۵)

جامع المسانيد (۲۶۶/۱۱) تاريخ الكبير (۲۵۲/۴)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۵) استيعاب (ت: ۲۴۲۶) تجريد (۷۶/۲)

* ابوداؤد کتاب الصيام باب في صوم شوال (الحديث: ۲۴۳۲) ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء في

صوم الاربعاء (الحديث: ۷۴۸) طبقات كبرى (۲۸۷/۳)



ہے۔ فرماتے ہیں کہ نوح بن ابی حسیب سے میں نے سنا ہے اس شخص کے بارے میں جو اشجعی قبیلہ میں سے نبی ﷺ کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ مسلم بن عقبہ ہیں۔

۴۹۷۹ مسلم بن عقبہ

ابن قانع نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ ان کی حدیث کو شعیب بن حبان بن شعیب نے زید بن ابی معاذ سے انہوں نے بکر بن وائل سے اور وہ ان سے روایت نقل کرتے ہیں اور ابن قانع نے اسی سند کے ساتھ تخریج کی ہے اور ان کے الفاظ یہ ہیں: مسلم بن عقبہ جن کو نبی ﷺ کی زیارت و ملاقات نصیب ہوئی وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور سزا دے گا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اس کو آزاد کر دے اور اس کے لیے اسی کفارے میں بھلائی ہے۔

ابو احمد عسکری فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے اور ان کی نبی ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔
امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی ان کو تابعی ذکر کیا ہے۔

۴۹۸۰ مسلم بن علاء بن حضرمی

بقول ابن مندہ ان کا نام عاص تھا، نبی ﷺ نے بدل کر مسلم رکھ دیا۔ ان کے والد کا ذکر عین میں گزر چکا ہے۔
طبرانی نے ذکر کیا بن طلحہ بن مسلم بن علاء بن حضرمی کے طریق سے تخریج کی ہے کہ وہ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا اسلم سے نقل کیا کہ میں اس وقت موجود تھا جب نبی ﷺ نے علاء بن حضرمی کو بحرین بھیجتے وقت ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ نیز فرمایا کہ کسی شخص کے لیے بھی ترک سنت و فرض جائز نہیں ہوگا، ان کے علاوہ اور کسی چیز کی پابندی ضروری نہیں۔
اور یہ بات باقاعدہ لکھ کر فرمائی کہ مجس کے ساتھ بھی اہل کتاب والا معاملہ کیا جائے۔
ابو سلیمان بن زبیر نے بھی اسی سند سے اس روایت کی تخریج کی ہے، فرق یہ ہے کہ دادا سے مراد مسلم نہیں بلکہ علاء ہیں۔
ابن مندہ نے بھی طبرانی کی طرح روایت کی تخریج کی ہے لیکن اس میں یہ بھی اضافہ ہے کہ ان کا نام عاص تھا، نبی ﷺ نے تبدیل کر کے مسلم رکھ دیا۔ اس اضافے سے ابو سلیمان کی روایت کچھ ضعیف ہو جاتی ہے۔
اور اس حدیث کا مدار عمر بن ابراہیم پر ہے حالانکہ اس کا یہاں ذکر بھی نہیں۔

۴۹۸۱ مسلم بن عمرو

نسب: مسلم بن عمرو بن ابی عترب خولید بن خالد۔ بقول ابن حبان: ان کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۶) تجرید (۷۶/۲) جامع المسانید (۲۶۷/۱۱) الضعفاء للعقيلي (۱۸۳/۲)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۷) تجرید (۷۶/۲) معجم الكبير (الحديث: ۱۰۵۹/۱۹)

اسد الغابہ (۱۲۷/۴) اسد الغابہ (ت: ۱۲۷/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۸) استيعاب (ت: ۲۴۲۷) تجرید (۷۶/۲)

امام بغوی فرماتے ہیں: مسلم بن عمرو کی کنیت ابو عقرب ہے اور یہ ابو نوفل بن ابی عقرب کے والد ہیں بصرہ ان کا مسکن تھا۔ پھر اسود بن شیمان کے طریق سے ابو نوفل بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو لہب کے بیٹے کے اور نبی علیہ السلام کی بددعا: اللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبِكَ* اے اللہ! اس پر اپنا کوئی درندہ مسلط فرما۔ اس کو ایک شیر نے پکڑا اور گھسیٹ کر لے گیا۔ امام بغوی رحمہ اللہ کے علاوہ باقیوں کے ہاں یہ ابو نوفل بن ابی عقرب ہیں۔ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ وہی ہیں یا ان کے علاوہ اور کوئی ہیں۔ اور پیچھے مسلم بن عمرو کا بھی تذکرہ ہوا ہے شاید یہ دادا کی طرف نسبت ہے۔ پھر میں نے تاریخ بخاری میں دیکھا لکھا تھا مسلم بن عمرو ابو نوفل عربی، طائی۔ علی نے کہا کہ بعض نے ان کو کنانی ذکر کیا ہے اور پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کو مسلم بن عمرو بن ابی عقرب کہا جاتا ہے، تو یہ ان کے ہاں ایک ہی شخصیت ہیں۔ ابو عقرب کے حالات میں اختلاف ہے جس کو کئیوں میں ذکر کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور زیادہ تر ان کے حالات پہلے گزر چکے ہیں۔

۴۹۸۲ مسلم بن عمیر الثقفی*

طبرانی* نے عمرو بن نعمان بابلی کے طریق سے تخریج کی ہے کہ مزاحم بن عبدالعزیز ثقفی نے فرمایا کہ مسلم بن عمیر نے مجھے بتایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو ایک سبز رنگ کا مٹی کا ایک برتن دیا جس میں کافور تھا آپ علیہ السلام نے مہاجرین و انصار کے درمیان تقسیم فرما دیا اور فرمایا اے ام مسلم ہمارے لیے بھی اس برتن میں کچھ چھوڑ دینا۔

۴۹۸۳ مسلم بن عیاض

نسب: مسلم بن عیاض بن زغب بن حبیب محارب۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ان کو راسیہ کا بیٹا بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے والد جنگ قادسیہ میں شریک تھے اور انہی کا یہ شعر ہے:

ترجمہ: ”میں نے سعد کے لشکر سے اس کی شادی کر دی تو وہ یوں ہو گئی کہ ان کے ارد گرد بکر بن وائل کے دونوں بیٹے گھومنے لگے۔“

اور سعد سے مراد سعد بن ابی وقاص ہیں اور اپنے والد کی طرح یہ مسلم بھی شاعر تھے اور ان کے یہ اشعار ہیں:

”اے میرے چچا زاد بھائیو! تم ہم پر ظلم نہ کرو اس لیے کہ جب ہم پر ظلم کیا جاتا ہے تو ہم اس ظلم کو برداشت نہیں کرتے۔“

پھر اگر تم گزری ہوئی باتوں کو چھوڑ دو یا ہماری سخاوتوں اور شرافتوں کے ساتھ بخل کرو تو ہم نے اس سے علاوہ بھی بہت سی شرافتیں اور

* مسند احمد (الحديث: ۴۷۱/۴) مستدرک حاکم (الحديث: ۵۳۹/۲) جامع المسانید (۲۶۸/۱۱)

سنن کبریٰ للبیہقی (الحديث: ۹۶/۲) دلائل لأبی نعیم (الحديث: ۱۶۳)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۰۹) استیعاب (ت: ۲۴۲۸) تجرید (۷۶/۲)

* معجم الکبیر (الحديث: ۱۰۵۸/۱۹)

سناؤ تیس پیچھے چھوڑی ہیں۔

اور ہم سب نے آ کر تمہارے خلاف نبی ﷺ کے ہاتھ مبارک پر بیعت کر لی ہے۔ اور ہم نے تمام کاموں کا انتظام کر لیا ہے۔ اور بڑے بڑے سخت ترین مصائب بھی ہم برداشت کر چکے ہیں۔

ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اور ان کے والد عیاض کو نبی ﷺ کی صحبت کا شرف ملا ہے۔ اور حرف عین میں ان کے حالات گزر چکے ہیں۔

۴۹۸۴ مسلم

یہ ربط کے والد ہیں، اور ان کی بیٹی ان سے روایت کرتی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں شریک تھا تو آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے، میں نے کہا: غراب، فرمایا: آج کے بعد تمہارا نام مسلم ہے۔

بقول ابن اسکن کے اس کے علاوہ ان سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب المفرد اور تاریخ کبیر میں اس کی تخریج کی ہے۔ اور امام بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند یوں بیان کی ہے۔ عبد اللہ بن حارث بن ابزی فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ محترمہ نے بتایا کہ میرے نانا حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود تھے اور ان کا نام غراب تھا نبی ﷺ نے تبدیل فرما کر مسلم رکھ دیا۔

بقول ابو عمر اور بغوی یہ مکہ کے رہائشی تھے اور ان کی بیٹی کا نام ربطہ تھا۔

۴۹۸۵ مسلم، والد صفیہ

امام طبرانی رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی کوئی حدیث وغیرہ بیان نہیں فرمائی۔

۴۹۸۶ مسلم، والد عباد

ابن مندہ نے یعقوب ثقی کے طریق سے ذکر کیا ہے عنبسہ بن سعید رازی سے انہوں نے ابولیلیٰ سے انہوں نے عباد بن مسلم سے اور یہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ میرے والد کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھے تھے۔

۴۹۸۷ مسلم، والد عوسجہ

بقول ابن حبان: ان کو صحبت رسالت مآب ﷺ حاصل تھی۔ بقول بغوی: میرا خیال ہے یہ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اور

اسد الغابہ (ت: ۴۸۹۸) استیعاب (ت: ۲۴۲۹) تجرید (۷۵/۲) تاریخ الکبیر (۲۵۲/۷)

معجم الکبیر (۱۰۵۰/۲۰) مسند ابی یعلیٰ (الحدیث: ۲۳۱/۱۲) تاریخ الکبیر (۲۵۲/۷)

مجمع الزوائد (الحدیث: ۵۲/۸) جامع المسانید (۲۷۱/۱۱)

استیعاب (۴۵۳/۳) معجم الکبیر (۴۳۷/۱۹) اسد الغابہ (۴۹۰/۱)

جامع المسانید (۲۷۴/۱۱) اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۰) تجرید (۷۶/۲)

ہارون بن عبد اللہ نے مہدی بن حفص سے روایت نقل کی ہے کہ ابوالاحوص سلیمان فرم سے وہ عوجہ سے اور یہ اپنے والد مسلم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ ﷺ موزوں پر مسح فرماتے رہے۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مہدی کے علاوہ کسی نے بھی اس کو مسند قرار نہیں دیا اور یہ ان سے غلطی ہوئی۔

ابن ابی خثیمہ نے اس کی تخریج کی ہے، مہدی سے اور وہ ابن السکن سے باسنادہ۔ امام بغوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت موقوف ہے۔ عبد اللہ بن مسعود پر کہ عوجہ نے ان سے روایت کی ہے۔ اور بقول ابن السکن یہ حضور ﷺ کے ساتھ سفر نہیں تھا بلکہ عبد اللہ بن مسعود کے ساتھ ہی تھا۔ اور مہدی کی سند بھی یہ ہے کہ ابوالاحوص نے سلمان سے انہوں نے عوجہ سے اور وہ اپنے والد سے کہ انہوں نے فرمایا میں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مہدی کی طرح طبرانی * نے بھی اس روایت کی تخریج کی ہے۔ عبد اللہ بن احمد بن حنبل۔ محمد بن جعفر وزکانی سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوالاحوص سے۔ اس روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو تقاضا سے فراغت کے بعد وضو کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ موزوں پر مسح فرما رہے تھے۔

۴۹۸۸ مسلم

امام بغوی رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ ابوالغادیہ جہنی کا نام ہے۔ کئیوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

مَسْلَمَہ نامی لوگوں کا تذکرہ

۴۹۸۹ مَسْلَمَہ بن اسلم *

نسب: مسلم بن خریش بن عدی بن مجدہ بن حارثہ انصاری۔ ابن عبد البر * نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ..... میں شہید ہو گئے تھے۔

۴۹۹۰ مَسْلَمَہ بن قیس انصاری *

ابن مندہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مدینہ کے رہائشی تھے۔ اور حبیب بن ابی حبیب کے طریق سے ابراہیم بن حصین اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے اور وہ مسلم بن قیس سے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جبریل علیہ السلام سے گواہ کے ساتھ قسم کے معاملہ میں مشورہ کیا ہے۔ *

* معجم الکبیر (الحديث: ۱۰۵۷/۱۹) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۳) استيعاب (ت: ۲۴۳۱)

* الاستيعاب (۴۵۴/۳) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۵) تجرید (۷۷/۲)

* جمع الجوامع (الحديث: ۳۰۷۶) جامع المسانيد (۲۷۶/۱۱)

۴۹۹۱ مسلمہ بن مالک

نسب: مسلمہ بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن واثلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک فہری۔

یہ حبیب بن مسلمہ کے والد ہیں۔ مستقفری نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ ابن جریج سے وہ ابوملیکہ کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن مسلمہ فہری نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو ان کے والد نے نبی ﷺ سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا بیٹا میرا دست و بازو ہے، ہر معاملہ میں میرا مددگار ہے تو نبی ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنے والد کے ساتھ واپس چلے جاؤ۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے حبیب فہری کے حالات میں اس روایت کی تخریج کی ہے داؤد عطار کے طریق سے ابن جریج سے اور اس روایت میں حبیب بن مسلمہ کا ذکر نہیں ہے اور انہوں نے حبیب بن مسلمہ اور حبیب فہری کے درمیان فرق کیا ہے۔ ابو نعیم نے اس روایت کی تخریج کی ہے ابو عاصم اور حجاج بن محمد کے طریق سے اور یہ دونوں ابن جریج سے روایت کرتے ہیں اور اس روایت میں حبیب بن مسلمہ کا بھی ذکر ہے۔

۴۹۹۲ مسلمہ بن مخلد

نسب: مسلمہ بن مخلد بن صامت بن نيار بن لودان بن عبدو بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ النصارى، خزرجی یازرتی۔

کنیت: ابوسعید۔

ابن اسکن اور ابو نعیم وغیرہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

ابن اسکن نے مزید کہا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی نبی ﷺ سے خود سننے کا ذکر نہیں کیا۔

اور ابو نعیم نے ابن عون کے طریق سے تخریج کیا ہے کحول سے انہوں نے فرمایا کہ عقبہ بن عامر مسلمہ کے پاس گئے جبکہ وہ مصر کے گورنر تھے تو ان سے جا کر کہا کہ آپ کو وہ دن یاد ہے جب نبی ﷺ نے فرمایا تھا جس شخص کو اپنے (مسلمان) بھائی کا کوئی عیب معلوم ہو اور وہ اس کو چھپالے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں مجھے یاد ہے تو انہوں نے کہا کہ بس اسی وجہ سے میں اور آپ دونوں بھائی بھائی ہوئے۔

ابو نعیم نے بھی کعب کے طریق سے تخریج کی ہے کہ موسیٰ بن علی اپنے والد سے اور وہ مسلمہ بن مخلد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جس وقت نبی ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی اس دن میں پیدا ہوا۔ اور جس وقت نبی ﷺ نے دنیا سے رحلت فرمائی اس وقت میں دس برس کا تھا۔

اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۶) استیعاب (ت: ۲۴۳۳) تجرید (۶۶/۲) تہذیب تاریخ دمشق (۳۸/۴)

اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۷) استیعاب (ت: ۲۴۳۲) تجرید (۷۷/۲)

معجم الکبیر (الحديث: ۳۴۹/۱۷) کنز العمال (الحديث: ۶۳۹۱)

امام احمد رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح اس کو روایت فرمایا ہے اور مزید یہ فرمایا کہ مسلمہ کو نبی علیہ السلام کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ لیکن شاید ان کی مراد یہ ہے کہ خصوصی طور پر مل بیٹھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن ربیع جیزی نے اس کو دو طریق سے روایت کیا ہے ایک تو بالکل اوپر والے طریق سے اور دوسرا فرمایا کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ تشریف لائے تو میں چار سال کا تھا اور جب دنیا سے پردہ فرمایا تو میں چودہ برس کا تھا۔ اور یہ بھی اضافہ ہے کہ اہل مصر کی ان سے دو حدیثیں ہیں ایک یہ کہ عورتوں کو ابھارو کہ وہ اپنے گھروں کے اندر مخصوص کمروں میں رہیں اور اس میں بھی زور زور سے نہ چیخیں نہ بولیں۔ دوسری یہ کہ ہجرت کے پہلے سال وہ پیدا ہوئے تھے۔

ابن الربیع فرماتے ہیں کہ ان کو مصر اور مغرب دونوں کا گورنر مقرر کیا گیا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اور یزید بن معاویہ کے ابتدائی دور حکومت میں بھی گورنر رہے اور مصر میں ہی ان کا انتقال ہوا ۶۲ھ میں۔ بقول ابن الربیع، ابن حبان اور ابن برقی یزید بن معاویہ نے ان کو مصر کی امارت و حکومت دے دی تھی اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا تھا لیکن امام واقدی فرماتے ہیں یہ مدینہ واپس تشریف لے آئے تھے اور یہیں ان کا ۶۲ھ میں انتقال ہوا۔ بقول ابن السکن یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مصر میں منار کی عمارت بنوائی۔

ان کے والد کا نام مغلہ تھا۔ محمد بن ربیع نے ضمام بن اسماعیل کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ ابوقبیل کہتے ہیں کہ مصر کے گورنر حنظلہ نے میرے پاس ایک بندہ بھیجا اس نے کہا کہ اگر تیرے جسم میں کوڑے لگانے کی جگہ بھی ہو تو میں تجھے لگاؤں گا تو ابوقبیل نے حیران ہو کر پوچھا کیوں؟ تو اس نے جواب دیا کہ تم نجوی بن گئے ہو کہ تم نے یہ کہا کہ ہر بعد میں آنے والا شخص پہلے سے بدتر اور برا ہوگا۔ تو ابوقبیل نے کہا کہ یہ میرا قول نہیں بلکہ میں نے تو مسلمہ بن مغلہ سے سنا تھا۔ اور یقیناً اس نے اس وقت کہا تھا جبکہ سمندری لشکر میں وہ بطور کمک کے شامل ہوا تھا تو لشکر والوں نے اس کے آنے کو ناپسند سمجھا تھا اور وہ آپ کی ان لکڑیوں پر تھا اور کہہ رہا تھا اے مصر والو! تم مجھ سے کس چیز کا انتقام لے رہے ہو حالانکہ بخدا میں تمہاری مدد میں اور تمہاری تعداد میں اور دشمن کے خلاف تمہاری قوت میں اضافہ ہوں اور تم جان لو کہ بیشک میں اپنے بعد آنے والوں سے بہتر ہوں اور والاخر فالآخر شر ہر بعد میں آنے والا پہلے سے بدتر ہوگا۔

اور بالفاظ دیگر یوں کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہر زمانے میں بعد میں آنے والا پہلے سے برا ہوگا۔ لہذا تم میں سے جو شخص اپنے لیے زمین میں کوئی سرنگ بنا سکے تو اس کو چاہیے کہ وہ بنا لے۔

۷۹۹۳ مسئلہ

کہا جاتا ہے کہ عبدالرحمن بن منہال کا نام ہے اور عبدالرحمن کے بیٹے کے بارے میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق مسلمہ ہے اور دوسرا قول اس کے علاوہ ہے۔ ان کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا۔ ان شاء اللہ

مسند احمد (الحديث: ۱۰۴/۴) * معجم الكبير (الحديث: ۱۰۶۱/۱۹)

معجم الكبير (الحديث: ۱۰۶۳/۱۹) * معجم الزوائد (الحديث: ۱۳۸/۵) * جامع المسانيد (۲۷۹/۱۱)

جامع المسانيد (۲۷۷/۱۱) * معجم الكبير (۱۰۶۲/۱۹) * تاريخ دمشق (۲۷۲/۲۴)

۴۹۹۳ مسلمہ بن ہزان

کہا گیا کہ یہ حدان حدانی کے بیٹے ہیں۔ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ عبداللہ بن عس کی حدیث میں ان کا تذکرہ ہے اور یہ فتح مکہ کے بعد نبی ﷺ کے پاس آئے تھے اور آپ ﷺ کی مدح ان اشعار سے کی ہے:

”قصیمہ سے سواروں کو لے کر منی جانے والی رقص کرتی اونٹنیوں کے رب کی قسم! اللہ کے رسول ہم میں محمد ہی ہیں۔ کعب سے ہی ان کی سرداری اور پاکیزگی چلی آ رہی ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے ایسی واضح دلیل لائے جس سے روشنی لینے والے کو اللہ تعالیٰ پریشانی کی ظلمت سے نور بخشے گا۔ جب جنگوں میں اونچے گھوڑوں کے سینے اور تلواروں کی مار کا ملاپ ہوا تو انصار نے آپ کی مدد کی۔“

مرزبانی نے اسی طرح ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں۔

۴۹۹۵ مسور بن عمرو

نبی ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نجران والوں کو جو معاہدہ امان لکھ کر دیا تھا اس وقت یہ وہاں موجود تھے۔ سیف نے طلحہ اعلم سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ عکرمہ سے اور ابن قحون نے اپنے استدراک میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۹۶ مسور بن مخرمہ

نسب: مسور بن مخرمہ بن نوفل بن اُبییب بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن لوی۔ لقب: قرشی، ڈہری۔ بقول مصعب زبیری ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت عوف تھا، جو کہ عبدالرحمن کی بہن ہیں اور مسلمان ہو کر ہجرت فرما گئی تھیں۔ بقول یحییٰ بن بکیر ان کی پیدائش ہجرت مدینہ کے دو سال بعد ہوئی۔ اور فتح مکہ ۸ھ کے بعد ذی الحجہ کے مہینے میں مدینہ آ گئے تھے اور یہ چھ سال عمر میں انفع کے غلام تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں اور ان کی حدیث نبی ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیجنے کے بارے میں صحیحین وغیرہ میں موجود ہے اور امام مسلم کے ہاں بعض دوسرے طرق سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے خود سنا اور میں اس وقت سمجھ دار تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے لیکن دیگر حضرات

تجريد ۳۷۷/۲ * اسد الغابہ (ت: ۴۹۱۹) استيعاب (ت: ۲۴۳۴) تجريد (۷۷/۲)

* بخاری كتاب الخمس باب ذكر من درع النبي وعصاه (الحديث: ۳۱۱۰)

مسلم كتاب فضائل الصحابة باب فضائل فاطمه (الحديث: ۶۲۵۹)

ابوداؤد كتاب النكاح باب ما يكره ان يجمع بينهما من النساء (الحديث: ۲۰۶۹)

ابن ماجه كتاب النكاح باب القيرة (الحديث: ۱۹۹۹) مسند احمد (الحديث: ۳۲۶/۴)

صحيح ابن حبان كتاب اخبار النبي عن مناقب الصحابة (الحديث: ۶۹۵۶) معجم الكبير (الحديث: ۲۰/۲۰)

جامع المسانيد (۳۰۸/۱۱)

فرماتے ہیں کہ نہیں یہ ہجرت کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں اور حدیث میں غنم کا معنی بالغ ہونا نہیں بلکہ صرف بچہ ہونا اور اپنی ذمہ داری کو ہوشیاری سے ادا کرنے والا ہونا مراد ہے۔ بقول مصعب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس زیادہ تر بیٹھے تھے، اور بغوی زیر یہ صاحب علم و فضل اور عالم دین تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے ام بکر بنت مسور کے طریق سے تخریج کیا ہے کہ ان کے والد مسور نے کہا کہ ایک دفعہ ذکر ہے کہ نبی ﷺ وضو فرما رہے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا تھا تو ایک یہودی میرے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ کی کمر مبارک سے کپڑا ہٹا تو مہربوت نظر آئی۔ اس یہودی نے مجھے کہا کہ تم جا کر کپڑا اٹھاؤ تاکہ اچھی طرح زیارت کر سکو تو میں کپڑا اٹھانے لگا تو آپ ﷺ نے چلو میں پانی لے کر میرے چہرے پر پھینکا۔

عثمان بن حکیم کے طریق سے مروی ہے، ابو امامہ بن سہل مسور سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آ رہا تھا اور میرا تہبند کچھ ڈھیلا تھا تو وہ کھل گیا اور میں پتھر اپنی جگہ پہنچائے بغیر نہ رکھ سکا تو نبی ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا جاؤ پہلے اپنا کپڑا اٹھاؤ اور ننگے نہ پھرا کرو۔

مسور نے خلفاء اربعہ کے علاوہ عمرو بن عوف قرشی اور مغیرہ وغیرہ سے احادیث نقل کی ہے۔ اور ان سے روایت لینے والے سعید بن مسیب، علی بن حسین اور عوف بن طفیل اور عروہ کے علاوہ دیگر حضرات ہیں۔ اور یہ اپنے ماموں عبدالرحمن بن عوف لیبائی شوری کے ساتھ رہا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے ماموں سے بہت سی چیزیں یاد کیں اور پھر یہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگ گئے۔ پھر جب پہلا محاصرہ شروع ہوا تو ان کو نجیق کے ذریعہ ایک پتھر لگا جس سے یہ شہید ہو گئے۔

یحییٰ بن کثیر نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور مزید یہ فرمایا کہ ان کو نجیق سے پتھر لگا تو یہ نماز میں مصروف تھے۔ پھر پانچ دن زندہ رہے اور ان کی وفات اس دن ہوئی جس دن یزید بن معاویہ کی موت کی خبر آئی یعنی ۶۳ھ میں۔ اسی طرح ابو مسہر نے بھی بیان کیا ہے۔ امام طبری رحمہ اللہ نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۷۳ھ میں ہوئی۔ لیکن پھر ان کی غلطی پر تعاقب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان کی یہ بات غلط ہے کیونکہ اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ ان کی موت ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کے وقت ہوئی اور اسی حملے میں ان کو نجیق کا پتھر لگا تھا۔ اور یہ پہلا حملہ یزید بن معاویہ کے بھیجے ہوئے لشکر نے کیا تھا اور یہ ۶۴ھ یا ۶۵ھ کی بات ہے اور ۷۳ھ والا حملہ تو یزید کی طرف سے نہیں بلکہ حجاج کی طرف سے ہوا تھا جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ اور اس وقت تک مسور زندہ نہیں تھے۔

۴۹۹۷ مسور ابن فلان

یہ عبداللہ کے والد ہیں، ابو نعیم ان کے تذکرہ میں اشہب بن عبدالعزیز کے طریق سے تخریج کرتے ہیں۔ ابن لہیعہ ابن محیریز

مسلم کتاب الخیض باب الاعتناء بحفظ العورة (الحديث: ۷۸) معجم الكبير (الحديث: ۶/۲۰)

سنن الكبرى (الحديث: ۲۲۵/۲)

معجم الكبير (الحديث: ۳/۲۰) جامع المسانيد (۲۸۱/۱۱، ۲۸۲) مختصر تاريخ دمشق (۳۰۶/۲۴)

أسد الغابہ (ت: ۴۹۱۸) تجرید (۷۷/۲)

سے روایت کرتے ہیں اور وہ مسور کے بیٹے عبد اللہ سے کہ ان کے والد نے کہا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے رہو جب تک تمہیں اس بات کا خطرہ نہ ہو کہ تمہیں ان برائیوں کا سامنا کرنا پڑے گا جن سے تم نے منع کیا۔ اگر ایسا خطرہ ہو تو پھر خاموشی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔ *

ابونعیم فرماتے ہیں کہ یہ روایت تو اس طرح ہے لیکن ابن لہیعہ کی ابن محیریز سے کوئی روایت ہمیں معلوم نہیں ہو سکی۔

۴۹۹۸ مَسُور *

بقول عبد الغنی بن سعید اور ابن ماکولا * ان کا مَسُور ہے لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے مسور بن مخرمہ کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا نام بھی مَسُور ہی ہے اور یہ یزید اسدی، مالکی کے بیٹے ہیں۔ امام بغوی رحمہ اللہ کے بقول ان کا تعلق بنی مالک سے ہے۔

یحییٰ بن کثیر نے ان سے روایت بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا تو آپ ﷺ سے قراءت کے دوران کوئی آیت چھوٹ گئی تو سلام کے بعد ایک آدمی نے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے نماز میں وہ آیت کیوں نہ یاد دلائی۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے سمجھا شاید منسوخ ہو گئی ہو۔ * امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس کی تخریج کی ہے۔

۴۹۹۹ مَسِيب بن حزن

نسب: مسیب بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم، لقب: قرشی، مخزومی۔ یہ سعید کے والد ہیں اور یہ اوران۔ کے والد دونوں کو حضور ﷺ کی صحبت کا شرف ملا ہے۔

بخاری و مسلم میں ان کی حدیث طارق بن عبد الرحمن کے طریق موجود ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حج کر رہا تھا تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جو کہ نماز پڑھ رہے تھے میں نے پوچھا کہ یہ کونسی مسجد ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے بیعت رضوان ہوئی پھر میں سعید بن مسیب سے ملا تو اس نے کہا کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے بھی اس درخت کے نیچے نبی ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن جب ہم اگلے سال اس درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے اسے نہ پایا۔

سعید نے کہا کہ نبی ﷺ کے صحابہ کو اس بات کا علم نہیں تھا؟ تم ان سے بڑے جاننے والے آ گئے ہو۔ *

* کنز العمال (الحديث: ۵۵۵۹) جامع المسانيد (۳۱۶/۱۱)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۰) استيعاب (ت: ۲۴۳۵) تجريد (۷۷/۲) * الاكمال (۱۸۹/۷)

* ابوداؤد کتاب الصلوة باب الفتح علی الامام (الحديث: ۹۰۷) مسند احمد (الحديث: ۸۳/۴)

معجم الكبير (الحديث: ۲۷/۲) الاحاد والمثاني (الحديث: ۲۹۷/۲) (الحديث: ۱۶۰/۵)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۱) استيعاب (ت: ۲۴۳۶) تجريد (۷۷/۲)

* بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية (الحديث: ۴۱۶۲، ۴۱۶۳)

مسلم کتاب الاجارة باب استحباب مبايعة الامام (الحديث: ۴۳۳/۵) معجم الكبير (الحديث: ۸۱۵/۲۰، ۸۱۶/۲۰)

جامع المسانيد والسنن (۳۱۹/۱۱، ۳۲۰)

ان کا کچھ تذکرہ ان کے والد حزن بن ابی وہب کے حالات میں گزرا ہے۔ اور مسیب کی بخاری و مسلم میں ایک اور حدیث بھی ہے جس میں ابوطالب کی وفات کا واقعہ ہے۔*

ان تمام روایات سے مصعب زبیری کے قول کی تردید ہوتی ہے کہ انہوں نے کہا کہ اس پر اتفاق ہے کہ مسیب اور ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح ابواحمد عسکری نے بھی ان کے اس قول کی تردید کی ہے۔ یہ مسیب شام کی جنگ یرموک میں بھی شریک تھے۔ ان کی وفات کے متعلق مجھے کوئی صحیح بات نہیں مل سکی۔

۸۰۰۰ مسیب بن ابی السائب*

نسب: مسیب بن ابی السائب بن عبد اللہ بن عابد بن عمر بن مخزوم۔ لقب: قرشی، مخزومی۔ سائب ان کے بھائی کا نام ہے۔ زبیر بن بکار ان کے تذکرہ میں ابو معشر سے نقل کرتے ہیں کہ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی حدیبیہ کے مقام سے۔ اور ان کا ایک بیٹا عبد اللہ تھا جو صرہ عثمان بن عفان میں شہید ہو گیا تھا۔

۸۰۰۱ مسیب بن عمرو*

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور مقاتل بن سلیمان سے نقل کیا ہے کہ ان کا تذکرہ سورہ واللہیات کی تفسیر میں ملتا ہے کہ نبی ﷺ نے بنو کنانہ کے ایک قبیلے کے خلاف فوجی دستہ روانہ کیا اور مسیب بن عمرو اس کا کمانڈر مقرر فرمایا۔ کچھ عرصے تک اس قافلہ کی کوئی خبر نہ آئی چنانچہ منافقوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ وہ سب مارے گئے اس پر سورہ عادیات نازل ہوئی: ﴿وَالْعَادِيَّتِ صَبَاحًا﴾۔*

باب میم کے بعد شین

۸۰۰۲ مشرح اشعری*

بقول بغوی: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن ابی عاصم اور ابن سکین وغیرہ نے سلمہ بن وہرام کے طریق سے تخریج کیا کہ میل اشعریہ جو کہ مشرح کی بیٹی ہیں انہوں نے اپنے والد مشرح کے بارے میں مجھے بتایا کہ میرے والد صحابی تھے اور انہوں نے ناخن کاٹ کر جمع کر کے ان کو دفن کر دیا اور فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو ایسے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔* اس کی سند میں محمد بن سلیمان بن مسول راوی انتہائی ضعیف ہیں۔

* بخاری کتاب التفسیر باب ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا... الخ﴾ (الحديث: ۶۷۶) باب ﴿اتَّكَ لَا تَهْدِي مِنْ أَحِبِّ﴾

(الحديث: ۴۷۷۲) مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی صحة الاسلام... الخ (الحديث: ۳۹)

* اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۲) استیعاب (ت: ۲۴۲۷) تجرید (۷۷/۲) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۳) تجرید (۷۷/۲)

* سورة العاديات الآية (۱) * اسد الغابہ (ت: ۴۹۲۴) استیعاب (ت: ۲۵۸۱) تجرید (۷۸/۲)

* تاریخ کبیر (۴۵/۸) * أحاد والمثنائی (۴۵۹/۴) * معجم الکبیر (الحديث: ۷۶۲/۲۰) مسند بزار (الحديث: ۲۸۵)

مجمع الزوائد (الحديث: ۱۶۸/۵) جامع المسانید (۳۲۱/۱۱)



امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اسی سند کے ساتھ الباب الاربعین من شعب الایمان کے آخر میں اس کی تخریج کی ہے اور فرمایا کہ ابن السکن نے اس کے علاوہ ان سے کوئی روایت نہیں لی۔

۸۰۰۳ مَشرج

خالد سعدی کے بیٹے ہیں اور مشہور محدث علی بن حجر کے دادا ہیں۔

بقول ابن حبان ان کو نبی علیہ السلام کی صحبت کا شرف ملا ہے اور ابن السکن نے حسین بن اسماعیل فارسی سے انہوں نے حاتم بن عبداللہ بن عبدہ سے اور وہ علی بن حجر بن ایاس بن مقاتل بن مشرح اپنے والد سے اور وہ اپنے والد ایاس سے اور وہ اپنے دادا مشرح سے روایت کرتے ہیں کہ میں وفد عبدالقیس کے ساتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہماری بہن کا لڑکا ہمارا غیر ہے تو ارشاد فرمایا نہیں بلکہ وہ تمہاری قوم ہی کا ایک فرد ہے۔ پھر آپ نے اسے ایک چادر پہنائی اور صحراء میں ایک قطعہ زمین بھی عطا فرمایا اور اس پر ان کو فرمان لکھ کر جاری فرمایا۔

www.KitaboSunnat.com





